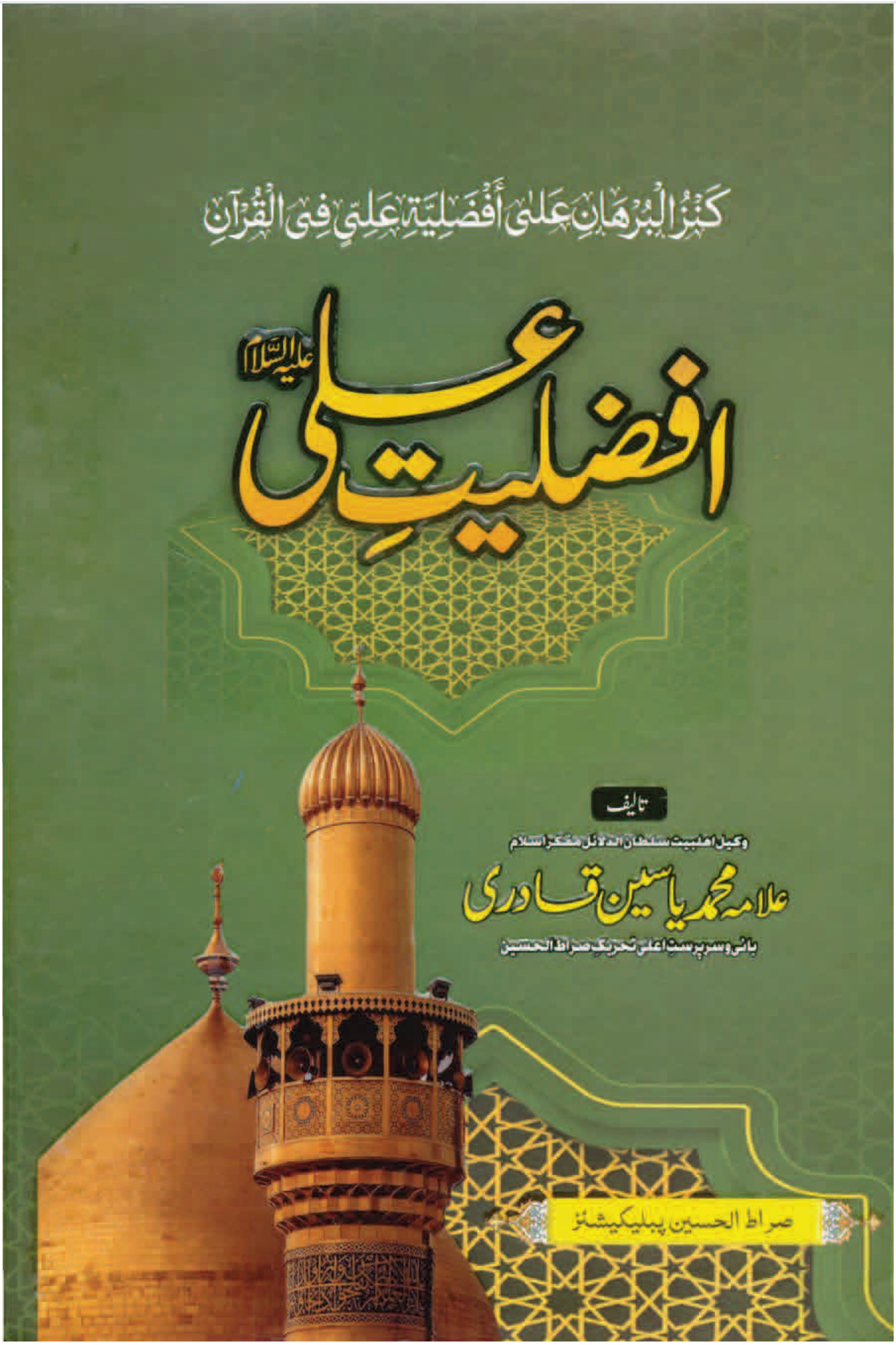

كَنْزُ الْبُرْهَانِ عَلٰى أَفْضَلِيَّةِ عَلِيٍّ فِى الْقُرْآنِ
افضلیتِ علی علیہ السلام
تالیف
وکیل اہلبیت سلطان الدلائل مفکر اسلام
علامہ محمد یاسین قادری
بانی وسرپرست اعلیٰ تحریک صراط الحسین
صراط الحسین پبلیکیشنز

كنز البرهان على أفضلية علي في القرآن

بسم الله الرحمن الرحيم

تحفہ از

دُعاؤں کی طلب گار

ڈُھولِ مدینہ و نجف و کربلا

برائے

ایصالِ ثواب و بلندیٔ درجات

محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ و محمودہ بی بی رحمۃ اللہ علیہا

كَنزُ البُرهانِ علىٰ أفضليّةِ عليٍّ في القرآنِ

افضلیتِ علی علیہ السلام

تالیف

وکیلِ اہلبیت سلطان الدلائل مفکرِ اسلام

علامہ محمد یاسین قادری

بانی و سرپرستِ اعلیٰ تحریکِ صراط الحسین

صراط الحسین پبلیکیشنز

نام کتاب .... كَنْزُ الْبُرْهَانِ عَلىٰ أَفْضَلِيَّةِ عَلِيٍّ فِي الْقُرْآنِ

تالیف .... علامہ محمد یاسین قادری بانی و سرپرست اعلیٰ تحریک صراط الحسین

تعداد 500

جلد .... اوّل

صفحات 472

اشاعت .... 5 فروری 2023ء 13 رجب ۱۴۴۴ھ

کمپوزنگ ڈیزائنگ امجد عباس بلوچ

صراط الحسین پبلیکیشنز

انتساب

اے پاک ثانیِ زہراء عالمہ غیر معلمہ ملیکۃ الشام

السیدۃ زینب کبریٰ علیہا السلام
بنتِ علی علیہ السلام

آپ کے اس نوکر نے آپکے بابا جان کی نوکری کی ہے
اپنی نوکری کو آپ کی مقدس بارگاہ میں سر جھکا کر ہاتھ
جوڑ کر پیش کرتا ہوں قبول فرمائیں۔

آپکے در کا منگتا

محمد یاسین قادری

ضروری بات

تمام پڑھنے والوں کی خدمت میں یہ درخواست کی جاتی ہے کہ اُن کو ہماری کتاب کے اعراب و حرکات یا حوالہ جات اور عبارات میں کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں ضرور آگاہ کریں ہم شکر گزار ہونگے۔ ایک اور ضروری اطلاع قارئین کو دی جاتی ہے کہ ہماری تصانیف کی کاپی کرنا پی ڈی ایف تیار کرنا سوشل میڈیا پر اپلوڈ کرنا سختی سے منع ہے ایسا کرنے والے کے خلاف ہم قانونی کاروائی کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ اُمید ہے تمام احباب ہماری درخواست پر عمل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

اذان علی قادری

چیف آرگنائزر صراط الحُسین پبلیکیشنز

اہم موضوعات

اہم موضوعات

حسنِ ترتیب

حدیث، اثر اور قول میں فرق:

یہ تینوں لفظ موقع و محل کے مطابق "تبصرات" میں استعمال ہوئے ہیں (جیسا کہ کتبِ حدیث میں)

یہ تینوں لفظ موقع و محل کے مطابق خصوصاً "تبصرات" میں اور دیگر کتبِ حدیث میں استعمال ہوئے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ قارئین ان کے فرق کو ابتداء میں ہی سمجھ لیں۔ "**حدیث**" وہ بات ہے جو سید المرسلین ﷺ سے منسوب ہو گویا رسول اللہ ﷺ کے فرمانِ بابرکت کو اصطلاح میں حدیث کہتے ہیں۔ اس کی جمع "**احادیث**" ہے۔ دوسرا لفظ: "**اثر**" ہے سید الانبیاء ﷺ کے سوا کسی کی بھی بالخصوص صحابہ و تابعین اور حد درجہ تبع تابعین کی بات کو "**اثر**" کہتے ہیں۔ اس کی جمع "**آثار**" ہے۔ احادیث کی کتابیں بالعموم احادیث و آثار دونوں پر مبنی ہوتی ہیں۔ اگرچہ سب کے لیے عمومی لفظ "**حدیث**" مستعمل ہے۔ اور جب تک بنیادی عقائد وغیرہ کی بات نہ ہو علماء بغیر کوئی فرق کیے سب کے لیے حدیث کا لفظ استعمال کر دیتے ہیں۔ تیسرا لفظ: "**قول**" ہے۔ یعنی "کہی ہوئی بات" یہ لفظ عام ہے اور ہر قسم کی بات کے لیے استعمال ہوتا ہے حتیٰ کہ حدیث و آیت کے لیے بھی عام استعمال کیا جاتا ہے جیسے عربی تفاسیر عام طور پر قولہٗ تعالیٰ (اللہ کا قول / بات) اور اسی طرح حدیث میں بھی قولہٗ ﷺ (رسول اللہ ﷺ کا قول / بات) مستعمل ہے، اردو میں ہم عام طور کہتے ہیں: فرمانِ رسول ﷺ یا فرمودۂ رسول ﷺ۔ تاہم عمومی اصطلاح میں حدیث و اثر کے سوا ہر بات کو "**قول**" کہتے ہیں۔ اس کی جمع "**اقوال**" ہے۔ تمام تر آثار و اقوال بات کرنے والے کی "رائے" کو ظاہر کرتے ہیں۔ انہیں عقائد وغیرہ میں بطور حجت استعمال نہیں کیا جاتا بشرطیکہ ان کا تعلق کسی صحیح حدیث یا نصِ قرآنی کی تشریح و تفسیر سے نہ ہو۔

موجود:

یہاں پر اور اس سے آگے جہاں لفظ موجود لکھا آئے تو اس سے مراد صرف یہ ہے کہ مصنف نے جس کتاب کا حوالہ دیا ہے اس میں یہ محولہ قول یا بات موجود ہے۔

کنز البرہان علی افضلیۃ علی فی القرآن 1

مقدمہ

چودہ سو سال سے اُمت اس بات پر مناظرے کر رہی ہے کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے بعد اُمت میں افضل کونسی شخصیت ہے۔ ایک طبقہ (گروہ) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بعد از انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام افضل مانتا ہے تو دوسرا گروہ مولا علی المرتضیٰ علیہ السلام کو بعد از مصطفی ﷺ افضل مانتا ہے۔

اِن دونوں طبقات سے ہٹ کر غیر جانبدار ہو کر قرآن و حدیث کی روشنی میں بات کی جائے تو جو حقائق سامنے آتے ہیں وہ ہم قارئین کی نذر کرتے ہیں۔

بڑی سے بڑی شخصیات جیسا کہ انبیاء و رُسل عَلَیْہِمُ السَّلَام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غوث و قطب، اولیاء و صُلحاء ہوں، افضل و اعلیٰ وہی ہوتا ہے جس کے فضائل زیادہ ہوں، مناقب زیادہ ہوں خصائص زیادہ ہوں، حضور نبی اکرم ﷺ تمام انبیاء و رُسل عَلَیْہِمُ السَّلَام سے اِس لیئے افضل و اعلیٰ ہیں۔ کیونکہ آپؐ کے مناقب و خصائص زیادہ ہیں آپؐ کے فضائل دیگر انبیاء و رُسل عَلَیْہِمُ السَّلَام سے زیادہ ہیں اس لیئے آپؐ سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء و رُسل عَلَیْہِمُ السَّلَام کو ایک مقام و مرتبہ اور درجہ دے کر مبعوث نہیں کیا بلکہ بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض کے درجات بلند کیئے ہیں۔ کسی کو علم زیادہ دیا کسی کو حُسن زیادہ دیا کسی کو معجزات زیادہ دیئے۔ سارے انبیاء و رُسل عَلَیْہِمُ السَّلَام ایک درجہ میں مبعوث نہیں کیئے۔ بلکہ مختلف درجات دے کر بھیجا۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

❖ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ۔

(سورۃ البقرہ: آیت ۲۵۳)

"یہ پیغمبرؑ (جو ہم نے دُنیا میں بھیجے ہیں) ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے"۔

پتہ چلا کہ اللہ رب العزت نے انبیاء و رُسل عَلَیْہِمُ السَّلَام کو ایک درجہ اور مقام دے کر مبعوث نہیں کیا بلکہ مختلف فضائل اور درجات دے کر بھیجا ہے۔

صفحہ نمبر ۲

حدیث نمبر ا

صحتِ حدیث: مرسل / حسن

مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ حدیث مرسل واقع ہوئی ہے جبکہ حوالہ دی گئی باقی کتبِ حدیث میں اس حدیث کی اِسناد ضعیف ہے۔

تاہم یہی حدیث کئی دیگر صحابہ سے بھی مروی ہے جن کی اسناد حسن ہے لہذا اس حدیثِ علی کو "حسن لغیرہ" کہا گیا ہے۔

ثابت ہوا کہ کوئی بھی شخصیت ہو وہ اپنے فضائل اور مناقب سے افضل ہوتی ہے۔ اپنے حسب ونسب سے اعلیٰ ہوتی ہے۔

یہ نہیں ہو سکتا اِنسان کہے کہ فضائل ومناقب آقا ﷺ کے زیادہ ہیں مگر افضل آدم علیہ السلام ہیں کیونکہ وہ پہلے نبی ہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ ترتیبِ خلافت ہی ترتیب فضیلت ہے۔ وہ غلط کہتے ہیں ورنہ اُن کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ سارے انبیاء ورُسل عَلَيْهِمُ السَّلَامُ میں آقاؐ آخری نبی ﷺ ہیں تو کیا معاذاللہ فضیلت میں بھی آقاؐ کا آخری نمبر ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ آقا ﷺ کو کسی بھی جہت سے کسی بھی پہلو سے کسی بھی زاویہ نگاہ سے دیکھیں گے تو حضور ﷺ سب سے اعلیٰ وبے مثال نظر آئیں گے۔ تمام انبیاء ورُسل عَلَيْهِمُ السَّلَامُ میں آقا ﷺ کو معجزات زیادہ ملے۔ آقاؐ کو حُسن و سخن سب سے زیادہ عطا ہوا۔ اخلاق کردار وگفتار، جمال وکمال، اور جلال سب سے منفرد ملے۔ اُمت حضور ﷺ کو سب سے زیادہ ملی۔ اللہ رب العزت کا دیدار نصیب ہوا۔

آقاؐ کا حسب ونسب سب سے اعلیٰ ہے۔ آل سب سے اعلیٰ ازواج اور اصحاب سب سے اعلیٰ ملے۔ گھرانہ اور خاندان سب سے منزہ اور مُصفّٰی ملا۔

آقا ﷺ فرماتے ہیں۔

1 عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: خَرَجْتُ مِنْ نِكَاحٍ وَلَمْ أَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِنْ لَدُنْ آدَمَ إِلَى أَنْ وَلَدَنِي أَبِي وَأُمِّي

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین کے مجھ کو پیدا کرنے تک (میرے تمام شجرہ کے ماں باپ نکاح والے تھے) میں نکاح کے ساتھ پیدا ہوا ہوں غیر شرعی (یعنی زمانۂ جاہلیت کے طریقہ) سے نہیں پیدا ہوا۔

(امام ابن ابی شیبۃ المصنف، جلد ۶، حدیث ۳۱۶۴۱)، (امام طبرانی المعجم الاوسط، جلد ۵، حدیث ۴۷۲۸)، امام دیلمی مُسند الفردوس، جلد ۲، حدیث ۲۹۴۹)، (امام ہندی کنز العمال، جلد ۱۱، حدیث ۳۱۸۷۰)
(امام ہیثمی مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، جلد ۸، صفحہ ۲۱۴)، (امام بیہقی السنن الکبری، جلد ۷، صفحہ ۱۹۰)

صفحہ نمبر ۳
حدیث نمبر ۲
صحتِ حدیث: منقطع

آقا ﷺ کا خاندان ایسا ہے کہ جس میں ہر شخصیت اعلیٰ وارفع ہے۔ اور سارے نکاح والے تھے۔ پھر حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ حضرت عُمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

2 كُلُّ نَسَبٍ وَ سَبَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ سَبَبِيْ وَنَسَبِيْ

میرے نسب اور رشتہ کے علاوہ قیامت کے دِن ہر نسب اور رشتہ منقطع ہو جائے گا۔

(امام حاکم مستدرک: جلد ۳ صفحہ ۱۵۳ حدیث ۴۶۸۴)

ان احادیث سے بھی پتہ چلتا ہے کہ تاجدارِ کائنات کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے جو فضائل اور مقام عطا کیا وہ کسی اور نبیؑ کو عطا نہیں ہوا۔ آپؐ کی زوجہ حضرت خدیجۃُ الکبریٰ علیہا السلام جیسی بیوی کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ بتول زہراء علیہا السلام جیسی بیٹی کسی کو نہیں ملی۔ اسی طرح پھر بیٹے حسن و حسین عَلَیْہِمَا السَّلَامُ بے مثال ملے۔ الغرض کسی بھی جہت سے آپ حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کریں وہ آپ کو سب سے بے مثال ہی نظر آئیں گے۔

آپؐ سارے انبیاء و رُسل عَلَیْہِمُ السَّلَامُ سے افضل و اعلیٰ قرار دیئے گئے اپنے خصائص اور مناقب کی وجہ سے آپ ﷺ کو علم سب سے زیادہ ملا، شجاعت، شرافت، طاقت، قوت، حلم، علم، حُسن، سُخن، زہد، ورع، تقویٰ، طہارت، عبادت، سخاوت، کرامت، امامت، ہر جہت اور صفت میں حضور ﷺ بے مثال ہیں اور اعلیٰ و افضل ہیں۔

پتہ چلا کہ انبیاء و رُسل عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کی جماعت میں آقا ﷺ افضل و اعلیٰ بنے اپنے خصائص اور مناقب کی وجہ سے یہ بات بالکل اظہر من الشمس ہو گئی دُنیا میں افضل و اعلیٰ وہی ہوتا ہے جس کے فضائل زیادہ ہوں۔

تاجدارِ کائنات کے بعد جس ہستی کے فضائل اور مناقب سب سے زیادہ ہیں وہ ہستی مولائے کائنات علی المرتضیٰ علیہ السلام کی ہے۔ آپؑ کے خصائص سب سے زیادہ ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد آپؑ ہی وہ شخصیت ہیں۔ جو ہر جہت میں منفرد بھی ہیں اور افضل و اعلیٰ بھی ہیں۔ جو خاندان اور حسب و نسب آپؐ کا ہے وہی مولا علی علیہ السلام کا ہے۔

عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

3 لَوْ أَنَّ الشَّجَرَ أَقْلَامٌ وَالْبُحُوْرُ مِدَادٌ وَالْإِنْسُ وَالْجِنُّ مَا أَحْصُوْا فَضَائِلَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

اگر تمام درخت قلمیں بن جائیں اور تمام سمندر سیاہی بن جائیں اور انسان اور جنّات لکھنا شروع کردیں تو پھر بھی امیر المومنین علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے فضائل نہیں لکھ سکتے۔

(امام ابنِ جوزی، تذکرۃ الخواص، صفحہ ۲۳، مطبوعہ بیروت لبنان)

یہ بھی عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں:

4 مَا نَزَلَ فِيْ أَحَدٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا نَزَلَ فِيْ عَلِيٍّ علیہ السلام۔

کسی شخص کے لیئے اتنی قرآنی آیات نازل نہیں ہوئیں جتنی مولا علی علیہ السلام کے لیئے نازل ہوئی ہیں۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۲ صفحہ ۳۶۳)،
(امام جلال الدین سیوطی، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۲ بیروت لبنان)

ایک اور روایت میں عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں:

5 نَزَلَتْ فِيْ عَلِيٍّ ثَلَاثَمِئَةَ آيَةٍ۔

مولا علی علیہ السلام کی شان میں تین سو قرآنی آیات نازل ہوئی ہیں۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر جلد ۲ صفحہ ۳۶۴)،
(امام جلال الدین سیوطی، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۲ بیروت لبنان)

اِسی طرح حضرت عُمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

6 مَا اكْتَسَبَ مُكْتَسِبٌ مِثْلَ فَضْلِ عَلِيٍّ علیہ السلام۔

نہیں کمائی کسی کمانے والے نے علی علیہ السلام جیسی فضیلت۔

(امام محب طبری، الریاض النضرۃ، جلد ۲ صفحہ ۱۸۹)

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

7 مَا جَاءَ لِأَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِنَ الْفَضَائِلِ مَا جَاءَ لِعَلِيٍّ۔

صفحہ نمبر ۴

حدیث نمبر ۳

صحتِ حدیث: **کذب، موضوع**

تبصرہ: تذکرۃ الخواص ابن جوزی نہیں بلکہ سبط ابن جوزی کی کتاب ہے۔

حدیث نمبر ۴

صحتِ حدیث: **موضوع**

حدیث نمبر ۵

صحتِ حدیث: **موضوع**

حدیث نمبر ۶

صحتِ حدیث: **موضوع**

حدیث نمبر ۷

صحتِ حدیث: **صحیح**

صفحہ نمبر ۵
حدیث نمبر ۸
صحتِ حدیث: صحیح

رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جتنے فضائل مولا علی علیہ السلام کے بیان ہوئے ہیں اتنے کسی اور کے بیان نہیں ہوئے۔

(امام حاکم مستدرک، جلد ۳ صفحہ ۱۰۷ بیروت لبنان)، (امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ صفحہ ۳۲۰)

امام ابو علی اسماعیل بن اسحاق نیشاپوری فرماتے ہیں۔

8 لَمْ يَرِدْ فِيْ حَقِّ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ بِالْأَسَانِيْدِ الْحِسَانِ أَكْثَرُ مَا جَآءَ فِي عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

جتنی احادیث صحیح اسناد کے ساتھ مولا علی علیہ السلام کے حق میں ملتی ہیں یا وارد ہوئی ہیں اتنی کسی اور صحابی کے حق میں نہیں ملتی۔

(امام محب طبری الریاض النضرۃ جلد ۲، ص ۲۸۲)

الغرض کسی بھی جہت اور زاویہ نگاہ سے آپ تاریخِ اسلام کا مطالعہ کریں تو حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد سب سے زیادہ فضائل، مناقب اور خصائص مولا علی علیہ السلام کے ملتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد جو افضل و اعلیٰ ذات ہے وہ مولا علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کی ذاتِ گرامی ہے۔

یہاں میں ایک بڑا اہم مسئلہ حل کرنا چاہتا ہوں اور اُن مُفتیانِ عظام، مشائخِ عظام، علماء و حکماء اور علم و دانش کے دعویداران کو جواب دیتا ہوں جو اپنی تقاریر و تصانیف میں بیان کرتے رہتے ہیں کہ جو شخص بعد از انبیاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل نہیں مانتا وہ گمراہ ہے اور معاذاللہ جہنمی بھی ہے۔

اُن پڑھے لکھے جاہلوں کو کوئی سمجھائے کہ اللہ کے بندو جنت اور جہنم کے ٹھیکیدار نہ بنو اور اس ظنی مسئلے کو قطعی بنانے کی ناکام کوشش نہ کرو اگر تمہارا یہی فتویٰ اور فیصلہ ہے تو پھر آؤ میں بیان کرتا ہوں کہ تمہارے فتویٰ کی زد میں کون کون آتا ہے۔ بے شمار صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم ایسے تھے جو بعد از انبیاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل نہیں مانتے تھے۔ اب اُنکے بارے میں کیا خیال ہے وہ کہاں جائیں گے کوئی مفتی، علامہ، محدث و مفسر، صوفی و مجدد صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کے مقام و مرتبہ کو چھو بھی نہیں سکتا اس لئے ہماری بات کے رد میں کسی مولوی کا حوالہ نہ لایا جائے۔ اب میں معتبر اور اعلیٰ ہستیوں کے عقائد بیان کرتا ہوں۔

صفحہ نمبر: ۶

حدیث نمبر: ۹

صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۱۰

صحتِ حدیث: صحیح

تبصرہ: مناوی نے یہ ابو یعلی سے نقل کی ہے جس میں اوپر دائر زدہ لفظ "اَفضل" کی جگہ پر "اَصدق" ہے جبکہ نبہانی نے یہ حدیث طبرانی سے نقل کی ہے جہاں پر لفظ "اَفضل" تو ہے مگر لفظ "قط" نہیں ہے۔ طبرانی کی حدیث صحیح ہے جبکہ ابو یعلی کی حدیث کو بعض نے مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف کہا ہے اور اکثر نے اسے صحیح کہا ہے۔ میں نے اکثریت کے مطابق حکم لگایا ہے۔

ترجمہ میں "افضل و اعلیٰ" کی جگہ پر اصل حدیث کے مطابق ترجمہ ہونا چاہیے: "سب سے زیادہ سچ / حق گو / شعار"

اُمُ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

اب ہم قارئین کی نذر اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ بیان کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا اس مسئلہ کو کیسے دیکھتی ہیں کیا آپ رضی اللہ عنہا بعد از ابنیاء افضل و اعلیٰ اپنے والد محترم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مانتی ہیں یا کسی اور شخصیت کو افضل و اعلیٰ مانتی ہیں اور یہ بات بھی تسلیم کرنا پڑے گی کہ دنیا کا کوئی مفتی، محدث و مفسر اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور نہ ہی وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ صاحبِ فہم و بصیرت کا دعویدار ہو سکتا ہے۔ اہلِ سنت کے فقہاء، محدثین و مفسرین، مورخین و مجددین اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی علمی بصیرت کو تسلیم کر چکے ہیں۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے۔

9 عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَارَأَيْتُ أَفْضَلَ مِنْ فَاطِمَةَ سَلَامُ اللهِ عَلَيْهَا غَيْرَ أَبِيْهَا۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سیدہ فَاطِمَۃُ الزَّہْرَاءِ علیہا السلام کے بابا (رسول اللہؐ) کے بعد سیدہ فَاطِمَۃُ الزَّہْرَاءِ علیہا السلام سے افضل و اعلیٰ کوئی اور انسان نہیں دیکھا۔

(امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد ۹: ص ۲۰۱)، (امام شوکانی در السحابۃ، جلد ۱: حدیث ۲۴)

(امام طبرانی المعجم الاوسط، جلد ۳: حدیث ۲۷۲۱)

10 عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَارَأَيْتُ أَحَدًا قَطُّ أَفْضَلَ مِنْ فَاطِمَةَ سَلَامُ اللهِ عَلَيْهَا غَيْرَ أَبِيْهَا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کوئی ایک شخص بھی سیدہ فَاطِمَۃُ الزَّہْرَاءِ علیہا السلام سے افضل و اعلیٰ اُسکے بابا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد (سوا) نہیں دیکھا۔

(امام عبد الرؤف المناوی، اتحاف السائل، ص ۲۱: مطبوعہ قاہرہ)،

(امام یوسف بن اسماعیل نبہانی، الشرف المؤبد، ص ۵۳: مطبوعہ مصر)

پس یہ بات اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیدہ کائنات فَاطِمَۃُ الزَّہرَاء علیہا السلام کی افضلیت کی قائل تھیں اُنہوں نے اپنا عقیدہ و مسلک بیان کر دیا کہ اُنکو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو افضل و اعلیٰ شخصیت نظر آتی ہیں وہ صرف اور صرف پاک سیدہ فاطمہ بتول زہراء سلام اللہ علیہا ہیں۔ اب کیا فتویٰ لگائیں گے، مُفتیانِ عظام، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر کیا وہ معاذ اللہ گمراہ تھیں وہ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بجائے پاک سیدہ علیہا السلام کو افضل مانتی ہیں۔

<u>اہلِ سُنت کے سر کا تاج امام سہیلی رضی اللہ عنہ اور امام محمود آلوسی حنفی رضی اللہ عنہ بھی اسی عقیدہ کے قائل ہیں</u>

یہ بھی سیدہ فاطمہ بتول زہراء سلام اللہ علیہا کو خلفائے راشدین اور شیخین پر افضلیت دیتے ہیں۔

امام سہیلیؒ فرماتے ہیں کہ

11 إِنَّ فَاطِمَةَ سَلَامُ اللهِ عَلَيْهَا أَفْضَلَ مِنَ الشَّيْخَيْنِ۔

بے شک فاطمہ بتول زہرا سلام اللہ علیہا شیخین (حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ) سے بھی افضل ہیں۔

(امام عبدالرؤف المناوی، فیض القدیر، جلد ۸: ص ۴۱۷)

❖ امام محمود آلوسی حنفی رضی اللہ عنہ تو خلفائے راشدین سے بھی افضل پاک سیدہ کونین علیہا السلام کو مانتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

12 إِنَّ فَاطِمَةَ سَلَامُ اللهِ عَلَيْهَا أَفْضَلَ مِنَ الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةَ رضی اللہ عنہم۔

بے شک فاطمہ بتول زہراء سلام اللہ علیہا خُلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم سے بھی افضل ہیں۔

(امام محمود آلوسی حنفی رضی اللہ عنہ۔ روح المعانی، جلد ۲۲: ص ۶)

ثابت ہوا کہ جو مفتیانِ عظام و علماء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل نہ ماننے پر گمراہی کا فتویٰ دیتے ہیں یہ فتویٰ خود اُنکی طرف ہی لوٹ آتا ہے۔

صفحہ نمبر: ۷

حدیث نمبر: ۱۱، ۱۲

صحتِ حدیث: حدیث ہے نہ اَثر

تبصرہ: نمبر ۱۱ اور ۱۲ پر مندرج اقوال حدیث ہے نہ اَثر، بلکہ سہیلی اور آلوسی کے اقوال ہیں۔ انھوں نے اپنی بحث سے یہ نتیجہ نکالا ہے یہ اقوال عین حقیقت پر مبنی ہیں اگرچہ بعض محققین نے ان پر بحث کی ہے۔ یہ بات قارئین کی توجہ میں رہے۔ لیکن یہ نتائج حق ہیں۔

امام زید بن علی علیہ السلام کا عقیدہ

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مرشد امام زید بن علی بن حسین علیہ السلام کا فرمان ہے۔

13 قَالَ زَيْدُبْنِ عَلِيٍّ عليه السلام: إِنَّ عَلِيًّا أَفْضَلَ مِنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ رضي الله عنهم۔

"حضرت زید بن علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بے شک علی بن ابی طالب علیہ السلام تمام صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔"

(امام محمد بن عبدالکریم شہرستانی، الملل والنحل، جلد 1: ص۱۵۵)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مولا علیؑ کی افضلیت کے قائل تھے آپ رضی اللہ عنہ نے اس حوالے سے بے شمار ارشادات فرمائے جن میں سے چند قارئین کی نذر کرتے ہیں۔

14 قَالَ عَبْدِاللهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنْ أَفْضَلَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم (صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم) بیان کیا کرتے تھے کہ کہ تمام اہلِ مدینہ میں علی بن آبی طالب علیہ السلام سب سے افضل ہیں۔

(امام احمد بن حنبل فضائلِ صحابہ، جلد 2: حدیث۱۰۹۷)(امام بزار مُسند، جلد ۵: حدیث ۱۶۱۶)،

(امام محب طبری الریاض النضرۃ، جلد ۴: ص۱۵۶)، (امام ابنِ حجر عسقلانی فتح الباری، جلد۷: ص۴۱۷)،

15 قَالَ عَبْدِاللهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه: إِنَّ عَلِيًّا عليه السلام أَفْضَلَ مِنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ رضي الله عنهم

حضرت عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ بے شک علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام تمام صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے افضل ہیں۔

(امام ابنِ حجر عسقلانی فتح الباری، جلد ۲: ص۲۷۳)، (امام ابنِ عبدالبر ملاستیعاب، جلد ۲: ص۲۹۳)

صفحہ نمبر: ۸

حدیث نمبر: ۱۳

صحتِ حدیث: مسخ کردہ قول ہے

تبصرہ: شاید مصنف کو غلط نگاری کا کسی مقصد کے تحت شوق ہے بات کوئی ہوتی ہے اسے خود ہی من گھڑت کر کے اصل نکتہ سے پھیر دیتا ہے امام زید کا قول ہے: كان علي بن أبي طالب أفضل الصحابة (علی صحابہ سے افضل تھے) اس قول کو مصنف نے تاکیدی إنَّ اور سَائِرِ کے لفظ لگا کے پوری بات کو مسخ کر دیا۔ اور یہ امام زید علیہ السلام کا عقیدہ نہیں ہے بلکہ ان کی رائے ہے یا زیادہ سے زیادہ اسے ان کا نظریہ کہہ لیں۔ اور اس نظریہ میں امام زید علیہ السلام منفرد نہیں ہیں بلکہ صحابہ سے لے کر آج تک کثیر تعداد میں علماء وصلحائے امت کا یہی نقطۂ نظر رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اسے عقیدہ قرار دینا محض تعصب اور جہالت ہے۔

حدیث نمبر: ۱۴

صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۱۵

صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: فتح الباری اور استیعاب دونوں کتب میں یہ أثر نہیں ہے۔ ہاں البتہ کتب میں یہ شیعہ بحث موجود ہے ابن مسعود کا قول ہر گز نہیں۔ مصنف نے اسے خود شیعہ سے لیا اور ابن مسعود کے ذمے منڈ دیا۔

پس ثابت ہوا کہ حضرت عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ بھی مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کے قائل تھے۔ یہی اُنکا عقیدہ تھا کوئی مفتی و مُلاں اُنکو معاذاللہ گمراہ نہیں کہہ سکتا۔ اگر کہے گا تو وہ خود لعنتی و گمراہ ہو جائے گا۔

حضرت اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت اُبَیّ بن کعبؓ جلیل القدر صحابیٔ رسول ﷺ ہیں آپؓ بھی مولائے کائنات علی المرتضیٰ علیہ السلام کی افضلیت کے قائل تھے اور اُنکی عظمت کے ڈنکے بجانے والے تھے۔

16 قَالَ أُبَيّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ: إِنَّ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام أَفْضَلَ مِنْ كُلِّ أَصْحَابِ الرَّسُوْلِ ﷺ۔

حضرت اُبَیّ بن کعبؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ بے شک امیر المومنین علی ابنِ اَبی طالب علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔

(امام احمد بن حنبل مُسند: جلد ۱، صفحہ ۷۵)

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضور نبی اکرم ﷺ کے جلیل القدر صحابی حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ نے آٹھ سال رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی اور چشمۂ رسالت سے فیض یاب ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت غزوہ اُحد کے سال میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ مولا علی علیہ السلام کے ساتھ کئی جنگوں میں شریک ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ زاہد و عابد، صدیق اور امین و دیانت دار انسان تھے آپ رضی اللہ عنہ شیخین کی بزرگی کے قائل تھے مگر شیخین پر مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کے قائل تھے۔

17 قَالَ أَبِي الطُّفَيْلِ رضی اللہ عنہ: إِنَّ عَلِيًّا أَفْضَلَ مِنَ الشَّيْخَيْنِ۔

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ بے شک علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) سے افضل ہیں۔

(امام ابن عبد البر الاستیعاب، ص ۱۸۰، ۱۸۱)

صفحہ نمبر: ۹

حدیث نمبر: ۱۶

صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: مسند احمد سے اس اثر کی ہر طرح سے تلاش کی گئی مگر اس کا کہیں بھی اتا پتا نہ چل سکا پھر اس کے علاوہ دوسری کتبِ حدیث میں بھی اس کا کھوج لگایا مگر یہ نہ ملا۔ لگتا ہے کہ مصنف نے یہ اثر خود گھڑا ہے اور مسند شریف کا حوالہ دے دیا تاکہ اپنی فسادیت کا سب کو شکار کر سکے۔ اس کی اہم علامت لفظِ ''کُل'' کا رکیکانہ استعمال ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اثر مصنف کا خود ساختہ ہے ساری مسند اور نہ ہی کسی اور کتابِ حدیث میں کُل کا یہ رکیکانہ استعمال نہیں ہوا۔

حدیث نمبر: ۱۷

صحتِ حدیث: موضوع، خود ساختہ

تبصرہ: استیعاب میں یہ اثر اس لفظی ترتیب کے ساتھ نہیں ہے اسے مصنف نے خود گھڑا ہے، ہاں البتہ استیعاب میں دو مقامات پر لکھا ہے کہ ابوطفیل شیخین کے ثناخوان تھے مگر مولا علی کی تفضیل کے قائل تھے۔ لہٰذا مفہوم کی حد تک درست ہے کہ ابوطفیل شیخین پر مولا علی کو فضیلت دیتے تھے مگر شیخین کے فضائل کے منکر ہرگز نہ تھے۔ یاد رہے کہ پوری دنیائے اہلِ سنت و جماعت کا ہمیشہ سے یہی نقطۂ نگاہ رہا ہے یعنی افضلیت کبھی بھی عقیدہ کے طور پر مقبول نہیں ہوا بلکہ ایک نقطۂ نگاہ حد درجہ نظریہ کے طور پر اہلِ ایمان میں کارگر رہا ہے۔ کسی کے نظریہ میں کوئی صحابی افضل دکھائی دیا اور کسی میں کوئی۔ اہلِ سنت و جماعت میں کبھی بھی اس بات آویزش کی صورت پیدا نہیں ہوئی ہاں البتہ گزشتہ تقریباً پونے دو سو سال سے خصوصاً ہندوستان میں کچھ ایسے فرقے جیسے بریلوی، دیوبندی، وہابی اور اب دعوتی وغیرہ پیدا ہو گئے جنھوں نے باہمی تعصبات اور عصبیات کے زیرِ سایہ ساری امتِ مسلمہ کو پارہ پارہ کر دیا اور اسی پارہ پارگی میں روافض و خوارج رنگارنگ دجالوں کی صورت میں ہند و پاکستان کے باسی اہلِ ایمان میں گھس کر درانداز یاں کرنے لگے جس کی بناء پر آج تک ہم قومی اتحاد قائم کرنے میں ناکام رہے۔ کیونکہ نو دمیدہ فرقوں نے پرانے فرقوں مثلاً شیعہ وغیرہ کے ساتھ مل کر افتراق کی خلیج کو اتنا گہرا کر دیا کہ اسے ماپنا بھی دشوار ہو گیا۔ نتیجتاً دہشت گردی اور خونخواری نے مسلمانوں کی زندگی کو خود مسلم ممالک میں ہی اجیرن اور خطرآمیز بنا دی۔ قارئین اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ اس گھناؤنے نام نہاد عقیدۂ افضلیت نے کس طرح مسلمانوں کو اندر باہر سے توڑ کر رکھ دیا ہے کہ ان کی توجہ بہت ہی کم دنیا میں مظلوم و مقہور مسلمانوں کی طرف جاتی ہے کیونکہ تمام نام نہاد علماء اور مُلّے اس باطل عقیدۂ افضلیت میں خون آلودہ گرفتارِ ابوبکر و علی رہتے ہیں اور ساتھ ہی عام پبلک کو بھی اپنی خونخواری اور سفاکی میں

الجھائے رکھتے ہیں لہٰذا ملتِ اسلامیہ کو قومی و بین الاقوامی سطح پر درپیش مسائل لاینحل پڑے ہوئے ہیں کیونکہ من حیث المجموعی ان بھانت بھانت کے مُلاؤں نے کسی سطح پر باہمی اتحاد و یگانگت کی اتنی قدر رہنے ہی نہیں دی کہ بین الاقوامی تو درکنار، قومی مسائل کی طرف ہی توجہ دے سکیں۔ گویا ان نوع بہ نوع درندوں نے ان تمام مقاصد کو ناکام بنا دیا جن کے حصول کے لیے پاکستان بنایا گیا تھا۔

كَنْزُ الْبُرْهَانِ عَلىٰ أَفْضَلِيَّةِ عَلِيٍّ فِي الْقُرْآنِ — 10

اب اِس صحابیؓ رسول ﷺ کے بارے میں کیا کہا جائے گا معاذ اللہ وہ ہدایت یافتہ نہیں تھے؟ مفتی وملاں تو کہتا ہے کہ جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل نہ مانے وہ معاذ اللہ گمراہ ہے۔ حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ کا یہ عقیدہ امام ابنِ عبد البر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

امام ذھبیؒ اپنی معروف کتاب التفسیر والمفسرون میں متعدد صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کے عقیدہ افضلیت کے حوالے سے روایت بیان کرتے ہیں۔

18 إِنَّ عَلِيًّا أَفْضَلُ مِنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ وَ أَنَّهُ أَوْلىٰ بِالْخَلَافَةِ مِنْ غَيْرِهِ كَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ و الْمِقْدَادِ رضی اللہ عنہ وَ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ وَسَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رضی اللہ عنہ وَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ وَغَيْرِهِمْ كَثِيْرًا۔

بے شک علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام تمام صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے افضل ہیں اور وہ ہر ایک سے بڑھ کر خلافت کے حق دار تھے جیسا کہ جناب عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی عقیدہ تھا"۔

(امام ذھبی التفسیر والمفسرون، جلد ۲: ص ۲۵)

19 عَنْ سَلْمَانَ وَ أَبِي ذَرٍّ، وَالْمِقْدَادَ، وَخَبَّابٍ، وَجَابِرٍ، وَ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، وَ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ، وَفَضَّلَهُ هٰؤُلَاءِ عَلىٰ غَيْرِهِ۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اور حضرت خباب رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ (ان سب) سے روایت ہے کہ حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سب سے پہلے اسلام لائے (اعلان فرمایا) اور ان تمام صحابہ کرامؓ نے حضرت علی علیہ السلام کو دوسروں پر افضلیت دی ہے۔

(امام ابنِ حجر مکی الصواعق المحرقة، صفحہ ۵۸)

صفحہ نمبر: ۱۰

حدیث نمبر: ۱۸

صحتِ حدیث: **موجود**

تبصرہ: التفسیر والمفسرون محمد حسین ذھبی کی کتاب ہے مگر مصنف نے قارئین کو چکمہ دینے کے لیے یہاں امام ذھبی سے اسے منسوب کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے حسین ذھبی نے شیعہ عقائد کو بیان کرتے ہوئے یہ بات کی ہے۔ اگر دجال مصنف اپنی طرف "اِن علیا" کے الفاظ نہ لگاتا اور ذھبی کی عبارت کو ہی نقل کرتا تو قاری پر بات زیادہ واضح ہو جاتی۔

حدیث نمبر: ۱۹

صحتِ حدیث: درست

تبصرہ: یہ قول اس لحاظ سے درست ہے کہ یہ الصواعق میں واقع ہوا ہے مگر یہ ابن حجر مکی کا قول نہیں ہے بلکہ یہ ابن عبد البر کا قول ہے جسے ابن حجر مکی نے پہلے نقل کیا اور پھر اس کا رد کیا۔ افسوس کہ دجال مصنف ہر بات کو توڑ مروڑ کر بیان کرتا ہے اگر الصواعق سے یہ قول نقل کرنا تھا تو چاہیے تھا کہ ابن حجر مکی نے جو اس کا رد کیا اسے بھی بیان کیا جاتا۔ اور اگر یہ بات مصنف کے مقصد کو نقصان پہنچاتی تھی تو براہِ راست استیعاب سے یہ قول نقل کر دیا جاتا تو جھوٹ سے بچاؤ ہو سکتا تھا مگر مشکل تو یہ ہے کہ مصنف کی کل عمارت ہی جھوٹ اور دروغ بیانی پر استوار ہے۔

صفحہ نمبر: ۱۱
حدیث نمبر: ۲۰
صحتِ حدیث: صحیح

امام حسن بن علی علیہ السلام کا عقیدہ

امام حسن بن علی علیہ السلام حضور نبی اکرم ﷺ کے شہزادے جنت کے نوجوانوں کے سردار جن کو میرے آقا ﷺ نے سید کہہ کر پکارا جن کی عظمت و فضیلت کا یہ عالم تھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ حالتِ سجدہ میں ہوتے تو آپؑ پُشت مبارک پر سوار ہو جایا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ انکی رضا کیلئے سجدے کو طول دیا کرتے تھے، امام حسن بن علی علیہ السلام بھی مولا علیؑ کی افضلیت کے قائل تھے مولا علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد امام حسن بن علی علیہ السلام نے جو خطبہ ارشاد فرمایا اُس میں مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کا ذکر کیا، آپؑ کا یہ خطبہ امام ابو بکر ابنِ ابی شیبۃ نے اپنی حدیث کی معروف کتاب المصنف میں روایت کیا ہے۔

20 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ قَامَ خَطِيبًا فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، لَقَدْ فَارَقَكُمْ أَمْسِ رَجُلٌ مَا سَبَقَهُ الْأَوَّلُونَ وَلَا يُدْرِكُهُ الْآخِرُونَ، وَلَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَبْعَثُهُ الْمَبْعَثَ فَيُعْطِيهِ الرَّايَةَ فَمَا يَرْجِعُ حَتَّى يَفْتَحَ اللهُ عَلَيْهِ، جِبْرِيلُ عَنْ يَمِينِهِ وَمِيكَائِيلُ عَنْ شِمَالِهِ، مَا تَرَكَ بَيْضَاءَ وَلَا صَفْرَاءَ إِلَّا سَبْعَمِائَةِ دِرْهَمٍ فَضَلَتْ مِنْ عَطَائِهِ، أَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيَ بِهَا خَادِمًا۔

حضرت ھبیرہ بن یریم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام حسن بن علی علیہ السلام کو خطبہ دیتے ہوئے سُنا جس میں آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! کل تمہارے درمیان میں سے ایک ایسا شخص (علیؑ) چلا گیا جس پر نہ گذشتہ لوگ سبقت (افضلیت) رکھتے تھے اور نہ آنے والے اُن کی افضلیت کا ادراک (سمجھ بوجھ) رکھتے ہیں، رسول اللہ ﷺ اُن کو (علی علیہ السلام) جنگوں میں بھیجتے تھے اور جھنڈا اُنکے حوالے کرتے تھے، وہ تب تک پلٹ کر نہیں آتے تھے جب تک اللہ تعالیٰ اُنکو فتح عطا نہیں کر دیتا تھا اور جبریل علیہ السلام اُنکے دائیں طرف اور میکائیل علیہ السلام اُنکے بائیں طرف رہتے تھے۔ اُنہوں نے سونا چاندی درھم میں سے سات سو درھم کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑا جس سے آپؑ ایک خادم خریدنا چاہتے تھے۔ (امام ابو بکر ابنِ اَبی شیبۃ، المصنّف، جلد ۱۷: حدیث ۳۲۷۶۸)

صفحہ نمبر: ۱۲

حدیث نمبر: ۲۱

صحتِ حدیث: درست

تبصرہ: مصنف اگر امام شافعی کے محولہ (جس کا حوالہ دیا گیا ہے، حوالہ دادہ) شعر کے فوری بعد والا شعر بھی نقل کر دیتا تو بہتر ہوتا تاکہ قاری کو امام شافعی کے صحیح نقطۂ نگاہ کا پتہ چل جاتا اور مصنف نے ترجمہ کرتے ہوئے جو افسانہ نگاری کی ہے اس کا بھی قاری کو علم ہو جاتا۔ نمبر ۲۲ پر امام شافعی کا جو شعر لکھا ہے اس کے بھی صحیح مفہوم کا تعین ہو جاتا۔ یہاں پر قاری کی تفہیم کے لیے اتنا اشارہ کر دیتا ہوں کہ ان سارے اشعار میں امام شافعی نے مولا علی کی فضیلت بیان کی ہے نہ کہ افضلیت۔

حدیث نمبر: ۲۲

صحتِ حدیث: درست

تبصرہ: جاہل مصنف تعصب کی آگ میں تپتے ہوئے اپنے ہوش کھو بیٹھا ہے ان اشعار سے امام شافعی کا کوئی عقیدہ بھی ثابت نہیں ہوتا یہ اشعار محض بیانِ فضیلت ہیں ایسے ہی جیسے انھوں نے نمبر ۲۱ پر واقع شعر کے بعد حضرت ابو بکر کی فضیلت بیان کی ہے۔ امام شافعی کے عقیدہ کو اگر انہی اشعار میں منحصر کیا جائے تو بالآخر نتیجہ یہ نکلے گا کہ امام شافعی عقیدۂ افضلیت کے قائل نہ تھے بلکہ اہلِ ایمان میں اس فاسد عقیدہ کو انتشار و فساد کا باعث گردانتے ہیں۔ یہ بات میں نے صرف ان اشعار کے مد نظر کہی ہے۔

کنز البرھان علیٰ افضلیۃ علیٍ فی القرآن — 12

امام شافعیؒ کا عقیدہ

امام شافعیؒ اہلِ سنت کے عظیم فقہی اور محدث تھے۔ پوری دنیا میں اُنکے مقلدین پائے جاتے ہیں عالمِ اسلام میں اِن کا بہت بڑا مقام و مرتبہ ہے۔ آپ بھی مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کے قائل تھے۔

اہلِ بیت اطہار علیہم السلام اور مولا علی علیہ السلام پر بالخصوص بہت کلام لکھا ہے جو مولا علی علیہ السلام کی افضلیت والے عقیدے پر دلالت کرتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

21

إِذَا نَحْنُ فَضَّلْنَا عَلِيًّا فَإِنَّنَا
رَوَافِضُ بِالتَّفْضِيْلِ عِنْدَ ذَوِی الْجَهْلِ

جب ہم نے یہ کہا کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام سب سے (تمام صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم) افضل واعلیٰ ہیں تو (ہمارے اس عقیدہ پر) جاہل لوگ کہنے لگے کہ ہم تفضیلی اور رافضی ہو گئے ہیں۔

(امام ابن حجر مکی، صواعق محرقہ، ص ۱۵۱: مطبوعہ مصر)، (دیوانِ امام شافعی، ص: ۱۳)

22

قَالُوْا تَرَفَّضْتَ قُلْتُ كَلَّا . مَا الرَّفْضُ دِيْنِي وَلَا إِعْتِقَادِي، لٰكِنْ تَوَلَّيْتُ غَيْرَ شَكٍّ، خَيْرَ إِمَامٍ وَخَيْرَ هَادِي۔

لوگوں نے کہا کہ تم رافضی ہو گئے ہو، میں نے کہا بالکل بھی نہیں رفض نہ میرا دین ہے اور نہ میرا عقیدہ ہے، لیکن بے شک میں تولّائے علی علیہ السلام کا قائل ہوں۔ جو (مولا علیؑ) تمام آئمہ اور ہدایت دینے والوں میں سب سے بڑے امام اور ھادی ہیں۔

(امام ابن حجر مکی، صواعقِ محرقہ، ص ۱۳۳: مطبوعہ مصر)، (دیوانِ امام شافعی، ص: ۱۸)

اِن اشعار سے امام شافعی کا عقیدہ اور مسلک بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ آپ مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کے قائل تھے تو پھر اس کا کیا مطلب ہے امام شافعی بھی اہلِ سنت نہ رہے، معاذ اللہ گمراہ تھے، ان مولویوں کی مانیں یا آئمہ حق کی بات مانیں۔

پس اِن دلائل و براھین سے یہ بات واضح اور اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ جو لوگ مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کے قائل ہیں وہ ہر گز بھی گمراہ نہیں ہیں۔ جیسا کہ مُلاں حضرات یہ فتنہ و فساد پھیلاتے ہیں کہ جو شخص بعد از انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَامُ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل نہیں مانتا وہ معاذ اللہ گمراہ اور جہنمی ہے تو اُن لوگوں سے میرا سوال ہے کہ جو صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم و صحابیات رضی اللہ عنہن اور آئمہ و محدثین و مفسرین جو مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کے قائل تھے اُنکے بارے میں کیا خیال ہے تم لوگوں کا فتویٰ پھر اُن پر بھی لاگو ہوتا ہے کوئی اہلِ عقل و دانش اِن اعلیٰ ہستوں پر کسی مُلاں و مُفتی کو ترجیح نہیں دے سکتا یہی عقیدہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا ہے جو اُنہوں نے اپنی معروف کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مولا علی علیہ السلام کی افضلیت اسلام کے نفاذ میں جہاد کرنے میں تلوار چلانے میں مسائلِ شرع بیان کرنے میں، علم و حکمت، شجاعت احادیث کی روایات میں کثرت میں، ہاشمی ہونے میں، دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے میں سیدہ فَاطِمَةُ الزَّهرَاءُ سلام اللہ علیہا کے شوہر ہونے میں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر قطعی ہے گویا اس مقام پر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی مولا علی علیہ السلام کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر افضل قرار دے رہے ہیں بلکہ قطعی افضلیت کا اقرار کر رہے ہیں اور آگے یہ بھی فرماتے ہیں کہ اسلام لانے کے اعلان میں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے میں اوّل ہونے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ مولا علی علیہ السلام کی افضلیت حضرت عمرُ بن خطاب پر قطعی ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ، صفحہ ۵۶)

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت عباس بن عبد المطلب علیہ السلام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولائے کائنات علیؑ کے محبوب چچا تھے آپؑ کی بزرگی اور عظمت کے سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قائل تھے بلکہ صحیح بُخاری میں حدیث پاک موجود ہے کہ جب بھی قحط پڑتا تو حضرت عمُر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عباس بن عبد المطلب علیہ السلام کے وسیلہ سے اللہ کی بارگاہ میں بارش کیلئے دُعا کرتے تھے۔ اتنی بزرگی اور عظمت کے باوجود بھی حضرت عباس علیہ السلام مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کے قائل تھے آپ حضور نبی

صفحہ نمبر: ۱۳

تبصرہ: یہاں پر پھر دسیسہ ساز یاسین مسخِ حقائق کر رہا ہے شاہ عبدالعزیز کا یہ عقیدہ ہر گز نہ تھا بلکہ تحفہ اثنا عشریہ اسی عقیدہ کے رد میں لکھی گئی۔ دجال یاسین نے شاہ صاحب کی ان عبارات میں چند فقرے چنے ہیں جن میں انھوں نے شیعہ کے عقیدائی دعوے لکھے ہیں شاہ صاحب کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مخالف کا نکتہ نگاہ بیان کرتے ہیں اور پھر اس کا رد کرتے ہیں۔ اس دجال یاسین نے شیعہ کے فقروں کو شاہ صاحب کے نام کر دیا تاکہ اہل سنت کو اپنے دامِ فریب میں پھنسا سکے اور ان کا ایمان ضائع کر دے۔ لعنة الله علی الکذابین

صفحہ نمبر: ۱۴

حدیث نمبر: ۲۳

صحتِ حدیث: **ضعیف**

اکرم ﷺ کے بعد سب سے زیادہ اعلیٰ وارفع مولا علیؑ کو مانتے تھے۔ خطیب بغدادی تاریخ بغداد میں آپ کے حوالے سے روایت لے کر آئے ہیں۔

23 وَأَخْرَجَ الْخَطِيبُ: فَأَمَّا الْعَبَّاسُ رضی اللہ عنہ فَمَاتَ وَعَلِيٌّ عِنْدَهُ أَفْضَلُ الصَّحَابَةِ۔

امام خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب علیہ السلام کا وصال (انتقال) اِس حالت میں ہوا کہ حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام اُنکے نزدیک تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے افضل تھے۔

(امام خطیب بغدادی تاریخ بغداد، جلد ۹ صفحہ ۲۹۲)

دیکھا جائے تو حضرت عباس بن عبد المطلب علیہ السلام رشتے میں بڑے اور بزرگ ہیں مگر اُن کا یہ عقیدہ تھا کہ عُمر یا رشتہ میں بڑے ہونے سے کوئی بڑا نہیں ہو جاتا بلکہ بڑا وہی ہوتا ہے جس کی عظمت و رفعت اور افضلیت کے اللہ اور اُس کا رسول ﷺ ڈنکے بجا دے اور یہ ڈنکے مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کے بجائے جا چکے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عُمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں آپؓ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کافی وقت گزارا ہے بلکہ آپؐ کی معیت و سنگت میں جہاد بھی کیا ہے بے شمار غزوات میں حصّہ لیا ہے۔ آپؓ بھی اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام کی افضلیت کے قائل تھے اور اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام اور مولا علی علیہ السلام پر کسی کو قیاس نہیں کرتے تھے جو افضلیت کی احادیث صحاح ستہ میں ان سے روایت ہوئی ہیں وہ صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہیں اہلِ بیت علیہم السلام اور مولا علی علیہ السلام کا اُن میں شمار نہیں ہوتا۔ آپؓ سے جب بھی افضلیت کے بارے میں سوال ہوتا تو آپؓ اہلِ بیت علیہم السلام کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شمار نہیں کرتے تھے ایک روایت ہم قارئین کی نذر کرتے ہیں جس سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

تبصرہ: مصنف اپنی خواہش کے مطابق حقائق کو توڑ مروڑ کر بیان کرتا جا رہا ہے۔ یہاں پر کسی عقیدہ کی بات نہیں ہو رہی۔ بلکہ لفظ "عنده" سے بالکل واضح ہے کہ یہ حضرت عباس کی اپنی رائے ہے بلکہ اسی لفظ سے یہ بھی واضح ہو جاتا کہ اصحاب و تابعین وغیرہ میں ایسے لوگ بھی بکثرت موجود تھے جو مولا علی کے سوا دوسروں کو افضل الصحابہ تسلیم کرتے تھے اور اسی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ افضلیت بطور عقیدہ صحابہ و تابعین وغیرہ کا عقیدہ تھا ہی نہیں یہ انتہائی فاسد اور اہل ایمان کو چیتھڑے چیتھڑے کر دینے والا عقیدہ ہے اسلام کے اصلی عقائد میں اس کا کوئی وجود نہیں۔ اب اگر کسی کی تسلی نہ ہوئی ہو تو پھر ایک حسن الاسناد حدیث میں ایک خوبصورت منظر ملاحظہ فرمایئے۔ امام بخاری الأدب المفرد میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت صہیب فرماتے ہیں:

﴿رَأَيْتُ عَلِيًّا يُقَبِّلُ يَدَ الْعَبَّاسِ وَ رِجْلَيْهِ﴾[1]

[میں نے علی کو عباس کے ہاتھ اور دونوں پاؤں چومتے ہوئے دیکھا] اب ذرا غور فرمایئے کہ حضرت علی علیہ السلام کے عقیدے میں افضل کون ہے؟ اس کے ساتھ ساتھ دجال مصنف سے بھی ہم سوال کناں ہے کہ ہاتھ پاؤں چومنے والا افضل ہوتا ہے یا جس کے ہاتھ پاؤں چومے جائیں وہ افضل ہوتا ہے؟ اب دجالین خود ہی انصاف سے فیصلہ کر لیں یا پھر اگر کسی میں ہمت ہے تو حضور مولائے کائنات علی علیہ السلام سے دریافت کر لیں!

تبصرہ: صفحہ ۱۴ کے آخری پیراگراف پر حاشیہ

قارئین ایسی گفتگو کے بابت متنبہ رہیں کیونکہ اہل بیت کو صحابیت سے محروم کرنا اور صحابہ میں ان کا شمار نہ کرنا گویا انہیں ہر امتیاز سے محروم کر دینا ہے جو لعنتی بھی اس قسم کی گفتگو کرتا ہے سمجھ لیں کہ وہ اہل بیت کا دشمن اور مردود ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام میں الوہیت کے بعد رسالت اور رسالت کے بعد صحابیت کا درجہ ہے اگر کسی کو کوئی شک ہو تو قرآن پاک میں سورۃ الفتح کی آخری آیت نمبر ۲۹ کا مطالعہ کر لے بات واضح ہو جائے گی۔ مردود یاسین جیسے لوگوں کا ہمیشہ سے صحابہ کرام اور دیگر بزرگوں سے مردود و غلط اقوال منسوب کرنے کا وطیرہ رہا ہے۔ کیونکہ لوگوں کو راہِ حق سے ہٹانے کا یہ سب سے زیادہ مؤثر طریقہ ہے۔ تمام اہلِ دل و ایمان کو پھر یاد دلا دیتا ہوں کہ افضلیت نامی کوئی عقیدہ دورِ صحابہ و تابعین میں موجود ہی نہیں تھا۔ ہر ایک کی اپنی اپنی رائے اور اپنی اپنی پسند تھی۔ افضلیت کا یہ عقیدہ یاسین جیسے لعنتیوں کی پیداوار ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ دشمنانِ اسلام کے ہاں امتِ مسلمہ کو پارہ پارہ کرنے اور اسلام کے استیصال کا سب سے

[1] الأدب المفرد: البخاري، باب: تقبيل الرِجل، رقم: ۹۷۶، ص: ۴۴۵، تحقيق علي عبد الباسط مزيد و علي عبدالمقصود رضوان، مكتبة الخانجي، القاهرة. سنة ۲۰۰۳م

مؤثر ہتھکنڈہ یہی باطل و مفسدانہ عقیدۂ افضلیت ہی رہا ہے۔ دشمنانِ اسلام عین آغازِ اسلام سے اسی افضلیت کے باطل عقیدہ کو مسلمانوں میں ہوا دے دے کر ان کے قومی اور ملّی اتحاد و یگانگت کو برباد کرتے رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جب بھی مسلمانوں کو باہمی اتحاد کی اشد ضرورت ہوتی ہے کوئی نہ کوئی دجال اٹھا دیا جاتا ہے اور پھر وہ اسی افضلیت کو عقیدہ کا روپ دے کر مسلمان میں افتراق و انتشار پیدا کرنا شروع کر دیتا ہے انہی دجالوں میں سے ایک دجال یاسین ہے۔

كَنْزُ الْبُرْهَانِ عَلَى أَفْضَلِيَّةِ عَلِيٍّ فِي الْقُرْآنِ 15

24 فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! فَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: عَلِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ لَا يُقَاسُ بِهِمْ۔

پس ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن (آپکی کنیت ہے) حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کیا رُتبہ ہے (فضیلت میں مولا علیؑ کا کونسا نمبر ہے؟) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: علی علیہ السلام تو اہلِ بیت علیہم السلام میں سے ہیں اس لیئے اُن (علیؑ) پر کسی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

(امام محب طبری الریاض النضرۃ، جلد ۳، صفحہ ۱۸۰)

پس ثابت ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی افضلیتِ مولا علی علیہ السلام کے قائل تھے اب اُن لوگوں کا کیا بنے گا جو کہتے ہیں کہ جو بعد از انبیاء علیہم السلام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل نہ مانے وہ معاذ اللہ گمراہ ہے اور رافضی ہے اور اُسکا عقیدہ دُرست نہیں ایسے لوگوں کو اپنے بزرگوں کی کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے اگر خود پڑھنے کی صلاحیت نہیں ہے تو کسی اھلِ علم و دانش کی بارگاہ میں وقت گزار کر فیوضات و برکات حاصل کرنی چاہیے۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

اہلِ سُنت کے سر کا تاج امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ جو کہ بُخاری و مُسلم کے استاذ ہیں آپؒ بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلِ بیت اطہار علیہم السلام کو دوسروں پر قیاس نہیں کرتے تھے اِس کی سب سے بڑی دلیل ہے جب آپکے صاحبزادے عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ نے آپ سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کے بارے میں پوچھا تو امام احمد بن حنبلؒ نے بھی یہی جواب ارشاد فرمایا کہ مولا علی علیہ السلام چونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اھلِ بیت علیہم السلام میں سے ہیں اس لئیے مولا علی علیہ السلام کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

25 عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَحْمَدَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبِي عَنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كُنَّا إِذَا فَاضَلْنَا بَيْنَ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا: أَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ،

صفحہ نمبر: ۱۵

حدیث نمبر: ۲۴

صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: کیسا مکار و فریب کار ہے یہ شخص یاسین نامی کہ محب طبری جہاں پر حضرت ابو بکر کی اَفضلیت پر بحث کرتے ہوئے اس موضوع حدیث کو دورانِ بحث لائے ہیں اور پھر انھوں نے بلیغ انداز میں اس کا رد کیا ہے۔ وہیں اس دجال یاسین نے اس اَثر کو اٹھایا اور اپنی فسادی رائے اس پر جڑ دی۔

تبصرہ: امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: مصنف یہاں پر بھی واضح طور پر کذب بیانی سے کام لے رہا ہے امام اَحمد کا ہرگز یہ عقیدہ نہ تھا اگر یہ مصنف کسی طرح سے بھی ایمان دار ہوتا ہے تو اسی زیرِ نظر حدیث کے آگے پیچھے جو آثار اسی کتاب (الجامع العلوم الإمام أحمد) میں وارد ہوئے ہیں ان میں بالوضاحت موجود ہے کہ امام احمد کا عقیدۂ افضلیت وہی تھا جو اکثر سنیوں کا ہے۔

حدیث نمبر: ۲۵

صحتِ حدیث: صحیح

تبصرہ: دجال یاسین چونکہ اپنی دجالی سے باہر آ ہی نہیں رہا اس لیے اس کے ہوش و حواس کو تعصب و لعنت کی آگ نے راکھ کر دیا ہے ورنہ اس کو سمجھ آ جاتی کہ جو وہ کام کر رہا ہے یعنی افضلیتِ علی کو بطور عقیدہ ثابت کرنے کی مذموم کوشش، امام احمد نے اسی کام سے منع کیا ہے۔ یوں نہیں کہ انھوں نے اہل بیت کو صحابہ سے نکال باہر کیا ہے بلکہ صحابہ کے اندر رکھتے ہوئے اہل بیت کا مقابلہ بوجہِ قرابت کسی دوسرے سے کرنے کو مناسب نہیں سمجھا۔ تاہم متواتر روایات (جو کہ حنابلہ کی مستند کتب میں مروی ہیں: مثلاً: المسائل العقدية من كتاب الروايتين الوجهين لأبي يعلى؛ السنة للخلال، شرح أصول الاعتقاد للالكائي وغيره) سے ثابت ہے کہ امام احمد عقیدۂ افضلیت کی بابت دیگر اکثر علمائے اہل سنت و جماعت سے متفق تھے۔

صفحہ نمبر: ١٦

حدیث نمبر: ٢٦

صحتِ حدیث: صحیح

تبصرہ: ہم نے گذشتہ میں امام احمد کی پوزیشن کو واضح کر دیا ہے تاہم افترا پرداز یاسین کو چاہیے کہ ابن جوزی کی جس کتاب (مناقب احمد) سے اس نے یہ قول نقل کیا اسی قول سے عین پہلے امام احمد کا یہ قول: مَنْ فَضَّلَ عَلِيًا عَلَى أَبِيْ بَكْرٍ طَعَنَ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ...[١] (جس نے علی کو ابو بکر پر فضیلت دی اس نے رسول اللہ پر طعن کیا...) بھی دیکھ لے، ہو سکتا ہے اسے مطلق و مقید سمجھ آ جائے یا کسی سے سمجھ لے۔

فَقَال: هُوَ كَمَا قَالَ: قُلْتُ فَأَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ؟ قَالَ: يَا بُنَيَّ! لَمْ يَقُلْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (امام احمد بن حنبلؒ) سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث کے بارے میں سوال کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم (صحابہؓ) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان فضیلت کی بات کرتے تو ہم کہتے ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ پس (امام احمد بن حنبلؒ نے) فرمایا ایسا ہی ہے جیسا کہ اُنہوں (عبداللہ بن عمرؓ) نے فرمایا میں نے عرض کیا پھر حضرت علی ابنِ اَبی طالب علیہ السلام کی فضیلت کہاں گئی؟ تو اُنہوں نے فرمایا اے میرے بیٹے اُنہوں (عبداللہ بن عمرؓ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلِ بیت علیہم السلام کی بات نہیں کی (یعنی فرمایا کہ علیؑ تو اہل بیت علیہم السلام میں سے ہیں اُنکو دوسروں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا)

(علامہ خالد الرباط، الجامع لعلوم الإمام احمد، جلد ۴، صفحہ ۳۴۷)

دوسری روایت میں حضرت عبداللہ بن احمدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے سامنے حدیثِ سفینہ بیان کی اور آپ سے افضلیت کے بارے میں سوال کیا۔

26 عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَحْمَدَ يَقُوْلُ: حَدَّثْتُ أَبِي بِحَدِيْثِ سَفِيْنَةَ فَقُلْتُ: مَا تَقُوْلُ فِي التَّفْضِيْلِ؟ قَالَ: فِي الْخَلَافَةِ أَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَعُثْمَانَ. فَقُلْتُ: فَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: عَلِيٌّ مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ لَا يُقَاسُ بِهِمْ أَحَدٌ۔

حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (امام احمد بن حنبلؒ) کے سامنے حدیثِ سفینہ بیان کی اور آپؒ سے پوچھا: آپ تفضیل (صحابہ میں فضیلت) کے بارے میں کیا فرماتے ہیں اُنہوں نے فرمایا کہ خلافت کے حوالے سے ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ ہیں میں نے پھر پوچھا: اس پر پھر حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کی فضیلت کیا ہوئی؟ اُنہوں نے پھر جواب دیا کہ حضرت علی علیہ السلام تو اہلِ بیت علیہم السلام میں سے ہیں اس لیئے کسی کو بھی اہلِ بیت علیہم السلام کے ساتھ قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

(امام ابن جوزی، مناقب الامام احمد لابن الجوزی، صفحہ ۱۶۳)

---

[١] مناقب الإمام أحمد: ابن الجوزي، ص: ٢١٨، تحقيق: الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر، سنة ١٤٠٩هـ–

اِن روایات سے یہ بات بالکل واضح ہو چکی ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ افضلیتِ مولا علی علیہ السلام کے قائل تھے آپ کا عقیدہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام کا تقابل بنتا ہی نہیں کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپؐ کی اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام افضل ہیں پھر اُسکے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم افضل ہیں۔ اب اُن لوگوں کو کچھ نہ کچھ سوچنا چاہیے جو یہ فتوٰی دیتے ہیں کہ جو انبیاء علیہم السلام کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل نہ مانے وہ اھلِ سُنت نہیں بلکہ رافضی ہے تو پھر امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں کیا خیال ہے وہ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلِ بیت علیہم السلام اور مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کے قائل ہیں۔

امام شمس الدین ذہبیؒ کا عقیدہ

علامہ حافظ ذہبی کا شمار اعلیٰ درجہ کے محدثین کی جماعت میں ہوتا ہے آپ کے شاگردوں نے بھی کافی نام کمایا جن میں امام سُبکی، اور ابنِ کثیر سرِ فہرست ہیں آپ نے علامہ ابنِ تیمیہ اور یوسف بن عبدالرحمٰن مزی سے علم حاصل کیا اھلِ سنت میں آپ کا قد کاٹھ بہت بُلند مانا جاتا ہے۔ آپ بھی اھلِ بیتِ اطہار علیہم السلام کی افضلیت کے قائل تھے اور مولا علی علیہ السلام کو افضل ماننے والوں کو بدعتی اور رافضی نہیں سمجھتے تھے بلکہ آپ نے بھی امام ابنِ عبدالبر کی تائید فرمائی ہے آپ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ صحابہ کرامؓ کی کثیر تعداد مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کی قائل تھی۔ آپ نے اپنی معروف کتاب سیر أعلام النبلاء میں اپنا یہ عقیدہ کُھل کر بیان کیا ہے۔

27 قَالَ الذَّهَبِيُّ: لَيْسَ تَفْضِيْلُ عَلِيٍّ بِرَفْضٍ وَلَا هُوَ بِبِدْعَةٍ، بَلْ قَدْ ذَهَبَ إِلَيْهِ خَلْقٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ۔

امام حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کی تفضیل (مولا علی علیہ السلام کو افضل ماننا) نہ رفض ہے اور نہ ہی بدعت بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کی ایک بہت بڑی مخلوق (جماعت) اس طرف گئی ہے (یعنی مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کو ماننے والی جماعت اور گروہ)

(امام حافظ شمس الدین ذہبی سیر أعلام النبلاء، جلد ۱۶ صفحہ ۴۵۷)

صفحہ نمبر: ۱۷

تبصرہ: صفحہ کے آغاز میں درج پیراگراف لعنتی مصنف اپنی تک بندی کر رہا ہے اور کھلا جھوٹ بک رہا۔ اب تک غالباً ہر قاری پر یہ بات واضح ہو چکی ہو گی کہ مصنف کی ہر بات مشکوک اور ناقابل اعتبار ہے اور ہر دلیل مغالطہ آمیزی اور جھوٹ طوفان پر مبنی ہے۔

صفحہ نمبر: ۱۷

حدیث نمبر: ۲۷

صحتِ حدیث: موجود

تبصرہ: سیاہ دل مصنف کہیں بھی اپنی مکاری و فریب دہی کو کم نہیں ہونے دیتا۔ یہاں پر بھی اس نے امام ذہبی پر کھلا بہتان باندھ دیا ہے حالانکہ یہاں پر ذہبی مطلق تفضیل کی بات نہیں کر رہے بلکہ مقید کی یعنی وہ علی و عثمان میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی بات کر رہے ہیں کہ اگر کوئی شخص مولا علیؑ کو حضرت عثمان پر ترجیح دے دے تو وہ نہ رافضی کہلائے گا اور نہ ہی بدعتی، بلکہ وہ سنی ہے پھر اسی پیراگراف میں چند فقروں کے بعد کہتے ہیں کہ ہم بذاتِ خود مولا علی پر عثمان کی فضیلت کے قائل ہیں۔ اس مردود یاسین نے جس کتاب و صفحہ کا حوالہ دیا ہے ذرا اسی کو پڑھیں حقیقت عین واضح ہو جائے گی۔

صفحہ نمبر: ١٨

حدیث نمبر: ٢٨

صحتِ حدیث: موجود

پس ثابت ہوا کہ امام ذھبیؒ بھی مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کے قائل تھے بلکہ مولا علی علیہ السلام کو افضل واعلیٰ ماننے والوں کو نہ رافضی کہتے تھے اور نہ ہی بدعتی سمجھتے تھے بلکہ امام ذھبیؒ نے کثرتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اِسی عقیدہ پر ثابت کیا ہے۔

مُلاں علی قاریؒ کا عقیدہ

مُلاں علی قاریؒ کا اھلِ سُنت میں بڑا اہم مقام و مرتبہ مانا جاتا ہے آپ نے بھی صحیح بخاری کی فضیلتِ شیخین کی حدیثِ پاک کی تشریح میں جو جملے ارشاد فرمائے ہیں یا آپ نے جو تحقیق پیش کی ہے وہ آپ کے عقیدہ کی عکاسی کرتی ہے آپ بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات افضلیت کے حوالے سے ملتی ہیں اُن میں اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام شمار نہیں ہوتے کیونکہ اھلِ بیتِ رسولؐ کا مقام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بلند ہے۔

28 قَالَ مُلَّا عَلِيُّ الْقَارِيُّ فِي مِرْقَاةِ الْمَفَاتِيحِ شَرْحُ مِشْكَاةِ الْمَصَابِيحِ: وَ لَعَلَّ هٰذَا التَّفَاضُلُ بَيْنَ الْأَصْحَابِ، وَ أَمَّا أَهْلُ الْبَيْتِ فَهُمْ أَخَصُّ مِنْهُمْ وَ حُكْمُهُمْ يُغَايِرُهُمْ۔

حضرت مُلاں علی قاریؒ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح میں ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ تفاضل (فضیلت کی ترتیب) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ہے اور رہے اھلِ بیتِ اطہار علیہم السلام وہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخصوص ترین (افضل و اعلیٰ) ہیں اور اُن کا (اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام) حکم بھی اُن سے الگ (جُدا) ہے۔

(حضرت مُلاں علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، جلد ١١، صفحہ ١٧٠)

اھلِ سُنت کے عظیم محقق حضرت مُلاں علی قاری نے بھی افضلیت اھلِ بیتِ اطہار علیہم السلام کی مہر ثبت کر دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اھلِ بیتِ اطہار علیہم السلام کے مقام و مرتبہ کو الگ اور جُدا حیثیت میں بیان کر دیا۔

تبصرہ: یہ علی قاری کا تبصرہ ہے اور تبصرہ رائے ہوتا ہے نہ کہ عقیدہ اور اپنی اسی رائے کے فوری بعد وہ کسی دوسرے بزرگ کے حوالے سے نئی توجیہہ لاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بدنیت و کور باطن مصنف نے اس قول میں واقع الفاظ "أَخَصُّ مِنْهُمْ" کا ترجمہ قول کو اپنے مقصد کے تحت مسخ کر کے کیا ہے۔ اس ترکیب کا مطلب صرف اتنا ہے: ان سے زیادہ خاص، یعنی صحابہ کے مقابلے میں بوجہ قربتِ نسب زیادہ خاص ہیں۔ یہ نہیں کہ اہل بیت صحابی نہیں بلکہ صحابہ کے اندر سے وہ بوجہ قرابت دیگر صحابہ سے زیادہ خاص ہیں۔ اور اگلی توجہ طلب بات یہ ہے کہ علماء کے نزدیک اہل بیت دو چار نفوس نہیں ہیں بلکہ ایک پورا بہت بڑا گروہ ہے یہاں وہ پورا گروہ مراد ہے۔ صرف مولا علی نہیں ہیں۔ اسی گروہ میں سیدہ فاطمۃ الزہرا جو کہ اس سارے گروہ کی سر تاج ہیں شامل ہیں اور اگر حقیقی واقعات پر ایمانداری اور دیانت سے غور کیا جائے تو واضح ہو گا کہ سب کو اہل بیت کا مقدس ٹائیٹل سیدہ کی وجہ سے حاصل ہے اور مفہومِ عام میں اسی ٹائیٹل میں بالخصوص آنے والے ہی مخصوص اہلِ بیت ہیں۔ ان مخصوص اہل بیت کے علاوہ باقی خاندانِ رسول ﷺ یعنی آلِ ہاشم اور اس کی فروعات اور سب سے بڑھ کر ازواجِ مطہرات — یہ سب لوگ اہلِ بیت میں شامل ہیں۔ ملا علی قاری اور دیگر علمائے کرام عام طور پر اہلِ بیت سے پورا گروہ ہی مراد لیتے ہیں دو چار نفوس نہیں۔ لہٰذا ملا علی قاری نے جو امتیازی شان بیان کی ہے اس کا تعلق تمام اہلِ بیت سے ہے صرف علی علیہ السلام یا مخصوص اہلِ بیت سے نہیں ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ ملا علی قاری نے اہلِ بیت اور غیر اہلِ بیت کے مابین تفاضل (فضائل میں مقابلہ بازی) کو نامناسب کہا ہے اور یہ حقیقت میں حضور سید المرسلین ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں گلدستۂ ادب ہے جو امام قاری نے نہایت ادب کے ساتھ پیش کیا ہے۔ انھوں نے اپنی رائے پیش کی ہے مگر اسے واجب قرار نہیں دیا بلکہ اپنی رائے کو بھی ذاتی پیشکش کے طور پر لائے ہیں یہی وجہ ہے کہ رائے بردار فقرے کا آغاز لَعَلَّ (شاید) سے کرتے ہیں تاکہ ہر پڑھنے والے پر واضح ہو جائے کہ یہ ان کی ذاتی رائے ہے اور اس کے یقینی ہونے پر انہیں اعتماد نہیں ہے کیونکہ اسی باب میں بہت سے جید علماء اپنی رائے دے چکے ہیں جو ان کی رائے سے متصادم ہے۔ ملا علی قاری یہی محتاط اسلوب ساری عبارت میں چھایا ہوا ہے ملاحظہ فرمائیں کہ انھوں نے صحابہ کے وجود کو سب سے پہلے تسلیم کیا اور انہیں صحابہ میں اہلِ بیت کو شمار کیا اور ضمیر مِنْهُمْ لگا کر انہیں ممتاز کیا۔ صحابہ کی لائن سے نکالنے کی گستاخی انھوں نے ہرگز نہیں

کی، کیونکہ اگر اہلِ بیت سے صحابیت کا عظیم ترین اعزاز چھین لیا جائے تو ان کا ہر امتیاز ختم ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب اہلِ بیت کی تخصیص کی نوبت آئی تو انہی صحابہ میں سے ان کی تخصیص کی تا کہ شانِ صحابیت سے، جو کہ ہر شان پر غالب ہے، اہلِ بیت محروم نہ ہو جائیں۔ اور قارئین اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیں کہ تمام صحابہ بشمول اہلِ بیت کے جو جو بھی فضائل ہیں وہ سب صرف اور صرف شانِ صحابیت کے رنگ برنگ جلوے ہیں اور تمام تر جلووٴں کا قیام اور استقرار شانِ رسالت ﷺ کی لامتناہی جلوہ انگیزی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی صحابی بھی خواہ اہلِ بیت ہو یا غیر اہلِ بیت اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں ہے صرف اور صرف ذاتِ رسول ﷺ کی بدولت وہ ہے جو کچھ بھی ہے۔ اس لیے تمام احباب سے دردمندانہ گزارش ہے کہ اس افضلیت کے چکروں میں نہ پڑیں کیونکہ یہ ایک بدنما کھائی ہے جس سے صحیح سلامت کوئی بھی نہیں نکلتا۔ صرف مولائے کُل سید الانبیاء ﷺ کو اپنی ظاہری اور باطنی زندگی کا مرکز و محور بنائیں اور نورِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام کو اپنے دلوں میں خلوص و محبت سے جذب کرنے کی کوشش کریں تا کہ ہدایتِ حق کا راستہ آپ کے سامنے واضح ہو جائے اور اس پر گامزن ہو جائیں۔

كَنْزُ الْبُرْهَانِ عَلَىٰ أَفْضَلِيَّةِ عَلِيٍّ فِي الْقُرْآنِ 19

امام قاضی ابو بکر باقلانی اشعریؓ کا عقیدہ

امام ابو بکر باقلانیؒ اھلِ سُنت کی بہت بڑی شخصیت تھے آپ ۹۵۰ء کو بصرہ میں پیدا ہوئے مگر سکونت بغداد میں اختیار کی۔ آپ نے اپنے زمانہ میں بے شمار علمی مباحثے اور مناظرے کیئے سفرِ رُوم آپ کا بہت یادگار رہا آپ قاضی بھی تھے اور اللہ نے آپ کو علم و حکمت سے نواز رکھا تھا۔ آپ نے اشعری عقیدہ پر بہت کام کیا۔ امام خطیب بغدادی نے آپ کے علمی کام کو بہت سراہا ہے۔ بلکہ اھلِ سُنت کے بے شمار محدثین اور مورخین نے آپ کے علمی مباحثوں اور مناظروں کو بیان بھی کیا ہے۔

ایک طبقہ تو آپ کو مجدد مانتا ہے اِتنی بڑی شخصیت ہیں کہ آپ پر پوری کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ آپ بھی مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کو رفض اور بدعت نہیں کہتے تھے بلکہ آپ نے اس پر بڑے دلائل دیئے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر جماعت افضلیتِ مولا علیؑ کی قائل تھی۔

29 قَالَ الْبَاقِلَانِيُّ: وَقَدْ رُوِيَ أَنَّ قَوْمًا مِّنَ الصَّحَابَةِ كَانُوا يَذْهَبُونَ إِلَىٰ تَفْضِيلِ عَلِيٍّ عَلَىٰ أَبِي بَكْرٍ۔

حضرت ابو بکر باقلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت کیا گیا ہے بے شک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک قوم (جماعت) حضرت علی علیہ السلام کی حضرت ابو بکرؓ پر تفضیل (افضلیت) کی طرف گئی ہے (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت مولا علی علیہ السلام کو حضرت ابو بکرؓ سے افضل و اعلیٰ مانتی تھی)

(امام قاضی ابو بکر باقلانیؒ، مناقبِ الائمۃ الأربعۃ للباقلانی، صفحہ ۴۷۱)

30 وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ الْبَاقِلَانِيُّ: وَقَدْ رُوِيَ أَنَّ جَمَاعَةً مِنَ الصَّحَابَةِ كَانَتْ تُظْهِرُ الْقَوْلَ بِفَضْلِ عَلِيٍّ أَمَامَ زَمَنِ أَبِي بَكْرٍ وَبَعْدَهُ۔

ایک اور روایت میں حضرت ابو بکر باقلانیؒ فرماتے ہیں کہ روایت کیا گیا ہے بے شک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک جماعت حضرت علی علیہ السلام کی افضلیت کا قول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے

صفحہ نمبر: ۱۹

حدیث نمبر: ۲۹

صحتِ حدیث: موجود

تبصرہ: قارئین باقلانی کے اسی قول پر ہی غور کر لیں اور دیکھیں کہ کیا اَفضلیت نامی کوئی عقیدہ مسلمانوں میں کبھی موجود تھا کیونکہ عقیدہ سے انکار کفر ہوتا ہے۔ اس طاغوت یاسین کی بات پر نہیں بلکہ عقیدۂ افضلیت پر اپنی نظر مرکوز کریں اور غور کریں کہ اگر یہ کوئی عقیدہ تھا تو صحابہ میں اس پر اتنا خوفناک اختلاف کیونکر تھا؟

صفحہ نمبر: ۱۹ تا ۲۰

حدیث نمبر: ۲۹ تا ۳۱

صحتِ حدیث: موجود

تبصرہ: نمبر ۲۹ تا ۳۱ پر دیے گئے تمام اقوال باقلانی کے نہیں ہیں بلکہ یہ مختلف روایات ہیں شیعہ جن کے حوالہ دیتے ہیں باقلانی نے یہ تمام آثار شیعہ کے رد کے لیے بغیر سند کے بیان کیے ہیں تا کہ پہلے شیعہ وغیرہ کا نقطہ نگاہ پیش کریں اور پھر مؤثر طریقے سے اس کا رد کریں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے تمام اقوال پر موجود کا لفظ لکھا ہے مراد یہ ہے کہ مصنف نے جو عبارت دی ہے وہ ان کی حوالہ دادہ کتاب میں موجود ہے۔ باقلانی نے ان تمام آثار کو شیعہ دلائل کے طور پر نقل کیا ہے حالانکہ باعتبارِ سند ہر اثر انتہائی مشکوک اور ناقابلِ حجت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باقلانی نے انہیں محض شیعہ حجت کے طور پر نقل کیا ہے اور کئی مقامات پر وہ ان آثار کے ثبوت پر شکوک و شبہات کا اظہار بھی کر چکے ہیں مگر شیعہ رد کے طور پر ان کو زیر بحث لے آئے۔ یہاں پر قاری کی

خاطر یہ بھی عرض کر دیتا ہوں کہ باقلانی کی کتاب مناقب الآئمة الاربعة شیعہ وغیرہ کے رد میں لکھی گئی ہے جس میں باقلانی نے فلسفیانہ و کلامیانہ سطح پر ثابت کیا ہے کہ افضلیت میں تقدیم و تاخیر خلافت کی تقدیم و تاخیر سے ہی متعلق ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل ابو بکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی بترتیبِ خلافت ہیں۔ اب قارئین خود اندازہ کر لیں کہ مصنف نے جو باقلانی کا عقیدہ گھڑ کے پیش کیا ہے کیا یہی عقیدہ ہے باقلانی کا یا وہ عقیدہ جسے ثابت کرنے کے لیے انھوں نے دو جلدوں پر محیط کتاب لکھی ہے؟ دجال مصنف نے اب تک جن بزرگوں کا بھی ذکر کیا کہ وہ بھی اُسی کی ذہنیت میں پروئے ہوئے ہیں ان بزرگوں پر قبیح افترا پردازی ہے۔ یاد رہے کہ ابتدائے زمانہ سے ہی تمام دجالوں کی لوگوں کو گمراہ کرنے کی یہی چال رہی ہے۔

تبصرہ: صفحہ ۲۰ کے آخری پیراگراف پر حاشیہ
دجال مکمل جھوٹ بک رہا ہے، امام نسفی اور ماتریدی کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہے بلکہ اسلامی فلسفیانہ سطح پر ان کا نظریہ ہے اور نظریہ عقائد نہیں ہوا کرتے۔ دجال مصنف چونکہ جاہل بھی ہے اور احمق بھی اس لیے مراتب میں فرق نہیں کر پاتا۔ لہٰذا یہیں پر یاسین کذاب کی بک بک سے پہلے میں قارئین پر واضح کر دوں کہ امام نسفی اور امام ماتریدی کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے بعد افضل الناس بعد الانبیاء ابو بکر صدیق ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی علیہم السلام۔

کنز البرهان علی أفضلية علي في القرآن — 20

زمانہ میں اُنکے سامنے بھی اور اُنکے بعد بھی ظاہر کیا کرتی تھی (یعنی مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کا سرِ عام اظہار کرتے تھے)۔

(امام ابو بکر باقلانی، مناقب الائمة الاربعة للباقلانی، صفحہ ۲۷۱)

31 قَالَ الْبَاقِلَانِيُّ: وَ الْقَوْلُ بِتَفْضِيْلِ عَلِيٍّ مَشْهُوْرٌ عِنْدَ كَثِيْرٍ مِنَ الصَّحَابَةِ كَالَّذِي يُرْوٰى عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، وَعَمَّارٍ، وَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ وَ أَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ التَّيْهَانَ وَ غَيْرِهِمْ۔

حضرت ابو بکر باقلانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کی تفضیل (افضلیت) کا قول کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں مشہور تھا جیسا کہ عبد اللہ بن عباسؓ، اور حذیفہ بن یمانؓ اور عمار بن یاسرؓ اور جابر بن عبد اللہؓ اور ابو الہیثم بن التیہانؓ اور دوسرے بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

(امام ابو بکر باقلانیؒ، مناقب الائمة الأربعة للباقلانی، صفحہ ۲۹۴)

پس اِن روایات سے یہ بات اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ امام باقلانی بھی مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کے قائل تھے اس لئیے اُنہوں نے بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات بیان کر دی ہیں جو مولا علی علیہ السلام کی افضلیت پر دلالت کرتی ہیں۔

کیا خلافت و حکومت افضلیت کی دلیل ہے؟

یہاں ہم ایک اور اہم مسئلہ بیان کرنا چاہتے ہیں کچھ لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ مولا علی علیہ السلام خلفائے ثلاثہ کے وزیر و مشیر رہے ہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خلفائے ثلاثہ مولا علی علیہ السلام سے افضل ہیں۔ ہم جواب دیتے ہیں کہ کسی کا خلیفہ و بادشاہ ہونا افضلیت کی دلیل نہیں ہے۔

اہلِ سنت کی عظیم شخصیت امام ابو معین نسفیؒ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ وہ کسی کے خلیفہ ہونے کو اُسکی افضلیت کی دلیل اور شرط نہیں مانتے بلکہ وہ احناف کے سر کا تاج امام ابو منصور ماتریدیؒ سے بھی یہی عقیدہ بیان کرتے ہیں۔

صفحہ نمبر: ۲۱

حدیث نمبر: ۳۲

صحتِ حدیث: موجود

32 قَالَ الْإِمَامُ أَبُو الْمُعِيْنِ النَّسَفِيُّ: فَأَمَّا كَوْنُهُ أَفْضَلَ أَهْلِ زَمَانِهِ، فَلَيْسَ بِشَرْطٍ عِنْدَنَا، نَصَّ عَلَيْهِ الْإِمَامُ أَبُو مَنْصُوْرٍ الْمَاتُرِيْدِيُّ فِي كِتَابِ الْمَقَالَاتِ۔

امام ابو معین نسفیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک خلیفہ کا اپنے زمانہ کی جملہ شخصیات سے افضل ہونا شرط نہیں ہے اور اِس پر نص امام ابو منصور ماتریدیؒ کا کتاب المقالات میں بیان کردہ عقیدہ ہے۔

(امام ابو معین نسفیؒ، تبصرۃ الأدلۃ، جلد ۲، صفحہ ۱۱۰۹)

اگر ہم کتبِ احادیث و تفاسیر، کتبِ سیر و تواریخ کا مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ بے شمار افضل و اعلیٰ شخصیات ایسی گزری ہیں جو خلیفہ و بادشاہ نہیں تھے مگر اپنے دور کے خلیفہ و بادشاہ سے افضل تھے۔

امام زین العابدین علیہ السلام، امام محمد باقر علیہ السلام، امام جعفر الصادق علیہ السلام، امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام، امام علی الرضا علیہ السلام، امام محمد تقی علیہ السلام، امام علی نقی علیہ السلام، امام حسن عسکری علیہ السلام اور دیگر بے شمار اولیاء و صلحاء جیسا کہ حسن بصریؒ، خواجہ جنید بغدادیؒ، شیخ عبد القادر جیلانیؒ الحسنی و الحسینی اپنے اپنے زمانہ میں اعلیٰ و افضل شخصیات تھیں جبکہ خلیفہ و بادشاہ نہیں تھے کوئی کم عقل ہی ہو گا جو اُنکے زمانے کے بادشاہوں کو ان پر افضلیت دے۔

طالوت ایک مومن خلیفہ و بادشاہ تھا اسکے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی حضرت داؤد علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام بھی تھے تو کیا ہم طالوت بادشاہ کو انبیاء اکرام علیہم السلام پر افضلیت دے سکتے ہیں جبکہ وہ طالوت کی بادشاہی میں رہتے تھے اور اُنکی حکومت چلانے میں معاونت بھی کرتے تھے۔ مگر افضل و اعلیٰ انبیاء علیہم السلام ہی تھے خلیفہ و بادشاہ نہیں تو پھر مولا علی علیہ السلام خلفائے ثلاثہ کی معاونت کر کے افضل و اعلیٰ کیوں نہیں رہتے۔ مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کا انکار کرنے میں یہ دلیل دینا جہالت و گمراہی ہے اور مولا علی علیہ السلام سے حسد و بُغض کی دلیل بھی ہے۔

تبصرہ: مصنف اپنے تعصب کی تپتی ریت میں گڑا ہوا یہ بات سمجھ نہیں پا رہا کہ حوالہ کیسا اور کہاں سے لینا ہے یہ حوالہ جہاں سے لیا گیا ہے وہاں امام نسفی نظریۂ امامت اور اہلیتِ امامت یعنی حکومت کی بات کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ شیعوں کے نظریۂ امامت کا رد کر رہے ہیں۔ خلفائے راشدین کی بات نہیں کر رہے بلکہ خلفائے راشدین کے بعد خلافت و امامت کے بارے میں جو فاسد نظریات شیعہ اور خوارج نے پھیلا دیے تھے ان کا رد کر رہے ہیں۔ اور یہ بات کلامیانہ نظریاتی ہے نہ کہ عقائد کی۔ دجال مصنف اپنی دسیسہ کاری میں کامیابی کے حصول کے لیے ہر بات کو عقائد میں کھینچے جا رہا ہے۔ قارئینِ کرام کے علم میں ہونا چاہیے کہ شیعہ اور اہلِ سنت کے درمیان نظریۂ امامت ہمیشہ سے باعثِ نزاع رہا ہے۔ شیعہ کے ہاں جو شرائطِ امامت (حکومت) ہیں وہ نہ صرف انتہائی غیر مناسب ہیں بلکہ انتہائی غیر عملی بھی ہیں۔ انسانی تاریخ میں سوائے حکمران انبیاء کے کسی اور دور میں ان شرائط پر پورا اترنے والا کوئی امام (حکمران) نہیں گزرا حتیٰ کہ شیعہ اپنے نقطۂ نگاہ کے مطابق جنہیں اپنا امام تصور کرتے ہیں ان میں بھی یہ شرائط معدوم ہیں۔ کیونکہ شیعہ کے نزدیک امام معصوم اور اللہ کی طرف سے معین ہوتا ہے، اور تمام اہلِ علم جانتے ہیں کہ یہ بات صرف اور صرف انبیاء سے مخصوص ہے۔ دوسری بات یہ کہ شیعہ کے ہاں امامت ایک عقیدہ ہے جبکہ سنیوں اور تمام دنیا کے نزدیک یہ ایک نظریہ ہے۔ اور یہی حقیقت ہے۔ لہٰذا تمام کتابوں میں جہاں بھی امامت پر بحث ہوتی ہے تو انہی تضادات کو نمایاں کرنے اور انہیں ردّ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تا کہ امتِ مسلمہ گمراہی کی کھائیوں میں گرنے سے بچ سکے۔ اور اس پوری بحث کا تعلق کہیں پر بھی خلفائے راشدین کی باہمی افضلیت سے نہیں ہوتا۔ ہاں البتہ مصنفین بطور مثال کے ان کا تذکرہ ضرور کرتے ہیں کیونکہ سطحِ زمین پر بہترین نمونۂ امامت (حکومت) صرف اور صرف خلفائے راشدین ہیں۔ اس میں شک کرنے والا صرف کوئی گمراہ یا مردود ہو سکتا ہے مؤمن نہیں۔ یہ دجال مصنف اپنی مرضی کے مطابق اپنے مذموم مقاصد کے تحت سارے حقائق کو مسخ کر کے بیان کر رہا ہے۔ اس لیے سب اہلِ ایمان باخبر رہیں کہ افضلیت کا معاملہ الگ ہے اور نظریۂ امامت الگ شے ہے اسے ہرگز کسی عقیدے یا خلفائے راشدین کی تقدیم و تاخیر یا افضلیتِ صحابہ کے ساتھ نتھی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر معاملات کو اس دجال کے انداز میں طے کیا جائے تو پھر ایسی صورت میں تو ہم انبیاء اور شریعتِ اسلامیہ سے بھی فوائد و رہنمائی حاصل نہ کر سکیں گے۔ جبکہ

رہنمائی تو ہمیں انہی بزرگوں سے لینا ہو گی، اور رہنمائی حاصل کرتے ہوئے اگر ہم افضلیت کے چکروں میں پڑ کر آپس میں گتھم گتھا ہو جائیں تو اس میں ان بزرگوں کا نہیں بلکہ ہمارا گناہ ہے۔

صفحہ ۲۱ کے آخری پیراگراف پر حاشیہ:

دجال مصنف کی زندگی پر گرفت نہایت کمزور ہے ورنہ اسے علم ہوتا کہ افضلیت کا باب اور ہے اور اہلیت کا باب اور۔ ان کو آپس میں گڈمڈ کرنا عقلمندانہ بات نہیں۔ کتنے ہی پیغمبران گزرے جن کے ادوار میں بادشاہ کوئی اور تھا اللہ نے کسی نبی یا رسول سے نہیں فرمایا کہ سب سے پہلے بادشاہ سے نبٹو اسے ہٹاؤ اور خود تخت پر بیٹھو کیونکہ آپ اس بادشاہ سے افضل ہیں اگر اب بھی بات سمجھ نہ آئی ہو تو حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ اور سید المرسلین ﷺ کے معاملہ پر غور و خوض کر لو امید ہے کچھ نہ کچھ پلے ضرور پڑ جائے گا۔ کائنات میں ہر شخص اپنے درجۂ اہلیت کے مطابق اپنے فرائض انجام دے رہا ہے درجۂ افضلیت کے مطابق نہیں۔ لہٰذا یہاں پر جن بزرگوں کی گنتی کی گئی ہے وہ اپنی اپنی اہلیت اور صلاحیت کے مطابق اپنے اپنے مقام پر فائز اپنے اپنے فرائض کی انجام دہی کر رہے تھے افضلیت کا سوال تو تب پیدا ہوتا جب سب کا میدانِ کارگزاری یکساں ہوتا۔ اگر کسی ملاں یا سین کو اب بھی بات کی سمجھ نہیں آئی تو پھر ایسا نادان براہِ راست اللہ سے ہی پوچھ لے کہ طالوت کو حکمران کیوں بنایا جبکہ اس سے افضل انبیاء موجود تھے؟ اگر ایسا کر لے تو پھر اپنی بیہودہ گوئی میں لگا رہے۔ حالانکہ عام آدمی بھی یہ نکتہ بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ انبیاء کی موجودگی میں ان کے تابع کو حکمران کیوں بنایا گیا؟

كَنْزُ الْبُرْهَانِ عَلىٰ أَفْضَلِيَّةِ عَلِيٍّ فِي الْقُرْآنِ 22

کیا نماز کی امامت کروانا افضلیت کی دلیل ہے؟

بعض لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ چونکہ اُس وقت یہ دستور تھا کہ خلیفہ وقت ہی نماز کی امامت کرواتا تھا تو مولا علی علیہ السلام خلفائے ثلاثہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تینوں خلفاء مولا علی علیہ السلام سے افضل ہیں۔ حالانکہ اُمت کا اس بات پر اجماع نہیں ہے اُمت کا ایک بہت بڑا طبقہ اس بات کا انکاری ہے کہ مولا علی علیہ السلام خلفائے ثلاثہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

ہم یہاں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے چونکہ دلائل دونوں طبقات کے پاس ہیں اس لئے ہم اس بحث میں اُلجھنے کی بجائے اس بات کو واضح کریں گے کہ کسی کا نماز کی امامت کروانا اُس کے افضل ہونے کی دلیل نہیں ہوتا، افضل کی نماز مفضول کی اقتداء میں ہو جاتی ہے۔ اگر نماز کی امامت کروانے کو افضل ہونے کی دلیل مان لیا جائے تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اسلام کی معزز ترین شخصیات جن میں محدثین، مفسرین، مجددین، اولیاء، صُلحاء، مشائخِ عظام حضرت حسن بصریؒ، خواجہ جنید بغدادیؒ، سفیان ثوریؒ، حضور غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، ذونون مصریؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ یہ تمام بزرگ اپنی مسجد یا مدرسہ کے قاری اور امام کی اقتداء میں نماز ادا کیا کرتے تھے تو پھر کیا یہ بات مان لی جائے گی کہ ان سارے بزرگوں سے اُنکو نماز پڑھانے والے امام و مولوی افضل تھے، بلکہ یہی قانون و دستور آج تک چلتا آرہا ہے بڑے بڑے آستانوں کے سجادہ نشین، پیرانِ طریقت اپنے آستانوں کے خطیب و امام کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں تو کیا آج کے مُریدین یہ بات تسلیم کریں گے کہ اُنکے پیر صاحب سے وہ قاری و امام افضل ہے جس کی اقتداء میں وہ پیر صاحب نماز ادا کرتے ہیں یقیناً یہ بات کوئی بھی نہیں مانے گا کیونکہ نماز پڑھنا اور پڑھانا یہ ایک شرعی حکم ہے اس سے کوئی افضل و مفضول نہیں بن جاتا۔ اگر کوئی اسی کو افضلیت کی دلیل بنائے تو پھر میں اس کا ایسا جواب اُن کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ہماری اس دلیل کے بعد اس فتنے کا باقی رہنا ناممکن ہو جائے گا۔ ساری اُمت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری کائنات سے افضل و اعلیٰ ہستی

تبصرہ: صفحہ نمبر ۲۲ کی سرخ انڈر لائن جملہ کی حقیقت

امت مسلمہ کا تو کوئی طبقہ ایسا نہیں ہاں البتہ امتِ دجالہ اس بات کی انکاری ہے اور دجال مصنف اسی امتِ دجالہ کا سرغنہ ہے۔

صفحہ نمبر: ۲۳

تبصرہ: پہلے پیراگراف پر تبصرہ

جی ہاں اصول اور قانون ایک ہی ہوتا ہے کیا ملاں یاسین بتا سکتا ہے کہ ایک ہی موقع و مناسبت سے کتنے اصول و قوانین ہوتے ہیں اور ان کا اجراء کس کس حال میں ہوتا ہے؟ لعنة الله على المشوهين للحقائق۔

صفحہ نمبر: ۲۳ تا ۲۴

حدیث نمبر: ۳۳ تا ۳۵

صحتِ حدیث: صحیح

تبصرہ: اس حدیث اور اس کے بعد آنے والی ایسی چند احادیث کے بابت قارئین کے مد نظر چند باتیں ضرور رہنی چاہییں تا کہ وہ اسلامی فقہی اصولوں کو موقع و محل کی مطابقت میں سمجھ سکیں:

اول: ابو بکر کو امام خود حضور ﷺ نے مقرر کیا تھا؛ دوم: یہ تقرر حضور ﷺ نے اپنی مرض الموت کی دوران میں فرمایا تھا؛ سوم: بعض ازواج مطہرات نے اس تقرر پر اختلاف کیا تھا اور علی کے تقرر پر زور دیا تھا مگر اس تمام تر مخالفت کے باوجود حضور ﷺ نے اسی تقرر کو بہترین سمجھا۔

23 كنز البرهان على أفضلية علي في القرآن

ہیں۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر اس پر کسی کا اختلاف نہیں تو ہم صحاح ستّہ سے احادیث پیش کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی گویا کہ اِن احادیث پر بحث ہو سکتی ہے اِس ضمن میں بے شمار احادیث آئی ہیں اُن سب پر گفتگو ہو سکتی ہے میں ان سب کا ردّ کر سکتا ہوں مگر یہاں میں اُن لوگوں کو جواب دینا چاہتا ہوں۔ جو نماز پڑھانے کو ہی افضلیت کی دلیل مان لیتے ہیں۔ اگر مولا علی علیہ السلام خلفائے ثلاثہ کی اقتداء میں نماز ادا کریں تو خلفائے ثلاثہ مولا علی علیہ السلام سے افضل ہو جائیں تو پھر ان لوگوں کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی تو یہ حضرات معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ سے افضل ہیں تو یہ لوگ کہیں گے یہاں معاملہ اور ہے تو ہم کہیں گے اصول اور قانون ایک ہوتا ہے "دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا، سراسر موم یا سنگ ہو جا"

اگر خلفائے ثلاثہ نماز پڑھانے سے مولا علی علیہ السلام سے افضل ہو جاتے ہیں تو پھر عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی معاذ اللہ حضور ﷺ سے افضل ہیں۔

33 عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ قَاعِدًا۔

حضرت مسروق، اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُس بیماری میں جس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی (ادا کی)۔

(امام ترمذی جامع، ص ۹۸: حدیث ۳۶۲، مطبوعہ دار السلام الریاض)

34 عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ قَاعِدًا فِي ثَوْبٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ۔

صفحہ نمبر: ۲۴

حدیث نمبر: ۳۶

صحتِ حدیث: صحیح

تبصرہ: یہاں پر بھی قارئین ملاحظہ کریں کہ ایک خاص صورتِ حال پیدا ہوئی جس میں صحابہ نے حضور کی غیر موجودگی میں اپنے میں سے جسے بہتر گردانا اسے امام بنالیا اور نماز ادا کر لی اور نسائی میں اسی بات کی وضاحت بھی ان الفاظ (صلاۃ الإمام خلف الرجل من رعیته: اپنی رعیت میں سے کسی خاص شخص کے پیچھے امام یعنی حکمران کا نماز ادا کرنا) اگر کسی میں عقل ہو اور تعصب نہ ہو تو بات آسانی سے سمجھ آ سکتی ہے۔ حضور ﷺ کے دور پاک میں لفظِ امام بالخصوص حکمران اور لیڈر معنی میں استعمال ہوتا تھا یہی وجہ ہے مسلمانوں کے ابتدائی دور میں نماز کی امامت متعلقہ علاقہ کا حکمران یا گورنر وغیرہ کرواتا تھا جبکہ اردگرد کے دیگر علاقے جہاں کسی حکمران کی موجودگی ممکن نہ ہوتی تھی وہاں پر مقرر کردہ لوگ بطور نائب امام کے نماز پڑھاتے تھے۔ اور جوں جوں اسلامی سلطنت پھیلتی گئی یہی طریقہ جو کہ حدیث میں بیان ہوا ہے عام ہوتا گیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری کی حالت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر ایک چادر (کپڑے) میں لپٹے ہوئے نماز پڑھی (ادا کی)۔

(امام ترمذی جامع، ص98، حدیث 363: مطبوعہ دار السلام الریاض)

35 عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: آخِرُ صَلَاةٍ صَلَّاهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَعَ الْقَوْمِ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری نماز جو صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ادا کی۔ وہ آپ ﷺ نے ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھی (ادا کی)۔

(امام نسائی السنن، ص، 108: حدیث 786: مطبوعہ دار السلام الریاض)

36 عَنِ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ قَالَ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ. فَاحْتَبَسَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ فَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَ قَدَّمُوْا ابْنَ عَوْفٍ فَصَلَّى بِهِمْ. فَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَصَلَّى خَلْفَ ابْنِ عَوْفٍ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلَاةِ. فَلَمَّا سَلَّمَ ابْنُ عَوْفٍ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَضَى مَا سُبِقَ بِهِ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں تھے نماز کا وقت ہو گیا مگر آپ ﷺ تشریف نہ لائے تو صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے نماز کھڑی کر دی اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو آگے کیا پس آپ رضی اللہ عنہ (ابن عوف) نے نماز پڑھانا شروع کر دی اسی دوران رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور آپ ﷺ (رسول اللہ ﷺ) نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی (ادا فرمائی)۔ جب حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو حضور نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر جس قدر نماز (آپ سے پہلے) پڑھی جا چکی تھی اُسے ادا فرمایا۔

(امام نسائی السنن، ص 15: حدیث 109: مطبوعہ دار السلام الریاض)،
(امام مسلم صحیح، ص 129: حدیث 633: مطبوعہ دار السلام الریاض)

صفحہ نمبر: ۲۵

تبصرہ: ملاں یاسین پہلے اس بات کا تو جواب تلاش کر لے کہ حضور ﷺ نے آخر مولا علی کے ہوتے ہوئے صرف ابو بکر کو ہی امام مقرر کیوں کیا جبکہ ازواج مطہرات کا تو پرزور مطالبہ تھا کہ علی کو ہی اپنی جگہ پر کھڑا کریں؟ اور پھر لفظِ امام کے جو معنی عہد بہ عہد مختلف سطحوں پر بنتے گئے ان میں سے کون سا معنوی پہلو تھا جس میں یہ لفظ عہدِ رسول و خلفائے راشدین کے دور میں استعمال ہوتا تھا؟ جب مردود ملاں کو اس بات کی سمجھ آ جائے گی تو یقیناً اہل سنت و جماعت کی اس ضمن میں دلیلِ امامت کی بھی سمجھ آ جائے گی۔

صفحہ نمبر: ۲۵

حدیث نمبر: ۳۷

صحتِ حدیث: صحیح

تبصرہ: مصنف بڑا روایتی ملاں ہے کوئی بات بھی نہیں ہوتی اور یہ ناچنا شروع کر دیتا ہے ایسا پراگندہ ذہن تو شاید ہی کسی کا ہو۔ بہر حال ملاں جی کو مشورہ ہے کہ پہلے اس حدیث کا مطلب تو کسی عالم سے پوچھ لے یا پھر کم از کم شروح بخاری میں سے کم از کم عمدة القاری یا فتح الباری کو ہی پڑھ کر اس حدیث کی پہلوداری کو سمجھ لے پھر جتنا چاہے رقص کر لے۔

صفحہ نمبر: ۲۵

حدیث نمبر: ۳۸

صحتِ حدیث: موضوع

---

25 — كنز البرهان على أفضلية علي في القرآن

اِن احادیثِ مبارکہ سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ نماز کی امامت کروانے سے کوئی افضل نہیں ہو جاتا نماز پڑھنا اور پڑھانا ایک شرعی حکم ہے اور افضل کی نماز مفضول کے پیچھے ہو جاتی ہے۔

اگر آپ نماز کی امامت کو ہی افضل ہونے کی دلیل مانتے ہیں تو پھر یہ بات بھی ماننا پڑے گی کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام نبی سے بھی افضل و اعلیٰ ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام محمد مہدی علیہ السلام کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے جو مُلاں مفتی مولا علی علیہ السلام پر خلفائے ثلاثہ کو اس وجہ سے افضیلت دیتے ہیں۔ اب یہاں اُن کو سانپ سونگھ جائے گا اور وہ کہیں گے کہ نبی غیر نبی سے افضل ہوتا ہے۔ تو پھر اُنکو یہ بات ماننا پڑے گی کہ نماز کی امامت سے کوئی افضل نہیں ہوتا ورنہ اُنکی حالت پھر یہ ہو گی کہ آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔

37 أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں کا کیا حال ہو گا (خوشی کے ساتھ) جب حضرت عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام تم لوگوں (میری اُمت) میں اُتریں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہو گا۔

(امام بخاری صحیح، صفحہ ۵۸۱: حدیث ۳۴۴۹ مطبوعہ دار السلام، الریاض)

38 عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مِنَّا الَّذِي يُصَلِّي عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عليه السلام خَلْفَهُ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ (امام محمد مہدی علیہ السلام) ہم میں سے ہیں جن کے پیچھے حضرت عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام نماز پڑھیں (ادا) کریں گے۔

(امام ابو نعیم الاربعون حدیثاً فی المھدی: ص 101)

صفحہ نمبر: ۲۶
حدیث نمبر: ۳۹
صحتِ حدیث: صحیح

39 عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ: فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا. فَيَقُولُ: لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْأُمَّةَ۔

"حضرت جریجؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو ابو زبیرؓ نے خبر دی اُنہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ (حضرت جابرؓ) کہتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میری اُمت میں سے ایک جماعت حق کے قیام (ظہور) کیلئے قیامت تک جہاد کرتی رہے گی پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پس حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ اُتریں گے تو مسلمانوں کا امیر (امام مہدی علیہ السلام) اُن (عیسیٰ علیہ السلام) سے کہے گا آئیں ہم کو نماز پڑھائیں اس پر وہ (عیسیٰ علیہ السلام) فرمائیں گے نہیں بے شک تم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں اس بزرگی و فضیلت پر جو اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو عطا کی ہے۔ (لہٰذا امامت آپؑ کروائیں میں نہیں کرواؤنگا)"۔

(امام مسلم صحیح: ص78: حدیث 247: مطبوعہ دار السلام الریاض)

اب اِن احادیث کے دلائل سے یہ بات اُن لوگوں کے گلے میں پھنس جائے گی جو کہتے ہیں کہ نماز کی امامت افضل ہونے کی دلیل ہے اب تو وہ یہ بات مانے گے کہ نماز کی امامت سے کوئی افضل نہیں ہوتا اگر انکار کریں گے تو پھر امام محمد مہدی علیہ السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ماننا پڑے گا۔ جو کہ ایک نبی ہیں یہ بات بھی وہ تسلیم نہیں کر سکیں گے تو پھر یہ بات تسلیم کرنا ہو گی کہ خلفائے ثلاثہ نماز پڑھانے کی وجہ سے مولا علی علیہ السلام سے ہرگز افضل نہیں ہیں اب بھاگ مُلاں بھاگ کہاں بھاگے گا۔

اب ہمارے دلائل سے یہ بات اُن کو تسلیم کرنا پڑے گی کہ افضل و اعلیٰ ہونے کیلئے حسب و نسب، علم، فہم و ادراک، اعلیٰ خاندان، شجاعت، سخاوت کردار، خصائص و مناقب کی کثرت کا ہونا

صفحہ نمبر: ۲۷
حدیث نمبر: ۴۰ تا ۴۱
صحتِ حدیث: موضوع

ضروری ہوتا ہے اور یہ ساری خوبیاں صرف مولا علی علیہ السلام میں پائی جاتی ہیں جن کا حضور نبی اکرم ﷺ سے خون، نور، گوشت، روح، نفس سب کچھ ملتا ہے۔

مولا علی علیہ السلام وہ واحد شخصیت ہیں جن کی شان و افضلیت میں سب سے زیادہ قرآنی آیات نازل ہوئی ہیں۔ یہ اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ مولا علی علیہ السلام کی عظمت و رفعت اور افضلیت کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ آپ کی افضلیت پر قرآنِ مجید نے مہر ثبت کر دی اس کے بعد کسی دلیل اور ثبوت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

40 مَا نَزَلَ فِيْ أَحَدٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا نَزَلَ فِيْ عَلِيٍّ عليه السلام۔

کسی شخص کے لیئے اتنی قرآنی آیات نازل نہیں ہوئیں جتنی مولا علی علیہ السلام کے لیئے نازل ہوئی ہیں۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر جلد ۲ صفحہ ۳۶۳، امام جلال الدین سیوطی، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۲)

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے فرمان سے بات اظہر من الشمس ہو گئی ہے کہ قرآنِ مجید میں سب سے زیادہ مولا علی علیہ السلام کے مناقب اور فضائل پر آیات نازل ہوئی ہیں اور یہ افضلیت کسی اور کے حصہ میں نہیں آسکی جو مولا علی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے عطا کی ہے۔

ایک اور روایت میں عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

41 نَزَلَتْ فِيْ عَلِيٍّ عليه السلام ثَلَاثُمِائَةَ آيَةٍ۔

مولا علی علیہ السلام کی شان میں تین سو قرآنی آیات نازل ہوئی ہیں۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر جلد ۲ صفحہ ۳۶۴، جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۲)

عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی روایات سے ثابت ہو جاتا ہے کہ مولائے کائنات علی المرتضیٰ علیہ السلام ہی وہ ذات اور شخصیت ہیں جن کے فضائل و مناقب قرآن و حدیث میں سب سے زیادہ ملتے ہیں اور یہی قانون ہے کہ جس کے فضائل زیادہ ہوں وہی افضل و اعلیٰ ہوتا ہے۔ جیسے سوا لاکھ انبیاء و رسل عَلَيْهِمُ السَّلَامُ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے فضائل و مناقب زیادہ ہیں اسی لیئے انبیاء و

رُسُل عَلَيهِمُ السَّلَامُ کی جماعت میں آپؐ سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔

اِسی طرح مولائے کائنات کے آپؐ کے بعد سب سے زیادہ فضائل و مناقب ہیں تو پھر آپؐ کے بعد مولا علی علیہ السلام افضل کیوں نہیں ہو سکتے اس کا انکار سوائے جاہل اور حاسد کے کوئی نہیں کر سکتا۔

کیا افضل مفضول کو افضل کہہ دے تو مفضول افضل ہو جاتا ہے؟

کچھ لوگ مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کو معاذ اللہ گھٹانے یا کم کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں اور مولا علی علیہ السلام کی طرف من گھڑت اور جعلی روایات منسوب کرتے رہتے ہیں جیسا کہ مولا علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص مجھ کو خلفائے ثلاثہ پر فضیلت دے گا میں اُس کو کوڑے لگاؤں گا وغیرہ وغیرہ۔اس طرح کی بے شمار روایات بیان کی جاتی ہیں جن کا کوئی سر پَیر ہی نہیں ہوتا اِنکی سند اور متن میں بے شمار ضعف اور اعتراضات کی بھر مار موجود ہے۔اِن روایات کی سند پر ہم دوسری جلد میں تفصیل سے گفتگو کریں گے مگر یہاں کچھ اہم نقاط قارئین کی نذر کرتے ہیں۔

اگر اِن روایات کو دُرست مان بھی لیا جائے تو کیا سرکار علی المرتضیٰ علیہ السلام نے کسی ایک شخص کو بھی کوڑے مارے۔ان میں سے جو اُن کو افضل واعلیٰ مانتے بھی تھے اور کہتے بھی تھے مولا علیؑ کو افضل واعلیٰ کہنے والے اور آپؑ کی افضلیت کے قائل بے شمار جلیل القدر صحابہ کرامؓ تھے جن میں حضرت بلالؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت عمار ابنِ یاسرؓ، حضرت مقدادؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ، حضرت حذیفہ بن یمانؓ، حضرت ابو طفیلؓ، حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ، حضرت عبداللہ ابنِ مسعودؓ، حضرت حُجر ابنِ عدیؓ، حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ اور دیگر بے شمار صحابہ کرامؓ شامل ہیں کیا اِن میں سے کسی ایک کو بھی مولا علیؑ نے معاذاللہ کوڑے مارنے کا حکم دیا بلکہ آپؑ کے اپنے فرزندِ عظیم امام حسنِ مجتبیٰ علیہ السلام کے بے شمار خطبات ہیں۔مولا علی علیہ السلام کی افضلیت پر پس ثابت ہوا کہ ایسی کسی روایت کی کوئی حقیقت اور وجود ہی نہیں ہے جو آج کل اہلِ بیتِ اطہار عَلَیهِمُ السَّلَامُ کے دشمن

تبصرہ: صفحہ ۲۸ پر دجال کی مکاری پر

یہاں پر دجال یاسین تمام تر علمائے دینِ حق پر افترا پردازی کر رہا ہے۔ قارئین باخبر رہیں کہ اس کا ایک ایک حرف جھوٹ اور مکاری ہے۔ یہ دجال خود اپنی بات کے ثبوت میں صرف موضوعات و مکذوبات جو اسی جیسے دجالوں نے گھڑی ہیں لاتا ہے اور اپنے ان جھوٹے افسانوں اور قصے کہانیوں کے بل بوتے پر علمائے حق کو روایات گھڑنے کا مورد قرار دے رہا ہے حالانکہ یہی اہل ایمان ہمیشہ سے ان دجالوں کے مقابلے میں اہل بیت اطہار کا دفاع اور ان کی عزت و ناموس کا تحفظ کرتے آئے ہیں اور ہمیشہ کرتے رہے ہیں جب کہ یاسین جیسے کذاب ہمیشہ سے اپنی جھوٹ سازی سے اہل بیت کی عزت و وقار کو نیست و نابود کرنے کی ذلیل تگ و دو میں لگے رہے ہیں اور لگے رہیں گے اور اللہ تعالیٰ اہل بیت کے صدقے سے ان ملعونین و مردودین کو ہمیشہ ذلیل و خوار کرتا آیا ہے اور ہمیشہ انہیں ذلیل و خوار کرتا رہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

یہ لعین بالکل جھوٹ بک رہا ہے حضرت حسن علیہ السلام کا صرف ایک خطبہ ہے۔ اور اس خطبے میں امام حسن نے فضیلتِ علی کی بات کی ہے افضلیتِ علی کی نہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور مولائے کائنات علی علیہ السلام بے مثال و بے نظیر شخصیت کے حامل ہیں اور یہ سب کچھ عطائے مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اس خطبہ میں حضرت حسن علیہ السلام نے صرف اسی بات کا اظہار فرمایا ہے نہ کسی سے کوئی مقابلہ کیا اور نہ مسابقہ بلکہ ان کی بے مثلیت کو ظاہر کرنے کے لیے عربی محاورہ استعمال کیا اور عربی کتابوں کی ورق گردانی کریں تو آپ کو علم ہو جائے گا کہ عرب جب بھی کسی نادرہ کا ذکر کرتے ہیں تو یہی محاورہ استعمال کرتے ہیں اور یہ محاورہ اشیاء و اشخاص سب کے لیے عام ہے۔ دوسری بات یہ کہ دجال یاسین نے حضور مولا علی علیہ السلام کو افضل و اعلی ماننے والے جن اصحاب کا ذکر کیا ہے ان کا ثبوت کسی صحیح روایت سے نہیں ملتا۔ صرف دجالین کا گھڑاوَ ہے۔ اور پھر ایسی بیہودہ روایات کو اگر تسلیم کر بھی لیا جائے تو پھر ان اصحاب کے بارے میں یہ لعنتی دجال یاسین کیا کہے گا جو حضرت عباس کو بعدِ رسول افضل مانتے تھے اور وہ اصحاب جو حضرت ابن مسعود کو افضل مانتے تھے اور اصحاب کی وہ جماعتِ کثیر جو حضرت ابو بکر اور عمر کو الگ الگ افضل مانتی تھی اور وہ صحابہ جو حضرت عثمان کو افضل مانتے تھے، اسی طرح کتب عقائد و تاریخ میں متعدد صحابہ کا ذکر صحیح روایات کے ساتھ موجود ہے جنہیں صحابہ بعدِ رسول افضل مانتے تھے انہیں میں سیدنا حضرت حمزہ علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ یہ دجال یاسین امتِ مسلمہ کو پارہ پارہ کرنے کے لیے کیا مکاریاں کر رہا ہے!

منبروں پر بیان کر رہے ہیں۔اگر کوئی ایسی صحیح روایت ہو بھی تو اس سے مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کا انکار نہیں ہو سکتا۔

کیونکہ جو افضل و اعلیٰ شخصیات ہوتی ہیں وہ بہت زیادہ عاجزی و انکساری کا پیکر ہوتی ہیں وہ خود کو عام مسلمان سمجھتی ہیں جس طرح مولا علی علیہ السلام کی عظمت و رفعت اور آپؑ کی ذات کی بلندی تو انسان کی سمجھ سے باہر ہے مگر یہ آپؑ کی عاجزی و انکساری کا کمال اور کردار کی عظمت تھی کہ آپؑ خود کو عام مسلمان سمجھتے تھے اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپؑ کے اس فرمان کو لے کر آپؑ کی افضلیت کا انکار کر دیا جائے۔

اگر ہم موجودہ پیرانِ اکرام اور مشائخ عظام کے خطبات سُنیں یا اُنکی مجلس میں بیٹھیں تو اُنکے اکثر جُملے ہوتے ہیں کہ میں بڑا گناہگار انسان ہوں اور اکثر اپنے رفقاء کو وہ کہتے ہیں کہ میں تو آپ کے جوتوں میں بیٹھنے کے لائق بھی نہیں تو اُنکے ماننے والے کیا اُنکی اس بات کو مان کر اُن کو خود سے کم تر یا ادنیٰ سمجھتے ہیں ہرگز نہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ ہمارے پیر و مُرشد کی عاجزی و انکساری ہے۔یہی تو انسان کا بڑا ہونا ہے کہ وہ بڑا ہو کر بھی خود کو بڑا نہ کہے نہ سمجھے یہی حقیقت اِن روایات کی بھی ہے مولا علی علیہ السلام ہمیشہ عاجزی و انکساری کے ساتھ زندگی گزارتے تھے مگر جہاں بات اللہ اور اُسکے رسول ﷺ کے دین کی ہوتی وہاں حق بات کہنے اور حق پر ڈٹ جانے سے اُنکو کوئی چیز نہیں روک سکتی تھی۔

اب اگر کوئی شخص کہے نہیں جی جو بات مولا علیؑ نے ارشاد فرمائی ہے اس حوالے سے جو اس کو نہیں مانتا وہ مولا علیؑ کا گستاخ اور بے ادب ہے کیونکہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو بغیر بات کو سمجھے اور اسکے معانی و مفاہیم کو پرکھنے کے بغیر ہی فتویٰ دینا شروع ہو جاتے ہیں اور اہلِ سنت مسلک سے لوگوں کو اس بات پر ہی خارج کرنا شروع ہو جاتے ہیں کہ جو بندہ ترتیبِ خلافت کو ترتیبِ افضلیت نہیں سمجھتا وہ اہلِ سُنت نہیں اور جو مولا علی علیہ السلام کے اس فرمان کو اُس مولوی کی تشریح کے مطابق نہیں مانتا وہ بھی اہلِ سنت نہیں ہے۔

ایسے مفتیان کو میں فقیر ایسی دلیل پیش کرتا ہوں جس کا رد وہ کبھی بھی نہیں کر سکیں گے اگر اُن کی یہ بات مان لی جائے کہ مولا علی علیہ السلام خود فرما رہے ہیں کہ مُجھ سے خلفائے ثلاثہ افضل ہیں لہٰذا جو یہ بات نہ مانے گا وہ مولا علی علیہ السلام کا بے ادب ہو جائے گا۔اِسی قانون کے تحت میں صحاح ستہ سے

صفحہ نمبر: ۲۹

تبصرہ: جی ہاں دجال بالکل صحیح کہہ رہا کسی ایسی صحیح روایت سے مولا علی کی افضلیت کا انکار نہیں ہو سکتا لیکن دجال یاسین یہ بات نہیں سمجھ سکا کہ کسی بھی ایسی روایت سے یا کذاب یاسین اور اس جیسے لوگوں کی من گھڑت روایت سے کسی دوسرے صحابی کی افضلیت کا انکار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہی دجال گزشتہ میں کہہ آیا ہے کہ اصول اور قانون سب کے لیے ایک ہی ہوتا ہے تو اسی قاعدے کا اطلاق یہاں پر بھی کر لے اہلِ حق کی بات سمجھ آجائے گی۔

دجال کی دجالی ملاحظہ ہو کہ مولا علی کی حقیقت بیانی کو عجز و انکسار کا نام دے رہا ہے یہ گستاخِ مولا علی اپنی نفس پرستی میں خود مولا علی کو ہی جھٹلائے جا رہا ہے۔ چلیے مان لیا کہ یہ سب عجز و انکسار ہے تو بتلایئے کہ وہ جو صحیح احادیث میں وارد ہے کہ حضور مولا علی لوگوں سے: پوچھتے ہیں کون گواہ ہے کہ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ جس کا میں مولا اس کا علی مولا ہے؛ کون ہے جو گواہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا علی میرے لیے ایسے ہے جیسے موسیٰ کے لیے ہارون، اور اسی طرح کی اور متعدد روایات۔ تو کیا دجال بتائے گا کہ ان کی یہ باتیں جب کہ وہ لوگوں سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں اور صرف اس لیے تاکہ لوگ ان کی قدر و منزلت کو پہچان سکیں۔ کیا دجال بتائے گا کہ عجز و انکسار کا یہ کونسا اظہار ہے؟ یا پھر اسے خود نمائی اور کبر و ریاکاری کا نام دیا جائے؟ یا پھر صرف کہا جائے کہ: لعنة الله على الدجالين الكذابين كأمثال یاسین؟ اور میری رائے میں یہی آخری بات حق ہے۔

ظاہر ہے جب کوئی لعنتی یاسین جیسا ایسے بات کرے گا جیسے وہ کر رہا ہے تو سوائے گستاخ کے اور کونسا لقب دیا جائے گا یہ طاغوت تو یہ بات بھی نہیں جانتا کہ اس نے عجز و انکسار کے پردے میں مولا علی کی بات کا انکار کر کے ان کی نیت کو ہی واضح طور پر مشکوک کر دیا اور ایسا شخص جس کی نیت میں معاذ اللہ ایسا خلل ہو وہ کس تعظیم کے لائق ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس بد فہم نے تمام اہل اللہ کے عجز و انکسار کو بھی بری طرح سے جھٹلا دیا، گویا اس مردود کی نظر میں اولیاء کا اصل روپ منافقت تھا کیونکہ وہ ہوتے کچھ تھے اور کرتے کچھ اور تھے۔لعنة الله على الكذابين المشوهين إلى أبد الآباد۔

احادیث پیش کرتا ہوں جن میں حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام کو خود سے افضل فرمایا ہے بلکہ یہاں تک فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ کو ان سے افضل کہتا ہے وہ کذاب یعنی جھوٹا ہے اب آپ بتائیں کہ کوئی مسلمان ایسا ہے جو حضرت یونسؑ کو حضور نبی اکرم ﷺ سے افضل مانتا ہو بلکہ سارے کلام حضور نبی اکرم ﷺ کی افضیلت پر لکھے گئے ہیں۔

بعد از خدا بزرگ تُوئی قصہ مختصر، دُنیا میں آیا کوئی تیری نہ مثال کا، اِسی طرح کے بے شمار کلام لکھے گئے ہیں تو کیا یہ سارے حضور نبی اکرم ﷺ کے بے ادب تھے بلکہ سارے مسلمان ہی حضور نبی اکرم ﷺ کو افضل مانتے ہیں سارے انبیاء و رُسل علیہم السلام کی جماعت میں سے اب مفتیان کے فتاویٰ کدھر گئے۔ اب ہم یہاں وہ احادیث بیان کرتے ہیں جس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے اُنکو افضل فرمایا ہے تا کہ ہماری بات ثقہ ثابت ہو جائے۔

42 عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (دیکھو) انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَامُ سے مجھ کو فضیلت مت دو۔

(امام بخاری الصحیح، صفحہ ۱۱۹۱، حدیث ۶۹۱۶ دار السلام الریاض)

43 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ قَالَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتَّى عَلَيْهِ السَّلَام فَقَدْ كَذَبَ۔

حضرت ابو ھریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ جو شخص یہ کہے کہ میں یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر (افضل) ہوں وہ جھوٹ بولتا ہے (وہ جھوٹا ہے)۔

(امام بخاری الصحیح، صفحہ ۸۴۶ حدیث ۳۴۱۵، ۳۴۱۶، ۴۶۰۴، ۴۶۳۱، ۴۸۰۵ دار السلام الریاض)

44 عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَكُوْنَ خَيْرًا مِّنِ ابْنِ مَتَّى۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے آپؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

صفحہ نمبر: ۳۰

تبصرہ: یہ لعین کتاب کے آخر تک پنج تن پاک پر صرف افترا ہی باندھے گا مگر قارئین اچھی طرح سے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ اس دجال کا حرف حرف جھوٹ ہے یہ لعین اب حدیث صحیح کا سہارا لے کر حضور ﷺ کو جھوٹا کہنے جا رہا ہے۔ سب قارئین یاد رکھ لیں کہ انبیاء اور ان کے عطا یافتگان کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے۔ جو کچھ وہ ظاہر میں کہہ رہے ہوتے ہیں وہی ان کی مراد ہوتی وہ کبھی بھی عجز و انکسار کے عالم میں نامناسب اور غیر صحیح بات نہیں کرتے اب اگر کوئی لعنتی اپنی ذہنیت کی گندی روئی میں لپیٹ کر اس کی گستاخانہ تاویل کر لے تو عذابِ الٰہی کا یقیناً مستحق ہو گا۔ حضور ﷺ، اہل بیت اطہار اور ان کے عطا یافتہ اہل اللہ کبھی بھی غیر واقعاتی بات نہیں کرتے۔ اس لیے اس دجال یاسین اور اس جیسے دیگر دجالوں سے خوب ہوشیار رہیں۔

حدیث نمبر: ۴۲

صحتِ حدیث: صحیح

تبصرہ: یہ ترجمہ ہی غلط ہے نبی پاک نے نہیں فرمایا کہ مجھ کو فضیلت نہ دو بلکہ یہ فرمایا کہ: انبیاء کے مابین مقابلۃً مفاضلہ نہ کرو۔ یہاں جنس نبوت کی بات ہو رہی ہے فضائل شخصیت کی نہیں۔ یہی حکم قرآن پاک میں بھی آیا ہے فرمایا: ﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ﴾ (آل عمران: ۸۴) ''ہم ان میں سے کسی میں بھی فرق نہیں کرتے۔'' مزید دیکھیے: البقرۃ: ۱۳۶، ۲۸۵۔

حدیث نمبر: ۴۳

صحتِ حدیث: صحیح

تبصرہ: کذاب یاسین احادیث کے ترجمے اپنے نفس کے مطابق کرتا جا رہا ہے۔ تاہم ہر قاری سمجھ لے کہ ان احادیث میں سے کسی میں حضور ﷺ نے افضلیت کی بات نہیں کی بلکہ اتنا ہی کہا جتنا قرآن میں حکم فرمایا گیا۔ دوم: کسی حدیث میں بھی حضور ﷺ کی فردیت مراد ہے اور نہ ہی شخصیت بلکہ صرف نبوت شامل ہے اور جنس نبوت میں کسی نبی کو دوسرے نبی پر درجہ نہیں ہے درجات کا انحصار شخصیت اور فردیت پر ہے۔ سوم یہ کہ حضور ﷺ نے جو کچھ فرمایا وہی حتمی سچ ہے اس میں ہرگز کسی قسم کا عجز و انکسار نہیں۔ چہارم: کہ ہر حدیث مقید بوقت ہے اور قارئین یاد رکھیں کہ ہر وقت کا حکم الگ ہوتا ہے اور وہ حکم صرف وقت کی اس حد تک کارگر ہوتا ہے جو مشیئتِ الٰہی میں مقرر ہو۔

صفحہ نمبر: ۳۰

حدیث نمبر: ۴۴

صحتِ حدیث: صحیح

صفحہ نمبر: ۳۱

حدیث نمبر: ۴۵

صحتِ حدیث: صحیح

فرمایا: کسی شخص کیلئے جائز (مناسب) نہیں کہ وہ مجھ کو حضرت یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر (افضل) سمجھے یا کہے۔

(امام بخاری الصحیح، صفحہ ۸۴۶ حدیث ۴۸۰۴، ۳۴۱۲، ۳۶۰۳ دار السلام الریاض)

45 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: لَا تُخَيِّرُوْنِي عَلَى مُوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَصْعَقُ مَعَهُمْ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ فَإِذَا مُوْسَى بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي، أَوْكَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللهُ۔

حضرت ابو ھریرہؓ ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ مجھ کو موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو کیونکہ قیامت کے دن جب لوگ بے ہوش ہوں گے تو میں بھی اُنکے ساتھ بے ہوش (اپنی شان کے مطابق) ہو جاؤں گا سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا تو حضرت موسیٰؑ عرش کا پایہ پکڑے ہونگے مجھے نہیں معلوم (بات سمجھانے کیلئے ایسا فرمایا) کہ وہ بے ہوش ہونے والوں میں سے مجھ سے پہلے ہی ہوش میں آئے یا اُن میں سے تھے جن کو اللہ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ رکھا۔

(امام بخاری الصحیح، صفحہ ۳۸۷، احادیث ۲۴۱۱، ۲۴۱۲، ۳۴۰۸، ۳۴۱۴، ۶۵۱۷، ۴۶۳۸، ۶۹۱۷
مطبوعہ دار السلام الریاض سعودی عرب)

اِن احادیثِ مبارکہ سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی اُمت کو سختی کے ساتھ روک دیا ہے کہ تم مجھ کو تمام انبیاء سے اور بالخصوص حضرت موسیٰؑ و یونسؑ سے افضل نہ کہو۔ مگر دیکھا جائے تو ساری اُمت ہی حضور نبی اکرم ﷺ کو تمام انبیاء و رُسل عَلَيْهِمُ السَّلَامُ سے افضل مانتی ہے آپؐ کی افضلیت پر کلام لکھے جا رہے ہیں تحریری اور تقریری آپؐ کو تمام انبیاء و رُسل عَلَيْهِمُ السَّلَامُ پر افضلیت دے رہے ہیں کیا وہ حضورؐ کے فرمان کے منکر ہو رہے ہیں آپؐ کے بے ادب اور گستاخ ہو رہے ہیں۔ مفتیان اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہ فرمان تو حضورؐ کی

تبصرہ: مصنف اپنی بد فہمی کے حساب سے جو منہ میں آتا ہے بغیر حفظِ مراتب و مناسبات بکے جا رہا ہے اور ایسے دجال ہمیشہ سے یہی کرتے آئے ہیں میں قارئین پر یہ بات پہلے ہی واضح کر چکا ہوں کہ انبیاء و اَولیاء کسی بھی حالت میں ناحق بات نہیں کرتے اور میں قارئین کے سامنے یہ بھی عرض کر چکا ہوں ہر حکم مقید بوقتِ اطلاق و تحدید ہوتا ہے۔ اس حدیث میں جو کچھ فرمانِ رسول ﷺ ہوا ہے وہ عین حق ہے مگر مقیداً بوقتِ اطلاق۔ جب اس حکم کی حد ختم ہوگئی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میں ولدِ آدم کا سردار ہوں۔ لہٰذا پہلا فرمان کسی عجز و انکسار کا اظہار تھا نہ دوسرا فرمان کسی کبر و تکبر کا اظہار تھا۔ دوسرا یہ بھی یاد رہے کہ یہ حدیث مشکلاتِ حدیث میں شمار ہوتی ہے اور اس کا صحیح معنی صرف اللہ، اس کا رسول ﷺ اور ان کے عطا یافتگان ہی جانتے ہیں، ہاں البتہ علمائے امت نے اسے سمجھنے کی بہت کوشش کی ہے اور کوئی پانچ مفہوم بتائے گئے ہیں اور بعض علماء نے، جن میں امام نووی بھی مذکور ہیں، عجز بیان کا اظہار کیا ہے۔ یہ دجال اپنی گندگی دوسروں پر مسلط کرنے کے لیے علماء کے بتائے ہوئے مفاہیم میں سے صرف ایک مفہوم لے کر پھر اسے مسخ کر کے پیش کر رہا ہے۔ اور پھر دوسرا کفریہ اصول یہ دے رہا کہ جو اصول یہ لعنتی انبیاء کے باب میں گھڑ رہا ہے اسی اصول کو مولا علی پر لاگو کرنے کو کہہ رہا ہے یہ ملعون دجال یہ تو بتائے کہ کیا مولا علی نبی ہیں جو ان پر انبیاء کی بابت بنے اصول کو لاگو کیا جائے؟ کیا یہ ملعون نہیں جانتا کہ انبیاء اور غیر انبیاء کے لیے قدرتی اصول الگ الگ ہیں، بالکل ایسے ہی جیسے ہماری عام زندگی میں ہر شعبہ کے قوانین و ضوابط الگ الگ ہوتے ہیں۔ مولا علی اور سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کا آپس میں کیا مقابلہ! اگر ساری مخلوقات مولا علی بن جائے تو بھی وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خاکِ قدم کو نہ پہنچ سکے۔ یہ لعنتی بک کیا رہا ہے؟

ایک اور بات قارئین کو دوبارہ یاد دلا دوں کہ محولہ بالا حدیث اور اس طرح کی گزشتہ احادیث میں نفسِ نبوت کی بات ہو رہی ہے نہ کہ ذواتِ نبوت کی۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی تمام تر احادیث میں لفظِ تخییر (جیسا کہ یہاں فرمایا گیا: **لا تخيروني**: میرا انتخاب مقابلتاً نہ کرو، اور سیدھی سادی زبان میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ خیر کے ضمن میں مجھے کسی کے مقابلے میں نہ لاؤ) استعمال ہوا ہے نہ کہ لفظِ تفضیل۔ اگرچہ محدثین و لغویین نے تخییر کا معنی تفضیل بھی لکھا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ تخییر و تفضیل ہم معنی لفظ نہیں ہیں ورنہ حضور ﷺ براہِ راست لفظِ تفضیل ہی استعمال کر دیتے۔ مگر آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا۔ مزید بر آں حدیث

کی عبارت میں اضطراب واقع ہوا ہے اسی بخاری شریف میں ملاحظہ کریں کہ یہی حدیث حضرت ابوہریرہ کے علاوہ دیگر صحابہ سے بھی مروی ہے، مگر لفظی اضطراب کے ساتھ۔ مثلاً حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں لا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الأنبياءِ (انبیاء کے مابین مقابلۃً خیر نہ کرو، ایک دوسرے کو مقابل لا کر کسی کا چناؤ نہ کرو) کے الفاظ مذکور ہیں، اسی طرح عبارت کے دیگر الفاظ میں بھی تقدیم و تاخیر اور رد و بدل ہے۔ (اگر کسی کو شوق ہو تو اسی مضمون سے متعلق بخاری شریف میں وارد شدہ احادیث جو کہ تقریباً ۸ / ۱۰ کی تعداد میں ہیں ملاحظہ فرمالے)

*۱ لعنة الله على الكذابين الغالين و تخذيله إياهم دائما ابدا۔ اب یہ مردود یاسین مولا علی کو حضور سید المرسلین کے عین مقابل لے آیا مولا علی کی کیا حیثیت کہ ان پر ان اصولوں کا اجراء کیا جائے جو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء پر لاگو ہوں۔ لعین کو تھوڑی سی بھی شرم نہیں ورنہ اتنی سی بات تو سمجھ جاتا کہ مولا علی نبی نہیں اور نہ ہی انبیاء کے لیے علی الخصوص وضع شدہ کسی اصول کا اطلاق ان پر ہو سکتا ہے۔

*۲ دجال مصنف یہاں پر بھی کھلا جھوٹ بول رہا ہے حضور مولا علی کی بیعت کرنے والے کسی شخص نے بیعت نہیں توڑی اور نہ ہی ایسا کوئی شخص ان سے برسرپیکار ہوا۔ دجال اپنے مفسدانہ مقاصد کے تحت جھوٹ پر جھوٹ اور افسانے پر افسانہ تراشتا جارہا ہے۔

*۳ ہم اس طاغوت ملاں یاسین کو مشورہ دیتے ہیں کہ اپنی نجس رنگی چھوڑ دے اور اسلام قبول کر لے شاید تمہاری نجات کا کوئی سبب پیدا ہو جائے۔

32 کنز البرهان علی أفضلية علي في القرآن

عاجزی وانکساری کو ظاہر کرتے ہیں تو ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مولا علیؑ کے ایسے فرمان بھی مولا علیؑ کی
افضلیت کو کم نہیں کرتے بلکہ آپؑ کی عاجزی وانکساری کو ثابت کرتے ہیں۔
کچھ مفتیان کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت موسیٰؑ کے بارے میں ایسا اس لئے
فرمایا تھا حالات ٹھیک نہیں تھے یہودی قوم ناراض ہو رہی تھی اس لئے سرکار نے حکمت کے تحت ایسا
فرمایا حالانکہ یہ مجبوری احادیث میں کہیں نہیں مگر پھر بھی ہم اس کو مان لیتے ہیں کہ وقت کی ضرورت
*۱ تھی اس لئے آپؐ نے ایسا ارشاد فرمایا تو یہی قانون مولا علی علیہ السلام کے فرمان پر بھی نافذ ہوتا ہے۔ بلکہ مولا
علی علیہ السلام کو جن حالات کا سامنا کرنا پڑا وہ سب کے سامنے ہیں لوگ آپؑ کے خلاف تلواریں لے کر
*۲ نکل آئے لوگوں نے آپؑ کی بیعت کر کے پھر توڑ دی آپؑ کے خلاف سازشیں ہوئیں گٹھ جوڑ ہوئے
جنگیں ہوئیں آپؑ کی خلافت کا سارا دور ہی ایسے گزرا تو پھر ہم یہ کہیں گے مولا علیؑ نے بھی حالات کو
دیکھتے ہوئے ایسے ارشادات فرمائے جیسے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادات فرمائے۔ قانون اور
فارمولہ ایک رکھا جائے گا جو بات آپ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں تشریح کرتے ہوئے
*۳ کہیں گے وہی مولا علیؑ کے فرمان پر لاگو ہوگی۔ دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا، سراسر موم یا سنگ ہو
جا۔
پس ثابت ہوا کہ کوئی بڑی شخصیت خود کو دوسروں سے افضل نہ کہے تو اس کا ہرگز یہ مطلب
نہیں ہوتا کہ وہ افضل واعلیٰ نہیں ہیں بلکہ یہ اُنکی عاجزی وانکساری کا پہلو ہوتا ہے اصل میں یہی تو اُن کا بڑا
ہونا ہوتا ہے کہ وہ بڑے ہو کر بھی خود کو بڑا نہیں کہتے بلکہ عام مسلمان سمجھتے ہیں۔

اب ہم کچھ قرآنی آیات قارئین کی نذر کرتے ہیں۔ جن میں مولا علی علیہ السلام کی فضیلت وافضلیت
اللہ رب العزت نے بیان کر کے مولا علی علیہ السلام کے دُشمنوں کے منہ بند کر دیئے ہیں۔

علامہ محمد یاسین قادری

آیت نمبر 01

❖ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ۝

اُنہیں روکو اُن سے پوچھا جائے گا۔؟

(سورۃ الصافات :آیت ۲۴)

اِس آیت کے بارے میں آقا ﷺ کا فرمان ہے جس کو امام دیلمی اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں۔

46 عَنْ أَبُوْسَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ ﴿وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ۝﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقِفُوْهُمْ إِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ عَنْ وِلَايَةِ عَلِيٍّ۔

(امام دیلمی مُسند الفردوس جلد ا، صفحہ ۱۳۶)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ (وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ) (اُنہیں روکو اُن سے پوچھا جائے گا) کہ اُن سے علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

اِس حدیث اور آیت سے پتہ چلا کہ پُل صراط سے وہی گزرے گا جو مولا علی علیہ السلام کی ولایت کی گواہی دے گا۔ جس علی علیہ السلام کی ولایت کی شہادت کے بغیر صحابہ پُل صراط سے نہیں گزر سکیں گے تو عام شخص کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ پتہ چلا علی المرتضیٰ علیہ السلام کی ذات اتنی اعلیٰ و افضل ہے کہ پل صراط سے بھی علیؑ علیؑ کر کے ہی گزرنا پڑے گا۔

47 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذْ كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَقَامَ اللّٰهُ جِبْرَائِيْلَ وَ مُحَمَّدًا عَلَى الصِّرَاطِ فَلَا يَجُوْزُهٗ أَحَدٌ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهٗ بَرَأَةٌ مِنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام:

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ جبریلِ امین علیہ السلام اور محمد ﷺ کو پُل صراط پر کھڑا کر دے گا۔ پُل صراط پر سے وہی گزرے گا جس کے پاس علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کا اجازت نامہ ہو گا۔

(امام موفق بن احمد حنفی مکی خوازمی، مناقب خوارزمی صفحہ: ۳۳۰)

صفحہ نمبر: ۳۳
حدیث نمبر: ۴۶
صحتِ حدیث: کذب موضوع

صفحہ نمبر: ۳۳
حدیث نمبر: ۴۷
صحتِ حدیث: کذب موضوع

صفحہ نمبر: ۳۴

تبصرہ: صفحہ ۳۴ پر حاشیہ:

مردود یاسین من گھڑت حدیثوں کے بل پر کذب و زور سے کام لے رہا ہے اور حضور ﷺ پر نہایت بے حیائی سے افترا پردازی کر رہا ہے۔ پُل صراط سے گزرنے کے لیے کسی کو بھی اقرارِ ولایت علی کرنے کی نہ کوئی ضرورت نہ حاجت اور یہاں اس بے شرم و بے حیا کی دیدہ دلیری اور کفر ملاحظہ کریں کہ بک رہا ہے کہ انبیاء کو بھی پُل صراط پر سے گزرنے کے لیے مولا علی سے اجازت نامہ با قرارِ ولایتِ علی لینا ہو گا۔ گویا اس مردود کی نگاہ میں مولا علی انبیاء سے بھی افضل ہیں۔ بالفاظِ دیگر لعنتی ملاں یاسین یہ تاثر دے رہا ہے کہ خود اللہ ہی مولا علی ہے۔ قارئین یاد رکھ لیں کہ پُل صراط پر سے بحفاظت گزرنے کے لیے سوائے اللہ اور محمد رسول اللہ پر ایمان کے کسی اور شے کی ہر گز ہر گز ضرورت نہیں ہے نہ کسی ابو بکر کی اور نہ ہی کسی علی کی، ہاں البتہ حضرات ابو بکر و علی کے کافرانہ گستاخ جیسا کہ دجال یاسین اور اس کے ساتھی ہیں ضرور جہنم میں پھینکے جائیں گے اور وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو بڑی اعلیٰ ہستیاں تھیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ، مقداد رضی اللہ عنہ، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، حضرت عمُر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سب کو پُل صراط سے گزرتے وقت مولا علی علیہ السلام کی ولایت کی گواہی (شہادت) دینا پڑے گی۔

قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی اس آیتِ مبارکہ سے مولا علی علیہ السلام کی عظمت اور افضلیت کا ڈنکا بج رہا ہے اس سے یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ مولا علی علیہ السلام حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد سب سے افضل و اعلیٰ ہیں جن کے بغیر صحابہؓ بھی جنت نہ جا سکیں تو عام اُمتی کیسے مولا علی علیہ السلام کی ولایت کی گواہی کے بغیر جنت جا سکے گا۔

ایک اور بات جو توجہ طلب ہے وہ یہ ہے کہ یہاں مطلق بات ہو رہی ہے جو بھی پُل صراط سے گزرے گا اُس کو روک کر مولا علی علیہ السلام کی ولایت کی گواہی لی جائے گی۔ اب حشر کے میدان میں انبیاء و رُسل عَلَیْہِمُ السَّلَامُ، صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم، اولیاء، وصُلحاء، صوفیاء آئمہ و محدثین، محققین، مجددین، مفسرین، مورخین محشر کے دن علی علیہ السلام کی ولایت کی گواہی دیں گے۔ اس کا مطلب حشر کے میدان میں غدیرِ خُم کا منظر ہو گا۔ محشر میں ساری کائنات علی ولی اللہ کی گواہی دے کر مولا علی علیہ السلام کی افضلیت و عظمت کے ڈنکے بجا دے گی۔

آیت نمبر 02

❖ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ ؕ

بے شک جو لوگ ایمان والے ہوئے اور صالح عمل کرتے رہے وہی لوگ ساری مخلوق سے بہترین ہیں۔

(سورۃ البَیِّنَۃ: آیت ۷)

اِس آیتِ کریمہ کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کو عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اور امام جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر الدر منثور میں لے کر آئے ہیں

دیگر کتب میں بھی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ملتی ہے۔ جیسا کہ ابنِ عساکر کی تاریخ دمشق الکبیر میں اور ینابیع المودۃ میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

علی علیہ السلام خیر البشر ہیں

48 عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِعَلِيٍّ علیہ السلام وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ أَنْتَ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ وَ شِيْعَتُكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَاضِيْنَ وَ مَرْضِيِّيْنَ۔

حضرت عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ (اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ) تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ قسم ہے اُس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اے علی علیہ السلام تُو خیر البریہ ہے۔ (ساری مخلوق سے بہترین انسان ہے) اور تیرا گروہ (تجھ سے محبت کرنے والے) قیامت کے دن راضیہ اور مرضیہ کے مقام پر فائز ہونگے۔

(امام جلال الدین سیوطی، الدر المنثور جلد ۶ صفحہ: ۳۸۵)

49 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلِيٌّ خَيْرُ الْبَشَرِ، لَا يَشُكُّ فِيْهِ إِلَّا مُنَافِقٌ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا علی علیہ السلام بہترین (اعلیٰ) انسان ہیں اس میں منافق کے سوا کوئی شک نہیں کرے گا۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ صفحہ ۲۸۵ بیروت لبنان)

50 عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ لَّمْ يَقُلْ عَلِيٌّ خَيْرُ النَّاسِ فَقَدْ كَفَرَ۔

صفحہ نمبر: ۳۵
حدیث نمبر: ۴۸
صحتِ حدیث: کذب موضوع

حدیث نمبر: ۴۹
صحتِ حدیث: کذب موضوع
حدیث نمبر: ۵۰
صحتِ حدیث: کذب موضوع

صفحہ نمبر: ۳۶

حدیث نمبر: ۵۳

صحتِ حدیث: کذب موضوع

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو (شخص) علی علیہ السلام کو تمام لوگوں سے بہترین (اعلیٰ) نہیں کہتا پس تحقیق اس نے کفر کیا۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵، حدیث ۹۷۲۸ صفحہ ۲۸۴ بیروت لبنان)،
(امام ہندی کنز العمال، جلد ۱۱ حدیث ۳۳۰۴۳ بیروت لبنان)

51 عَنْ حُذَیْفَةَ بْنَ یَمَانٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلِيٌّ خَیْرُ الْبَشَرِ مَنْ أَبٰی فَقَدْ کَفَرْ۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علی علیہ السلام تمام انسانوں سے بہترین (اعلیٰ) ہیں جس نے انکار کیا اُس نے کفر کیا۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵، حدیث ۹۷۲۹ صفحہ ۲۸۴ بیروت لبنان)

52 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلِيٌّ خَیْرُ الْبَشَرِ فَمَنْ شَکَّ فَقَدْ کَفَرَ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علی علیہ السلام تمام لوگوں سے بہترین انسان (اعلیٰ) ہیں پس جو (شخص) اس میں شک کرتا ہے وہ کفر کرتا ہے۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵، حدیث ۹۷۳۱ صفحہ ۲۸۵ بیروت لبنان)

53 عَنْ شَرِیْکٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلِيٌّ خَیْرُ الْبَشَرِ فَمَنْ أَبٰی فَقَدْ کَفَرَ۔

حضرت شریک بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علی علیہ السلام تمام لوگوں سے بہترین (اعلیٰ) انسان ہیں پس جس نے انکار کیا (اس بات کا) اُس نے کفر کیا۔

(امام ہندی کنز العمال، جلد ۱۱ حدیث ۳۳۰۴۲ بیروت لبنان)،
(امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵، صفحہ ۲۸۴ بیروت لبنان)

تبصرہ: اس لعنتی ملاں کو اس طرح کی مکذوبات و موضوعات بیان کرتے ہوئے ذرا سی حیاء بھی نہیں آتی۔ حضور ﷺ نے خوب فرمایا: جب کوئی بے حیا ہو جائے تو وہ جو چاہے کرے۔ اس مردود یاسین نے ذرا بھی سوچا نہیں کہ ایمان کا حیطہ صرف اور صرف اللہ اور اس کا رسول محمد ﷺ ہے ان کا منکر ہی کافر ہے اور ان پر ایمان لانے والا مؤمن اور بس۔ اس کے علاوہ پوری کائنات میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں کہ جس کے انکار سے کفر صادر ہو۔ کیا حضور ﷺ کی بعثت کا مقصد مولا علی کی تبلیغ ہے یا کہ اللہ کی، حضور ﷺ سارے عالم کو اللہ کی راہ کی ہدایت کے لیے تشریف لائے تھے یا مولا علی کی؟ لعنتیو! کچھ تھوڑا بہت لحاظ صرف نام نہاد مسلمان کہلوانے کی وجہ سے ہی کر لو کیوں پورے دینِ اسلام کی جڑوں کو کاٹنے میں لگے ہوئے ہو کیوں دین اور صاحبِ دین کا مذاق اڑا رہے ہو اگر علی ہی خیر البریۃ تھے تو محمد رسول اللہ ﷺ کا کیا مقام ہے؟ کیا عوام الناس کو ختم المرسلین ﷺ علی کے بارے میں بتانے کے لیے مبعوث ہوئے تھے؟ اگر ایسا تھا اور یہی آپ کا واضح عندیہ ہے تو بتائیے کہ مولا علی پر براہِ راست وحی نازل کرنے میں اللہ کے سامنے کیا رکاوٹ حائل ہوئی تھی؟ لعنتیو! کیوں لوگوں کو نئے نئے حیلوں بہانوں سے راہِ مستقیم سے ہٹا کر جہنم کی طرف دھکیلنا چاہتے ہو۔ اللہ سبحانہ نے بالکل حق فرمایا: ﴿وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۵۷﴾ "اور جن لوگوں نے کفر اختیار کر لیا ان کے دوست طاغوت ہیں جو انہیں نور سے نکال کر تاریکیوں میں دھکیلتے ہیں یہی لوگ جہنم کے ساتھی ہیں اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے" اے کافروں سے بھی بدتر نام نہاد مسلمانو! تمہی وہ طاغوت ہو جنہیں بار بار جہنم کی خوشخبری سنائی گئی۔ جب تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا مذاق اڑاتے ہو، اپنی نفس رانی کے اقراری اور اللہ و رسول کے انکاری ہو تو تمہارے لیے بہترین جائے رہائش جہنم ہی ہے بس تھوڑے دن حیاتِ دنیوی کی مہلت کا فائدہ اٹھا لو پھر تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے کہ اللہ نے جس جہنم کا تم سے وعدہ کیا ہے اسے اس نے سچ کر دکھایا اس وقت تمہاری آنکھیں کھلیں گی اور تم جان لو گے کہ تم کتنے بڑے اور کتنے آلودہ طاغوت ہو۔ إن الله باليقين خذل الطواغيت المكذبين الدجالين في الدنيا و الآخرة بالقوة الهية اللامتناهية۔

54 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ علیہ السلام ذَاکَ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ لَا يَبْغِضُهٗ إِلَّا كَافِرٌ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کیلئے ارشاد فرمایا وہ (علیؑ) تمام مخلوق سے بہترین (اعلیٰ) انسان ہیں اُس سے سوائے کافر کے کوئی بغض نہیں رکھتا۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵، صفحہ ۲۵۸ بیروت لبنان)

55 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيٌّ علیہ السلام خَيْرُ الْبَشَرِ لَا يَشُکُّ فِيْهِ إِلَّا مُنَافِقٌ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا علی علیہ السلام بہترین (اعلیٰ) انسان ہیں اِس میں منافق کے سوا کوئی شک نہیں کرے گا۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵، صفحہ ۲۸۵ بیروت لبنان)

جلیل القدر تابعی اور عظیم مفسرِ قرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے شاگردِ خاص فقہی اور اہلِ علم و دانش حضرت عطاء بن رباحؒ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضرت مولا علی المرتضیٰ علیہ السلام کے بارے میں پوچھا تو آپؓ نے ارشاد فرمایا۔

56 قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا ذَاکَ (عَلِيٌّ علیہ السلام) خَيْرُ الْبَشَرِ لَا يَشُکُّ فِيْهِ إِلَّا كَافِرٌ۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہ (علیؑ) تمام انسانوں سے بہترین (افضل و اعلیٰ حضور کے بعد) انسان ہیں اس بات میں سوائے کافر کے کوئی شک نہیں کرتا۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵، حدیث ۹۷۳۳، صفحہ ۲۸۶ بیروت لبنان)

حضرت ابو زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے جلیل القدر صحابی رسولؐ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے مقام و مرتبہ کے بارے میں پوچھا تو آپؓ نے ارشاد فرمایا۔

صفحہ نمبر: ۳۷

حدیث نمبر: ۵۴

صحتِ حدیث: کذب موضوع

تبصرہ: قارئین ہوشیار رہیں ایسی مردود احادیث پر ہلکا سا یقین کرنا بھی کفر ہے کیوں کہ ایسی مکذوبات و موضوعات پر یقین کر لینا ہی رسالتِ محمد رسول اللہ ﷺ کا صریح انکار ہے اور یہی عین کفر ہے۔ اس لیے قارئین ایسے دجالین کے مختلف اور رنگ برنگ ہتھکنڈوں اور جالوں سے ہوشیار رہیں، ہر دور میں ایسے درجنوں دجال ہوتے ہیں کبھی کسی نام سے اور کبھی کسی نام سے۔ لہٰذا اپنا محور صرف اور صرف اللہ و محمد رسول اللہ کی ذاتِ پاک کو بنائیے اور باقی تمام ذوات سے منقطع ہو جائیے جب ذاتِ اللہ و رسول سے آپ کا تعلق گہرا ہو جائے گا تب نسبتی ذوات کے عقدے آپ پر خود بخود کھل جائیں گے۔ بس طاغوتوں سے دور رہیں۔

حدیث نمبر: ۵۵

صحتِ حدیث: کذب موضوع

تبصرہ: چونکہ یہ بے ہنگم مصنف علم حدیث سے بالکل جاہل ہے اس لیے اسے علم ہی نہیں ہے کہ حوالہ کس کا کہاں اور کیسے دینا ہے۔ اسے صرف بدل بدل کر مختلف کتابوں کے نام لینے آتے ہیں اور اسی کو یہ سمجھتا ہے کہ میں نے بے شمار احادیث کے حوالے دے دیئے۔ اب حال یہ ہے کہ زیرِ نظر حدیث ابن عساکر میں حسن اور امام احمد میں ضعیف ہے بلکہ امام احمد میں حدیث کا صرف پہلا حصہ ہے۔ اور یاد رہے کہ ضعیف حدیث عقائد و ایمانیات میں ہرگز ہرگز قابلِ حجت نہیں ہوتی۔ اور اگر کوئی شخص اسے بطور حجت استعمال کرتا ہے تو وہ انتہائی نامناسب فعل کا ارتکاب کر رہا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نبی الانبیاء ﷺ نے عقائد کو نصِ قطعی سے واضح کیا ہے۔ خود غور فرمایئے کہ کیا اللہ اور اس کے رسول نے عقائد تک بھی بیان نہ کیے کہ ضعفاء سے کسی عقیدہ کا ثبوت لیا جائے۔ ہرگز نہیں قرآنِ مجید میں اہلِ اسلام کے تمام عقائد کا تفصیلی بیان موجود ہے اور ان سے ماوراء جو کچھ بھی عقائد کے نام سے امتِ مسلمہ پر مسلط کرنے کی ناسعید کوشش کی گئی ہے وہ بعد کے علماء کے باہمی تعصب و عناد کا نتیجہ ہے اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ انہی متعصبانہ مسلط کردہ عقائد میں سے عقیدۂ افضلیت ہے، خواہ افضلیتِ علی یا افضلیتِ ابو بکر سے متعلق ہو یا کسی اور غیر رسول ﷺ سے، اسلام میں ایسے عقائد کی فی الحقیقت کوئی جگہ نہیں ہے بلکہ عقیدۂ افضلیت سراسر باطل اور بیہودہ عقیدہ ہے اسلام کی اس سے توبہ توبہ!

حدیث نمبر: ۵۶

صحتِ حدیث: مکذوب موضوع

صفحہ نمبر: ۳۸

حدیث نمبر: ۵۷

صحتِ حدیث: حسن / ضعیف

حدیث نمبر: ۵۸ ضعیف

حدیث نمبر: ۵۹ موضوع

57 قَالَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ ذَاکَ (عَلِيٌّ علیہ السلام) مِنْ خَيْرُ الْبَشَرِ، مَا كُنَّا نَعْرِفُ الْمُنَافِقِيْنَ إِلَّا بِبُغْضِهِمْ عَلِيًّا إِيَّاهُ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ (علیؑ) تمام انسانوں سے بہترین (افضل و اعلیٰ) انسان ہیں، ہم مُنافقین کو صرف علی علیہ السلام سے بُغض رکھنے کی وجہ سے ہی پہچان لیتے تھے۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر)، (جلد ۴۵، حدیث ۹۷۳۲، صفحہ ۲۸۶ بیروت لبنان)،

(امام احمد بن حنبل، فضائل صحابہ جلد ۲، صفحہ ۲۷۲، ۲۷۱)

58 عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَيْرُ رِجَالِكُمْ عَلِيٌّ علیہ السلام وَخَيْرُ شَبَابِكُمُ الْحَسَنُ علیہ السلام وَالْحُسَيْنُ علیہ السلام وَخَيْرُ نِسَائِكُمْ فَاطِمَةُ علیہا السلام۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے مردوں میں سے علی علیہ السلام افضل و (اعلیٰ) ہیں اور تمہارے جوانوں میں سے امام حسنؑ و حسینؑ افضل و (اعلیٰ) ہیں اور تمہاری عورتوں میں سے فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا افضل (و اعلیٰ) ہیں۔

(امام جلال الدین سیوطی، مسند فاطمۃ الزہراءؑ، صفحہ ۱۲۷، ۱۲۶)

(امام خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، جلد ۴، صفحہ ۳۹۱، ۳۹۰)

59 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَفْضَلُ رِجَالِ الْعَالَمِيْنَ فِيْ زَمَانِيْ هٰذَا عَلِيٌّ علیہ السلام وَأَفْضَلُ نِسَاءِ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ فَاطِمَةُ علیہا السلام۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا عالمین (تمام جہانوں) کے مردوں میں سے (میرے بعد) میرے اِس زمانے میں سب سے افضل و اعلیٰ علی المرتضیٰ علیہ السلام ہیں اوّلین اور آخرین کی تمام عورتوں سے افضل و اعلیٰ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا ہیں۔

(امام سید علی ہمدانی، مودّۃ القربیٰ، صفحہ ۱۵، بیروت لبنان)

تبصرہ: زیرِ نظر حدیث نمبر ۵۷ کا ترجمہ بھی اس دجال مصنف یاسین نے ایسا غلط کیا ہے کہ اس سے باقی تمام اصحاب بلکہ تمام مخلوقِ انسانی کا انکار ہو گیا۔ یقیناً یہ دجال عربی کو تھوڑا بہت تو ضرور سمجھتا ہو گا اس لیے یہ ترجمہ اس کا اپنا مجرمانہ فعل دکھائی دیتا ہے۔ قارئین اس بات کو ذرا سمجھنے کی تکلیف اٹھائیں۔ حدیث کے بنیادی الفاظ جن کی بناء پر مصنف نے یہ حدیث Quote کی ہے وہ ہیں: ذَاكَ مِنْ خَيْرِ الْبَشَرِ اور مسخ شیوہ مصنف نے اس کا ترجمہ کیا ہے: "وہ (علی) تمام انسانوں سے بہترین (افضل و اعلیٰ) انسان ہیں" جو کہ بنیادی طور پر نہ صرف غلط ہے بلکہ بیہودہ بھی ہے کیونکہ اس کے حیطہ میں صرف اصحابِ رسول ﷺ ہی نہیں بلکہ خود رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیائے کرام بھی آ پڑیں گے اور اگر ایسا مان لیا جائے تو صریح کفر کا ارتکاب ہو جائے گا۔ آسان لفظوں میں (گرامر کی کوئی اصطلاح استعمال کیے بغیر) "مِنْ" کا معنی ہے: "میں سے" جیسے ہم کہتے ہیں: "اکرم بہترین رویہ اختیار کرنے والوں میں سے ہے" اس جملے میں ہم نے پہلے تسلیم کر لیا کہ اکرم کے علاوہ بھی بہترین رویہ اختیار کرنے والے موجود ہیں اور پھر ہم نے مانا کہ زید بھی انہی میں سے ایک ہے۔ اگر ہم یوں کہیں کہ "اکرم بہترین رویہ اختیار کرنے والا ہے" تو اس جملہ میں ہم نے تمام بہتر رویہ اختیار کرنے والوں میں سے اکرم کا انتخاب کیا اور گویا اسے دوسرے موجودگان پر فوقیت دے دی۔

اسی طرح سے ہم کہتے ہیں "وہ ذہین ترین لوگوں میں سے ہے" یعنی:

He is one of the most intelligent.

بالکل یہی مفہوم جب عربی میں ادا کرنا ہو تو ہم حرفِ "مِنْ" استعمال کرتے ہیں۔ اب یہیں سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے جملے کا معنی سمجھیے۔ آپ نے جب یہ کہا کہ: ذَاكَ مِنْ خَيْرِ الْبَشَرِ "وہ بہترین انسانوں میں سے ہیں / وہ بہترین انسانوں میں سے ایک ہیں" تو انھوں نے سب سے پہلے بہترین انسانوں کی یقینی موجودگی کا اقرار کیا اور پھر فرمایا کہ علی علیہ السلام بھی انہی بہترین انسانوں میں سے ایک ہیں۔ اب آپ اگر انگریزی میں اس کے ترجمہ کو سمجھنے میں زیادہ سہولت محسوس کرتے ہوں تو عرض کر دیتا ہوں۔ اسی اثر کا انگریزی ترجمہ یہ ہے:

He is one of the best human beings.

اس حقیقت سے آپ قارئین یہ بات بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ دجال مصنف نے کس طرح سے اس قول کو مسخ کر کے حضور مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کے کھاتے میں ڈالا ہے اب اگر کوئی مسخ کردہ

معنی ”افضل و اعلیٰ“ ہی لینا چاہتا ہو تو پھر سمجھ لے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بالکل نہیں کہی اور اگر کسی نے ان کے فرمان کو مسخ کر کے معنی افضل و اعلیٰ ہی کرنا ہے تو پھر ترجمہ یوں ہو گا: ”علی افضل و اعلیٰ انسانوں میں سے ایک انسان ہیں۔“ بالفاظِ دیگر: ”حضرت جابر کے ذہن و نظر میں موجود تمام انسان افضل و اعلیٰ ہیں اور انہی میں سے ایک علی علیہ السلام ہیں۔“ اب اگر کوئی اپنے فساد آلود ذہن سے کوئی اور مطلب نکالنا چاہے تو قارئین ہوشیار رہیں صحیح صورت آپ کے سامنے پیش کر دی گئی ہے۔

اور یہ تردد راقم الحروف نے اس لیے کیا ہے کہ اب تک دجال مصنف نے اس ضمن میں جتنے بھی آثار یا احادیث بیان کیں وہ سب محض جھوٹ اور زُور و دروغ تھا۔ جبکہ یہ اثرِ جابر صحیح تو نہیں ہے مگر حسن ہے اور حسن درجہ قابلِ حجت ہے۔ اس لیے اس اثر کے مفسدانہ ترجمہ میں پنہاں مذموم مقاصد کو بے نقاب کرنے کے لیے اس کی وضاحت ضروری ہوئی۔ دوسرا یہ کہ میں اس سے قبل کہیں اس نکتہ کی نشاندہی کر آیا ہوں کہ لفظِ خیر میں لفظِ افضلیت کا نہایت ہی کم عمل دخل ہے۔ قارئین اس نکتہ کو ہمیشہ ذہن نشین رکھیں۔

كَنْزُ الْبُرْهَانِ عَلٰى أَفْضَلِيَّةِ عَلِيٍّ فِي الْقُرْآنِ — 39

60 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَا فَاطِمَةُ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اطَّلَعَ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ، فَاخْتَارَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبُوْكِ وَالْآخَرُ بَعْلُكِ۔

حضرت ابوھریرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا اے فاطمہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ اللہ عزوجل نے تمام اہلِ زمین (کائنات) میں سے صرف دو انسانوں کو (افضل و اعلیٰ) چُنا ہے اُن میں سے ایک تیرا والد ہے اور دوسرا تیرا شوہر ہے۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۶۴۵)

61 عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: لَوْ أَنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وُضِعْنَ فِي كَفَّةِ مِيْزَانٍ وَ وُضِعَ إِيْمَانُ عَلِيٍّ فِي كَفَّةِ مِيْزَانٍ لَرَجَحَ بِهَا إِيْمَانُ عَلِيٍّ۔

حضرت عُمر بن خطاب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا۔ اگر ساتوں آسمانوں کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں علی المرتضیٰ علیہ السلام کا ایمان رکھا جائے تو یقیناً علی علیہ السلام کا ایمان اس (ساتوں آسمانوں) سے بھاری و وزنی ہو گا۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر)، (جلد ۴۵، حدیث ۹۶۴۲، بیروت لبنان)

(امام ذھبی لسان المیزان، جلد ۵ صفحہ ۳۲۷، امام عبدالرؤف المناوی، ذخائر العقبیٰ، صفحہ ۹۹)

62 عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَ الْأَرْضِيْنَ السَّبْعَ لَوْ وُضِعَتَا فِي كَفَّةٍ ثُمَّ وُضِعَ إِيْمَانُ عَلِيٍّ فِي كَفَّةِ مِيْزَانٍ لَرَجَحَ إِيْمَانُ عَلِيٍّ۔

حضرت عُمر بن خطاب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ارشاد فرمایا۔ بے شک ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو اگر ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے

صفحہ نمبر: ۳۹

حدیث نمبر: ۶۰

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۶۱

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۶۲

صحتِ حدیث: موضوع باطل

پلڑے میں علی المرتضیٰ علیہ السلام کا ایمان رکھا جائے تو یقیناً علی علیہ السلام کا ایمان اس (ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں) پر وزنی و بھاری ہوگا۔

(امام دیلمی مسند الفردوس، جلد ۳ حدیث ۵۱۰۰، بیروت لبنان)،

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵، حدیث ۹۶۴۳، بیروت لبنان)

63 عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: يَا عَلِيُّ علیہ السلام أُخْصِمُكَ بِالنُّبُوَّةِ وَلَا نُبُوَّةَ بَعْدِيْ وَتُخْصِمُ النَّاسَ بِسَبْعٍ وَّلَا يُحَاجُّكَ فِيْهَا أَحَدٌ مِّنْ قُرَيْشٍ أَنْتَ أَوَّلُهُمْ إِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَ أَوْفَاهُمْ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَقْوَمُهُمْ بِأَمْرِ اللّٰهِ وَأَقْسَمُهُمْ بِالسَّوِيَّةِ وَأَعْدَلُهُمْ فِي الرَّعِيَّةِ وَأَبْصَرُهُمْ بِالْقَضِيَّةِ وَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ مَزِيَّةً۔

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی علیہ السلام میں نبوت کی وجہ سے تم پر غالب (اعلیٰ) ہوں اور میرے بعد کوئی نبوت نہیں اور تم سات چیزوں میں لوگوں پر غالب (افضل) ہو اور قریش میں کوئی بھی تیرے مدمقابل (افضل) نہیں ہے۔ تم اِن سب سے پہلے اللہ پر ایمان لانے والے پہلے مومن ہو اور سب سے پہلے اللہ کے عہد کو پورا کرنے والے ہو۔ اور سب سے زیادہ اللہ کے حکم کو پورا کرنے والے ہو انصاف کے ساتھ ان سب سے زیادہ تقسیم کرنے والے ہو، فیصلے کے بارے میں سب سے زیادہ عدل کرنے والے ہو اور فیصلہ کرنے میں ان سب سے زیادہ بصیرت والے ہو، اور اللہ کے نزدیک فضیلت میں ان سب سے افضل ہو۔

(امام ابونعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء جلد ۱ صفحہ ۱۷)

64 عَنْ أَبُوْسَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: يَا عَلِيُّ علیہ السلام لَكَ سَبْعُ خِصَالٍ، لَا يُحَاجُّكَ فِيْهِنَّ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْتَ أَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاللّٰهِ إِيْمَانًا وَأَوْفَاهُمْ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَقْوَمُهُمْ بِأَمْرِ اللّٰهِ وَأَرْأَفُهُمْ بِالرَّعِيَّةِ وَأَقْسَمُهُمْ بِالسَّوِيَّةِ وَأَعْلَمُهُمْ بِالْقَضِيَّةِ وَأَعْظَمُهُمْ مَزِيَّةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

صفحہ نمبر: ۴۰
حدیث نمبر: ۶۳
صحتِ حدیث: موضوع
حدیث نمبر: ۶۴
صحتِ حدیث: موضوع

صفحہ نمبر: ۴۱
حدیث نمبر: ۶۵
صحتِ حدیث: موضوع
حدیث نمبر: ۶۶
صحتِ حدیث: موضوع

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی علیہ السلام تم کو سات فضیلتیں ایسی ملی ہیں جن میں تجھ سے قیامت کے دن تک کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اللہ پر ایمان لانے میں سب مومنین سے پہلے ہو۔ اللہ کے عہد کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے ہو، اور حکمِ الٰہی کو سب سے زیادہ قائم کرنے والے ہو، اور سب سے زیادہ برابری اور عدل کے ساتھ تقسیم کرنے والے ہو، اور رعایا میں سب سے زیادہ عدل اور مساوات قائم کرنے والے ہو، اور فیصلہ کرنے میں سب سے زیادہ سمجھ بوجھ والے ہو، اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ فضیلت والے ہو۔

(امام ابو نعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء جلد ۱، ص ۷۲)

65 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ فِيْ رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ: قَالَ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَللّٰهُمَّ أَعْطِ عَلِيًّا فَضِيْلَةً لَمْ يُعْطَهَا أَحَدٌ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اللہ علی علیہ السلام کو ایسی افضلیت (فضیلت و عظمت) عطا کر جو کسی بھی (شخص) کو عطا نہ کی گئی ہو۔

(امام سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودۃ، صفحہ ۱۳۶)

66 عَنْ عَلِيِّ بْنُ الْحُسَيْنِ علیہ السلام قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِعَلِيٍّ علیہ السلام يَا أَبَا الْحَسَنِ لَوْ وُضِعَ إِيْمَانُ الْخَلَائِقِ وَأَعْمَالُهُمْ فِيْ كَفَّةِ مِيْزَانٍ وَوُضِعَ عَمَلُكَ يَوْمَ أُحُدٍ عَلٰى كَفَّةِ أُخْرٰى لَرَجَحَ عَمَلُكَ عَلٰى جَمِيْعِ مَا عَمَلَ الْخَلَائِقُ. وَأَنَّ اللّٰهَ بَاهٰى بِكَ يَوْمَ أُحُدٍ مَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَرَفَعَ الْحُجُبَ مِنَ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَأَشْرَفَتْ إِلَيْكَ الْجَنَّةُ وَمَا فِيْهَا وَابْتَهَجَ بِفِعْلِكَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُعَوِّضُكَ ذَالِكَ الْيَوْمَ مَا يَغْبِطُ كُلَّ نَبِيٍّ وَّرَسُوْلٍ وَّ صِدِّيْقٍ وَّ شَهِيْدٍ۔

صفحہ نمبر: ۴۲
حدیث نمبر: ۶۷
صحتِ حدیث: موضوع

حضرت علی بن حسین علیہ السلام (امام زین العابدین علیہ السلام) روایت کرتے ہیں آپؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: اے ابوالحسنؑ (مولا علیؑ کی کنیت) اگر ساری مخلوق کا ایمان اور اُنکے اعمال (افعال) ترازو کے ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور تیرا صرف جنگِ اُحد کے دن کا عمل ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو تیرا عمل ساری مخلوق کے تمام اعمال (افعال) سے وزنی ہوگا اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اُحد کے دن اپنے مقرب فرشتوں پر تیرے ذریعے فخر کیا اور ساتوں آسمان کے پردے اُٹھا دیئے۔ جنت اور اُنکے اندر رہنے والی ہر چیز اور ہر نعمت تیری طرف بڑھی (تیرا دیدار کیا) اور تیرے اس عمل (فعل) پر تمام جہانوں کے ربّ نے فخر کیا اور بے شک اللہ تعالیٰ اُس دن کے بدلے تم کو ایسا صلہ عطا کرے گا جس کو دیکھ کر ہر نبیؑ اور رسولؑ اور صدیق اور شہید رشک کرے گا۔

(امام سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودۃ جلد ۱، ص ۶۳، بیروت لبنان)

67 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فِيْ رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ: أَنْتُمْ أَصْحَابِيْ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام مِنِّيْ وَأَنَا مِنْ عَلِيٍّ علیہ السلام، فَمَنْ قَاسَهُ بِغَيْرِهٖ فَقَدْ جَفَانِيْ وَأَذَانِيْ وَمَنْ أَذَانِيْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ رَبِّيْ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اے عبدالرحمٰن تم (سارے صحابہؓ) میرے صحابی ہو اور علی بن ابی طالب علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں علی علیہ السلام سے ہوں جس نے (علیؑ) کو میرے علاوہ کسی اور پر قیاس کیا (افضلیت دی) اُس نے میرے ساتھ جفا (بے وفائی) کی اور اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اُس پر میرے رب کی لعنت ہو۔

(امام ابراہیم بن محمد جوینی، فرائد السمطین، جلد ۲ ص ۴۸)

68 عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم مَنْ أَفْضَلَ فِيْ أُمَّتِکَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم خَيْرُهَا وَأَتْقَاهَا وَأَفْضَلُهَا وَأَقْرَبُهَا إِلَى الْجَنَّةِ أَقْرَبُهَا مِنِّيْ وَلَا أَقْرَبَ وَلَا أَتْقٰى إِلَيَّ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت محمد بن علی علیہ السلام (امام محمد باقرؑ) سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا آپؐ کی اُمت میں سب سے افضل کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری ساری اُمت میں سب سے بہتر سب سے متقی (پرہیزگار) اور سب سے افضل و اعلیٰ اور سب سے زیادہ قُرب والا جنت کی طرف اور میری ذات سے قریب اور نہ کوئی اتنا میرے قریب ہے اور نہ اتنا متقی ہے اُس شخصیت کا نام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہے۔

(امام سید علی ہمدانی، مودۃ القربیٰ، صفحہ ٦، بیروت لبنان)

69 عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم أَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتَ هٰذَا وَإِشَارَ إِلٰى عَلِيٍّ عليه السلام أَخِيْ وَابْنُ عَمِّيْ وَصِهْرِيْ وَأَبُوْ وَلَدِيْ أَللّٰهُمَّ كُبَّ مَنْ عَادَاهُ فِي النَّارِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اللہ اس کو افضل و اعلیٰ (بلند) مقام عطا فرما اور آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا یہ میرا بھائی ہے اور میرے چچا کا بیٹا ہے اور میرا داماد ہے اور میرے بیٹوں (حسنؑ و حسینؑ) کا باپ ہے۔ اے اللہ جو اس (علیؑ) سے عداوت رکھے اُس کو آگ میں اُلٹا لٹکا دے۔

(امام جلال الدین سیوطی، القول الجلی فی فضائل علیؑ صفحہ ۴۷، حدیث ۲۷)

70 عَنْ أَبُوْ سَلْمَةَ رضي الله عنه قَالَ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَقُوْلُ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مَنْ خَلَفْتَ فِيْ أُمَّتِکَ؟ فَقُلْتُ، خَيْرُهَا يَعْنِيْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ اللہ ربّ العزت نے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم اپنی اُمّت میں سے کس کو اپنا خلیفہ (وصی، نائب) بناؤ

صفحہ نمبر: ۴۳
حدیث نمبر: ٦٨
صحتِ حدیث: موضوع
حدیث نمبر: ٦٩
صحتِ حدیث: موضوع
حدیث نمبر: ۷۰
صحتِ حدیث: کذب موضوع

صفحہ نمبر: ۴۴

حدیث نمبر: ۷۱

صحتِ حدیث: مضطرب ضعیف

گے پس میں نے کہا جو میری ساری اُمت میں سب سے بہترین (اعلیٰ وافضل) ہے یعنی علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام۔

(امام موفق بن احمد مکی حنفی خوارزمی، مقتل الحسین، جلد ا: صفحہ ۱۴۶)

71 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمٍ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عليه السلام قَامَ خَطِيبًا فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، لَقَدْ فَارَقَكُمْ أَمْسِ رَجُلٌ مَا سَبَقَهُ الْأَوَّلُونَ وَلَا يُدْرِكُهُ الْآخِرُونَ، وَلَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَبْعَثُهُ الْمَبْعَثَ فَيُعْطِيهِ الرَّايَةَ فَمَا يَرْجِعُ حَتَّى يَفْتَحَ اللهُ عَلَيْهِ، جِبْرِيلُ عَنْ يَمِينِهِ وَمِيكَائِيلُ عَنْ شِمَالِهِ، مَا تَرَكَ بَيْضَاءَ وَلَا صَفْرَاءَ إِلَّا سَبْعَمِائَةِ دِرْهَمٍ فَضَلَتْ مِنْ عَطَائِهِ، أَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيَ بِهَا خَادِمًا۔

حضرت ھُبیرہ بن یریم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام حسن بن علی علیہ السلام کو خطبہ دیتے ہوئے سُنا جس میں آپؑ نے ارشاد فرمایا اے لوگو! کل تمہارے درمیان میں سے ایک ایسا شخص (علیؑ) چلا گیا جس پر نہ گذشتہ لوگ سبقت (افضلیت) رکھتے تھے اور نہ آنے والے اُن کی افضلیت کا ادراک (سمجھ بوجھ) رکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو (علیؑ) جنگوں میں بھیجتے تھے اور جھنڈا اُنکے حوالے کرتے تھے۔ وہ تب تک پلٹ کر نہیں آتے تھے جب تک اللہ تعالیٰ اُنکو فتح عطا نہیں کر دیتا تھا اور جبریل علیہ السلام اُنکے دائیں طرف اور میکائیل علیہ السلام اُنکے بائیں طرف رہتے تھے۔ اُنہوں نے سونا، چاندی، درھم میں سے سات سو درھم کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑا جس سے آپؑ ایک خادم خریدنا چاہتے تھے۔

(امام ابو بکر ابنِ ابی شیبة، المصنف، جلد ۱۷، حدیث ۳۲۷۶۸)

اِس آیتِ کریمہ اور احادیثِ مبارکہ سے بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ مولا علی علیہ السلام اللہ کی ساری مخلوق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل واعلیٰ ذات ہیں۔

تبصرہ: یہ روایت صحیح ہے اگرچہ مضطرب ہے تاہم ابن ابی شیبہ کی یہاں محولہ حدیث ہبیرہ بن یریم کی وجہ سے ضعیف الاسناد ہے۔ تاہم یہ یاد رہے کہ جو کچھ مصنف اس حدیث سے ثابت کرنا چاہتا ہے وہ ثابت نہیں ہوتا۔ میں کہیں گذشتہ بیان کر چکا ہوں کہ "مَا سَبَقَهُ الْأَوَّلُوْنَ وَ لَايُدْرِكُهُ الْآخِرُوْنَ" ایک عربی محاورہ ہے جو کہ ہر نادرہ کے لیے عام طور پر استعمال ہوتا ہے کسی ذات کی انتہائی اہمیت اور کل سیٹ اپ (Setup) میں اس کے مقام و مرتبہ اور اس کے سنگِ میل ہونے کی حیثیت کو نمایاں کرنے کے لیے یہ محاورہ اشخاص و اشیاء سب کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ لہٰذا مصنف کے مذموم مقاصد کی بر آری میں یہ ہر گز مددگار نہیں ہے۔ تاہم اگر کوئی اپنی ضد پر ہی اڑا رہنے کا مصمم ارادہ کر چکا ہے تو اسے اس بات کی بھی خبر ہونی چاہیے کہ اس کے حیطہ میں صرف صحابہ کرام ہی نہیں بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام بھی آ جائیں گے۔ اور یہ بات صراصر کفر ہے۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ نہیں جی اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء شامل نہیں ہیں! تو پھر ایسا شخص محولہ بالا خطبۂ حسن علیہ السلام میں کوئی ایسا قرینہ بطور ثبوت لائے جس سے یہ ثابت ہو کہ انھوں نے انبیائے کرام کو اس فہرست سے الگ کیا ہے۔ قارئین کی توجہ کو قائم رکھنے کے لیے عرض کر دیتا ہوں کہ کلامِ حسن علیہ السلام میں ایسا کوئی قرینہ موجود نہیں ہے، یہی عدم قرینہ ہی اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے یہ جملہ بطور محاورہ استعمال کیا ہے تاکہ اہلِ ایمان کو اُس ناقابلِ تلافی نقصان کا یقینی احساس دلائیں جو انہیں حضور مولائے کائنات علی علیہ السلام جیسی عدیم النظیر شخصیت کی عدم موجودگی کی وجہ سے پہنچ چکا تھا۔ اور یہ بات اپنی جگہ پر ناقابلِ تردید حقیقت ہے، کیونکہ مولائے کائنات علی علیہ السلام کی شہادت ہی وہ جانکاہ واقعہ ہے کہ جو تاریخ اسلام میں وہ سنگِ میل ہے کہ جہاں سے امتِ مسلمہ کا حقیقی اور ابدی انتشار و تفرق اپنی تمام تر رونمائیوں کے ساتھ زور و شور سے شروع ہو گیا اور ایسا شروع ہوا کہ آج تک اس کی انتہا ہوتی ہوئی دکھائی نہیں دیتی اور شاید کبھی ہو گی بھی نہیں۔ اس لیے کہ دجالین متواتر اپنے نئے نئے ہتھکنڈوں کے ساتھ ہر روز نمودار ہوتے رہتے ہیں اور امتِ مسلمہ کو رنگ برنگ تاریک گھاٹیوں میں اتارتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے آج تک کبھی بھی امتِ مسلمہ متحد نہیں ہو سکی۔ انہیں دجالوں میں سے ایک دجالِ عصر یہ یاسین نامی شخص ہے۔ جو کہ مکمل معاویائی شخصیت کا حامل ہے اور معاویہ کی ہی طرح سے امت کے درمیان موجود افتراق کی کھائیوں کو مزید گہرا اور تاریک کرنے میں کوشاں ہے۔ ہماری دعا ہے کہ

اللہ تعالیٰ ہر دجال (خواہ گرفتارِ ابوبکر ہو یا علی) کو ذلیل و خوار اور ان پر لعنت کرے آمین ثم آمین! تاکہ امت گرفتارِ ابوبکر و علی ہونے کی بجائے گرفتارِ اللہ و رسول ﷺ ہو اور اس مرکز پر جمع ہو کر متحد و متفق ہو کر کفر کا مقابلہ کرے جو آج اندر باہر سے اسے دہشت و اذیت اور ہیبت ناکی میں ڈالے ہوئے ہے۔

> کنز البرہان علیٰ افضلیۃ علی فی القرآن 45
>
> ## آیت نمبر 03
>
> ❖ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ۝
>
> اور وہ ذات جو سچ لے کر آئی اور جس نے اس سچائی کی تصدیق کی یہی لوگ ہیں جو پرہیزگار ہیں"۔
>
> (سورۃ الزمر: آیت ۳۳)
>
> اس آیتِ کریمہ کے ذیل میں امام جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر دُرِ منثور میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لے کر آئے ہیں۔
>
> **72** عَنْ أَبُوْھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَصَدَّقَ بِہٖ ھُوَ عَلِیُّ ابْنِ أَبِیْ طَالِبٍ علیہ السلام:
>
> حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ ہستی جو سچ لے کر آئی وہ محمد ﷺ کی ذات ہے اور جس شخص نے اس سچائی کی تصدیق کی وہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ذات ہے۔
>
> (امام جلال الدین سیوطی، الدر منثور جلد ۵، صفحہ ۳۴۰)
>
> اس آیت اور حدیث سے یہ بات بالکل واضح ہو چکی کہ آقا کی نبوت و رسالت کی سب سے پہلے تصدیق کرنے والی ذات مولا علی علیہ السلام ہیں سب سے افضل آپؑ ہیں یعنی بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر اور بعد از مصطفیٰ ﷺ افضلِ کائنات علی المرتضیٰ علیہ السلام ہیں۔
>
> **73** عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِعَلِیٍّ علیہ السلام: أَنْتَ أَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِیْ وَصَدَّقَ۔
>
> حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ تم پہلے شخص ہو جو مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی۔
>
> (امام محب طبری الریاض النضرۃ، جلد ۲، ص ۱۱۰: بیروت لبنان)

صفحہ نمبر: ۴۵

حدیث نمبر: ۷۲، ۷۳

صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: برائے حدیث نمبر ۷۲

دجال مصنف کے ہوش ٹھکانے نہیں ہیں اس لیے جھوٹ پر جھوٹ بولتا جا رہا ہے۔ غور فرمایئے اولاً: محولہ بالا قول ہی جھوٹ ہے ثانیاً: اس صریح جھوٹے قول کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام منڈ دیا تاکہ قارئین دجالی فریب کاری کا شکار ہو جائیں۔ یہ جاننے کے بعد اب ذرا محولہ تفسیر الدر المنثور کا متعلقہ حصہ (الزمر، آیت:۳۳) اٹھائیں اور اس آیت کے تحت ذرا اس کی تفسیر پڑھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ اس آیت کی بابت متعدد مرویات ہیں: پہلا قول جو کہ حضرت قتادہ کا ہے: "﴿وَ الَّذِیْ جَآءَ﴾ سے مراد حضور سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جبکہ ﴿بِالصِّدْقِ﴾ سے مراد قرآن ہے اور ﴿وَ صَدَّقَ بِہٖٓ﴾ سے مراد مؤمنین ہیں"، اور یہی قول سب سے اقویٰ ہے؛ دوسرا قول پہلے قول سے بھی زیادہ پرلطف ہے اور اہلِ ایمان کے لیے عشقِ مصطفیٰ میں جھُما دینے والا قول ہے، یہ حضرت ابن عباس کا ہے اس قول کے مطابق "﴿وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ﴾ (جو حق سچ لے کر آیا) یعنی ﴿بِالصِّدْقِ﴾ سے مراد ہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ، اور ﴿وَ صَدَّقَ بِہٖٓ﴾ (جس نے اِس حق کی تصدیق کی) سے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ بابرکات عظیم مراد ہے اور ﴿اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾ سے مراد شرک کا ارتکاب کرنے سے بچنے والے لوگ ہیں"؛ اب تیسرا قول تو مصنف کی مثل دجالوں پر تازیانہ برسا دینے والا ہے کیونکہ یہ قول حضرت علی علیہ السلام کا ہے حضور مولا علی فرماتے ہیں: "﴿وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ﴾ (اصل عبارت میں ایک دوسری قراءت کے مطابق بِالصِّدْقِ کی جگہ پر بِالْحَقِّ ہے) سے سید المرسلین محمد رسول ﷺ مراد ہیں جبکہ ﴿وَ صَدَّقَ بِہٖٓ﴾ سے مراد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔" کیوں ہوا نہ دجالوں پر تازیانہ بار قول؛ اب ذرا چوتھا قول جو کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہے ملاحظہ فرمایئے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "﴿وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ﴾ سے مراد محمد ﷺ ہیں جبکہ ﴿وَ صَدَّقَ بِہٖٓ﴾ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں"؛ پانچواں قول حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے فرماتے ہیں: "﴿وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ﴾ سے مراد رسول اللہ ﷺ جبکہ ﴿وَ صَدَّقَ بِہٖٓ﴾ سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں"؛ چھٹا قول سدی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے فرماتے ہیں: "﴿وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ﴾ سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں جبکہ

﴿وَ صَدَّقَ بِهٖۤ﴾ سے مراد نبی الانبیاء ﷺ ہیں"؛ اس ضمن میں ساتواں اور آخری قول بھی مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ذرا سنیے فرماتے ہیں: "﴿وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ﴾ سے مراد اہلِ قرآن ہیں یہ سب قیامت کے دن قرآن لے کر آئیں گے اور کہیں گے: یہ ہے وہ جو آپ نے ہمیں عطا فرمایا تھا اور ہم نے اس میں جو کچھ بھی ہے اس کا اتّباع کیا۔"

میں نے قارئین کے سامنے اس آیتِ کریمہ سے متعلق محولہ کتابِ تفسیر میں جتنے بھی اقوال تھے سب بغیر کسی رد و بدل کے پیش کر دیے۔ آپ خود ملاحظہ فرمائیں کہ دجال مصنف نے پہلے تو موضوع قول نقل کر کے ایک جھوٹ بولا اور پھر اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب کر کے دوسرا جھوٹ بولا یعنی جھوٹ پر جھوٹ نے ساری روایت کو موضوع سے موضوع تر یعنی "مکذوب موضوع" بنا دیا۔

دوسری اہم بات نوٹ فرمائیں وہ یہ ہے کہ تفسیر الدر المنثور میں اس آیت کی بابت کُل سات روایات مروی ہوئی ہیں اور ان میں سے دو روایتوں میں واضح طور پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مُصَدِّق (تصدیقِ حق کرنے والا) قرار دیا گیا ہے اور دونوں مرویات میں سے ایک مروی مولا علی علیہ السلام کی ہے۔ کیا کسی دجال کے لیے یہ شہادت کافی نہیں؟ ہو سکتا ہے کہ کوئی دجال کہہ اٹھے: "نہیں جی! یہ تو مولا علی کا عجز و انکسار تھا کہ انھوں نے ایسا کہا"، اب یہی دجال جواب دیں کہ: کیا حضور مولا علی علیہ السلام عجز و انکسار میں جھوٹ بولا کرتے تھے؟ یا ہو سکتا ہے کہ کوئی دجال کہے کہ: یہ تو دونوں روایات ہی موضوع ہیں۔ تو یہ بندۂ غوثِ اعظم عرض کرتا ہے کہ جو روایت آپ نے بیان کی ہے وہ سراسر کذب موضوع ہے کیونکہ حضرت مجاہد تابعی کا وہ قول ہے ہی نہیں اگرچہ ان سے غلط منسوب کردہ ہے۔ جبکہ دوسری دونوں روایات کی اسناد درجۂ موضوع پر نہیں آتی پھر یہ دونوں روایات دو جلیل القدر صحابہ حضرت ابوہریرہ اور حضور مولا علی سے مروی ہیں۔ اب قارئین خود اندازہ کریں کہ دجال مصنف یاسین کے کیا گھناؤنے مقاصد ہیں اس طرح سے دجالین درحقیقت حضور مولا علی علیہ السلام کو شریکِ نبوتِ محمد رسول اللہ ﷺ منوانا چاہتے ہیں اور یہ کبھی بھی قیامت تک امتِ مسلمہ نہیں کرے گی۔ سارا افضلیت کا ڈھونگ اسی مقصد سے رچایا جا رہا ہے۔

آپ جوں جوں یہ کتاب "افضلیتِ علی" پڑھتے جائیں توں توں میری اس بات کی آپ تصدیق کرتے جائیں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ اس دجال مصنف نے من گھڑت، جھوٹی روایات اور صریح مکذوبات و موضوعات کے بیان سے مولا علی علیہ السلام کو وہ کچھ بنا کر پیش کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ دونوں ہر دم بارگاہِ علوی میں سرِ خدمت جھکائے ہوئے نظر آئیں گے کہیں اللہ اور اس کا رسول ﷺ نظر نہیں آئیں گے سوائے اتنے کہ وہ دونوں ساری مخلوقات کو بکوششِ تمام مجبور کر رہے ہیں


كنز البرهان على أفضلية علي في القرآن — 46

آیت نمبر 04

❖ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۝

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک (صالح) عمل کیئے تو رحمٰن (خدا) اُن کے لئے (لوگوں کے) دِلوں میں محبت پیدا کر دے گا۔

(سورۃ مریم: آیت ۹۶)

اِس آیت کے ذیل میں عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایمان والوں کے دل میں اللہ نے علی علیہ السلام کی محبت ڈال دی ہے۔

74 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾ قَالَ مُحَبَّةً فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت علی ابنِ ابی طالبؑ کی شان میں نازل ہوئی (بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیئے تو رحمٰن اُنکے لئے (لوگوں کے) دلوں میں محبت پیدا کر دے گا) وہ کہتے ہیں ایمان والوں کے دلوں میں (علیؑ) کی محبت ڈال دی۔

(امام طبرانی معجم الاوسط جلد ۵ صفحہ ۳۴۹ حدیث، ۵۵۱۴)، (ہیثمی مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۱۲۶)

اِس آیت اور حدیث سے پتہ چلا کہ ساری دُنیا میں جو مولا علی علیہ السلام کی عظمت کے ڈنکے بجائے جا رہے ہیں لوگوں کے دلوں میں مولا علی علیہ السلام کی محبت کے چراغ روشن ہیں زبان پر علیؑ علیؑ کا ورد جاری و ساری ہے تو یہ محبتِ علی علیہ السلام اللہ رب العزت نے لوگوں کے دِلوں میں پیدا کی ہے۔ آج دُنیا میں دیکھا جائے تو چھوٹے چھوٹے بچوں سے لے کر جوان بزرگ مرد و عورت، مولا علی علیہ السلام کے نام پر جھوم جاتے ہیں ہر طرف مولا علی علیہ السلام کی محبت میں اُن کی منقبتیں پڑھی جا رہی ہیں۔ اُن پر کلام لکھے جا رہے ہیں اُن کی عظمت و فضیلت پر کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ مولا علی علیہ السلام کے گُن گائے جا رہے ہیں اِس کی صرف یہی وجہ نظر آتی ہے کہ اللہ رب العزت نے مخلوق کے دلوں

کہ علی علیہ السلام کے سامنے بہر رنگ سر نگوں سر بسجود ہو جائیں وہ بھی نبی و غیر نبی کے امتیاز کے بغیر! لعنة الله علی الدجالین الکذابین کأمثال یاسین ھذا من الأول و الآخر و ملئکته و رسله و انبیائه و الناس أجمعین أبدا إلی أبد الآباد.

میں علی علیہ السلام کی محبت ڈال دی ہے۔ اِسی لیئے حضور نبی اکرم ﷺ نے مولا علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا تھا کہ اے علی علیہ السلام آپ اللہ کی بارگاہ میں اِس طرح دُعا کیا کریں۔

75 أَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ عِنْدَكَ عَهْدًا وَّاجْعَلْ لِّيْ فِيْ صُدُوْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مُوَدَّةً۔

اے ہمارے اللہ تُو مجھے اپنے ہاں عہد پورا کرنے اور محبت کرنے والا بنا دے اور میرے لیئے ایمان والوں کے سینوں میں محبت پیدا فرمادے۔

(امام جلال الدین سیوطی، دُرِّ منثور، جلد ۴ صفحہ ۲۸۸)

اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی تفسیر مظہری میں یوں بیان کرتے ہیں کہ:

76 قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ! يَا عَلِيُّ يَجْعَلُ اللّٰهُ مُحَبَّتَهٗ فِي قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَائِرِ الْخَلَائِقِ غَيْرِ الْكَافِرِيْنَ۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی علیہ السلام اللہ آپؑ کی محبت سوائے کفار کے تمام ایمان والوں اور ساری مخلوق کے دلوں میں پیدا فرمادے گا۔

(قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری جلد ۶ صفحہ ۱۲۴)

پتہ چلا کہ ساری دنیا جو مولا علی علیہ السلام سے محبت کرتی ہے۔ نعرے لگاتی ہے ذکر کرتی ہے آپؑ کے نام پر جان قربان کرتی ہے تو یہ اللہ نے اُن کے دلوں کو چُن لیا ہے علی علیہ السلام کی محبت کے لیئے اور جو علیؑ سے محبت نہیں کرتے اُن کے ناپاک دلوں کو اللہ نے علیؑ کی محبت کے لیئے چُنا ہی نہیں۔

آیت نمبر 05

❖ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ۝

آج میں نے تمہارے لیئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔

(سورۃ المائدہ: آیت ۳)

اِس آیتِ کریمہ کے ذیل میں امام جلال الدین سیوطی اپنی شہرہ آفاق تفسیر دُرِّ منثور میں روایت لے کر آئے ہیں۔

صفحہ نمبر: ۴۷

حدیث نمبر: ۷۵

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۷۶

صحتِ حدیث: موضوع خود ساختہ

تبصرہ: مصنف عقل سے بالکل ہی پیدل ہے۔ مذکورہ آیت (۹۶ از مریم) کے بارے میں جو موضوع قول ابھی گزرا ہے مظہری نے اوپر والا جملہ (يَجْعَلُ اللّٰهُ تَعَالَى مَحَبَّتَهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَائِرِ الْخَلَائِقِ غَيْرِ الْكَافِرِيْنَ) اسی قول کی وضاحت میں لکھا ہے۔ یہ ہر گز کوئی حدیث یا اثر نہیں ہے مگر مصنف کی فریب کاری اور کذب بیانی ملاحظہ فرمائیں کہ اس نے [قَالَ رَسُوْلُ اللهِ يَا عَلِيُّ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی!"] کہہ کر امام مظہری کے تفسیری جملہ کو حدیث بنا دیا۔ مصنف عقل سے پیدل اس لیے ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا آغاز صیغہ تخاطب سے کرتا ہے (یا علی: اے علی!) اب چاہیے تھا کہ امام مظہری کے تشریحی جملہ کو بھی صیغہ مخاطب میں کر دیتا تاکہ جھوٹ کسی قرینے کے ساتھ بولا جاتا، مگر افسوس کہ دروغ گو را حافظہ نباشد "جھوٹے کا حافظہ نہیں ہوتا" یہی کہاوت ایک اور طرح سے بھی ہے یعنی: دروغ گو حافظہ ندارد "جھوٹا شخص حافظہ نہیں رکھتا، یعنی حافظہ جھوٹے کی ملکیت میں ہوتا ہی نہیں" اور آپ دیکھتے ہیں کہ دجال مصنف جدید دور کے نمائندہ کذابین میں سے ہے

ابھی آپ آگے اس کی کتاب میں اس کی کذابیت کے مزید جلوے بھی ملاحظہ کریں گے۔ اب اگر کذاب مصنف کا حافظہ ہے تو ماننا پڑے گا کہ عربی گرامر بہت کمزور ہے وہ اس طرح سے کہ مظہری کے جملے میں صرف ایک لفظ ہے جس کے آخر میں ہُ کی جگہ کاف لگا دیا جاتا تو کُل جملہ صیغہ مخاطب میں لڑھک جاتا اور کذابیت کا جلوہ پوری آب و تاب کے ساتھ چمک اٹھتا۔ مگر مصنف کو اس کا پتہ ہی نہ چلا اس لیے اس کا نقص دار رہ گیا۔ اور آخری بات جو قابلِ یاد گار ہے، یہ ہے کہ تمام مفسرین کے نزدیک ایک روایت کے مطابق یہ آیت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ مراد یہ ہے کہ مصنفِ فریب کار جس طرح سے اس آیتِ کریمہ کو محدود کر رہا ہے اس طرح سے یہ ہے نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

صفحہ نمبر: ۴۸

حدیث نمبر: ۷۷

صحتِ حدیث: کذب باطل موضوع

حدیث نمبر: ۷۸

صحتِ حدیث: کذب باطل موضوع

حدیث نمبر: ۷۹

صحتِ حدیث: موضوع باطل منکر

ولایتِ علی علیہ السلام دینِ کامل کی شرط ہے

77 عَنْ أَبُوْسَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا نَصَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا يَوْمِ غَدِيْرِ خُمٍّ فَنَادٰى لَهٗ بِالْوَلَايَةِ هَبَطَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامِ بِهٰذَا الْاٰيَةِ ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے غدیرِ خُم کے دن مولا علی علیہ السلام کو کھڑا کیا اور اُن کی ولایت کا اعلان کیا تو اُس وقت جبریلِ آمین علیہ السلام یہ آیت لے کر اُترے (آج میں نے تمہارے لیئے تمہارا دین مکمل کر دیا)

(امام جلال الدین سیوطی دُرِّ منثور جلد ۲ صفحہ ۲۶۰)

اسی طرح خطیب بغدادی تاریخِ بغداد میں بھی یہ روایت لے کر آئے ہیں۔

78 عَنْ أَبُوْهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ لَمَّا نَصَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا يَوْمِ غَدِيْرِ خُمٍّ فَنَادٰى لَه، مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ ثُمَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی اکرم محمد ﷺ نے غدیرِ خُم کے دِن مولا علی علیہ السلام کو کھڑا کر کے جب اُس کے لیئے اعلان کیا جس کا میں مولا اُس کا یہ علی علیہ السلام مولا تو پھر یہ آیت نازل ہوئی (آج میں نے تمہارے لیئے تمہارا دین مکمل کر دیا)۔

(امام خطیب بغدادی تاریخ بغداد جلد ۸، ص۲۹۱)

79 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَنْ صَامَ يَوْمَ ثَمَانِ عَشَرَةَ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ كُتِبَ لَهُ صِيَامُ سِتِّيْنَ شَهْرًا، وَهُوَ يَوْمَ غَدِيْرِ خُمٍّ لَمَّا أَخَذَ النَّبِيُّ بِيَدِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام فَقَالَ: أَلَسْتَ وَلِيَّ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالُوْا: بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بَخٍ بَخٍ لَكَ يَا ابْنَ أَبِي

تبصرہ: برائے حدیث نمبر ۷۷

دجال یاسین اور اس کے ساتھی وہ بے حیاء و ملعون ٹولہ ہے کہ جنہیں اس قسم کی موضوعات و مکذوبات اور اباطیل بطور حجت کے نقل کرتے ہوئے بالکل ہی شرم نہیں آتی مگر افسوس کہ یہ مخلوقاتِ کائنات میں معلوم ہر قسم کے شرم و حیاء سے کلیتاً عاری ہوتے ہیں۔ اگر کسی میں تھوڑی سے بھی حیاء ہو تو ایسی مکذوبات اور اکاذیب و اباطیل کو ایک ہی جگہ پر رکھ کر آگ لگا دے۔ کیونکہ ایسی موضوعات بنامِ احادیث میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی وہ توہین و ہتک پائی جاتی ہے کہ شاید کافر اہلِ کتاب بھی اسے گوارا نہ کر سکیں۔ اور اس طرح کی احادیث گھڑنے والے اور پھر اسے حدیث سمجھتے ہوئے نقل کرنے والے سب بدتر از کافرین ہیں انہیں رافضی یا خارجی کہنا اسلام کی توہین ہے کیونکہ یہ کھلے بدترین کافرین ہیں جو اہلِ ایمان کے اندر گھسے ہوئے اللہ و رسول اللہ اور اہلِ ایمان کی تذلیل کر رہے ہیں۔ قارئین خود فرمائیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے حضور سید المرسلین ﷺ کو مولا علی علیہ السلام کی ولایت کے اعلانات کرنے بلکہ اسے کمالِ دین کے ساتھ منسلک کرنے کے لیے بھیجا تھا؟ کیا علی کے بغیر حضور ﷺ نامکمل ہیں؟ پھر کیا اسلام اپنی تکمیل کے لیے کسی علی کا محتاج ہے یا اللہ اور اس کے رسول اعظم ﷺ کا؟ اگر ایسا ہے تو پھر اللہ کو کیا بات مانع تھی جس کی وجہ سے اس نے علی کو ہی بطور نبی کے مبعوث نہ کیا؟ اگر مبعوث کر دیتا تو اس قسم کے بیہودہ اعلانات کی تکلیف بھی نہ اٹھانی پڑتی! قارئین اچھی طرح سے یقین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ ایسی تمام بیہودگیوں اور ایسے ہر اعلان سے پاک اور منزہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو کہیں پر بھی ایسی کوئی دھمکی نہیں لگائی کہ ولایتِ علی کے اعلان کے بغیر دینِ اسلام نامکمل ہے یہ سب ان منکرینِ اللہ و رسول ﷺ کی اختراع ہے اس لیے جہاں پر بھی کوئی ایسی موضوع حدیث دیکھیں اسے بیہودگی اور کفرِ صریح سمجھتے ہوئے آگے گزر جائیں، اور ایسی مکذوبات کو بیان کرنے والوں پر دن رات لعنت بھیجا کریں، کیونکہ ایسے دجالین بدترین کائنات ہیں: لعنة اللهِ ملائكتهِ و أنبيائهِ و الناسِ أجمعين على الكذابين المفترين و كذا على الناقلين للكذب المختلق حجة أبدا أبدا إلى أبد الآباد۔

صفحہ نمبر: ۴۹

حدیث نمبر: ۸۰

صحتِ حدیث: ضعیف جدا منکر

طَالِبٍ علیہ السلام: أَصْبَحْتَ مَوْلَايَ وَمَوْلَى كُلِّ مُسْلِمٍ. فَأَنْزَلَ اللّٰهُ (اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُم)

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس نے اٹھارہ ذی الحج کو روزہ رکھا اُس کیلیۓ ساٹھ مہینوں کے روزں کا ثواب (اجر) لکھا جائے گا اور وہ غدیرِ خُم کا دن تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: کیا میں ایمان والوں کا ولی نہیں ہوں؟ اُنہوں (صحابہؓ) نے عرض کیا کیوں نہیں اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (پھر) آپؐ نے ارشاد فرمایا جس کا میں مولا اُس کا علیؑ مولا ہے اس پر حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا مبارک ہو مبارک ہو آپؐ کیلیۓ اے ابو طالب علیہ السلام کے بیٹے (علیؑ) آپؑ میرے اور ہر مسلمان کے مولا (آقا) ہوئے پس پھر اللہ نے اس موقع پر یہ آیت نازل کی (آج میں نے تمہارے لیئے تمہارا دین مکمل کر دیا)

(امام طبرانی المعجم الاوسط: جلد ۳ صفحہ ۳۲۴)، (امام فخر الدین رازی تفسیر الکبیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۹)،
(امام خطیب بغدادی تاریخ بغداد، جلد ۸ صفحہ ۲۹۰)، (امام ابنِ کثیر البدایہ والنھایہ، جلد ۵ صفحہ ۴۶۴)،
(امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر۔۔ جلد ۴۵ صفحہ ۱۷۶، ۱۷۷)،

80 عَنْ جَرِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَهِدْنَا الْمَوْسِمَ فِي حَجَّةٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَهِيَ حَجَّةُ الْوَدَاعِ. فَبَلَغْنَا مَكَانًا يُقَالُ لَهُ غَدِيْرُخُمٍّ فَنَادَى: الصَّلاَةَ جَامِعَةٌ فَاجْتَمَعْنَا الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ. فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَسْطَنَا فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ بِمَ تَشْهَدُوْنَ؟ قَالُوْا: نَشْهَدُأَنْ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟ قَالَ: ثُمَّ مَهْ؟ قَالُوْا: وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. قَالَ: فَمَنْ وَلِيُّكُمْ؟ قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ مَوْلاَنَا. قَالَ: مَنْ وَلِيُّكُمْ؟ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَى عَضُدِ عَلِيٍّ علیہ السلام فَأَقَامَهُ فَنَزَعَ عَضُدَهُ فَأَخَذَ بِذِرَاعَيْهِ فَقَالَ: مَنْ يَكُنِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ مَوْلَيَاهُ فَإِنَّ هَذَا مَوْلاَهُ. اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالاَهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ. اللَّهُمَّ! مَنْ أَحَبَّهُ مِنَ النَّاسِ فَكُنْ لَهُ حَبِيْبًا، وَمَنْ أَبْغَضَهُ فَكُنْ لَهُ مُبْغِضًا۔

تبصرہ: لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ مَخْلُوْقَاتِهِ الْأَجْمَعِيْنَ عَلَى الْغَالِيْنَ الْمُشَوِّهِيْنَ الْمُكَذِّبِيْنَ إِلَى الْأَبَدِ لَا انْتِهَاءَ لَهٗ۔ اس نمبر اور اس سے پہلے گزری مکذوبات پر تبصرہ کرتے وقت مجھے اسی جملے سے شروع کرنا مناسب لگا کیونکہ جب کوئی غالی مُکَذِّب (دین کو جھٹلانے والا) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شد و مد سے حملہ کرے تو اس کا معاملہ اللہ ہی کے سپرد کر دینا چاہیے تاکہ وہ اس ملعون سے خود انتقام لے کیونکہ ہم جیسے لوگ صرف بحسبِ قدرت و علم محدود ہی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کر سکتے ہیں یہ تمام مسلمانوں پر فرض ہے جبکہ ان دجالوں کی سزا ہمارے اس دفاع سے کروڑوں گنا زیادہ ہے جس پر اختیار صرف اور صرف اللہ کو ہے۔ لہٰذا حسبِ قدرت و علم ہمارا دفاع اور باقی سب کچھ اللہ کے حوالے!

اس پیشگی انتباہ کے بعد اب ہم نمبر ۸۰ اور اس جیسی تمام احادیث کے بارے میں حقائق کے منطقی بیان کی طرف آتے ہیں۔ افہام و تفہیم کی غرض سے ہم انہیں نمبروار ملاحظہ کریں گے۔

۱. سب سے پہلے یہ عرض کر دوں کہ صحیح حدیث صرف اتنی ہے: ﴿مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ﴾ "جس کا میں دوست ہو گیا علی بھی اسی کا دوست ہو گا" یہ حدیث تقریباً حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہے اور حدیث کی متعدد معتبر کتابوں میں یہ حدیث موجود ہے۔ اگرچہ بہت سارے علمائے محدثین اسے ضعیف یا موضوع کہتے ہیں۔ اور بعض نے اسے حسن کہا، تاہم بہت سارے محدثین نے اسے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اور پھر مختلف صحابہ سے یہ حدیث مروی ہے اس لیے حق یہ ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے آحاد نہیں ہے جیسا کہ بعض علماء نے کہا ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ اس حدیث میں تواترِ لفظی بھی ہے اور تواترِ معنوی بھی ہے کیونکہ بعض احادیث میں لفظِ مولا کی بجائے لفظِ ولی بھی وارد ہوا ہے اور یہی بات اس کے زوائد میں بھی نمایاں ہے۔

۲. اس اصلِ حدیث پر بہت سے زوائد بھی مروی ہیں۔ اور یہ دو قسم کے ہیں: ایک وہ جو حدیث میں واقع لفظ "مولا" کی وضاحت کرتے ہیں۔ زوائد کی یہ قسم عام طور پر قبول کر لی گئی ہے کیونکہ یہی زوائد بطور حدیث الگ بھی مروی ہوئے ہیں اور حدیثِ اصل کے ساتھ بھی مع صحیح اسناد وارد ہوئے ہیں۔ دوسرے وہ زوائد ہیں جو خودساختہ قصے کہانیوں سے اٹے ہوئے ہیں ایسے قصے کہانیاں جو شانِ الٰہی اور شانِ رسالت کے منافی ہیں۔ محدثین کاملین کے نزدیک جب بھی یہ حدیث ایسے زوائد کے ساتھ وارد ہو تو یہ وضعی (خود ساختہ، من گھڑت، جعلی، جھوٹی) ہے اور اسے کسی نہ کسی طرح سے قبول کرنے کی

گنجائش نکالی جائے تو ضعیف یا شدید ضعیف ہو گی حسن یا صحیح کبھی نہیں ہو گی۔

۳۔ نمبر ۸۰ پر واقع حدیث کو علمائے کرام نے شدید ضعیف (ضعیف جداً / شبہِ موضوع) یا ضعیف و منکر کہا ہے کیونکہ اصل پر اضافوں کے ساتھ ساتھ الفاظ میں بھی نکارت اور رکاکت پائی جاتی ہے۔ قارئین کرام ذرا اس حدیث میں بیان کردہ قصے میں جو تصویر کشی کی گئی ہے اسے ملاحظہ کریں، کیا شانِ رسالت کو زیب دیتا ہے کہ لوگوں کو جمع کرے اور ان سے اپنی اور اللہ کی بابت شہادتیں اکٹھی کرے جبکہ وہ لوگ یہی شہادت دے کر مسلمان ہوئے اور پھر زندگی بھر دل و جان سے جنگ و امن میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی نصرت و اطاعت پر استقلال کے ساتھ ان کا قائم رہنا اسی خلوصِ شہادت پر گواہ ہے، کیا حضور ﷺ کی معیت میں عالمِ محبت و وفاداری میں ان کا حجۃ الوداع ادا کرنا ان کے اخلاصِ شہادت پر گواہ نہیں ہے؟ اب حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خُم کے مقام پر آتے آتے کیا حضور پر نور ﷺ کو ان کے اخلاصِ شہادت اور وفاداری بشرطِ استواری پر شک ہو گیا تھا جو کہ آغازِ اسلام سے لے کر اُس لمحے تک کبھی نہ ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔ حضور سید المرسلین ﷺ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تمام تر تعاملاتی زندگی اس حقیقت پر گواہ ہے کہ کبھی بھی کسی مقام پر ایسا لمحہ نہیں آیا کہ وفاداری بشرطِ استواری مشکوک ہو جائے۔ چونکہ ایسا لمحہ کبھی آیا ہی نہیں اس لیے اس حدیث میں کہانی تراشنے والے نے حضور ﷺ اور آپ کے عدیم المثال صحابہ رضی اللہ عنہم پر ناگہانی کیچڑ اچھال دیا۔ اس اسلوبِ بیان میں جو رکاکت اور عدم مناسبت ہے ذرا اس پر غور و فکر کریں کہ توحید و رسالت پر شہادت لینے کے بعد اچانک صحابہ کرام سے غیر متوقع طور پر سوال ہوتا ہے: فَمَنْ وَلِيُّكُمْ؟ (تمہارا دوست کون ہے؟) اب صحابہ رضی اللہ عنہم عین قرآن و سنت کے مطابق جواب میں عرض کرتے ہیں: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مَوْلَانَا. (اللہ اور اس کا رسول ہمارے دوست ہیں) اب ذرا غور فرمائیں جب توحید و رسالت کی شہادت لینا مقصود تھا تو سوال صرف ایک ایک دفعہ کیا گیا جبکہ یہ شہادت مقصودِ بعثتِ نبوی ہے۔ اور جس سوال کا تعلق مقصودِ بعثت سے قطعاً ذرا سا بھی نہیں ہے اسے دوسری دفعہ دہرایا گیا: مَنْ وَلِيُّكُمْ؟ اور پھر اس کے بعد جواب کا انتظار نہیں کیا گیا بلکہ خود ہی حضور ﷺ نے جواباً حیران کن طریقے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بازو پر اپنا دستِ مبارک مار کر اپنی طرف کھینچ کر انہیں کھڑا کیا اور بازو کو چھوڑ ان کے ہاتھوں کو پکڑ کر فرمایا: مَنْ يَكُنِ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مَوْلَيَاهُ فَإِنَّ هٰذَا مَوْلَاهُ (جس کے دوست اللہ اور اس کا رسول دونوں ہوں علی بھی اسی کا دوست ہے) اب احبابِ نظر ذرا اس جملے پر غور فرمائیں کہ یقیناً یہ جملہ ﴿مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ﴾ کی ہی معنوی تعبیر ہے مگر موازنہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ معنوی معبر جملہ متانت اور حسنِ عبارت جو کہ حضور ﷺ کا خاصہ ہے سے عاری ہے۔ اہلِ ذوق جانتے ہیں کہ سب سے پہلے تو جملے میں لفظیکن سے جھول واقع ہوا اور پھر جو وقار و متانت کہیں رہ گئی تھی اسے مولیٰ کے تثنیہ مولیاہ نے بالکل ہی معدوم کر دیا۔ قارئین کی دلچسپی کے لیے عرض ہے کہ بعض الفاظ ایسے ہیں کہ جن کا تثنیہ عربی میں کہیں شاذ و نادر استعمال ہوتا ہے اور قرآن و حدیثِ صحیح میں مطلقاً کبھی بھی نہیں۔ دوسری عدم سنجیدگی یہ ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حرفِ عطف سے جمع کیا اور تثنیہ سے انہیں باہم تفریق کر دیا۔ یہاں پر ایک باریک نکتہ پر اپنی توجہ مبذول فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ النساء کی آیات ۱۵۰، ۱۵۱ میں کافرین کی دسیسہ کاریوں کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ﴾ [اور وہ اللہ اور اس کے رسولوں کے مابین فرق قائم کیا چاہتے ہیں] اس کے بعد اللہ کریم نے اس باہمی تفریق کی کچھ شکلیں بیان فرمائیں اور پھر حتمی فیصلہ فرمایا: ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا﴾ [یہی وہ لوگ ہیں جو حقی کافر ہیں] اب قرآنِ پاک میں ہی ایک اور منظر مشاہدہ کریں اہلِ ایمان سے سورہ انفال: ۲۰ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَوَلَّوْا عَنْهُ﴾ [اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس سے منہ نہ موڑو!] اس آیتِ کریمہ کی علمائے کرام جو بھی توجیہ کر لیں مگر ہر صورت میں ہٗ کی ضمیر کا مرجع یا مصدر منہ صرف اور صرف اللہ و رسول ﷺ ہی رہے گا۔

ان تمام آیات اور دیگر آیاتِ قرآنی میں ہر اہلِ علم یہ منظر ضرور مشاہدہ کر چکا ہو گا کہ جہاں پر بھی عطف وغیرہ کے ساتھ اللہ و رسول ﷺ کو باہم اکٹھا کیا گیا وہاں بعد میں ان کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ضمیرِ واحد استعمال میں آئی کبھی بھی تثنیہ مستعمل نہیں ہوا۔

اس بیانِ حقیقت کے بعد اب آپ مندرجہ بالا حدیث میں تثنیہ کے صیغہ پر غور کریں تو آپ کو سمجھ آ جائے گا کہ حدیث پر علاماتِ وضع کس طرح سے چھائی ہوئی ہیں۔

اس کے بعد اب اس حدیث کے زوائد پر نظر دوڑائیں۔ مذکورہ بالا بات فرمانے کے بعد سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اللہ پاک سے دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ. اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحَبَّهٗ مِنَ النَّاسِ فَكُنْ لَهٗ حَبِيْباً، وَ مَنْ أَبْغَضَهٗ فَكُنْ لَهٗ مُبْغِضًا [اے اللہ! جو اسے دوست رکھے

تو بھی اسے دوست رکھ، اور جو کوئی اس سے دشمنی کرے تُو بھی اس سے دشمنی کر۔ اے اللہ! جو کوئی اس سے محبت کرے تو بھی اس کا حبیب ہو جا، اور جو کوئی اس سے بغض رکھے تو بھی اس سے بغض رکھنے والا ہو جا] اب ذرا صیغوں پر غور کریں کہ صیغہ امروماضی اکٹھا استعمال کیا گیا جبکہ معنی کی تعیین صیغہ ٔامر کر رہا ہے۔ پھر دعا کے دوسرے جملے میں ملاحظہ فرمائیں مَنْ کے بعد مِنَ النَّاسِ کی اضافی ترکیب استعمال کی گئی ہے جبکہ یہ بات ضمیرِ مَنْ میں بدرجہ ٔاتم موجود ہے آپ صحیح احادیث کا مطالعہ کریں تو دیکھیں گے کہ حضور ﷺ کا یہ اسلوبِ بیان نہیں ہے بلکہ سید الانبیاء ﷺ جامع الکلم ہیں ایک لفظ بھی بلاضرورت استعمال نہیں کرتے اور کبھی بھی عبارت کے مجموعی اور جزوی حسنِ تاثر اور وقار و متانت کو مجروح نہیں ہوتے۔ آپ ﷺ کا انداز بیان اس قدر انتہائی فصیح و بلیغ ہے کہ قرآن کے بعد یہیں پر عربی کی بس ہے۔ اور حدیث کے زوائد میں دعائیہ جملہ ایک نہیں بلکہ دو ہیں اور دونوں میں معنوی اعتبار سے تقریباً ایک ہی بات کی گئی ہے لہٰذا دونوں میں ایک غیر ضروری واقع ہوا ہے۔ اور یہ اسلوبِ نبوی ہر گز نہیں ہے کہ تقریباً یکساں معنی کے حامل الفاظ ایک ہی موقع اور ایک ہی بیان میں بدل بدل کر استعمال ہوتے جائیں۔ الفاظ و جمل کا ایسا استعمال بھی کسی حدیث کے من گھڑت ہونے کی علامات میں سے ہے اگرچہ علاماتِ وضع میں شریعتِ اسلامی اور قرآن و سنت کی اصولی اور حقیقی تعلیمات کی مخالفت بھی بغایت اہم ہے اور یہ مخالفت آپ اس کتاب (افضلیتِ علی) کی بیشتر احادیث و آثار میں شدومد سے موجزن پائیں گے۔

۴. اس حدیث کے ضمن میں لفظِ "مولا" کے معنی پر توجہ مبذول رکھنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ دجّالہ اپنی مرضی کے مطابق اس کے معنی کرتے ہیں اور لوگوں کو جھل دے کر گمراہی میں مبتلا کرتے ہیں۔ لہٰذا یہاں پر مختصراً عرض کر دیتا ہوں کہ عربی لغت میں اس کے کئی معنی بتلائے گئے ہیں مطلب یہ کہ لفظِ "مولا" مشترکِ معنوی ہے یعنی ایسا لفظ جو مختلف حالات و احوال میں دو معنوں یا متعدد معنوں پر دلالت کرتا ہے مثلاً لفظِ "عین" ہے اس کے کئی معنی ہیں مثلاً: آنکھ؛ جاسوس؛ سامان سودا؛ چشمہ؛ کسی شے کی حقیقت وغیرہ۔ تاہم فقرے میں جب استعمال ہو گا تو موقع و محل کے مطابق تعین کیا جائے گا کہ کونسا معنی مراد ہے۔ ہر زبان اور خصوصاً عربی میں ایسے الفاظ کی بھرمار ہے۔ لفظِ "مولا" انہیں الفاظ میں سے ایک ہے۔ ایک معروف لغتِ حدیث میں اس لفظ کے معنی یہ بیان کیے ہیں: (۱) ربّ، پروردگار (۲) مالک (۳) سید، سردار (۴) عطا کنندہ (۵) آزاد کنندہ، غلام کو آزاد کرنے والا (۶) ناصر، مددگار (۷) مُحِب، محبت کرنے والا (۸) تابع، فرمانبردار (۹) ہمسایہ (۱۰) چچازاد (۱۱) حلیف (۱۲) داماد (۱۳) عبد، غلام (۱۴) آزاد کردہ، آزاد کیا گیا غلام (۱۵) عطا یافتہ (۱۶) ہر وہ شخص جو کسی کام کا ذمہ اٹھالے یا اس کام کے ہونے کا بندوبست کرے، منتظم و منصرم۔[1]

مذکورہ بالا فہرستِ معانی پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ "مولا" کے معانی صرف باہم مختلف نہیں ہیں بلکہ ان میں کئی معانی ایسے بھی ہیں جو باہم متضاد ہیں۔ اس حقیقت سے صاف واضح ہوتا ہے کہ کوئی شخص ایک ہی جملہ میں واقع لفظِ "مولا" کے بیک سب معانی مراد نہیں لے سکتا بلکہ جملے یا عبارت میں واقع سیاق و سباق، قرینہ اور موقع و محل تعین کرے گا کہ متکلم نے "مولا" کا کیا معنی لیا ہے۔ اسی حقیقت کے مطابق زیرِ بحث حدیث میں لفظِ مولا کا معنی متعین کرنے سے پہلے موقع و محل اور پھر ایسے موقع و محل پر حضور ﷺ کے عمومی سلوک و رویہ کا جائزہ لینا پڑے گا تا کہ معلوم ہو سکے کہ سید المرسلین ﷺ نے لفظِ "مولا" سے کیا مراد لیا ہے۔ مناسبت کی اعتبار سے صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر اور بعض نے لکھا ہے کہ فتح مکہ کے بعد حضور ﷺ نے مولا علی کو یمن میں اموالِ غنیمت کی تقسیم کے سلسلے میں بھیجا۔ بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ سید المرسلین ﷺ نے مولا علی علیہ السلام کو دو مرتبہ یمن میں دو مختلف قبیلوں کی طرف روانہ کیا۔ بہرحال خواہ کوئی ایک سفر مراد لے یا دو سفر نتیجہ ایک ہی نکلا کہ بعض معتبر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت علی علیہ السلام سے شکوہ و شکایت پیدا ہوئے، جس کا اظہار انھوں نے واپسی پر بارگاہِ رسول ﷺ میں کیا حضور ﷺ نے شکایت کنندہ کو سمجھایا کہ علی علیہ السلام کا عمل درست تھا لہٰذا ان سے محبت رکھو ان سے بغض یا دشمنی نہ رکھو۔ وہ شخص مطمئن ہو گیا لیکن جب حجۃ الوداع کی ادائیگی کے بعد مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوئے تو ایک چوراہے پر، جسے غدیرِ خُم کہتے تھے، آپ نے آرام کے لیے قیام فرمایا۔ یہ وہی مقام ہے جہاں سے تمام مسلمان اپنے اپنے علاقے کی طرف روانہ ہوتے تھے، عربی میں ایسے مقام یا جگہ کو عام طور پر مُفْتَرَقْ یا مَفرِق کہتے ہیں گویا غدیرِ غُم وہ نقطہ ٔفراق تھا جہاں سے تمام لوگ باہم الگ الگ ہو کر اپنی اپنی منزل کی طرف رواں ہو جاتے تھے۔ اس مقام سے روانگی کی جب تیاری ہو رہی تھی کئی وہ صحابہ جو بعد میں اسی مقام پر آ ملے تھے انھوں نے مولا علی علیہ السلام کی بابت بارگاہِ رسول ﷺ میں شکایت کی۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محسوس فرمایا کہ علی علیہ السلام کے خلاف شکوہ و شکایت کی فضا پھیلتی جا رہی ہے اور یہ بالآخر بین الصحابہ تعلقات کو نقصان پہنچائے گی تو آپ ﷺ نے صحابہ کے بکھرنے سے پہلے پہلے انہیں

---

[1] النهاية في غريب الحديث: ابن أثير الجزري:٢٢٨/٥، تحقيق:طاهر أحمد الزاوي، و محمود محمد الطناحي، مكتبة الإسلامية، القاهرة. سنة ١٩٦٣م

جمع کیا اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ خطبہ میں سب سے پہلے آپ ﷺ نے حمد وثناء کی پھر کچھ ذکر و وعظ فرمایا اور پھر فرمایا: ۞مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۞[۱] بعض دجّالہ (خصوصاً شیعہ اور شیعہ کیش لوگوں) کا کہنا ہے کہ جب مکہ میں شکایت کنندہ نے شکایت کی تھی تو آپ ﷺ نے وہیں پر انہیں "جھڑک" دیا تھا اور وہ اس بات سے تائب ہو گئے تھے یہاں پر واضح رہے کہ سید المرسلین ﷺ نے کبھی کسی کو جھڑ کا نہیں تھا، اور نہ کبھی صحابہ کرام نے ایسی نوبت آنے دی تھی حضور ﷺ ہمیشہ پیار اور محبت کے عالم میں سب کو سمجھاتے تھے یہ ان کی تربیت کی اعلیٰ خصوصیت ہے یہی وجہ ہے کہ احادیث میں آتا ہے کہ فلاں بات ہوئی تو رخِ انور پر غصہ کے آثار ظاہر ہوئے مگر یہ بات کسی حدیث میں نہیں آئی کہ آپ ﷺ نے غصے کا اظہار جھڑک کر کیا۔ جھڑکنے کی بابت جتنی بھی باتیں ہیں وہ دجالہ کی تراشیدہ ہیں۔ میں نے واضح کیا ہے کہ جس صحابی نے مکہ میں ذکر کیا تھا اسے وہیں پر سمجھا دیا گیا تھا مگر شکایت کسی ایک کو نہ تھی بلکہ بہت سارے صحابہ کو تھی اور انہی میں کسی نے اس مقامِ قیام پر شکایت کی تو حضور ﷺ کو احساس ہوا کہ معاملہ ایک کا نہیں بلکہ زیادہ کا ہے اس لیے آپ ﷺ نے سب کو جمع کیا اور بات کو واضح کیا۔ اور یہ سب کچھ انتہائی مختصر وقت میں ہوا۔ اور یہ جو کسی دجال نے کہا ہے کہ خطبہ ایک گھنٹے تک جاری رہا تو یہ ان کی اپنی افسانہ تراشی ہے جو کہ دجالہ کا ہمیشہ سے دستور رہا ہے بلکہ حق یہ ہے کہ دجالہ کا کُل مذہب ہی ایسے قصے کہانیوں پر مبنی ہے۔ لہٰذا قارئین سے گزارش ہے کہ دَجّالہ کے ان افسانہ نگاریوں سے بالاتر ہو کر صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر توجہ مرکوز رکھیں، دوسری بات یہ یاد رہے کہ حضور ﷺ نے کبھی بھی کسی موقع پر ایک گھنٹہ پر پھیلا ہوا خطبہ نہیں دیا۔ اگر کوئی اتنا طویل خطبہ ہوتا تو صحابہ کرام، جن کا حافظہ ایسا مثالی تھا کہ قرآن حرف بحرف مع تمام حرکات وسکنات انہیں یاد تھا اور انھوں نے ہو بہو اسے ہم تک پہنچا دیا، ایسے خطبۂ رسول ﷺ کو بھی ہم تک نقل کر دیتے۔ لہٰذا گھنٹوں پر خطباتِ رسول ﷺ دجالہ کی افسانہ نگاری ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

دجالہ ایک اور بات بھی کہتے ہیں کہ شکایت ہی مدینہ پہنچنے پر کی گئی اور وہیں اس کی وضاحت دی گئی ان شکایات کا تعلق غدیر خم کے خطبہ سے نہیں ہے۔ دجالہ کی اگر یہ بات مان لی جائے تو پھر نتیجہ صرف یہ نکلے گا کہ غدیر خم پر خطبہ دینے کا واقعہ جھوٹ اور افسانہ ہے اس لیے کہ جن الفاظ میں وضاحت مدینہ شریف میں دی گئی انہی الفاظ پر غدیرِ خُم کا خطبہ مبنی ہے۔ اور اگر کوئی دجال یہ کہے کہ: مکہ شریف میں ہی شکایت کی بات اپنے تمام ترلوازم کے ساتھ ہو گئی تھی تو بھی غدیرِ خُم کا واقعہ محض جھوٹ ثابت ہو گا کیونکہ مکہ میں دی گئی وضاحت کے الفاظ بھی وہی ہیں جو خطبۂ غدیر خُم کے ہیں۔ اور حضور ﷺ اتنی سی بات کو بار بار کرنے والے نہ تھے، احادیث میں ایسا کہیں ثابت نہیں ہوتا۔ دجالہ کی انہی افسانہ نگاریوں کی وجہ سے یہ حدیث بذاتِ خود ہی مشکوک ہو گئی۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے محدثین اس ضمن میں اپنے شک و شبہ کا اظہار کر چکے ہیں۔ بعض دجالہ نے کہا ہے کہ سنّی محض تاریخی روایات پر تصور باندھے بیٹھے ہیں۔ تو دجالہ ہی بتلائیں انھوں نے اپنی افسانہ نگاریاں کس بنیاد پر کی ہیں۔ دوسری بات یہ کہ تاریخ کی ہر کتاب میں یہ واقعہ ضعیف ہے یا وضعی ہے لہٰذا اس ضمن میں اہلِ سنت کی ہر بات معتبر کتبِ حدیث پر مبنی ہے کسی تاریخ کی کتاب پر نہیں۔ ہاں بعض تاریخ کی کتابیں ایسی ضرور ہیں جن میں انہی معیاراتِ روایت کو کافی حد تک برقرار رکھا گیا جو احادیث کے بیان میں ملحوظ رکھے گئے۔ جیسے النہایۃ والبدایہ وغیرہ۔ دجالہ نے مذکورہ بالا حدیث پر اپنی افسانہ نگاریوں کی اتنی تہیں جما دیں کہ بالآخر ہوشمند انسانی معاشرہ نے غدیرِ خم کے واقعہ کا ہی انکار دیا۔ تاہم راقم الحروف اس واقعہ کا اس انداز میں منکر نہیں ہے۔ ہم اپنا نقطۂ نگاہ پہلے ہی بیان کر چکے ہیں۔

اس انتہائی ضروری وضاحت کے بعد اب ہم لفظ "مولا" کے معنی کی مختصر بحث کی طرف آتے ہیں تاہم ہو سکتا ہے کہ بات ذرا لمبی ہو جائے کیونکہ دجالہ نے اس لفظ کے معانی پر بھی فساد زدہ ذہنیت کی کئی تہیں جما دی ہیں۔ بیانِ معنیٰ کے لیے ہم نے شروع میں ہی عرض کیا تھا کہ موقع و محل اور ایسی مناسبت پر حضور ﷺ کے سلوک و رویہ کو بہر حال مدِ نظر رکھنا ضروری ہو گا۔ موقع و محل ہم نے بیان کر دیا جو قارئین سمجھ گئے ہوں گے کہ اس آن میں مقصد صرف صحابہ کرام کے مابین آپس میں صلح و امن، باہمی پیار محبت قائم کر کے آپس کے اتفاقی شکوہ شکایت کو دور کر کے اخلاص پر مبنی اخوتِ اسلامی کو قائم کرنا ہے۔ اور سید العالمین ﷺ نے بالکل یہی کیا، اور ایسے موقع و محل پر سید کائنات ﷺ کا ہمیشہ یہی رویہ، یہی سلوک ہوتا تھا، جونہی کسی صحابی کے بارے میں دوسرا صحابی یا صحابہ میں سے کوئی گروہ ہتک آمیز جملہ بولتا یا شکر رنجی کی بات کرتا تو آپ فوراً صحابہ کرام کو جمع فرماتے ہتک زدہ صحابی کی تعریف کرتے اور دوسرے صحابی یا صحابہ کی اس سے صلح کرواتے اور باہمی اخلاص و محبت کو بحال فرماتے اور یہ بات آپ ﷺ کی تربیتِ مبارک کا خاصہ ہے۔ اس کی چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

[۱] المستدرك: الحاكم، كتاب معرفة الصحابة، رقم: ٤٦٣٦، ٤٦٣٩، طبع: دار التأصيل سنة: ٢٠١٤م ان نمبروں پر واقع احادیث تقریباً چار احادیث ہیں۔ کوئی چاہے تو ساری صورتِ حال جاننے کے لیے پڑھ لے۔ تاہم یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ یہ احادیث ضعیف ہیں بلکہ اس مضمون کی حامل تمام احادیث کا یہی درجہ ہے اسے جو بات قوت و صحت تک کسی نہ کسی طرح سے پہنچا دیتی ہے وہ کثرتِ روایت ہے اور بس۔

۱) سیدنا حمزہؓ کی بیٹی کے بارے میں حضرت علی، حضرت زید، اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہم کے درمیان نزاع پیدا ہو گیا جس کا فیصلہ بالآخر خود حضور پرنور ﷺ نے فرمایا اور بچی حضرت جعفر کے حوالے کر دی پھر سب فریقین کی تسلی کے لیے آپ ﷺ کی زبانِ اقدس سے کچھ جملے صادر ہوئے اور جن الفاظ میں آپ ﷺ حضرت زید کی تالیفِ قلب فرمائی ذرا ان پر غور فرمائیے، آپ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ﴿أَنْتَ أَخُوْنَا وَ مَوْلَانَا﴾[۱] (آپ ہمارے بھائی اور محبوب دوست ہیں) اب اگر کوئی کینہ پرور یہ کہے کہ یہاں پر "مولانا" کا معنیٰ "آزاد کردہ غلام" کیا جائے کیونکہ حضرت زید رضی اللہ عنہ سید المرسلین ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ تو ہم عرض کرتے ہیں کہ اول: پہلے لفظ "أَخُونا" کا یہ تقاضا نہیں ہے۔ دوم: حضور ﷺ اس موقع پر تسلی و تشفی فرما رہے ہیں نہ کہ کوئی طعن بازی۔ اگر یہاں مولا کا معنی "آزاد کردہ غلام" کریں تو یہ حضور ﷺ کی طرف سے حضرت زید رضی اللہ عنہ پر طعن بن جائے گا اور طعن زنی نبی پاک ﷺ نے کبھی بھی نہیں کی اور ایسے موقع پر تو بالکل ہی نہیں۔ سوم: حضرت زید رضی اللہ عنہ کی آزادی کا واقعہ ماضی بعید کا ہے؛ یہاں تک کہ لوگ آپ کو زید بن محمد ﷺ بھی کہا کرتے تھے اور پھر ایک موقع پر اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق صحابہ نے آپ کو زید بن محمد ﷺ کہنا بند کیا۔ اب قارئین خود اندازہ کر لیں کہ یہاں پر مولا کا ترجمہ سوائے "محبوب دوست" کے کوئی اور ہو سکتا ہے؟ اور اگر کوئی کر گزرے تو کیا وہ حبیبِ کبریا ﷺ کی تنقیص نہیں کر رہا ہو گا جبکہ ایک روایت میں حضور ﷺ حضرت زید سے ان الفاظ میں بھی تخاطب فرماتے ہیں: ﴿يَا زَيْدُ! أَنْتَ مَوْلَايَ وَ مِنِّيْ وَ إِلَيَّ وَ أَحَبُّ الْقَوْمِ إِلَيَّ﴾[۲] (اے زید! تو میرا مخلص دوست، مجھ سے ہی، میرے ہی تک اور سب لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔) امید ہے اب اگر کسی کو ناخنِ ہوش ہوئے تو بات سمجھ آ گئی ہو گی۔

۲) سید الانبیاء ﷺ نے ایک مہم روانہ فرمائی اور اس کا امیر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو مقرر فرمایا۔ کچھ حضرات نے اس امارت کی مخالفت کی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور ان کے باپ حضرت زید کو امارت کا حقدار قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿إِنْ تَطْعُنُوا فِيْ إِمَارَتِهِ، فَقَدْ تَطْعُنُوْنَ فِيْ إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ، وَايْمُ اللهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْإِمَارَةِ، وَ إِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَ إِنَّ هَذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ﴾[۳] (اگر تم اس کی امارت پر طعن کرتے ہو تو تم اس سے پہلے اس کے باپ کی امارت پر بھی طعن کرتے تھے، حالانکہ بخدا وہ یقیناً امارت کے اہل تھے، اور وہ (زید) اُن میں سے ہے جو مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں، اور یہ (اسامہ) اپنے باپ کے بعد یقیناً ان میں سے ہے جو تمام لوگوں سے مجھے محبوب ترین ہیں۔)

۳) ایک موقع پر حضرت عباس اور انصار کے درمیان تلخی ہو گئی حضور ﷺ کو پتہ چلا تو ممبر پر براجمان ہوئے اور انصار سے پوچھا: ﴿أَيُّهَا النَّاسُ! أَيُّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ؟ قَالُوْا: أَنْتَ، قَالَ: فَإِنَّ الْعَبَّاسَ مِنِّيْ وَ أَنَا مِنْهُ﴾[۴] (اے لوگو! اللہ کے نزدیک اہلِ زمین میں سے سب سے زیادہ اکرام یافتہ کون ہے؟ انھوں نے عرض کی: آپ ﷺ، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: تو بلاشک و شبہ عباس مجھ سے اور میں ان سے ہوں)۔

۴) حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان کسی معاملے میں تکرار ہو گئی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے معذرت کی مگر آپ نے قبول نہ کی، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سید المرسلین ﷺ کے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو گئے، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بھی موقع پر موجود تھے انھوں نے سارا معاملہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا، اسی اثناء میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شرمساری کے عالم میں بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو گئے۔ معاملہ سنا تو حضور ﷺ غضبناک ہو گئے اسی غضبناکی میں آپ نے ارشاد فرمایا: ﴿هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْ لِيْ صَاحِبِيْ؟ هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْ لِيْ صَاحِبِيْ؟ إِنِّيْ قُلْتُ: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا﴾ فَقُلْتُمْ: كَذَبْتَ، وَ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ: صَدَقْتَ﴾[۵] (کیا تم میرے صحابی کو چھوڑنا چاہتے ہو؟ کیا تم میرے صحابی کو ترک کرنے والے ہو؟ میں نے کہا: "اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں"، تو تم نے کہا: آپ جھوٹے ہیں، جبکہ ابو بکر نے کہا: آپ سچے ہیں)

۵) حضرت خالد بن ولید اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی ناخوشگوار بات ہو گئی تو حضرت خالد بن ولید نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

---

[۱] صحيح البخاری، رقم: ۲۵۵۲، تحقیق: دیب البغا، دارابن كثير، دمشق. سنة ۱۹۹۳م

[۲] الطبقات الكبرىٰ: ابن سعد، ۳۲/۳، تحقیق: محمد عبدالقادر عطا، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان. سنة ۱۹۹۷م

[۳] صحيح البخاری، باب:۱۷ رقم: ۳۵۲٤، تحقیق: دیب البغا، دارابن كثير، دمشق. سنة ۱۹۹۳م

[٤] المسند: الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبدالله ابن عباس، رقم: ۲۷۳٤، ص: ٤٦٦/٤، تحقیق: شعيب الأرنؤوط، و عادل مرشد، مؤسسة الرسالة، بيروت. لبنان سنة ۱۹۹۸م

[۵] صحيح البخاری، كتاب التفسير، باب قُل يايها الناس إني رسول الله إليكم جميعا۔۔۔، رقم: ٤٦٤٠، دار السلام للنشر، الرياض سنة ۱۹۹۹م

کو گالی دے دی، تو حضور سید الانبیاء ﷺ نے اپنے صحابی کا دفاع کرتے ہوئے فرمایا: ﴿لَا تَسُبُّوْا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِيْ ﴾[۱](میرے کسی صحابی کو گالی نہ دو)[نکتہ: فقہاء اور دیگر اہلِ علم کے نزدیک فتحِ حدیبیہ سے پہلے پہلے جنھوں نے اسلام قبول کر کے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت فرمائی اور پھر رسول اللہ ﷺ کی متواتر صحبت میں سالہا سال زیرِ تربیت رہتے ہوئے آپ ﷺ کی نصرت و حمایت کی صرف وہی نفوسِ قدسیہ صحابی ہیں فتحِ حدیبیہ کے بعد مسلمان ہونے والے لوگوں کا صحابہ میں شمار نہیں ہوتا۔ حضرت خالد بن ولید فتح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ حدیث کی مناسبت اور مفہوم کو سمجھنے کے لیے یہ نکتہ جاننا ضروری ہے۔]

مذکورہ بالا واقعات بہت سے ایسے واقعات میں سے چند ایک ہیں قارئین ان پر غور فرمائیں تو بآسانی پتہ چل جاتا ہے کہ حضور ﷺ کا طرز تربیت اور اندازِ دفاع کیسا تھا۔ ان ساری مثالوں میں ایک بات واضح ہے کہ آپ ﷺ ہرگز یہ برداشت نہیں کرتے تھے کہ کوئی ان کے صحابہ پر انگلی اٹھائے لہٰذا جونہی ایسا کچھ ہوتا تھا آپ ﷺ فوراً بھرے مجمع میں نشانہ زدہ صحابی کا دفاع فرماتے تھے اور ایسے خوبصورت انداز میں فرماتے کہ صحابہ کی فضیلت بھی بیان ہو جاتی اور باہمی مصالحت بھی فوری طور پر ہو جاتی۔ دوسری بات یہ بھی ملاحظہ فرمائیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تحفظ میں حضور ﷺ جو الفاظ استعمال فرماتے تھے وہ زیادہ تر وہی ہیں جو خطبۂ غدیرِ خم میں آپ ﷺ نے استعمال فرمائے جیسا کہ آپ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بابت فرمایا: أنت أخونا و مولانا (آپ ہمارے بھائی اور مخلص دوست ہو) اسی طرح جب حضرت زید اور پھر آپ کے بیٹے اسامہ رضی اللہ عنہما کی مخالفت ہوئی تو آپ ﷺ نے دونوں کو نہ صرف امارت کا مستحق قرار دیا بلکہ انہیں اپنے محبوب ترین نفوس میں شمار کیا۔ اور یہی منظر آپ باقی امثال میں بھی بآسانی مشاہد کر سکتے ہیں۔

اس ضروری وضاحت کے بعد اب ہم حدیث میں مستعمل لفظِ "مولا" کے معنی کا تعین کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم نے گزشتہ صفحات میں لغوی اعتبار سے دیکھا یہ لفظ معنوی مشترک ہے حتیٰ کہ اس میں باہم متضاد معنی بھی موجود ہیں۔ اس حقیقت کے مدِ نظر صرف عبارت کا سیاق و سباق اور موقع و محل ہی اس امر کا فیصلہ کرے گا کہ لفظِ مولا کا معنی کیا ہے۔ معروضی احوال کے پیشِ نظر، گروہی تعصبات و خونخواری سے بالا ہو کر حقیقت کے آئینہ میں اگر دیکھا جائے تو اس کا معنی صرف اور صرف "محبوب دوست" یا "محبوب دوستِ ناصر" ہے دوسری ترکیب میں ہم نے لفظ "ناصر" کا اضافہ محض وضاحت کے لیے کیا ہے ورنہ نصرت کا معنی خود لفظِ "دوست" میں ہی موجود ہے۔ حدیث شریف کے اندرونی اور بیرونی شواہد سے صرف یہی معنی ذہن میں آتے ہیں کوئی دوسرا معنی نہیں۔ بیرونی شواہد تو بیان کر دیے وہ یقیناً قارئین کے ذہن میں ہوں گے اب حدیث کے اندرونی یا باطنی شواہد ملاحظہ فرمائیں۔ جب حضور ﷺ یہ فرما چکے کہ جس کا مولا اللہ اور میں ہوں علی بھی اسی کا مولا ہے، تو اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک دعا فرمائی: ﴿اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ. اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحَبَّهُ مِنَ النَّاسِ فَكُنْ لَهُ حَبِيْباً، وَ مَنْ أَبْغَضَهُ فَكُنْ لَهُ مُبْغِضًا﴾ [اے اللہ! جو اسے دوست رکھے تو بھی اسے دوست رکھ، اور جو کوئی اس سے دشمنی کرے تُو بھی اس سے دشمنی کر۔ اے اللہ! جو کوئی اس سے محبت کرے تو بھی اس کا حبیب ہو جا، اور جو کوئی اس سے بغض رکھے تو بھی اس سے بغض رکھنے والا ہو جا] دعائیہ الفاظ اور جملاتی تضاد پر ذرا غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ پہلے جملے میں دو متضاد الفاظ "موالات" (کسی سے دوستی قائم کرنا) اور "مُعادات" (کسی سے دشمنی رکھنا) کے فعلی مشتقات استعمال فرمائے، جبکہ دوسرے دعائیہ جملے میں بعینہ "محبت" اور "بغض" کے متضاد فعلی مشتقات بیان فرمائے۔ اور سب جانتے ہیں کہ عملی سطح پر دوستی کا متضاد دشمنی اور جذباتی سطح پر محبت کا الٹ بغض ہوتا ہے۔ اب اگر حضور ﷺ کے نزدیک "مولا" کا معنی "مخلص / محبوب دوست" کے سوا کچھ اور ہوتا تو اس کے فوراً بعد جو دعاء مانگی گئی ہے وہ کچھ اور ہونا چاہیے تھی، باہمی دوستی اور باہمی دشمنی سے متعلق نہیں۔ یہاں یہ بات بھی واضح کر دوں کہ اس مفہوم میں جتنی بھی احادیث وارد ہوئی ہیں ان میں سے بھاری اکثریت کے آخر میں انہی دو متضاد الفاظ "دوستی اور دشمنی" یا "محبت اور بغض" پر مبنی جملے واقع ہوئے ہیں۔ اور حدیثِ پاک میں مولا کا لفظ سوائے اس معنی "محبوب دوست" کے انتہائی شاذ و نادر ہے کہ کسی اور معنی میں واقع ہوا ہے۔ یہی عالم قرآنِ مجید کا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [التحریم: ۴] (تو بلاشبہ اللہ اور جبریل اور نیک مومنین آپ ﷺ کے مخلص مددگار دوست ہیں)۔ اسی طرح سے قرآنِ پاک میں متعدد مقامات پر لفظِ مولا اور ولی استعمال ہوئے اور عام طور پر اسی مفہوم میں۔ رہ گئی بات کہ دجالہ اس کا معنی آقا، حکمران، حاکم یا والی وغیرہ کرتے ہیں تو یہ ان کا اپنا تراشیدہ معنی ہے جیسے

[۱] صحيح مسلم: مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، باب: تحريم سبّ الصحابة، رقم: ٢٦٢٢، ص: ٤٠٠/٦، دار التأصيل، القاهرة سنة ٢٠١٤م

ان کا مذہب خود تراشیدہ ہے ایسے ہی اس لفظ کا یہ معنی بھی۔ عربی لغت اس معنی سے ناآشنا ہے۔ یہ سچ ہے جیسا کہ آپ اوپر دیکھ چکے ہیں کہ اس کے معانی میں ربّ اور سید کے معانی بھی شامل ہیں۔ لیکن ان میں سے ایک (رب) صرف اللہ سے مخصوص ہے بلکہ یہ اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔ اور دوسرا لفظ (سید) عمومی لفظ ہے جس میں حکمرانی کا بہت ہی کم معنی موجود ہے۔ بلکہ کسی بھی بزرگ شخصیت کے استعمال ہو سکتا ہے اور ان معنوں میں یہ لفظ ہم روزانہ کئی بار استعمال کرتے ہیں۔ اس کا ایک تیسرا معنی ناظمِ امور یا منتظم و منصرم بھی ہے، اس معنی میں یہ لفظ محکمانہ ہے وہ بھی شاذونادر مستعمل ہے۔ قصہ کوتاہ قرآن و سنت میں بھی یہ لفظ حاکم یا والی کے معنی میں کہیں استعمال نہیں ہوا۔ اب اگر کوئی مغالطہ آمیز تاویلوں میں پڑ کر اس کا یہ معنی لینے پر مصر ہو تو یہ اس کی اپنی سیاہ بختی ہے جو اسے بے راہ روی کی تاریکیوں میں دھکیلے جا رہی ہے۔ بہر حال اچھی طرح ذہن نشین فرمالیں کہ لفظِ مولا اور اس کے ساتھ لفظِ ولی کا مفہوم زیرِ نظر حدیث اور اس مفہوم پر مبنی تمام تر احادیث میں صرف اور صرف "محبوب دوست و مددگار" ہے۔ ایسی احادیث کے ضمن میں اگر کوئی شخص اس کے سوا کوئی اور معنی کرتا ہے تو سمجھ جائیں کہ یہ کوئی بدشگون دجال ہے جو حقیقت کو مسخ کرنے کے درپے ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ، مولا علی علیہ السلام اور دیگر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر افترا باندھ رہا ہے لہٰذا اس شیطان سے فوراً الگ ہو جائیں۔

۶) دجال مصنف اور اس کے تمام ہمنوا اپنے اس قول میں جھوٹے اور مکار ہیں کہ محولہ بالا حدیث کی رُو سے "انسان کا ایمان اور دین علی علیہ السلام ولی اللہ کی گواہی سے کامل ہوتا ہے"۔ فَلَعْنَةُ اللهِ وَ مَخْلُوْقَاتِهِ الْأَجْمَعِيْنَ عَلَى الْغَالِيْنَ الْمُشَوِهِيْنَ الْمُكَذِّبِيْنَ آنًا بِآنٍ إِلَى أَبَدِ الْآبَادِ عَلَى الدَّوَامِ. آمین ثم آمین

اوپر ہم نے اس حدیث پر اختصار کے ساتھ سیر حاصل بحث کی ہے کہیں سے بھی دجالہ ماسخہ کی بات کا ثبوتِ صحت نہیں ملتا۔ اور انہیں بڑے ہی اخلاص کے ساتھ لفظِ مولا کے اسی مسخ شدہ مفہوم پر ایمان ہے تو پھر سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی ولایت و خلافت کا اقرار کریں کیونکہ ان کی ولایت کا اعلان مولا علی علیہ السلام کے اعلانِ ولایت سے پہلے ہوا تھا۔ صاحبانِ حسنِ ذوق مومنینِ کاملین بغایت توجہ کے ساتھ یقین کامل رکھیں کہ دین و ایمان کی تکمیل کے لیے کسی کی بھی ولایت وغیرہ کی گواہی کی ہرگز ہرگز کوئی ضرورت نہیں۔ صرف اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی ہر نہایت کا ولی، ہر ابتداء و انتہاء پر سب کا مولا ہے۔ جو شخص بھی خواہ وہ کوئی بھی ہو اس حقیقت کے خلاف پروپیگنڈا کرے تو وہ صریح کافر ہے اور اسی طرح سے وہ شخص جیسا کہ یہ مردود مصنف یاسین ہے بھی صریحاً کافر و مشرک ہے جو کہے کہ:"مولا علی علیہ السلام کی ولایت کے اعلان اور اقرار سے دین مکمل ہوا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جس علی علیہ السلام کے بغیر دین مکمل نہ ہو...... دین کُل کو کہتے ہیں باقی سب کچھ اجزاء ہیں جب کُل علی کا محتاج ہے تو اجزاء بھی علی علیہ السلام کے محتاج ہیں۔ "لَعْنَةُ اللهِ وَ مَلٰئِكَتِهٖ وَ النَّاسِ أَجْمَعِيْنَ أَلْفَ أَلْفِ مَرَّةٍ بِتَكْرَارِ الْمِرَارِ بِالْآلَافِ. سب حضرات بالیقین جان لیں کہ کسی صاحبِ ایمان کو ایمان کے ضمن میں سوائے اللہ و رسول ﷺ کے کسی کی نہ کوئی ضرورت ہے نہ کوئی حاجت، اس طرح سے اللہ و رسول ﷺ کو اکمالِ دین کے لیے سوائے خود اپنے کے کسی اور کی ولایت وغیرہ کے اقرار کی سرے سے ہی کوئی ضرورت ہے نہ حاجت۔ اللہ و رسول ﷺ دینِ متین کی ابتداء و انتہاء اور کمال و اکمال خود سے خود ہے۔ اس کے سوا جو کوئی بھی بات کرے یقین کیجیے کہ وہ بدترین کافرین ہے۔ جیسا کہ ابھی اوپر میں نے دجالہ میں سے ایک مردود کافر مصنف کا بکواس نقل کیا ہے اس سے خوب اندازہ کر لیں کہ کفر کی تہیں کیا کیا ہوتی ہے۔ اور سب دوست اپنے قلب و جان میں جاگزین کر لیں کہ دین وہ کُل ہے جس کا کوئی جزو نہیں ہوتا، بلکہ دجالہ کے معنوں میں لفظِ کُل کا دین پر اطلاق ہی حرام قطعی ہے۔ اگر کہیں کُل کا لفظ دین کے لیے استعمال ہو سکتا ہو تو پھر ہر کوئی یقین کر لے کہ اللہ و رسول ﷺ ہی کُلِ دین ہے۔ ہم جب بھی دین و ایمان کے سلسلے میں جزو یا جُز کی بات کر رہے ہوتے ہیں تو ہماری مراد وہ نہیں ہوتی جو دجالہ کی مراد ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں:"دیانت تو جزوِ ایمان ہے" اسی طرح سے ایک ضعیف حدیث میں وارد ہے کہ نظافت ایمان میں سے ہے۔ اسی کو ہم اپنی عوامی زبان میں صرف سمجھانے کی خاطر کہہ دیتے ہیں کہ: صفائی جزوِ ایمان ہے۔ ایسے تمام مواقع پر ہم لفظِ جزو/جُز محض تاکیدی استعمال کر رہے ہوتے ہیں یعنی بات کو شرعی احکامات میں شمار کرتے ہوئے اس پر عمل کی تشویق دینے کی خاطر زور دے رہے ہیں نہ کہ ہم ایمان و دین کو اجزاء میں تقسیم کر رہے ہوتے ہیں۔ لہٰذا کُلِ دین و ایمان صرف اور صرف بہر رنگ اللہ و رسول ﷺ ہے اسی کے اقرار سے ایمان مکمل ہو جاتا ہے، دین و ایمان کی کسی بھی منزل پر کسی ولایت شلایت کے اقرار کی ضرورت و حاجت نہیں ہے، ضرورت ہے تو صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ اور بس۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے پس ہم ایک ایسی جگہ پر پہنچے جس کو غدیرِ خُم کہتے ہیں پس نماز با جماعت ہونے کی آواز آئی تو سارے مہاجرین اور انصار (صحابہؓ) جمع ہو گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم کس چیز کی گواہی دیتے ہو؟ اُنہوں (صحابہؓ) نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ (معبود) نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر کس کی؟ اُنہوں (صحابہؓ) نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکے (اللہ) کے بندے اور اُس (اللہ) کے رسولؐ ہیں آپؐ نے فرمایا (پوچھا) تمہارا ولی کون ہے؟ اُنہوں نے کہا اللہ اور اُس کا رسولؐ ہمارے مولا (ولی) ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا (پوچھا) تمہارا ولی کون ہے؟ پھر آپؐ نے مولا علی علیہ السلام کو بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا (بازو پر ہاتھ مارتے ہوئے) اور (مولا علیؑ) اُنکے دونوں بازو تھام کر ارشاد فرمایا اللہ اور اُس کا رسولؐ جس کے مولا ہیں اُس کا یہ علیؑ مولا ہے۔ اے اللہ جو اِس (علیؑ) کو دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ اور جو اس (علیؑ) سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھ۔ اے اللہ لوگوں میں سے جو اِس (علیؑ) سے محبت رکھے تو اُسے محبوب رکھ اور جو اِس (علیؑ) سے بُغض رکھے تو اُس سے بُغض رکھ۔

(امام طبرانی المعجم الکبیر: جلد ۲، حدیث ۲۵۰۵)، (امام متقی ہندی کنز العمال، جلد ۱۳ حدیث ۳۶۴۳۷)، (امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ صفحہ ۱۷۹)، (امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد ۹ صفحہ ۱۰۶)

اس آیتِ کریمہ اور احادیثِ رسولؐ سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ انسان کا ایمان اور دین علی علیہ السلام ولی اللہ کی گواہی سے کامل ہوتا ہے کیونکہ رسولِ پاکؐ نے صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم سے تین گواہیاں طلب کیں اگر فقط لا اِلٰہَ اِلّاَ اللہ کی گواہی کافی ہوتی تو پھر آپؐ دوسری گواہی محمد رسول اللہ کی طلب نہ فرماتے اور اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کافی ہوتی تو آپؐ تیسری گواہی علی علیہ السلام ولی اللہ طلب نہ فرماتے پتہ چلا کہ پہلی گواہی لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ سے شرک کا خاتمہ ہو گیا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی سے کفر کا خاتمہ ہو گیا اور علیؑ ولی اللہ کی گواہی سے مُنافقت کا خاتمہ ہو گیا اور ان تین گواہیوں کے بعد انسان کا ایمان اور دین کامل ہو گیا۔ اس سے مولا علی علیہ السلام کی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اُوپر کُلی فضیلت اور افضلیت کا ثبوت بھی ملتا ہے اور مولا علی علیہ السلام کا تمام صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کا مولا و آقا ہونا بھی ثابت ہو جاتا ہے۔

صفحہ نمبر: ۵۱
حدیث نمبر: ۸۱
صحتِ حدیث: موضوع کذب باطل

اور یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ مولا علی علیہ السلام کی ولایت کے اعلان اور اقرار سے دینِ اسلام مکمل ہوا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جس علی علیہ السلام کے بغیر دین مکمل نہ ہو اُس کے بغیر باقی معاملات کیسے پورے ہونگے۔ دین کُل کو کہتے ہیں باقی سب کچھ اجزاء ہیں جب کُل علی علیہ السلام کا محتاج ہے تو اجزاء بھی علی علیہ السلام کے محتاج ہونگے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد مولا علی علیہ السلام ہی ایسی ہستی ہیں جن کی محبت ایمان اور اُن کی ذات دین ہے۔

آیت نمبر 06

❖ يَآ اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اے رسولؐ پہنچا دیجئے جو نازل کیا گیا ہے آپؐ کی طرف آپؐ کے رب کی طرف سے اور آپؐ نے ایسا نہ کیا تو نہیں پہنچایا آپؐ نے اللہ کا پیغام اور اللہ بچائے گا آپؐ کو لوگوں (کے شر) سے یقیناً اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہدایت نہیں دیتا کفار کی قوم کو۔
(سورۃ المائدہ: آیت ٦٧)

ولایتِ علی علیہ السلام دینِ کامل کی شرط ہے

اِس آیت کے تحت امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر الکبیر میں روایت لے کر آئے ہیں۔

81 عَنْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ ﴿ يَآ اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝﴾ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِ عَلِيٍّ علیہ السلام فَقَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَّوْلَاهُ:

صفحہ نمبر: ۵۲

حدیث نمبر: ۸۲

صحتِ حدیث: موضوع کذب باطل

حدیث نمبر: ۸۳

صحتِ حدیث: ضعیف جدا منکر

عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت (سورۃ المائدہ: آیت ٦٧) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا میں مولا اُس کا یہ علی علیہ السلام مولا۔

(امام فخر الدین رازی، تفسیر الکبیر جلد ۱۲ صفحہ ۵۲)

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مولا علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر ولایت کا اعلان کیا تو پھر سب سے پہلے حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ آگئے بڑھے اور کہنے لگے:

82 يَا عَلِيّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام أَصْبَحْتَ مَوْلَايَ وَ مَوْلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّ مُؤْمِنَةٍ:

اے علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام آپؑ میرے اور تمام ایمان والوں اور ایمان والیوں کے مولا ہیں۔

(امام فخر الدین رازی، تفسیر الکبیر جلد ۱۲ صفحہ ۵۰)

83 عَنْ جَرِيْرٍ رضي الله عنه قَالَ: شَهِدْنَا الْمَوْسِمَ فِي حَجَّةٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَهِيَ حَجَّةُ الْوَدَاعِ. فَبَلَغْنَا مَكَانًا يُقَالُ لَهُ غَدِيْرُ خُمٍّ فَنَادَى: الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ فَاجْتَمَعْنَا الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ. فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَسْطَنَا فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ بِمَ تَشْهَدُوْنَ؟ قَالُوْا: نَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟ قَالَ: ثُمَّ مَهْ؟ قَالُوْا: وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. قَالَ: فَمَنْ وَلِيُّكُمْ؟ قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ مَوْلَانَا. قَالَ: مَنْ وَلِيُّكُمْ؟ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَى عَضُدِ عَلِيٍّ عليه السلام فَأَقَامَهُ فَنَزَعَ عَضُدَهُ فَأَخَذَ بِذِرَاعَيْهِ فَقَالَ: مَنْ يَكُنِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ مَوْلَيَاهُ فَإِنَّ هٰذَا مَوْلَاهُ. اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ. اللّٰهُمَّ! مَنْ أَحَبَّهُ مِنَ النَّاسِ فَكُنْ لَهُ حَبِيْبًا، وَمَنْ أَبْغَضَهُ فَكُنْ لَهُ مُبْغِضًا۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے پس ہم ایک ایسی جگہ پر پہنچے جس کو غدیرِ خُم کہتے ہیں پس نماز باجماعت ہونے کی آواز آئی تو سارے مہاجرین اور انصار (صحابہؓ) جمع ہو گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم کس چیز کی گواہی دیتے ہو؟ اُنہوں (صحابہؓ) نے کہا ہم

گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ (معبود) نہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر کس کی؟ اُنہوں (صحابہؓ) نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں بے شک محمد ﷺ اُسکے (اللہ) کے بندے اور اُس (اللہ) کے رسولؐ ہیں آپؐ نے فرمایا (پوچھا) تمہارا ولی کون ہے؟ اُنہوں نے کہا اللہ اور اُس کا رسولؐ ہمارے مولا (ولی) ہیں رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا (پوچھا) تمہارا ولی کون ہے؟ پھر آپؐ نے مولا علی علیہ السلام کو بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا (بازو پر ہاتھ مارتے ہوئے) اور (مولا علیؑ) اُنکے دونوں بازو تھام کر ارشاد فرمایا اللہ اور اُس کا رسولؐ جس کے مولا ہیں اُس کا یہ علیؑ مولا ہے۔ اے اللہ جو اِس (علیؑ) کو دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ اور جو اِس (علیؑ) سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھ۔ اے اللہ لوگوں میں سے جو اِس (علیؑ) سے محبت رکھے تو اُسے محبوب رکھ اور جو اِس (علیؑ) سے بُغض رکھے تو اُس سے بُغض رکھ۔

(امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد 2: حدیث 2505)، (امام ہندی کنز العمال، جلد 13: حدیث 36437)، (امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد: جلد 9: ص 106)

84 عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰی رضی اللہ عنہ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا علیہ السلام فِي الرَّحَبَةِ يَنْشُدُ النَّاسَ: أَنْشُدُ اللهَ مَنْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ يَوْمَ غَدِيْرِ خُمٍّ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ لَمَّا قَامَ فَشَهِدَ. قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ: فَقَامَ إِثْنَا عَشَرَ بَدَرِيًّا كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى أَحَدِهِمْ فَقَالُوْا: نَشْهَدُ أَنَّا سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ يَوْمَ غَدِيْرِ خُمٍّ: أَلَسْتُ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجِي أُمَّهَاتُهُمْ؟ فَقُلْنَا: بَلٰى. يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ. قَالَ: فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ. أَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ۔

حضرت عبد الرحمٰن بن اَبی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو کھلے (وسیع) میدان میں دیکھا، وہ (علیؑ) لوگوں سے حلفاً پوچھ رہے تھے۔ کہ اللہ کی قسم کھا کر بتاؤ تم میں کون ہے جس نے غدیرِ خُم کے مقام پر رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا ہو کہ جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی علیہ السلام مولا ہے۔ پس وہ کھڑا ہو کر (اس بات کی) گواہی دے، حضرت عبد الرحمٰنؓ کہتے ہیں کہ اس پر بارہ (۱۲) بدری صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے بے شک میں اُن میں سے ہر ایک

صفحہ نمبر: ۵۳
حدیث نمبر: ۸۴
صحتِ حدیث: حسن

کی طرف دیکھ رہا تھا، اُنہوں (صحابہؓ) نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے غدیرِ خُم کے روز رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا، کیا میں ایمان والوں کی جانوں سے قریب نہیں ہوں اور میری ازواج اُنکی مائیں نہیں ہیں؟ پس ہم سب نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اُس کا علیؑ مولا ہے۔اے اللہ جو اسکو (علیؑ) دوست رکھے تو اُس کو دوست رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھ۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۱، حدیث: ۹۶۱)، (امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۲۰۷)،
(امام ابو یعلٰی مُسند، جلد ۱: حدیث ۵۶۷)، (امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد ۹: ص ۱۰۵)،
(امام ابو نعیم الاصبھانی، تاریخ اصبھان، جلد ۲: حدیث ۱۴۴۹)،
(امام محمد ضیاء مقدسی الاحادیث المختارۃ، جلد ۲: حدیث ۴۵۸)

85 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا بِالْجُحْفَةِ بِغَدِيْرِ خُمٍّ، إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ علیہ السلام، فَقَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم جُحفہ میں غدیرِ خُم پر تھے کہ رسول اللہ ﷺ (اپنے حجرہ مبارک سے) باہر تشریف لائے اور حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: جس کا میں مولا ہوں پس اُس کا علی علیہ السلام مولا ہے۔

(امام ابن اَبی شیبۃ المصنف، جلد ۶: حدیث ۳۲۰۷۲)، (امام ہندی کنز العمال، جلد ۱۳: حدیث ۳۶۴۳۰)،
(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۲۲۵)،
(امام قسطلانی، المطالب العالیۃ، جلد ۱۶: حدیث ۳۹۳۰)

86 عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ غَدِيْرِ خُمٍّ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔

حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے غدیرِ خُم کے روز ارشاد فرمایا: جس کا میں مولا ہوں پس اُس کا علی علیہ السلام مولا ہے۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۱، حدیث، ۱۳۱۰)، (امام احمد بن حنبل فضائل الصحابۃ، جلد ۲، حدیث ۱۲۰۶)،

صفحہ نمبر: ۵۴
حدیث نمبر: ۸۵
صحتِ حدیث: حسن
حدیث نمبر: ۸۶
صحتِ حدیث: صحیح

صفحہ نمبر: ۵۵

حدیث نمبر: ۸۷

صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۸۸

صحتِ حدیث: ضعیف

(امام ہیثمی مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، جلد ۹: ص۱۰۷)، (حافظ عماد الدین ابن کثیر، البدایة والنهایة، جلد ۵: ص۲۱۱)،
(امام قسطلانی، المطالب العالیة، جلد ۱۶: حدیث ۳۹۴۴)، (امام ہندی کنز العمال، جلد ۱۳: حدیث ۳۲۹۵۰، ۳۶۵۱۱)،
(امام طبرانی المعجم الاوسط، جلد ۷: حدیث ۶۸۷۸)، (امام ابن ابی عاصم، السُّنة: ص۶۰۴: حدیث ۱۳۶۹)

87 عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَوْمَ غَدِيْرِ خُمٍّ فَقَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اللّٰهُمَّ! وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ، وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَأَعِنْ مَنْ أَعَانَهُ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیرِ خُم کے روز خطاب ارشاد فرمایا (علی ؑ کا ہاتھ پکڑ کر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں پس اُس کا علی علیہ السلام مولا ہے۔ اے اللہ جو اِسکو دوست رکھے تو اُسکو دوست رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھ اور جو اسکی مدد (نصرت کرے تو اسکی مدد (نصرت) فرما اور جو اِسکی اعانت کرے تو اُس کی اعانت فرما۔

(امام طبرانی المعجم الاوسط، جلد ۵: حدیث ۵۰۵۹)، (امام ہندی کنز العمال، جلد ۱۱: حدیث ۳۲۹۴۶)،
(امام عماد الدین ابنِ کثیر البدایة والنهایة، جلد ۴: ص۱۷۰)، (امام ہیثمی مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، جلد ۹: ص۱۰۴)،
(امام نسائی خصائص امیر المومنین علی ابنِ ابی طالبؑ، ص۱۰۰)

88 عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ (أَيْ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم): مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَإِنَّ مَوْلَاهُ عَلِيٌّ علیہ السلام۔

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا میں مولا ہوں بے شک اُس کا علی علیہ السلام مولا ہے۔

(امام احمد بن حنبل مُسند جلد ۱، حدیث ۳۰۶۲)، (امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۶۵۲)،
(امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد ۱۲: حدیث ۱۲۵۹۳)،
(امام ہیثمی مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، جلد ۹: ص۱۰۸)،
(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینة ودمشق، جلد ۴۲: ص۱۰۲)

89 حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الطُّفَيْلِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ رضي الله عنه أَوْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضي الله عنه شَكَّ شُعْبَةُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔

حضرت شعبہ سلمہ بن کہیلؓ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو طفیلؓ سے سنا حضرت ابو سریحہ رضی اللہ عنہ یا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا (حضرت شعبہ کو شک ہے راوی کے بارے میں) کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا میں مولا ہوں پس اُس کا علی علیہ السلام مولا ہے۔

(امام ترمذی السنن، جلد ۵: حدیث ۳۷۱۳)، (امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد ۵: حدیث ۵۰۷۱، ۵۰۹۶)

90 عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ، سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ: نَشَدَ عَلِيٌّ النَّاسَ، فَقَامَ خَمْسَةٌ أَوْ سِتَّةٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم فَشَهِدُوا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔

حضرت ابو اسحاقؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن وھبؒ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں سے قسم (حلف) لی (اپنے مولا ہونے کے بارے میں) پس پانچ یا چھ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کھڑے ہوئے اُنہوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا میں مولا ہوں پس اُس کا علی علیہ السلام مولا ہے۔

(امام احمد بن حنبل مُسند جلد ۵، حدیث ۲۳۱۵۶)، (امام نسائی السنن الکبریٰ، جلد ۵: حدیث ۸۴۷۱)
(امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد ۹: ص ۱۰۴

91 عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنه فِي رِوَايَةٍ طَوِيلَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم إِنَّ عَلِيًّا عليه السلام مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي۔

حضرت عمران بن حُصین رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک علی علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں اُس (علیؑ) سے ہوں اور وہ (علیؑ) میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔

(امام ترمذی، السنن، جلد ۵: حدیث ۳۷۱۲)، (امام ابنِ حبان الصحیح، جلد ۱۵: حدیث ۶۹۲۹)
(امام نسائی السنن الکبریٰ، جلد ۵: حدیث ۸۴۷۴)، (امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۵۷۹)

صفحہ نمبر: ۵۶
حدیث نمبر: ۸۹
صحتِ حدیث: صحیح
حدیث نمبر: ۹۰
صحتِ حدیث: صحیح
حدیث نمبر: ۹۱
صحتِ حدیث: صحیح

(امام ابو یعلیٰ مُسند، جلد۱: حدیث ۳۵۵)، (امام طبرانی معجم الکبیر، جلد۱۸: حدیث ۲۶۵)
(امام ابنِ اَبی شیبۃ المصنف، جلد۶: حدیث ۳۲۱۲۱)

92 عَنِ ابْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ كُنْتُ وَلِیَّهُ فَعَلِیٌّ علیہ السلام وَلِیُّهُ۔

حضرت ابنِ بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کا میں ولی (مولا) ہوں پس اُس کا علیؑ ولی (مولا) ہے۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۵، حدیث: ۲۳۱۰۷)، (امام احمد بن حنبل فضائلِ صحابہ، جلد۲: حدیث ۷ ۹۴)،
(امام حاکم المستدرک، جلد۲: حدیث ۲۵۸۹)، ہیثمی مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: جلد۹: ص۱۰۸)
(امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد۵: حدیث ۴۹۶۸)، (امام طبرانی المعجم الاوسط، جلد۳: حدیث ۲۲۰۴)،
(امام ابنِ اَبی شیبۃ المصنف، جلد ۱۲: حدیث ۱۲۱۱۴)، (امام ابنِ ابی عاصم ،السُنۃ،حدیث ۱۳۵۱، ۱۳۶۶)،

93 عَنْ زَاذَانَ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِیًّا علیہ السلام فِي الرَّحْبَةِ وَهُوَ يَنْشُدُ النَّاسَ: مَنْ شَهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ غَدِيْرِ خُمٍّ وَهُوَ يَقُوْلُ مَاقَالَ. فَقَامَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلاً فَشَهِدُوْا أَنَّهُمْ سَمِعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ۔

حضرت زاذان بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کُھلے میدان میں حضرت علیؑ کو حلفاً لوگوں سے پوچھتے ہوئے سنا۔ (حضرت علیؑ نے سوال کیا) کون ہے جس نے غدیرِ خُم کے روز رسول اللہ ﷺ کو کچھ ارشاد فرماتے ہوئے سنا؟ پس اس پر تیرہ (۱۳) آدمی کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے گواہی دی کہ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس کا میں مولا ہوں پس اُس کا علیؑ مولا ہے۔

(امام احمد بن حنبل فضائلِ صحابہ، جلد۲: حدیث ۹۹۱)، (امام احمد بن حنبل مُسند، جلد۱، حدیث: ۸۴)،
(امام طبرانی المعجم الاوسط، جلد ۳: حدیث ۲۱۳۱)، (امام ہندی کنز العمال، جلد ۱۳: حدیث ۳۶۴۸۷)،
(امام بیہقی السنن الکبریٰ، جلد۵: ص۱۳۱)، (امام ابنِ اَبی عاصم ،السُنۃ، ص ۶۰۴ حدیث: ۱۳۷۱)،
(امام ہیثمی مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: جلد۹: ص۱۰۷)، (ابونعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاوصفیاء، جلد۵: ص۲۶)،
(عماد الدین ابنِ کثیر البدایۃ والنہایۃ، جلد۵: ص۴۶۲)

صفحہ نمبر: ۵۷
حدیث نمبر: ۹۲
صحتِ حدیث: صحیح
حدیث نمبر: ۹۳
صحتِ حدیث: صحیح

صفحہ نمبر: ۵۸

حدیث نمبر: ۹۴

صحتِ حدیث: صحیح

94 عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم عَنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَنَزَلَ غَدِيْرِ خُمٍّ، أَمَرَ بِدَوْحَاتٍ فَقُمِمْنَ ثُمَّ قَالَ: كَأَنِّي قَدْ دُعِيْتُ فَأَجَبْتُ، إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ: كِتَابُ اللهِ تَعَالٰى، وَ عِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِي فِيْهِمَا، فَإِنَّهُمَا لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللهَ مَوْلَايَ وَ أَنَا وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ عليه السلام فَقَالَ: مَنْ كُنْتُ وَلِيَّهُ فَهٰذَا وَلِيُّهُ، أَللّٰهُمَّ، وَ الِ مَنْ وَالَاهُ، وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے اور غدیرِ خُم کے مقام پر قیام فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سائبان لگانے کا حکم ارشاد فرمایا پس (سائبان) لگادیئے گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (خطبہ) ارشاد فرمایا: لگتا ہے کہ عنقریب مجھ کو پیغام (وصال مبارک کی طرف اشارہ) آنے کو ہے جسکو میں قبول کر لوں گا۔ بے شک میں تحقیق تمہارے اندر دو وزنی (بھاری) چیزیں چھوڑے جارہا ہوں جو ایک دوسرے سے بڑھ کر بڑی (عظیم واہم) ہیں ایک اللہ کی کتاب (قرآن) اور دوسری میری عترت اہلِ بیت علیہم السلام ہے پس یہ دیکھنا ہے کہ تم (صحابہؓ) میرے بعد اِن دونوں کے ساتھ برتاؤ میں میرا کتنا لحاظ رکھتے ہو یہ دونوں (قرآن واہل بیتؑ) ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر دونوں اکٹھے میرے پاس آئیں گے۔ پھر ارشاد فرمایا بے شک اللہ میرا مولا ہے اور میں ہر مومن کا ولی ہوں پھر حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا ارشاد فرمایا جس کا میں ولی ہوں اُس کا یہ (علیؑ) ولی ہے اے اللہ جو اسکو دوست رکھے تو اسکو دوست رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو اس سے عداوت رکھ۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۵۷۶)، (امام نسائی السنن الکبریٰ، جلد ۵: حدیث ۸۱۴۸)،
(امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد ۵: حدیث ۴۹۶۹)،
(حافظ عماد الدین ابن کثیر البدایۃ والنہایۃ، جلد ۵: ص ۲۰۹)

تبصرہ: حدیث ۸۴-۹۴ تک تمام احادیث تقریباً صحیح ہیں، ان تمام احادیث میں لفظِ "مولا" اور اسکا دوسرا ہم معنی لفظ "ولی" استعمال ہوئے ہیں لفظِ مولا پر گزشتہ صفحات میں سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے اور یہاں پر صرف لفظِ "ولی" کی بابت چند سطور لکھنا ہے۔ لفظِ "ولی" کے معنی بھی وہی ہیں جو لفظِ "مولا" کے ہیں۔ یعنی "محبوب دوست" یا "محبوب و مخلص مددگار" قرآنِ پاک میں یہ لفظ زیادہ تر انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے: مثلاً: ﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓــُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝٢٥٧﴾[۱] (اہل ایمان کا مددگار دوست اللہ ہے جو انہیں تاریکیوں سے نکال کر نور میں لاتا ہے جبکہ کافرین کے دوست شیطان ہیں جو انہیں نور سے نکال کر تاریکیوں میں دھکیل دیتے ہیں، یہی جہنم ساتھی ہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسی میں رہیں گے)۔ اسی طرح سے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ٘ وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۝٤٥﴾[۲] (اور اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے بس اللہ کافی ہے محبوب دوست اور وہی اللہ کافی ہے مددگار)۔ اس دوسری آیت پر خصوصی توجہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے "دشمنوں" کا ذکر کیا اور پھر اپنے دوست ومددگار ہونے میں اپنی کفایت کا اعلان فرمایا۔ بالفاظِ دیگر ایک ہی آیت میں لفظِ "عدو" لایا اور اس کے بالمقابل جواباً لفظِ "ولی" لایا کیونکہ دشمن کا متضاد دوست ہی ہوتا ہے۔ اور یہی تضاد اصل معنی کو بالکل واضح کر دیتا ہے۔ آپ قرآنِ پاک کو اول سے لے کر آخر تک پڑھ لیں کہیں بھی لفظِ "مولا" یا لفظِ "ولی" اپنی کسی بھی حد میں "امام"، "حکمران" یا "خلیفہ بلافصل" کے معنی میں استعمال نہیں ہوا اور نہ ہی کسی حدیثِ صحیح میں ایسا واقع ہوا۔ یہاں یہ بھی واضح رہے کہ کبھی بھی کسی صحابی حتی کہ خود مولا علی علیہ السلام نے بھی ان دونوں لفظوں کو مذکورہ بالا معنی (امام و حکمران یا خلیفہ بلافصل) میں نہیں لیا اور نہ سمجھا۔ اسے یہ اچھوتے معانی پہنانا صرف اور صرف دجالہ کی فساد انگیز کاروائی ہے۔ لہٰذا ان احادیث سے کسی بھی قسم کی امامت و حکمرانی یا خلافتِ بلافصل کا کسی نہج سے بھی ثبوت نہیں ملتا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ ہر صحابی ولی و مولا تھا اس کا اعلان خود قرآنِ پاک فرما چکا ہے اسے آپ بحثِ "مولا" میں پڑھ چکے ہیں۔ مزید تسلی کے لیے عرض کر دیتا ہوں۔ ارشاد ہوتا ہے: ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا﴾[۳] (تمہارا دوست بلاشک وشبہ صرف اللہ، اُس کا رسول اور اہلِ ایمان

[۱] البقرة: ۲۵۷
[۲] النساء: ۴۵
[۳] المائدة: ۵۵

ہیں) اس آیت میں اللہ جل جلالہ' کی قدرتِ کاملہ کے مظہر سے بھی لطف اٹھائیے کہ لفظِ "ولی" واحد وارد ہوا جبکہ اتصالی مرکز وحدت سے پھیل کر کثرت میں سمٹ گیا۔ اس پر غور فرمائیے اور پھر لفظِ ولی سے لطف اٹھائیے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی مشاہدہ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عطائے بے پایاں سے تمام اہلِ ایمان بالخصوص صحابہ کی ولایت کا دائمی اعلان فرما دیا۔ اعلانِ ولایت کا ایک اور منظر بھی ملاحظہ فرمائیے: ﴿وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ﴾[1] (اور مؤمنین و مؤمنات ایک دوسرے کے دوست ہیں) یہاں پر مرد تو درکنار اہلِ ایمان عورتوں کی بھی ولایت کا اللہ پاک نے اعلان فرما دیا۔ اب حضرات دجالہ خود ہی غور کریں کہ ہم اہلِ ایمان اللہ و رسول ﷺ کی بات مانیں یا تمہاری افسانہ کاریوں پر کان دھریں۔ قارئین ذہن نشین فرمائیں کہ دجالہ ہمیشہ سے مذکورہ بالا الفاظ کو اپنے من پسند معانی پہنانے کے لیے مختلف قسم کی دسیسہ سازیاں کرتے آئے ہیں مگر انہیں ہمیشہ سے ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا، اور قیامت تک یہی منظر غالب رہے گا۔

یہاں پر مَیں سب دوستوں پر ایک بات واضح کر دوں کہ حضور مولائے کائنات علی علیہ السلام بمظہر سید المرسلین ﷺ شہنشاہِ ولایت اور سلطانِ سلاطینِ الاولیاء ہیں، وہ اپنی ہر شانِ ولایت میں بے چگوں، بے نظیر و بے مثال اور یکتا ہیں، بعطائے مصطفی وہ عطاکارِ بے پایاں اور معطائے مرتضیٰ علیہ السلام ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہم اہلِ ایمان آپ حضور علیہ السلام کو "مشکل کشا" کہہ کر پکارتے ہیں، یاد رہے ولی اور مولا کا یہی معنی ہے، یعنی مدد گار دوست، محبوب مدد گار، ایسا محبوبِ لاجواب، ایسا ناصرِ بے نظیر یعنی ایسا مشکل کشائے بے چگوں کہ جن کی بارگاہ میں ہر سوال کا جواب ہاں میں ہوتا ہے، کبھی کسی کو کسی تردد یا مایوسی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا، دامن پھیلنے سے پہلے ہی لامتناہی عطاؤں کی بہاریں مقدر بن جاتی ہیں، حیات کا تقاضا کرنے سے پہلے ہی حیات عطا ہو جاتی ہے اور پھر ایسی عطا کہ عطایافتہ حیّ بالحیّ قیوم بالقیوم ہو جاتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ ہمارے مفہومِ ولایت کے مطابق نہ کہ دجالہ کے۔

كَنْزُ الْبُرْهَانِ عَلٰى أَفْضَلِيَّةِ عَلِيٍّ فِي الْقُرْآنِ — 59

اِس آیتِ کریمہ اور احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ مولا علی علیہ السلام ہر مومن مرد و عورت اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے آقا ﷺ و مولا ہیں اور آقا ہمیشہ افضل و اعلیٰ ہوتا ہے۔ اِس آیت سے بھی مولا علی علیہ السلام کی افضلیت اور عظمت و رفعت ثابت ہوتی ہے۔

آیت نمبر 07

❖ وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ○

اور محفوظ رکھیں اِس کو یاد رکھنے والے کان۔

(سورۃ الحاقۃ: آیت ۱۲)

اِس آیتِ کریمہ کے ذیل میں امام جلال الدین سیوطی اور امام فخر الدین رازی روایات بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت مولا علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی۔

95 عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ علیہ السلام إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أُدْنِيَكَ وَلَا أُقْصِيَكَ وَأَنْ أُعَلِّمَكَ وَأَنْ تَعِيَ وَ حَقٌّ لَّكَ أَنْ تَعِيَ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا بے شک اللہ نے مجھے حکم دیا ہے (اے علیؑ) میں تجھ کو اپنے نزدیک رکھوں اور دُور نہ ہونے دوں اور میں تجھ کو علم سکھاؤں کیونکہ تم علم کو توجہ سے سُن کر محفوظ کر لیتے ہو۔

(امام جلال الدین سیوطی دُرِّ منثور جلد ۶ صفحہ ۲۵۹)

دوسری روایت میں ہے:

96 قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ علیہ السلام سَأَلْتُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَهَا أُذُنَكَ يَا عَلِيُّ علیہ السلام ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ فَمَا نَسِيْتُ شَيْئًا بَعْدَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ لِيْ أَنْ أَنْسِيَ۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علی علیہ السلام میں نے اللہ سے سوال کیا ہے (دُعا کی) وہ اِس (اُذن واعیہ) کو تیرا کان بنا دے۔ پھر مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پس اس کے بعد میں کوئی چیز بھی نہیں بھولا اور نہ ہی میرے لیئے ہے کہ میں کوئی چیز بھولوں۔

(امام فخر الدین رازی تفسیر الکبیر جلد ۳ صفحہ ۱۰۵)

صفحہ نمبر: ۵۹
حدیث نمبر: ۹۵
صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

حدیث نمبر: ۹۶
صحتِ حدیث: موضوع

[۱] التَّوْبَة: ۷۱

صفحہ نمبر: ٦٠

حدیث نمبر: ٩٧

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ٩٨

صحتِ حدیث: موضوع

97 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: يَاعَلِيُّ إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أُدْنِيَکَ وَأُعَلِّمَکَ لِتَعِيَ، وَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ﴾ فَأَنْتَ أُذُنٌ وَاعِيَةٌ لِعِلْمِي۔

"حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علی علیہ السلام: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو اپنے قریب رکھوں اور تم کو علم پڑھاؤں تاکہ تم اسکو محفوظ کرلو"

تو پھر یہ آیت نازل ہوئی (اور محفوظ رکھنے والے کان اسے یاد رکھیں۔ سورۃ الحاقۃ: آیت ١٢) پس تمہارے (حضرت علیؑ) ہی وہ کان ہیں جو میرے علم کو محفوظ رکھیں گے۔

(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد١: ص٦٧)،
(امام دیلمی مُسند الفردوس، جلد٥: حدیث٨٣٣٨)

98 عَنْ أَبِي مُرَّةَ الْأَسْلَمِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم لِعَلِيٍّ عليه السلام إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أُدْنِيَکَ وَلَا أُقْصِيَکَ، وَأَنْ أُعَلِّمَکَ وَأَنْ تَعِيَ، وَحَقٌّ لَکَ أَنْ تَعِيَ. قَالَ: فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ سورۃ الحاقہ: آیت١٢﴾

حضرت ابو مُرۃ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: بے شک مجھے (اللہ کی طرف سے) حکم دیا گیا ہے تم کو (علیؑ) اپنے قریب رکھوں اور خود سے دور نہ کروں، اور تم کو علم پڑھاؤں تاکہ تم اسکو محفوظ کرلو۔ اور اب تیرا حق ہے کہ تم اسکو محفوظ کرلو فرماتے ہیں کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی (اور محفوظ رکھنے والے کان اسے یاد رکھیں سورۃ الحاقہ: آیت ١٢)

(امام ابنِ اَبی حاتم تفسیر القرآن، جلد١٠، ص٣٣٧٠: حدیث ١٨٩٦٣)،
(حافظ عماد الدین ابنِ کثیر، تفسیر قرآن العظیم، جلد ٤: ص ٤١٤)،
(امام جلال الدین سیوطی، الدُر المنثور، جلد٨: ص٢٦٧)

99 عَنْ بُرَیْدَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَتَعِيَهَآ أُذُنٌ وَّاعِيَةٌ﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: سَأَلْتُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَهَا أُذُنَكَ يَا عَلِيُّ علیہ السلام۔

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (اور محفوظ رکھنے والے کان اسے یاد رکھیں۔ سور الحاقۃ) تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی علیہ السلام میں نے اللہ تعالی سے سوال (دعا) کیا ہے کہ وہ اس آیت کا مصداق تیرے کان بنا دے۔

(امام ثعلبی الکشف والبیان، جلد ١٠: ص ٢٨)، (امام فخر الدین رازی، تفسیر الکبیر، جلد ٣٠: ص ٩٤)، (امام قرطبی جامع لأحکام القرآن، جلد ١٨: ص ٢٦٤)

ثابت ہوا کہ مولا علی علیہ السلام منبر پر اسی لیئے اعلان فرمایا کرتے تھے آؤ جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو مجھ سے آقا ﷺ کے بعد کائنات میں علی المرتضیٰ علیہ السلام کی ذات ہی ایسی ہے جس نے یہ اعلان کیا ہو۔ کیوں نہ کرتے اِس لیئے آقا ﷺ علم کے شہر ہیں اور علی علیہ السلام اس کا دروازہ اسی لیئے ساری کائنات علم کی خیرات لینے کے لیئے مولا علی علیہ السلام کے در پر آئی تھی اور آتی رہے گی۔
اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن سے لے کر صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم تک سارے اپنے مسائل کے حل کیلئے جس آستانے پر حاضر ہوتے وہ میرے مولا علی علیہ السلام کا گھر ہوتا تھا۔

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ تو کہا کرتے تھے کہ اے علی علیہ السلام اگر آپؑ میری رہنمائی کے لیئے نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔ اور جس فیصلے میں مولا علی علیہ السلام نہ ہوتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔ یہ ہے میرے مولا علی علیہ السلام کا مقام و مرتبہ جو مولوی کی سمجھ میں نہیں آرہا۔

صفحہ نمبر: ٦١

حدیث نمبر: ٩٩

صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: مصنف کی کسی بھی بات سے کچھ بھی ثابت نہ ہوا، اور جھوٹ سے کچھ ثابت ہوا ہی نہیں کرتا، کذاب مصنف کو اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی۔ مولا علی علیہ السلام کا مقام و مرتبہ اتنا بلند و بالا ہے کہ انہیں، اپنی عظمت ثابت کرنے کے لیے کذابوں اور اُن کی کذب بیانیوں کی حاجت نہیں ہے۔ رہی بات کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ "علی نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا" تو عرض ہے کہ یہ بات ہی بے سند ہے اور روایات سے پتہ چلتا ہے کہ عین یہی بات آپ نے کئی صحابہ کے بارے میں کہی جیسے حضرت معاذ، حتی کہ ایک عورت کے بارے میں بھی آپ نے یہی جملہ بولا تھا۔ تاہم قارئین ذرا خود مشاہدہ فرمائیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفرتِ علم کے بابت صحابہ رضی اللہ عنہم کا کیا تصور تھا؟

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

﴿لَوْ وُضِعَ عِلْمُ عُمَرَ فِي كِفَّةِ مِيزَانٍ، وَوُضِعَ عِلْمُ النَّاسِ فِي كِفَّةٍ لَرَجَحَ عِلْمُ عُمَرَ﴾[1] (اگر عمر کے علم کو میزان کے ایک پلڑے میں اور دوسرے پلڑے میں تمام لوگوں کا علم رکھ دیا جائے تو علمِ عمر سب سے زیادہ بھاری ہو) یعنی علمِ علی کا پلڑا اپنے زیادہ وزن کی وجہ سے جھک جائے گا۔

امام طبرانی نے اسی حدیثِ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہوئے ایک مزید جملے کا اضافہ بھی بیان کیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ﴿إِنِّي لَأَحْسِبُ تِسْعَةَ أَعْشَارِ الْعِلْمِ ذَهَبَ يَوْمَ ذَهَبَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ﴾[2] (بیشک میرا یقین ہے کہ جس دن عمر دنیا سے رخصت ہو گئے ان کے ساتھ ہی دس میں سے نَو حصے علم بھی دنیا سے چلا گیا)

امام ابن سعد نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث جن الفاظ میں بیان کی ہے ذرا ان کو بھی ملاحظہ کر لیں۔ کبیر صحابی ابن مسعود فرماتے ہیں: ﴿لَوْ وُضِعَ عِلْمُ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فِيْ كِفَّةٍ وَعِلْمُ عُمَرَ فِيْ كِفَّةٍ لَرَجَحَ بِهِمْ عِلْمُ عُمَرَ! ...... قَالَ عَبْدُ اللهِ: كُنَّا لَنَحْسِبُ عُمَرَ قَدْ ذَهَبَ بِتِسْعَةِ أَعْشَارِ الْعِلْمِ.﴾[3] (اگر عرب کے تمام قبیلوں کا علم ایک پلڑے میں رکھ دیا جاتا اور دوسرے پلڑے میں عمر کا علم تو علمِ عمر ان سب پر بھاری ہوتا...... عبد اللہ نے فرمایا: عمر کی

---

[1] المستدرك: الحاكم، كتاب: معرفة الصحابة، من مناقب عمر رضی اللہ عنہ، رقم: ٤٤٩٧، تحقيق: مصطفىٰ عبدالقادر عطا، دارالكتب العلمية، بيروت. لبنان سنة ٢٠٠٢م [صحيح الإسناد]، اسی طرح سے امام طبرانی نے اسی حدیث کو اپنی صحیح اسناد کے ساتھ المعجم الكبير (رقم: ٨٨٠٨، ٨٨١٠) میں روایت کیا ہے۔

[2] المعجم الكبير: الطبراني، ١٨٠/٩، رقم: ٨٨٠٩، تحقيق: عبدالمجيد السلفي، مكتبة ابن تيمية، القاهرة سنة ١٩٨٣م

[3] الطبقات الكبرىٰ: ابن سعد، ٢٥٦/٢، تحقيق: عبد القادر عطا، دارالكتب العلمية، بيروت. لبنان سنة ١٩٩٧م [صحيح الإسناد]

بابت ہمیں حتمی یقین تھا کہ وہ علم کے دس میں سے نَو حصوں کو اپنے ساتھ ہی لے گئے ہیں)
میں نے بالجزم صرف حدیثِ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر توجہ مرکوز رکھی ہے کیونکہ بعض صحابہ کے نزدیک حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب لوگوں سے افضل ہیں اور پھر اس لیے بھی کہ لاعلم مصنف یاسین نے سب سے زیادہ علم کا ہی ڈھنڈورا پیٹا ہے اور وہ بھی حدیث کی ایسی ہی عظیم کتابوں سے ابن مسعود جیسے عظیم صحابہ کی زبانی۔ مگر اس فرق کے ساتھ کہ ہم نے صرف صحیح روایات نقل کی ہیں جبکہ مصنف نے ایسی کسی بات کا التزام نہیں کیا۔ تاہم ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مجموعی علم کی بابت بات کی ہے اور دیگر شعبہ جاتِ علم کو چھوڑ دیا کیونکہ مجموعی علم میں ہی سب کچھ آجاتا ہے، اور دوسرا اس لیے بھی کہ یہ بات میرے مقاصد سے خارج ہے۔ یہاں پر قارئین کی رہنمائی کے لیے اتنا سا بتلانا اس لیے ضروری تھا کہ دجال مصنف نے بغایت بے حیائی سے گوناگوں قصے کہانیوں کے بل پر علم کا جو سٹنٹ (Stunt) کھڑا کیا ہوا ہے قارئین اس سے باخبر رہیں کہ بات ایسے نہیں ہے جیسے دجالہ نے کی ہے بلکہ بہت ہی مختلف ہے۔ صحابہ عظام میں ایسے کمالِ علمی کے حامل نفوس موجود ہیں جس کا تصور دجالہ تو کیا کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ سید الانبیاء کے یہ نائبینِ کرام جانشینانِ عظام اپنی مثال آپ تھے یہ سب نفوسِ قدسیہ کیا تھے؟ کیسے تھے؟ اللہ و رسول ﷺ کو ہی علم ہے ان میں مقابلہ و مفاضلہ ہمارا کام ہے نہ ہماری اوقات۔ احباب سے ایک سوالیہ گزارش ہے کہ اگر آپ کسی بھی صحابی کو دیگر صحابہ سے افضل ثابت کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں (جو کہ آج تک کبھی نہ ہو سکا اور نہ کبھی ہو گا) تو بتایئے اس سے آپ کو حاصل کیا ہو گا؟ کیا اللہ نے آپ سے قبر میں اور قیامت کے دن پوچھنا ہے کہ "تم کس صحابی کو افضل قرار دیتے تھے اور کیوں دیتے تھے؟" ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر کوئی بدبخت صحابہ رضی اللہ عنہم کی برائی اور تنقیص کرتا رہتا ہے تو اس سے پوچھ گچھ ضرور ہو گی جس کا نتیجہ سوائے جہنم میں جھونکے جانے کی اور کچھ بھی نہیں ہو گا۔ اسی طرح سے کوئی شخص انکا ذکرِ خیر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ذاکر کو اجرِ خیر ضرور دے گا کیونکہ محبوبینِ الٰہی کا ذکر بھی اللہ ہی کا ذکر ہے اس لیے کہ آپ کسی بھی محبوبِ الٰہی کا ذکر بغیرِ ذکر اللہ کر ہی نہیں سکتے۔ لہٰذا تمام دوستوں سے درخواست ہے کہ افضلیت وغیرہ کے چکروں سے نکلیں اور اللہ و رسول ﷺ کو اپنی زندگی کا مرکز و محور بنائیں صرف وہی ہے جو سب کچھ ہے اور اس کے سوا اگر کوئی کچھ ہے تو صرف اسی کی بدولت۔ اس لیے آپ ان مقدس ہستیوں پر، جو کچھ بن گئے، بحث و تکرار چھوڑیے اور خود کچھ بننے کی کوشش کیجیے، صرف اسی میں فلاح ہے۔ لہٰذا سب کو مفید مشورہ بزبانِ ذوق دیتا ہوں کہ:

تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

اس کے ساتھ ساتھ اس فرمانِ الٰہی: ﴿تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَ لَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾[1] [یہ وہ گروہ ہے جو گزر چکا، اُن کے لیے ان کی کمائی اور تمہارے لیے تمہاری کمائی۔ اور ان کے کاموں کے بارے میں تم سے کوئی سوال نہ ہو گا] پر بھی خوب تدبر کریں۔ اور اگر کسی پر یہ ناگوار گزرے تو پھر اس آیت: ﴿لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾[2] [جس شخص نے اچھا کمایا اس کا فائدہ اسی کو ہے اور جس نے برائی کمائی اس کا نقصان اسی کو ہے] پر غور و فکر کرے، کیونکہ حتمی اصول یہی ہے کہ: ﴿كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ﴾[3] [ہر جان (شخص) اپنے عملوں میں گروی ہے]۔
لہٰذا آپ سب نیک دل دوست اس جاہل ملاں یاسین کے بیان کردہ مکذوبات و اباطیل سے متنبہ رہیں۔ پتہ نہیں یہ ملاں کس بات پر ناچ جا رہا ہے۔ نہ جانے اس کی فاسد فہم میں یہ بات کیوں نہیں اترتی کہ ہزاروں جھوٹ ایک سچ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ملاں یاسین صرف جھوٹ ہی نہیں بول رہا بلکہ اپنی ہر بات میں جھوٹوں کے انبار لگا رہا ہے۔ بالفاظِ دیگر اپنے دوسرے دجال ساتھیوں کی طرح اپنی ہر بات پر افسانہ نگاری کر رہا ہے۔ اس کے بڑے دعوے دیکھیں اور ان دعووں کے ثبوت میں اس کے جھوٹ کے پہاڑ دیکھیں تو آپ کو یقیناً اردو کا وہ محاورہ یاد آئے جائے گا جس میں ہے: کھودا پہاڑ نکلا چوہا، گویا جھوٹ کے پہاڑ کو کھودا تو اوپر نیچے سے صرف جھوٹ نکلا۔ قارئین ذہن نشین کر لیں کہ ملاں یاسین کوئی نیا دعوی کر رہا ہے نہ کوئی نیا ثبوتِ دعوی دے رہا ہے، صرف اور صرف شیعہ کی افسانہ نگاریاں اور قصے کہانیاں بیان کر رہا ہے مولوی یاسین جو بات بھی کر رہا وہ شیعہ کتب میں پڑی تعفن پھیلا رہی ہے اور اہلِ سنت نے ہمیشہ سے قرآن و سنت سے اپنے دلائل قاہرہ سے انہیں رد کر کے امت کو اس تعفن اور سڑاند سے بچایا ہے۔ دجال مصنف اسی سڑاند کو نئے سرے سے کرید کرید

[1] البقرۃ: ۱۴۱
[2] البقرۃ: ۲۸۶
[3] المدثر: ۳۸

ہوا دے رہا ہے اور بس۔ بہت ہی کم احادیثِ صحیحہ لاتا ہے اور جو لاتا ہے اس پر اپنے تعفن اور سڑاند کی تہیں جما دیتا ہے باقی سب بنامِ احادیث و آثار محض جھوٹے قصے کہانیاں اور افسانہ نگاریاں ہیں۔ اور دجالہ ہمیشہ سے یہی کرتے آئے ہیں اور اس سے آگے کبھی بڑھ نہیں سکتے کیونکہ آئینۂ حقیقت میں کبھی نہ جانکنے کی انھوں نے سوگند کھائی ہوئی ہے۔ نتیجتاً ان کی حالت بقول قرآن: ﴿صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَۙ۱۸﴾[1] [یہ بہرے گونگے اندھے ہو چکے ہیں سو کبھی حق کی طرف رجوع نہیں کریں گے] کی سے ہو گئی ہے لہذا ﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَ عَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ﴾[2] [اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگا دی جبکہ ان کی آنکھوں پر گھٹاٹوپ ہے] جس کے نتیجہ میں یہ ہزار کوشش بھی یہ لوگ صراطِ مستقیم پر نہیں آئیں گے۔ کیونکہ پھٹکار پڑ جائے تو شرم وحیاء دونوں غائب ہو جاتے ہیں اور جب شرم وحیاء کسی سے غائب ہو جائے تو ہاتھ سے ہاتھ نکل جاتا ہے اور پھٹکار زدہ ہر اَور سے محروم ہو جاتا ہے۔ حق فرمایا اللہ کے رسولِ حق نے: «إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ»[3] [تو جب بے حیاء ہو جائے تو پھر جو چاہے کرتا رہ] کہ جب کسی میں حیا نہ رہے تو وہ جو چاہے کرے۔ اس حدیث کا اطلاق مولوی یاسین جیسے دجالوں پر بدرجۂ اولیٰ ہوتا ہے۔

---

[۱] البقرة: ۱۸

[۲] البقرة: ۷

[۳] صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب: ۷۱، رقم: ۳۴۸۳، دار التأصيل، سنة ۲۰۱۲م

صفحہ نمبر: ۶۲

حدیث نمبر: ۱۰۰،۱۰۱

صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: کذاب مصنف نے تفسیر مظہری میں سے اقوال کو مسخ کر کے پیش کیا ہے اوپر والے دونوں آثار بالکل ہی موضوع اور باطل ہیں، یعنی ایک تو یہ ہیں باطل اور اوپر سے مصنف نے مظہری کی عبارت میں اپنے مرضی کے الفاظ چن کر انہیں مزید جھوٹ کا پلندہ بنا دیا۔

مظہری میں یہ الفاظ اس ترتیب میں واقع نہیں ہوئے دجال تمام معنوی پہلوؤں میں سے کاٹ کر ایک پہلو کو نکال لیا۔ اور افسوس یہ ہے کہ وہ آثار نکالے جن کی موضوعیت متفق علیہ ہے۔

آیت نمبر 08

❖ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ۝

تو کیا وہ شخص (انکار کرسکتا ہے) جس کے پاس روشن دلیل ہو اپنے رب کی طرف سے اور اُس کے پیچھے ایک سچا گواہ بھی آگیا ہو اللہ کی طرف سے۔

(سورۃ ھود: آیت ۱۷)

رسالتِ مصطفیٰ ﷺ کے گواہ علی المرتضیٰ علیہ السلام

اِس آیت کے ذیل میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی معروف تفسیر مظہری میں روایت بیان کرتے ہیں۔

100 مَنْ كَانَ بَيِّنَةٍ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَلشَّاهِدُ هُوَ عَلِيّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام

جس کے پاس روشن دلیل ہو اُس سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں اور گواہ سے مراد مولا علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

(قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری: جلد ۵ صفحہ ۷۴،۷۵)

101 قَالَ عَلِيّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كَلَامِ الْمُجِيْدِ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَأَنَا شَاهِدٌ۔

مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ رب العزت نے جو قرآنِ مجید میں فرمایا ہے شَاهِدٌ مِّنْهُ اس میں شاہد (گواہ) سے مراد میری ذات ہے۔

آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کا گواہ میں ہوں۔ سب سے پہلا مومن بھی میں ہوں سب سے پہلے آقا ﷺ کی رسالت کی تصدیق بھی میں نے کی ہے اور پہلا نمازی بھی میں ہوں، میں نے دوسروں سے سات سال پہلے نماز ادا کی ہے۔ پھر قاضی ثناء اللہ مزید فرماتے ہیں کہ:

صفحہ نمبر: ٦٣

حدیث نمبر: ١٠٢

صحتِ حدیث: قولِ حق

حدیث نمبر: ١٠٣، ١٠٤

صحتِ حدیث: ضعیف

102 إِنَّ عَلِيَّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام كَانَ قُطْبَ كَمَالَاتِ الْوَلَايَاتِ وَسَائِرِ الْأَوْلِيَآءِ حَتَّى الصَّحَابَةِ رضي الله عنهم أَتْبَاعٌ لَهُ فِيْ مُقَامِ الْوَلَايَةِ۔

بے شک علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کمالاتِ ولایت کے مرکزی نکتہ اور قطب تھے تمام اولیاء بلکہ تمام صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم بھی مقام ولایت میں آپ علیہ السلام کے تابع ہیں۔

(قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیرِ مظہری، جلد ۵ ص ٧٦)

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مولا علیؑ کی اطاعت و اتباع ساری اُمت پر واجب ہے۔ اس آیتِ کریمہ میں مولا علی علیہ السلام کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گواہ کہا ہے۔ اور سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۴۳ میں بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت کی بات کی گئی ہے اور یہ شرط لگائی گئی ہے کہ جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا گواہ ہے اُس کے پاس کتاب کا علم ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پوری کائنات میں سب سے زیادہ جس کے پاس علم ہے اُس شخصیت کا نام علی المرتضیٰ علیہ السلام ہے۔ یہاں ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ احادیثِ مبارکہ بیان کرتے ہیں جس سے یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی جس کو کتاب کا علم دیا گیا وہ سرکار علی المرتضیٰ علیہ السلام ہیں۔

103 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: إِذَا بَلَغَنَا شَيْءٌ تَكَلَّمَ بِهِ عَلِيٌّ عليه السلام مِّنْ فُتْيَا وَ قَضَاءٍ وَّثَبَتَ لَمْ تُجَاوِزْهُ مِنْ غَيْرِهِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہمارے پاس کوئی ایسی شئے پہنچے گی جسکے بارے میں مولا علی علیہ السلام نے فتویٰ دیا ہو اور فیصلہ کیا ہو اور وہ ثابت ہو جائے (فیصلہ مولا علی علیہ السلام نے فرمایا ہے) تو ہم پھر اس مسئلہ کو کسی اور کے پاس نہیں لے جائیں گے۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ حدیث ۹۸۰۳ طبع بیروت لبنان)

104 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: إِذَا حَدَّثَنَا ثِقَةٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام بِقِيْنَا لَا نَعْدُوْهَا۔

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی ثقہ (سچا) راوی (حدیث بیان کرنے والا) ہمارے سامنے علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے حدیث بیان (روایت) کرے گا تو ہم اُسی پر ٹھہر جائیں گے۔ اُسے آگے (یعنی کسی اور کے پاس) نہیں لے کر جائیں گے۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ حدیث ۹۸۰۴ طبع بیروت لبنان)

تبصرہ: برائے نمبر ١٠٢

یہ وہ بات ہے جو امام مظہری کی ذاتی رائے ہے اور اسے صرف اہل اللہ ہی بخوبی سمجھتے ہیں لیکن دجال مصنف اور اس کے حواریوں کی فہم و ادراک سے انتہائی بالا ہے۔ ورنہ اسے علم ہو جاتا ہے کہ امام مظہری کے اس ایک قول نے اس کے تمام دعووں اور ان کے ثبوت میں لائے گئے تمام بیہودہ قصے کہانیوں کو باطل کر دیا ہے اور وہ بنیادی نکتہ جس پر کتاب کا کُل مواد گھومتا ہے اسے مظہری کے اس ایک جملے نے بیہودہ قرار دے دیا ہے۔ ہم اس پر زیادہ گفتگو ہرگز نہیں کریں گے صرف قارئین کے سامنے امام مظہری کا وہی جملہ پورے کا پورا رکھتے ہیں۔ دجال یاسین نے اس جملے کے آخری حصہ کو حذف کر دیا تھا کیونکہ وہ اس کی ساری مذموم کوشش کو باطل کرتا تھا۔ اب ذرا پورا جملہ ملاحظہ فرمائیے اور پھر غور کیجیے۔ امام مظہری فرماتے ہیں:

وَ الْأَوْجَهُ عِنْدِيْ أَنْ يُقَالَ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ قُطْبُ كَمَالَاتِ الْوَلَايَةِ، وَ سَائِرُ الْأَوْلِيَاءِ حَتَّى الصَّحَابَةِ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَتْبَاعٌ لَهُ فِيْ مَقَامِ الْوَلَايَةِ، وَ أَفْضَلِيَّةُ الْخُلَفَاءِ الثَّلَاثَةِ بِوَجْهٍ آخَرَ[١]

(علی علیہ السلام کو شاہد سمجھنے کی وجوہات میرے نزدیک یہ ہیں کہ بیشک علی علیہ السلام کمالاتِ ولایت کے محور ہیں، اور تمام اولیائے کرام حتی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مقام ولایت میں انہیں کے تابع ہیں، جبکہ خلفائے ثلاثہ کی افضلیت ایک دوسرے پہلو سے ہے)

جملے کے آخری حصہ پر غور فرمائیے کہ کس طرح سے امام مظہری نے حضور مولا علی علیہ السلام پر خلفائے ثلاثہ کی افضلیت کا اثبات و اقرار کیا ہے۔ اب مزید دیکھیے: اسی جملے کے عین بعد امام مظہری حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی ایک نہایت پہلودار عبارت نقل کرتے ہیں جس میں واقع صرف ایک جملہ ملاحظہ فرمائیں اور پھر اس پر غور و فکر کر کے مطلب سمجھنے کی کوشش کریں: امام مظہری نقل فرماتے ہیں:

......، وَ يَتْلُوْهُ أَيْ يَتْبَعُهُ شَاهِدٌ مِنَ اللهِ عَلَى صِدْقِهِ وَ هُوَ عَلِيٌّ وَ مَنْ شَاكَلَهُ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ،......[٢]

(اور اس کے ساتھ متصل اللہ کی طرف سے اس سچائی پر ایک گواہ آتا ہے اور وہ علی علیہ السلام اور ان جیسے اولیاء اللہ ہیں)

قارئین صرف انہیں جملوں پر تدبر کریں تو امید ہے بات سمجھ آجائے گی اور یہ بھی علم ہو جائے گا

---

[١] تفسير المظهري: القاضي محمد ثناء الله العثماني الحنفي المظهري، ٣٨٣/٤، تحت الآية: ١٧ من سورة هود، تحقيق: أحمد عزوعناية، دار إحياء التراث العربي، بيروت. لبنان سنة ٢٠٠٤م

[٢] أيضاً: ٣٨٤/٤

کہ کس طرح سے یہ جملے دجال کے بنیادی نقطۂ نگاہ کا صوفیانہ استغراق کے ساتھ ردِّ بلیغ کرتے ہیں۔

105 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ إِنَّمَا هُوَ عَلِيٌّ علیہ السلام لَقَدْ كَانَ عَالِمًا بِالتَّفْسِيْرِ وَالتَّاوِيْلِ وَالنَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں آپؓ فرماتے ہیں کہ وہ (شخص) جس کے پاس کتاب (قرآن) کا علم ہے وہ صرف حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ یقیناً وہ (علیؑ) تفسیر و تاویل اور ناسخ و منسوخ کے (سب سے بڑے) عالم ہیں۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ا، ص: ۱۰۳)

106 عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا عَلِيٌّ أَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ۔

حضرت عطاء بن أبی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا تمام لوگوں میں علی المرتضیٰ علیہ السلام سُنت کے سب سے بڑے (سب سے زیادہ علم رکھنے والے) عالم ہیں۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ حدیث ۹۸۰۵ طبع بیروت لبنان)

107 وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ: أَمَا أَنَّهٗ (عَلِيٌّ) أَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ۔

ایک روایت میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا ہاں بے شک وہ (حضرت علیؑ) تمام لوگوں میں سُنت کے سب سے بڑے عالم ہیں (یعنی تمام لوگوں سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

(امام عبدالرؤف المناوی، ذخائر العقبیٰ، ص۸۷: دار لکتب مصر)

108 عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِيْ سُلَيْمَانَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَكَانَ فِيْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَعْلَمُ مِنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام؟ قَالَ: لَا وَاللهِ مَا أَعْلَمُهٗ۔

عبدالملک بن آبی سلیمان روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء بن آبی رباح رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے بڑا عالم (یعنی زیادہ علم رکھنے والا) ہے؟ تو اُنہوں (عطاء) نے جواب دیا اللہ کی قسم نہیں (علیؑ سے زیادہ علم والے) کو میں نہیں جانتا (اُن سے بڑا عالم میں نے نہیں دیکھا)

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵، حدیث ۹۸۱۱ بیروت لبنان)

صفحہ نمبر: ۶۴

حدیث نمبر: ۱۰۵

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۱۰۶

صحتِ حدیث: حسن

حدیث نمبر: ۱۰۷

صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۱۰۸

صحتِ حدیث: صحیح

كنز البرهان على أفضلية علي في القرآن 65

109 عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَىٰ سَبْعَةِ أَحْرُفٍ مَا مِنْهَا حَرْفٌ إِلاَّ لَهُ ظَهْرٌ وَّ بَطْنٌ وَّإِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام عِنْدَهُ عِلْمُ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ بے شک قرآن سات قراء توں (معانی) میں نازل ہوا ہے اسکے (قرآن) ہر ایک حرف کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اور بے شک علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے پاس اسکے (قرآن کے ہر ایک حرف) ہر ظاہر اور ہر باطن کا علم ہے۔

(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، جلد ا، ص ۶۵)

110 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ يَتَعَوَّذُ بِاللهِ مِنْ مُعْضَلَةٍ لَيْسَ لَهَا أَبُوْحَسَنٍ۔

حضرت سعید بن مُسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے ایسے مسئلہ میں جس میں ابو حسن علیہ السلام (مولا علیؑ کی کنیت) موجود نہ ہوتے۔

(امام احمد بن حنبل فضائلِ صحابہ، جلد ۲: حدیث ۱۱۰۰)، (امام ابنِ سعد طبقات الکبریٰ، جلد ۲: ص ۳۳۹)
(امام ہندی کنز العمال، جلد ۵: ص ۸۳۲)، (امام بیہقی شعب الایمان، جلد ۵: ص ۴۸۰)

111 وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَكَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ: لَوْلاَ عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ۔

ایک اور روایت میں حضرت سعید بن مُسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اگر علی علیہ السلام (مشکلات کے حل کیلئے) نہ ہوتے تو عمر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جاتا۔

(امام ابنِ عبد البر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۲، ۱۱۰۳)،
(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینہ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۶)

112 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَلِيٌّ علیہ السلام أَقْضَانَا۔

صفحہ نمبر: ۶۵
حدیث نمبر: ۱۰۹
صحتِ حدیث: حسن
حدیث نمبر: ۱۱۰
صحتِ حدیث: حسن
حدیث نمبر: ۱۱۱
صحتِ حدیث: بلاسند

تبصرہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس طرح کا قول بعض دیگر صحابہ کے بارے میں بھی موجود ہے، مثلاً ایک حاملہ کے بارے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے انہیں رجم کرنے سے منع فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ☆لَوْلَا مُعَاذٌ لَهَلَكَ عُمَرُ☆[1] (اگر معاذ نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا)، اسی طرح سے جہیز سے متعلق ایک حکم کی نشاندہی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک عورت کی بھی کماحقہ تعریف کی تھی۔ جہاں تک مولا علی علیہ السلام کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی بات ہے تو حقیقت یہ ہے کہ یہ غیر مستند قول ہے جسے زیادہ تر شیعہ نے اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے ہوا دی تھی۔ یا یہ قول اکثر گرامر کی کتابوں میں مذکور ہے۔ مصنف نے جو دو حوالے دیے ہیں ان میں سے صرف الاستیعاب میں یہ قول موجود ہے اور وہ بھی بلاسند۔ تاریخ دمشق میں یہ قول موجود نہیں ہے بلکہ اس میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے متعلق قول موجود ہے۔ پھر اہم بات یہ ہے کہ اس قول میں کوئی بھی ایسی بات نہیں ہے جو افضلیتِ علی کی دلیل بن سکے۔ گمراہ "ملاں" یاسین خواہ مخواہ پوری امت میں افتراق و انشقاق پیدا کرنے کے درپے ہے۔

صفحہ نمبر: ۶۵
حدیث نمبر: ۱۱۲
صحتِ حدیث: صحیح

تبصرہ: مصنف نے اس صحیح اثر کا پہلا حصہ تو quote کر دیا مگر اگلے حصہ کو حذف کر دیا یعنی: أُبَيٌّ أَقْرَؤُنَا (ابی بن کعب ہم سب میں سے بڑے قاری یعنی ماہر قراءت ہیں) اب قارئینِ کرام پورے قول کو پڑھ کر اندازہ لگائیں کہ حضرت عمر کیا بات کر رہے ہیں کسی افضلیت کی یا کسی تخصص (Speciality) کی۔ ہوشمند صاحبِ ایمان کے لیے یہی اشارہ کافی ہے۔

---

[1] السنن الكبرىٰ: البيهقي، ٥٨٤/١٥، رقم: ١٥٦٥٠، تحقيق: عبدالله بن عبد المحسن التركي، مركز هجر للبحوث، القاهرة. سنة ٢٠١١م

صفحہ نمبر: ۶۶
حدیث نمبر: ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶
صحتِ حدیث: صحیح

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام ہمارے ہاں سب سے بڑے قاضی (سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے) ہیں۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۵: حدیث ۲۱۱۲۲)، (امام ابنِ آبی شیبة المصنف، جلد ۶: حدیث ۳۰۱۲۹)
(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۵۳۲۸)، (امام نسائی السنن الکبریٰ، جلد ۶: حدیث ۱۰۹۹۵)
(امام ابو نعیم حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۶۵)

113 عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَقْضٰى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ تمام اہلِ مدینہ (مدینہ والوں) میں سب سے بڑے فیصلہ کرنے والے (قاضی) علی بن آبی طالب علیہ السلام ہیں۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینة ودمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۴)

114 عَنْ مُغِيْرَةَ قَالَ: لَيْسَ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَقْوٰى قَوْلاً فِي الْفَرَائِضِ مِنْ عَلِيٍّ عليه السلام۔

حضرت مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ فرائض (میراث) کے مسائل میں حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر کسی کا (اعلیٰ ومدلل) قول (فتویٰ) نہ ہوتا تھا۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینة ودمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۵)

115 عَنْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ سَلُوْنِي إِلَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت یحیٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی بھی یہ نہیں کہتا تھا سَلُوْنِی یعنی جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو مجھ سے۔

(امام احمد بن حنبل فضائل صحابہ، جلد ۲: حدیث ۱۰۹۸)، (امام ابنِ آبی شیبة المصنف، جلد ۵: حدیث ۲۶۴۲۰)
(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینة ودمشق، جلد ۴۲: ص ۳۹۹)

116 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ يَقُوْلُ: سَلُوْنِي إِلَّا عَلِيٌّ عليه السلام۔

حضرت سعید بن مُسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ایک صحابی رضی اللہ عنہ بھی حضرت علی علیہ السلام کے سوا یہ نہیں کہتا تھا سَلُوْنِي یعنی جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو مجھ سے۔

(امام ذہبی تاریخ الاسلام، جلد ۳، ص ۶۳۸)، (امام ابن حجر مکی الصواعق المحرقة، جلد ۲: ص ۳۷۱)،
(امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء جلد ۱: ص ۱۷۱)

117 عَنْ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ : قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَقْضَى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے کہ تمام مدینہ کے لوگوں میں سے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سب سے بہترین فیصلہ کرنے والے (قاضی) ہیں۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۶۵۶)، (امام ابن عساکر تاریخ مدينة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۴)
(امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء جلد ۱: ص ۱۷۱)، (امام ذہبی تاریخ الاسلام، جلد ۳، ص ۶۳۸)

118 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا كَانَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَقُوْلُ: سَلُوْنِي غَيْرَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت سعید بن مُسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ لوگوں میں سے کوئی ایک (شخص) بھی ایسا نہیں تھا، حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ جو یہ کہتا ہو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو مجھ سے (سَلُوْنِی کا دعویٰ علی علیہ السلام کے سوا کوئی نہ کرتا)

(امام ابن عبد البر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۳)، (امام یحیٰ بن معین التاریخ، جلد ۳: حدیث ۶۰۱)

119 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا كَأَنَ أَحَدٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَعْلَمَ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت سعید بن مُسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی شخص بھی عالم (یعنی سب سے زیادہ علم والا) نہ تھا۔

(علامہ حافظ الدولابی، الکنٰی والاَسماء، جلد ۲: حدیث ۱۰۹۶)

صفحہ نمبر: ۶۷
حدیث نمبر: ۱۱۷
صحتِ حدیث: صحیح
حدیث نمبر: ۱۱۸
صحتِ حدیث: حسن
حدیث نمبر: ۱۱۹
صحتِ حدیث: موضوع

120 عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَاللهِ لَقَدْ أُعْطِيَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام تِسْعَةَ أَعْشَارِ الْعِلْمِ. وَأَيْمُ اللهِ لَقَدْ شَارَكَكُمْ فِي الْعُشْرِ الْعَاشِرِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! تحقیق علی بن ابی طالب علیہ السلام کو علم کے نو(۹) حصے دیئے گئے ہیں اللہ کی قسم! تحقیق تم (سب) کو (علم کے) دسویں حصے میں شریک کیا گیا ہے۔

(امام ابن عبد البر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۴)

121 عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا علیہ السلام وَ هُوَ يَخْطُبُ، وَهُوَ يَقُوْلُ: سَلُوْنِي، وَاللهِ لَا تَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ يَكُوْنُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ بِهٖ۔

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی علیہ السلام کے پاس (بارگاہ) حاضر ہوا۔ اور وہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور وہ یہ فرما رہے تھے کہ مجھ سے جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو اللہ کی قسم تم قیامت تک کی جس چیز کے بارے میں بھی پوچھو گے میں تم کو اُسکے بارے میں ضرور بتاؤں گا۔

(امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری، جلد ۸: ص ۵۹۹)، (امام ابن عبد البر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۷)
(امام عبد الرزاق تفسیر القرآن، جلد ۳: ص ۲۴۱)

122 قَالَ عَلِيٌّ علیہ السلام وَأَشَارَ إِلٰى صَدْرِهٖ إِنَّ هَاهُنَا عُلُوْمًا جَمَّةً لَوْ وَجَدْتُ لَهَا حَمَلَةً۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: بے شک یہاں (سینہ میں) علوم کا خزانہ جمع ہے کاش اس (خزانہ) کو اُٹھانے والا کوئی پاؤں (تو یہ علم کا خزانہ اُسے عطا کروں)

(امام غزالی احیاء علوم الدین، جلد ۱: ص ۹۹)

123 عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: لَوْ شِئْتُ لَأَوْقَرْتُ سَبْعِيْنَ بَعِيْرًا مِنْ تَفْسِيْرِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ اگر میں (علیؑ) چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر کروں اور اس سے ستر اُونٹ لاد دُوں۔

صفحہ نمبر: ۶۸
حدیث نمبر: ۱۲۰
صحتِ حدیث: موضوع
حدیث نمبر: ۱۲۱
صحتِ حدیث: صحیح
حدیث نمبر: ۱۲۲
صحتِ حدیث: غیر صحیح
حدیث نمبر: ۱۲۳
صحتِ حدیث: بے سند مشہور

(امام جلال الدین سیوطی الاتقان فی علوم القرآن، جلد ۴: ص ۴۹۰)، (ملاں علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، جلد ۱: ص ۳۵۳)، (امام غزالی احیاء علوم الدین، جلد ۱: ص ۲۸۹)، (امام ابن الحاج الفاسی، المدخل، جلد ۲: ص ۳۰۶)

124 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ: أَلَا أَنَّ هَاهُنَا وَأَشَارَ إِلَى صَدْرِهِ لَعِلْمًا جَمًّا، لَوْ أَصَبْتُ لَهُ حَمَلَةً۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے ایک طویل روایت میں اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، بے شک یہاں (سینہ میں علوم کا خزانہ جمع ہے۔ اگر میں اس خزانے (علم) کو اُٹھانے والے کو پاؤں تو (یہ علم کا خزانہ اُسے عطا کر دُوں)

(امام ابن عساکر تاریخ مدینة ودمشق، جلد ۵۰: ص ۲۵۲)، (خطیب بغدادی تاریخ بغداد، جلد ۶: ص ۳۷۹)، (علامہ یعقوبی التاریخ، جلد ۲: ص ۲۰۶)

125 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: كُنَّا إِذَا أَتَانَا الثَّبْتُ عَنْ عَلِيٍّ لَمْ نَعْدِلُ بِهِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم کو کسی چیز کا ثبوت حضرت علی علیہ السلام سے مل جاتا تو پھر ہم کسی سے رجوع نہیں کرتے تھے۔

(امام ابن عبد البر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۴)

126 عَنْ قَيْسِ بْنِ السَّكَنِ رضي الله عنه فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ عَلَى مِنْبَرِهِ: سَلُوْنِي، فَإِنَّكُمْ لَا تَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ وَلَا عَنْ فِئَةٍ تَهْدِي مِائَةً وَتُضِلُّ مِائَةً إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ۔

حضرت قیس بن السکن رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: مجھ سے سوال کرو تم مجھ سے اپنے اس زمانہ سے لے کر قیامت تک کی جس چیز کے بارے میں پوچھو گے میں تم کو اُسکے بارے میں آگاہ کروں گا اور اگر تم مجھ سے اُس فتنہ کے بارے میں پوچھو گے جو سینکڑوں لوگوں کو ہدایت پر لائے گا اور جو سینکڑوں لوگوں کو گمراہ کرے گا میں تم کو اُسکے بارے میں بھی بتادُوں گا۔ (امام ابن ابی شیبۃ المصنف، جلد ۷: حدیث ۳۴۷۷۳)، (امام ابو نعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۴: ص ۱۸۶)

صفحہ نمبر: ۶۹
حدیث نمبر: ۱۲۴
صحتِ حدیث: ضعیف
حدیث نمبر: ۱۲۵
صحتِ حدیث: حسن
حدیث نمبر: ۱۲۶
صحتِ حدیث: صحیح

127 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ: لَوْ طُوِيَتْ لِي وِسَادَةٌ لَحَكَمْتُ بَيْنَ أَهْلِ التَّوْرَاةِ بِتَوْرَاتِهِمْ وَبَيْنَ أَهْلِ الْإِنْجِيلِ بِإِنْجِيلِهِمْ ، وَلَقُلْتُ فِي الْبَاءِ مِنْ بِسْمِ اللهِ وِقْرَ سَبْعِينَ جَمَلًا۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ فرماتے ہیں اگر میرے لئے مسند لگائی جائے تو میں تورات والوں (یہود) کے درمیان تورات کے مطابق فیصلہ کروں گا اور انجیل والوں (عیسائیوں) کے درمیان انجیل کے مطابق فیصلہ کروں گا اور میں بسم اللہ کی صرف "با" کی تفسیر میں وہ کچھ کہوں (لکھوں) جس سے ستر اُونٹ لادے جائیں۔

(امام زرقانی شرح الزرقانی فی المواھب الدنیة، جلد۱: ص۳۹)

128 عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: سَلُونِي عَنْ كِتَابِ اللهِ ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ آيَةٍ إِلَّا وَقَدْ عَرَفْتُ بِلَيْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِنَهَارٍ فِي سَهْلٍ أَمْ فِي جَبَلٍ۔

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مجھ سے اللہ کی کتاب (قرآن) کے بارے میں جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو۔ بے شک اُس میں (قرآن) کی کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں جس کا مجھے علم (معرفت) نہ ہو کہ وہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو، میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ (غار) میں۔

(امام ابن عساکر تاریخ مدینة ودمشق جلد ۴۲: ص۳۹۸)، (امام ابن سعد طبقات الکبریٰ، جلد۲: ص۳۳۸)
(امام ابن عبدالبر جامع بیان العلم وفضلہ، جلد۱: ص۱۱۴)

129 عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: سَلُونِي قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُونِي ، سَلُونِي عَنْ طُرُقِ السَّمَاءِ ، فَإِنِّي أَعْرَفُ بِهَا مِنْ طُرُقِ الْأَرْضِ۔

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مجھ سے پوچھو (یعنی سوال کرو) اس سے پہلے کہ تم مجھ کو اپنے درمیان نہ پاؤ۔ مجھ سے آسمان کے راستوں کے بارے میں پوچھو بے شک میں اُنہیں زمین کے راستوں سے بڑھ کر جانتا ہوں۔

(امام ذھبی المنتقی من منھاج الاعتدال، جلد۱: ص۳۴۲)

صفحہ نمبر: ۷۰
حدیث نمبر: ۱۲۷
صحتِ حدیث: موضوع
حدیث نمبر: ۱۲۸
صحتِ حدیث: صحیح
حدیث نمبر: ۱۲۹
صحتِ حدیث: موضوع

130 عَنْ ضِرَارُ بْنُ ضَمْرَةَ الْكِنَانِيُّ رضی اللہ عنہ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: إِنَّ عَلِيًّا كَانَ وَاللهِ بَعِيْدَ الْمَدٰى، شَدِيْدَ الْقُوٰى، يَقُوْلُ فَصْلًا وَيَحْكُمُ عَدْلًا، يَتَفَجَّرُ الْعِلْمُ مِنْ جَوَانِبِهِ، وَتَنْطِقُ الْحِكْمَةُ مِنْ نَوَاحِيْهِ۔

حضرت ضرار بن ضمرہ کنانی رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم، بے شک حضرت علی علیہ السلام دور اندیش، بہت زیادہ قوت (طاقت) والے، قولِ فیصل والے، اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے والے تھے۔ اُن کے پہلوؤں سے علم پھوٹتا تھا اور اُنکے جوانب (اطراف) سے حکمت بولتی تھی۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ ودمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۵)،
(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۸۴)

131 عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَكَانَ فِي أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَحَدٌ أَعْلَمَ مِنْ عَلِيٍّ علیہ السلام؟ قَالَ: لَا وَاللهِ مَا أَعْلَمُهُ۔

عبدالملک بن ابی سُلیمان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم میں کوئی حضرت علی علیہ السلام سے بڑھ کر بھی علم والا تھا؟ انہوں (عطاء) نے فرمایا نہیں اللہ کی قسم میں ایسے کسی صحابی کو نہیں جانتا (جو حضرت علیؑ سے بڑھ کر علم رکھتا ہو)۔

(امام ابن أبی شیبۃ المصنف، جلد ۶، حدیث ۳۲۱۰۹)، (امام محب طبری ذخائر العقبیٰ، جلد ۱: ص ۷۸)،
(امام ابن عبدالبر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۴)

132 عَنْ نَصِيْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْأَحْمَسِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: وَاللهِ مَا نَزَلَتْ آيَةٌ إِلَّا وَقَدْ عَلِمْتُ فِيْمَا نَزَلَتْ وَأَيْنَ نَزَلَتْ وَعَلٰى مَنْ نَزَلَتْ، إِنَّ رَبِّيْ وَهَبَ لِيْ قَلْبًا عَقُوْلًا وَلِسَانًا طَلْقًا۔

صفحہ نمبر: ۷۱
حدیث نمبر: ۱۳۰
صحتِ حدیث: ضعیف جدا
حدیث نمبر: ۱۳۱
صحتِ حدیث: صحیح
حدیث نمبر: ۱۳۲
صحتِ حدیث: حسن

حضرت نصیر بن سلیمان الاحمسی اپنے والد سے اور وہ مولا علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مولا علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم میں (قرآن کی) ہر آیت کا علم رکھتا ہوں کہ وہ (آیت) کس کے بارے میں نازل ہوئی، اور کہاں نازل ہوئی، اور کس موقع پر نازل ہوئی۔ بے شک میرے ربّ نے مجھے فہم و فراست والا دل اور فصاحت و بلاغت والی زبان عطا کی ہے۔

(امام ابن سعد طبقات الکبریٰ، جلد ۲: ص۳۳۸)، (امام ابو نعیم حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۶۸)

133 عَنْ جَخْدَبِ التَّيْمِيِّ قَالَ. سَمِعْتُ عَطَاءً. قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا عَلِيٌّ أَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ۔

حضرت جخدب التیمی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے سنا کہ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: علی علیہ السلام تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سنتِ (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا علم رکھنے والے ہیں۔

(امام بخاری التاریخ الکبیر، جلد ۲، حدیث ۲۳۷۷، جلد ۳: حدیث ۷۶۷)،
(امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۸)

134 عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام أَرْسَلَهُ إِلَى زَيْدِ بْنِ صُوْحَانَ. فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنِّي مَا عَلِمْتُكَ لَبِذَاتِ اللهِ عَلَيْمٌ، وَ إِنَّ اللهَ لَفِي صَدْرِكَ عَظِيْمٌ۔

حضرت شعبی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اُنکو زید بن صوحان کی طرف روانہ کیا تو اُنہوں (عبداللہ بن عباسؓ) نے کہا اے امیر المومنین (مولا علیؑ) بے شک میں آپؑ کو اللہ کی ذات کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا جانتا ہوں اور بے شک اللہ تعالیٰ (کی حقیقت و معرفت) آپ کے سینہ مبارک میں سب سے زیادہ ہے۔

(امام ابو نعیم حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۷۲)

صفحہ نمبر: ۷۲
حدیث نمبر: ۱۳۳
صحتِ حدیث: حسن
حدیث نمبر: ۱۳۴
صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

135 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَأَقْضٰى أُمَّتِي عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری اُمت کے سب سے بڑے قاضی (قرآن و حدیث سے فیصلہ کرنے والے) علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

(امام طبرانی المعجم الصغیر، جلد ۱: حدیث ۵۵۶)، (امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۱۱۲)

136 عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَعْلَمُ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میری ساری اُمت میں میرے بعد سب سے بڑا عالم (علم والا) علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے۔

(امام دیلمی مُسند الفردوس، جلد ۱: حدیث ۱۴۹۱)، (امام ہندی کنز العمال، جلد ۱۱: حدیث ۳۲۹۷۷)

137 عَنْ هُبَيْرَةَ قَالَ: خَطَبَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ علیہ السلام فَقَالَ: لَقَدْ فَارَقَكُمْ رَجُلٌ بِالْأَمْسِ لَمْ يَسْبِقْهُ الْأَوَّلُوْنَ بِعِلْمٍ، وَلَا يُدْرِكُهُ الْآخِرُوْنَ، كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَبْعَثُهُ بِالرَّايَةِ، جِبْرِيْلُ عَنْ يَمِيْنِهِ، وَ مِيْكَائِيْلُ عَنْ شِمَالِهِ لَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يُفْتَحَ لَهُ۔

حضرت ھُبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ امام حسن بن علی علیہ السلام نے ہم کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا! تحقیق گذشتہ کل تم سے وہ شخص (مولا علیؑ) جُدا ہو گیا ہے جن سے نہ تو پہلے لوگ (علم میں سبقت حاصل کر سکے اور نہ ہی بعد میں آنے والے اُنکے علمی مقام کو پا سکیں گے (اس کا ادراک نہ کر سکیں گے) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو اپنا جھنڈا دے کر (جنگ پر) بھیجتے تھے تو جبریل علیہ السلام اُنکی دائیں اور میکائیل اُنکی بائیں طرف ہوتے تھے وہ (مولا علیؑ) فتح حاصل کرنے تک واپس نہیں پلٹتے تھے۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۱، حدیث ۱۷۱۹)، (امام طبرانی المعجم الاوسط، جلد ۲: حدیث ۲۱۵۵)

صفحہ نمبر: ۷۳
حدیث نمبر: ۱۳۵
صحتِ حدیث: ضعیف جدا
حدیث نمبر: ۱۳۶
صحتِ حدیث: موضوع
حدیث نمبر: ۱۳۷
صحتِ حدیث: صحیح

138 سُئِلَ الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ الْبَصْرِيُّ رضي الله عنه عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام فَقَالَ: كَانَ عَلِيٌّ وَاللّٰهِ سَهْمًا صَائِبًا مِنْ مَرَامِي اللّٰهِ عَلٰى عَدُوِّهٖ، وَرَبَّانِيُّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَذَا فَضْلِهَا وَذَا سَابِقَتِهَا، وَذَا قَرَابَتِهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم لَمْ يَكُنْ بِالنَّوْمَةِ عَنْ أَمْرِ اللّٰهِ وَلَا بِالْمَلُوْمَةِ فِي دِيْنِ اللّٰهِ وَلَا بِالسَّرُوْقَةِ لِمَالِ اللّٰهِ، أَعْطَى الْقُرْآنَ عَزَائِمَهٗ فَفَازَ مِنْهُ بِرِيَاضٍ مُوْنِقَةٍ۔

حضرت حسن بن ابوالحسن البصری رضی اللہ عنہ سے حضرت علی بن ابی طالبؑ کے بارے میں سوال کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم حضرت علی علیہ السلام اللہ کے دشمنوں پر اللہ کے پھینکے ہوئے تیروں میں سے ایک (تیر) تھے اور وہ (علیؑ) اِس اُمت کے عالمِ ربانی اور صاحبِ افضلیت اور سبقت لے جانے والے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ قرابت والے، اور (علیؑ) اللہ کے امر (حکم) سے غافل نہ تھے اور نہ ہی اللہ کے دین (اسلام) میں ملامت زدوں میں سے تھے، اور نہ ہی اللہ کے مال کو چُرانے والوں میں سے تھے، اُنہوں (علیؑ) نے قرآن کو اپنے عزائم (ارادے) سونپ دیئے اور اُس میں سے رونق والے باغات کے ساتھ سُرخرو (کامیاب) ہوئے۔

(امام ابنِ عبدالبر، الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۱۰)

139 عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي الطُّفَيْلِ رضي الله عنه قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام وَهُوَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُوْلُ: سَلُوْنِي، فَوَاللّٰهِ، لَا تَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ يَكُوْنُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهٖ، وَسَلُوْنِي عَنْ كِتَابِ اللّٰهِ، فَوَاللّٰهِ مَا مِنْهُ آيَةٌ إِلَّا وَأَنَا أَعْلَمُ بِلَيْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِنَهَارٍ أَمْ بِسَهْلٍ أَمْ بِجَبَلٍ، فَقَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ، وَأَنَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ عَلِيٍّ عليه السلام وَهُوَ خَلْفِي، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ الْبَيْتَ الْمَعْمُوْرَ، مَا هُوَ؟ قَالَ: ذَاكَ الضُّرَاحُ فَوْقَ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ تَحْتَ الْعَرْشِ، يَدْخُلُهٗ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

صفحہ نمبر: ۷۴
حدیث نمبر: ۱۳۸
صحتِ حدیث: ضعیف،لکن الأثر هو الألطف
حدیث نمبر: ۱۳۹
صحتِ حدیث: صحیح

صفحہ نمبر: ۷۵
حدیث نمبر: ۱۴۰
صحتِ حدیث: موضوع
حدیث نمبر: ۱۴۱
صحتِ حدیث: حسن

حضرت وھب بن عبداللہ بن ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے دیکھا وہ فرمارہے تھے مجھ سے سوال کرو اللہ کی قسم قیامت تک جس چیز کے بارے میں تم کوئی سوال کروگے میں تم کو اُسکے بارے میں بتادوں گا۔ اور مجھ سے اللہ کی کتاب (قرآن) کے بارے میں سوال کرو اللہ کی قسم کوئی ایک آیت ایسی نہیں جس کا مجھے علم نہ ہو وہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو، میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر، ابن الکواء کھڑے ہوئے، راوی کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؑ اور اُنکے درمیان بیٹھا تھا اور وہ میرے پیچھے تھے، ابن الکواء نے پوچھا کیا آپؑ بیت المعمور کے بارے میں جانتے ہیں؟ مولا علی علیہ السلام نے فرمایا وہ ایک سوراخ ہے۔ جو سات آسمانوں کے اُوپر اور عرش کے نیچے ہے اُس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں مگر وہ قیامت تک دوبارہ واپس نہیں آسکیں گے۔

(امام محمد بن عبداللہ آزرقی، اخبار مکۃ، جلد ۱: ص ۵۰)

140 عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه مَرْفُوعًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم عَلِيٌّ بَابُ عِلْمِي وَ مُبَيِّنٌ لِأُمَّتِي، مَا أُرْسِلْتُ بِهِ مِنْ بَعْدِي، حُبُّهُ إِيْمَانٌ وَ بُغْضُهُ نِفَاقٌ، وَالنَّظَرُ إِلَيْهِ رَأْفَةٌ، وَ مَوَدَّتُهُ عِبَادَةٌ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی علیہ السلام میرے علم کا دروازہ ہے اور جو (دین) دے کر مجھے بھیجا گیا ہے، میرے بعد میری اُمت کیلئے اُسکی (دین) وضاحت کرنے والا ہے۔ اُس (علیؑ) کی محبت ایمان ہے اور اُس (علیؑ) کا بُغض نفاق ہے اور اس (علیؑ) کی طرف دیکھنا بھی باعثِ آرام و سکون ہے اور اس (علیؑ) کی مودّت عبادت ہے۔

(امام ہندی کنزالعمال، جلد ۱۱: حدیث ۳۲۹۸۱)، (امام دیلمی مُسند الفردوس، جلد ۳: حدیث ۴۱۸۱)

(امام ابنِ حجر مکی الصواعقِ المحرقۃ، ، جلد ۲: ص ۳۵۸ بیروت، لبنان)

141 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم أَنَا دَارُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں علم کا گھر ہوں اور علی علیہ السلام اُس کا دروازہ ہے۔

(امام محب الدین طبری، ذخائر العقبیٰ و مناقب ذوي القربیٰ، جلد ۱: ص ۷۷)

142 عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ النَّخَعِيِّ قَالَ: لَمَّا بُويِعَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ وَهُوَ وَاقِفٌ بَيْنَ يَدَيِ الْمِنْبَرِ ـ إِذَا نَحْنُ بَايَعْنَا عَلِيًّا فَحَسْبُنَا. أَبُو حَسَنٍ مِمَّا يُخَافُ مِنَ الْفِتَنِ، وَجَدْنَاهُ أَوْلَى النَّاسِ بِالنَّاسِ أَنَّهُ، أَطَبُّ قُرَيْشٍ بِالْكِتَابِ وَبِالسُّنَنِ، وَإِنَّ قُرَيْشًا مَا تَشُقُّ غُبَارَهُ. إِذَا مَا جَرَى يَوْمًا عَلَى الضُّمَّرِ الْبَدَنِ، وَفِيهِ الَّذِي فِيهِمْ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ. وَمَا فِيهِمْ كُلُّ الَّذِي فِيهِ مِنْ حَسَنٍ۔

حضرت ابو اسحاق، حضرت اسود بن یزید النخعی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر بیعت کی گئی تو حضرت خزیمہ بن ثابتؓ نے منبر کے سامنے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھ کر سنائے۔

جب ہم نے مولا علی علیہ السلام کی بیعت کی تو ہم نے یقین کیا کہ ابو الحسن علیہ السلام (مولا علیؑ) اُن افراد میں سے ہیں جن سے فتنے خوف کھاتے ہیں۔

ہم نے اُن کو (حضرت علیؑ) تمام لوگوں سے بڑھ کر لوگوں کے قریب پایا بے شک وہ (مولا علیؑ) قریش میں سے سب سے بڑھ کر کتاب وسنت کے عالم تھے۔

بے شک قریش اُن کی (مولا علیؑ) راہ کی دھول تک بھی نہیں پہنچ سکتے جب وہ کسی روز طاقت والے گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں، ان (مولا علیؑ) میں ہر طرح کی خیر (بھلائی) موجود ہے۔ جبکہ باقی تمام قریش میں وہ خوبیاں (صفات) نہیں پائی جاتیں جو ان (مولا علیؑ) میں پائی جاتی ہیں۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۵۹۵)

143 عَنْ بَسَّامِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الصَّيْرَفِيِّ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: رَأَيْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ. فَقَالَ: سَلُونِي قَبْلَ أَنْ لَا تَسْأَلُونِي، وَلَنْ تَسْأَلُوا بَعْدِي مِثْلِي، قَالَ: فَقَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ فَقَالَ: يَا

صفحہ نمبر: ۷۶
حدیث نمبر: ۱۴۲
صحتِ حدیث: ضعیف
حدیث نمبر: ۱۴۳
صحتِ حدیث: صحیح

صفحہ نمبر: ۷۷
حدیث نمبر: ۱۴۴
صحتِ حدیث: حسن

أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، مَا ﴿وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝﴾ قَالَ: الرِّيَاحُ، قَالَ: فَمَا ﴿فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝﴾ قَالَ: السَّحَابُ، قَالَ: فَمَا ﴿فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝﴾ قَالَ: السُّفُنُ، قَالَ: فَمَا ﴿فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝﴾ قَالَ: الْمَلَائِكَةُ، قَالَ: فَمَنْ ﴿الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۭ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝﴾ قَالَ مُنَافِقُوْا قُرَيْشٍ۔

حضرت بسام بن عبدالرحمن الصیرفی حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں میں نے دیکھا امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام منبر پر کھڑے ارشاد فرمارہے تھے مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ تم مجھ سے سوال نہ کر سکو اور نہ ہی میری مثل میرے بعد سوال کر سکو گے وہ (راوی) کہتے ہیں پس اس پر ابن الکواء کھڑے ہوئے اور کہا۔ اے امیر المومنین علیہ السلام:

(قسم ہے اڑا کر بکھیر نے والیوں کی سورۃ الذاریات: ۱) اس سے کیا مراد ہے؟

آپ (مولا علیؑ) نے فرمایا **"ہوائیں"** پھر پوچھا (بوجھ اُٹھانے والیاں سورۃ الذاریات: ۲)" سے کیا مراد ہے۔ فرمایا (مولا علیؑ) **" بادل"** اور پھر پوچھا" آہستہ آہستہ چلنے والیاں (سورۃ الذاریات: ۳)" سے کیا مراد ہے؟ آپ (مولا علیؑ) نے جواب دیا **"کشتیاں"** پھر پوچھا (اور کام تقسیم کرنے والے سورۃ الذاریات: ۴) سے کیا مراد ہے؟ جواب فرمایا **"فرشتے"** پھر پوچھا (وہ لوگ جنھوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا اور اُنھوں نے اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اُتار دیا، وہ دوزخ ہے جس میں ڈالیں جائیں گے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔ (سورۃ ابراہیم: ۲۸ تا ۲۹)، اس سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ (مولا علیؑ) نے جواب دیا اس سے قریش کے منافقین مراد ہیں۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۲: حدیث ۳۷۳۶)، (امام طبری جامع البیان فی تفسیر القرآن، جلد ۱۳: ص ۲۲۱)

144 عَنْ أَبُوْعَبْدِالرَّحْمٰنِ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي بِخَطِّ يَدِهٖ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ: أَوَمَا تَرْضَيْنَ أَنِّي زَوَّجْتُكِ أَقْدَمَ أُمَّتِي سِلْمًا، وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا، وَأَعْظَمَهُمْ حِلْمًا۔

صفحہ نمبر: ۷۸

حدیث نمبر: ۱۴۵

صحتِ حدیث: ضعیف

حدیث نمبر: ۱۴۶

صحتِ حدیث: ضعیف جدا

حضرت ابو عبدالرحمٰن ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کی کتاب میں اُنکے ہاتھ سے لکھی ہوئی یہ حدیث پائی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ بتول زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا: کیا تم (فاطمہ سلام اللہ علیہا) اس پر راضی نہیں ہو کہ میں نے تیری شادی (نکاح) اُس شخص (مولا علیؑ) سے کی ہے جو میری ساری اُمت میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے اور اُن (اُمت) میں سب سے زیادہ علم والا ہے، اور اُن سب سے بڑا حلم (نرم مزاج) والا ہے۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد۵: حدیث ۲۰۳۲۲)، (امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد ۲۰ حدیث ۵۳۸)، (امام ہیثمی مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، جلد۹: ص ۱۰۱)

145 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: زَوَّجْتُكِ يَابُنَيَّةُ، أَعْظَمَهُمْ حِلْمًا، وَ أَقْدَمَهُمْ سِلْمًا وَ أَكْثَرَهُمْ عِلْمًا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے میری بیٹی (فاطمہ سلام اللہ علیہا) میں نے تیری شادی اُس شخص (حضرت علیؑ) سے کی ہے جو سب سے بڑا حلم (نرم مزاج) والا ہے سب سے پہلے قبولِ اسلام (اعلان) کرنے والا ہے اور سب سے زیادہ اُن میں (ساری اُمت) سے علم والا ہے۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۱۳۲)

146 عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ علیہا السلام أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: زَوَّجْتُكِ أَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ، وَأَقْدَمَهُمْ سِلْمًا، وَأَفْضَلَهُمْ حِلْمًا۔

حضرت مسروق اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ مجھ سے حضرت فاطمة الزہراء علیہا السلام نے یہ حدیث بیان کی کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اُن (فاطمہ بتول علیہا السلام) سے ارشاد فرمایا: (اے بیٹی) میں نے تیری شادی اُس شخص (مولا علیؑ) سے کی جو تمام ایمان والوں میں سب سے زیادہ علم والا ہے۔ اور اُن میں (ایمان والوں) سے سب سے پہلے اسلام لانے (اعلانِ اسلام) والا ہے اور حلم (نرم مزاج) میں اُن (ایمان والوں) سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۱۳۲)

147 عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِفَاطِمَةَ علیہا السلام زَوَّجْتُكِ أَقْدَمَهُمْ سِلْمًا، وَأَعْظَمَهُمْ حِلْمًا، وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا۔

حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا سے ارشاد فرمایا (اے بیٹی) میں نے تیری شادی اُس شخص (حضرت علیؑ) سے کی ہے جو میری اُمت میں سب سے پہلے قبولِ اسلام (اعلان) کرنے والا ہے اور اُن (میری اُمت) میں سب سے بڑا حلم (نرم مزاج) والا ہے اور اُن (میری اُمت) میں سب سے زیادہ علم والا ہے۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۱۳۳)

148 عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لِفَاطِمَةَ علیہا السلام: أَمَا تَرْضَيْنَ أَنِّي زَوَّجْتُكِ أَقْدَمَهُمْ سِلْمًا، وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا، وَأَفْضَلَهُمْ حِلْمًا، وَاللهِ إِنَّ ابْنَيْكِ لَمِنْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد (حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا سے ارشاد فرمایا (اے بیٹی) کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میں نے تیری شادی اُس شخص (حضرت علیؑ) سے کی ہے جو (میری ساری اُمت میں) سب سے پہلے اسلام (اعلانِ اسلام) لانے والا ہے۔ اور اُن میں (ساری اُمت میں) سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اللہ کی قسم: بے شک تیرے بیٹے (حسنؑ و حسینؑ) جنت کے نوجوانوں میں سے ہیں۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق جلد ۴۲: ص ۱۳۲)

149 عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْحَنَفِيِّ عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْحَسَنِ، لَقَدْ شَرِبْتَ الْعِلْمَ شُرْبًا، وَنَهِلْتَهُ نَهْلًا۔

حضرت ابو صالح حنفی حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوالحسن علیہ السلام (مولا علیؑ کی کنیت) تم کو علم مبارک ہو، تحقیق تم علم سے خوب سیراب ہوئے ہو اور تم نے (چشمۂ علم) سے خوب جی بھر کر پیا ہے۔

(امام ابونُعیم حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۶۵)

صفحہ نمبر: ۷۹

حدیث نمبر: ۱۴۷

صحتِ حدیث: ضعیف جدا

حدیث نمبر: ۱۴۸

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۱۴۹

صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

150 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا. فَمَنْ أَرَادَ الْمَدِيْنَةَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ۔

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اُس کا دروازہ ہے، پس جو اس شہر میں داخل ہونا چاہتا ہے اُس کو چاہیے کہ وہ اس (مولا علیؑ) دروازے سے آئے۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۶۳۷)، (امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد ۱۱: حدیث ۱۱۰۶۱)
(امام ابنِ عساکر تاریخ مدينة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۳۷۹)، (خطیب بغدادی تاریخ بغداد، جلد ۷: ص ۱۷۲)
(امام ابن عدي الکامل، جلد ۵: ص ۶۷)

151 عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: يَقُوْلُ: أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا. فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا: میں علم کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اُس کا دروازہ ہے، پس جو علم حاصل کرنا چاہتا ہے اُس کو چاہیے کہ وہ اس (مولا علیؑ) دروازے پر آئے۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۶۳۹)، (امام ابنِ عساکر تاریخ مدينة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۳۷۹)
(خطیب بغدادی تاریخِ بغداد، جلد ۴: حدیث ۲۱۸۶)، (امام ابنِ عدي الکامل، جلد ۳: ص ۴۱۲)

152 عَنِ الْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ. عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَأَنْتَ بَابُهَا يَا عَلِيُّ كَذَبَ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَدْخُلُهَا مِنْ غَيْرِ بَابِهَا۔

حضرت اَصبغ بن نباتہ رضی اللہ عنہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور اے علی علیہ السلام تم اُس کا دروازہ ہو، جس نے یہ خیال کیا کہ وہ اس شہرِ علم میں دروازے (علیؑ) کے بغیر داخل ہو جائے گا تو اُس نے جھوٹ بولا، (علیؑ کے بغیر کوئی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نہیں پہنچ سکتا)

(امام جلال الدین سیوطی، الآلي المصنوعة، جلد ۱: ص ۳۰۷)

صفحہ نمبر: ۸۰
حدیث نمبر: ۱۵۰
صحتِ حدیث: حسن
حدیث نمبر: ۱۵۱
صحتِ حدیث: حسن / حسن لغیرہ
حدیث نمبر: ۱۵۲
صحتِ حدیث: موضوع

صفحہ نمبر: ۸۱

حدیث نمبر: ۱۵۳

صحتِ حدیث: ضعیف جداً منکر

حدیث نمبر: ۱۵۴

صحتِ حدیث: غیر صحیح

حدیث نمبر: ۱۵۵

صحتِ حدیث: ضعیف

کنز البرهان علی أفضلیة علي في القرآن | 81

آیت نمبر 09

❖ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۝

بھلا اللہ نے جس شخص کا سینہ اسلام کے لیئے کھول دیا ہو تو وہ اپنے رب کی طرف سے نُور پر ہوتا ہے پس اُن لوگوں کے لیئے ہلاکت ہے جن کے دِل اللہ کے ذکر سے محروم ہو کر سخت ہو گئے یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

(سورۃ الزمر: آیت ۲۲)

اِس آیتِ کریمہ کے تحت امام محب طبری اپنی کتاب الریاض النضرۃ میں بیان کرتے ہیں۔

153 إِنَّ عَلِيًّا وَ حَمْزَةَ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهُمَا لِلْإِسْلَامِ وَ أَبُوْلَهَبٍ وَّ أَوْلَادُهٗ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ۔

بے شک علی علیہ السلام اور حمزہ علیہ السلام دونوں کے سینے اللہ نے اسلام کے لیئے کشادہ کر دیئے اور ابو لہب اور اُس کی اولاد کے دل سخت ہو گئے۔

(امام محب طبری الریاض النضرۃ، جلد ۲ صفحہ ۱۸۰)

154 قَالَ عَلِيٌّ وَأَشَارَ إِلٰى صَدْرِهٖ إِنَّ هَاهُنَا عُلُوْمًا جَمَّةً لَوْ وَجَدْتُ لَهَا حَمَلَةً۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: بے شک یہاں (سینہ میں) علوم کا خزانہ جمع ہے کاش اس (خزانہ) کو اُٹھانے والا کوئی پاؤں (تو یہ علم کا خزانہ اُسے عطا کروں)

(امام غزالی احیاء علوم الدین، جلد ا: ص ۹۹)

155 عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ: أَلَا أَنَّ هَاهُنَا وَأَشَارَ إِلٰى صَدْرِهٖ لَعِلْمًا جَمًّا. لَوْ أَصَبْتُ لَهٗ حَمَلَةً۔

تبصرہ: برائے ۱۵۳

محب طبری نے یہ اثر واحدی کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور واحدی نے اپنی دونوں تفسیروں التفسیر البسیط اور التفسیر الوسیط میں اسے بلا سند بیان کیا ہے اور انہی دونوں تفاسیر میں اسی مقام پر یہ روایت بھی ہے کہ یہ آیت حضور ﷺ اور ابو جہل کی بارے میں نازل ہوئی جبکہ ایک قول کے مطابق یہ آیت عمار بن یاسر کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ موسوعة التفسير المأثور میں محققین نے ابن مردویہ اور سیوطی سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر کی شان میں نازل ہوئی[۱]، تاہم اگر بالتحقیق دیکھا جائے تو مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں جس قول کو لائقِ اعتناء اور قابلِ توجہ قرار دیا ہے وہ صرف یہ ہے کہ یہ آیت عامۃ المؤمنین کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی متابعت میں محمد امین ہرری نے اس آیت پر اپنی بحث سے نتیجہ نکالتے ہوئے تحریر کیا ہے: ☆ وَ اعْلَمْ أَنَّ الْآيَةَ عَامَّةٌ فِيمَنْ شَرَحَ صَدْرُهُ لِلْإِسْلَامِ بِخَلْقِ الْإِيْمَانِ فِيْهِ ☆[۲] [اور ذہن میں بٹھا لیجیئے کہ یہ آیت عام ہے ہر اس شخص کی بابت جس کا سینہ خلقِ ایمان کی بدولت اسلام کے لیے کشادہ ہو گیا] اور حق بھی یہی ہے کیونکہ آیت کے سیاق و سباق کو دیکھیں تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیت تمام اہلِ ایمان کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور جہاں تک شانِ نزول کی بابت اقوال کی بات ہے تو احباب اچھی طرح سے جان لیں کہ قرآنی آیت یا آیات بالعموم صرف کسی واقعہ یا حادثہ وغیرہ کی صورت میں تمام اہلِ ایمان کی تعلیم و تفہیم کے نازل ہوتی تھیں یہی وجہ ہے کہ ان میں جو بھی حکم ہوا وہ آج تک قائم ہے۔ بہت ہی کم ہوا کہ کوئی آیت کسی فردِ واحد کی شان میں نازل ہوئی جیسے حضرت ابو بکر صدیق یا حضرت زید یا سیدہ عائشہ صدیقہ یا دیگر امہات المؤمنین علیہن السلام وغیرہ۔ اور ان پر اگر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ ان کی بابت نازل ہونے والی آیات بھی مخصوص واقعات کی طرف اشارہ کرتی ہیں اگر وہ واقعات نہ ہوتے تو ان مقدس نفوس کی بابت بھی کوئی آیت علی الخصوص نہ ہوتی۔ لہٰذا

[۱] موسوعة التنفسير المأثور: مركز الدراسات و المعلومات القرآنية بمعهد الإمام الشاطبي، جدّة، ۲۰۹/۱۹، تحت الآية: ۲۲ من الزمر، دارابن حزم، بيروت. لبنان سنة ۲۰۱۷م

[۲] روح البيان: الإمام إسماعيل حقي، ۱۰٦/۸، تحت الآية: ۲۲ من الزمر، تحقيق: عبداللطيف حسن عبدالرحمٰن، دار الكتب العلمية، بيروت. لبنان سنة ۲۰۱۸م

حقائق الروح و الريحان في روابي علوم القرآن: محمد الأمين الهرري، ۵۳٤/۲٤، تحت الآية: ۲۲ من الزمر، دار طوق النجاة، بيروت. لبنان سنة ۲۰۰۱م

واقعات میں شامل ہستیوں کے ذکر کی وجہ سے کہا جاتا کہ فلاں آیت ان کی شان میں نازل ہوئی۔ تاہم ہر آیت خواہ اس کا شانِ نزول کسی واقعہ کے ضمن میں ہو یا کسی فرد یا افراد کے حق میں ہو مفہومی اور تعلیمی اعتبار سے اس میں تمام اہلِ ایمان شامل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف آیات کی شانِ نزول کے بابت جو یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں آیت فلاں کے بارے میں نازل ہوئی تو یہ محض ظنی باتیں ہوتی ہیں اور ایسی روایات اتنی ضعیف ہوتی ہیں کہ ان میں سے کسی بھی روایت کی فکرِ محقق میں کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ اس حقیقت کو اسی زیرِ بحث آیت (الزمر: ۲۲) کے حوالے سے ہی سمجھنے کی کوشش فرمائیں۔ اللہ فرماتا ہے: ﴿اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲۲﴾ [بھلا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا سو وہ اپنے ربّ کی طرف سے عطا کردہ نور پر ہے؛ تو ہلاکت ہے ان پتھر دلوں کے لیے جو ذکرِ الٰہی سے ٹس مس نہیں ہوتے، یہ لوگ کھلی گمراہی میں گم ہیں] اب ذرا غور فرمایئے: اللہ نے سینہ کشادہ فرمایا، کیوں؟ اسلام قبول کرنے کے لیے! معنی کیا ہوا؟ صرف یہ کہ جو لوگ مسلمان نہیں تھے ان میں سے جن لوگوں کو اللہ نے اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی تو وہ اللہ کی طرف سے نورِ ہدایت پر قائم ہیں۔ اور جن پتھر دل لوگوں پر ذکر اللہ (قرآن: دعوتِ رسول ﷺ) کی کوئی تاثیر بھی پیدا نہ ہوئی وہ لوگ واضح طور پر گمراہی میں دھنسے ہوئے ہیں۔ اب اس آیت کے سیاق و سباق پر خود نظر ڈال لیں تو آپ پر بالکل واضح ہو جائے گا آیت کا پہلا حصہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو دعوتِ رسول ﷺ کے جواب میں نعمتِ ایمان سے منور ہو کر ہدایت یافتہ ہو گئے جبکہ آیت کا دوسرا حصہ ان لوگوں کے بارے میں ہے خصوصاً اہلِ مکہ میں سے جو اپنی قساوتِ قلبی سے ایمان کے نور سے محروم رہے۔ غور فرمایئے کہ اس آیت کے حلقہ میں تمام اہلِ ایمان شامل ہیں صرف مخصوص فرد نہیں بلکہ تمام افراد؛ اسی طرح سے دوسرے حصہ میں کوئی کافر نہیں بلکہ تمام افرادِ کافر شامل ہیں۔ اگر کسی فرد کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے تو منطقی نتیجہ یہ نکلے گا کہ باقی تمام مسلمان افراد کا ایمان اور باقیماندہ تمام کافر افراد کا کفر اللہ کے ہاں مشکوک ہے بالفاظِ دیگر نشاندہی کردہ مسلم فرد (علی و حمزہ) کے سوا کوئی مسلمان مسلمان نہیں ہے اور نہ ہی نشاندہی کردہ کافر فرد (ابو لہب) کے سوا کوئی کافر ہے۔ یقیناً اللہ و رسول ﷺ صاحبِ ایمان افراد کو مایوسی کے اس جنگل میں نہیں دھکیلنے والے اور نہ اس نے دھکیلا کیونکہ اللہ و رسول ﷺ کا یہ منشا یا طریقہ کبھی تھا ہی نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ ازل سے اس کی عادت ہے کہ وہ اہلِ ایمان کی ہمیشہ سے مدح کرتا رہا ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اللہ خود ہی اہلِ ایمان کو ایمان میں ہی شکست و ریخت کا احساس دلائے جبکہ وہ ایمان عطا کرنے والا بھی خود سے خود ہے۔ ثابت ہوا کہ یہ آیت تمام سابقینِ اولین کی دلجوئی، حوصلہ افزائی اور استقامت کے لیے نازل ہوئی لہٰذا تمام موجودہ اہلِ ایمان کی شان میں نازل ہوئی، سب صحابہ کی شان میں، جن میں حضرت ابو بکر اور علی رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں، نازل ہوئی۔ اب اگر کوئی بدبخت اسی بات پر مصر ہو کہ یہ آیت صرف اور صرف حضراتِ علی و حمزہ رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی تھی تو پھر وہ ہمیں سمجھا دے کہ بعثتِ نبوی کا مقصود کیا تھا؟ کیا حضور ﷺ تمام لوگوں کی طرف نبی مبعوث ہوئے تھے یا علی و حمزہ اور ابولہب یا اپنے قبیلے کی طرف؟ اور پھر اگر بدبختانہ جواب یہی ہو کہ ہاں انہی کی طرف مبعوث ہوتے تھے تو فرمایئے کہ دیگر صحابہ پر جو ظلم و ستم اور تشدد مکہ میں ہوتا رہا جس کی وجہ سے حبشہ کی طرف ہجرت ہوئی اور پھر بالآخر مدینہ کی طرف ہجرت ہوئی اور سارے مسلمان ہر اَور سے بے سروسامان ہو کر مدینہ شریف پہنچے تو یہ سب کچھ کس لیے تھا اور اس کا مقصد کیا ہے؟ اور یہ بات سب اہلِ علم پر روشن ہے کہ قیامِ مکہ کے دوران میں اسلام اور نبیِ اسلام کی خاطر جن تکالیف و مصائب کا سامنا دیگر صحابہ عظام خصوصاً حضرت ابو بکر صدیق اور بلال رضی اللہ عنہما نے کیا ان کا عشرِ عشیر بھی حضرات علی و حمزہ رضی اللہ عنہما نے نہیں کیا۔ مجھے افسوس ہے کہ دجالہ کے مقابلے میں مجھے یہ بات کہنی پڑ گئی کیونکہ اگرچہ یہ سچ ہے مگر بہت کڑوا سچ ہے جسے کوئی دجال، خواہ وہ ابو بکری ہو یا شیعہ و شیعہ کیش، سننا نہیں چاہتا ہے، اور یہ سچ بیان کرتے ہوئے شرم بھی آتی ہے کیونکہ صحابہ (رفع اللہ درجاتہم جمیعاً علوّا کبیراً بحدٍّ لَا حَدّ لھا) نے یہ سب کچھ صرف اور صرف اللہ و رسول ﷺ کی خاطر خلوصِ ایمان کے ساتھ کیا اور جب کوئی کام خلوص و محبت کے عالم میں کیا جائے تو اس کا ذکر کرنا بھی باعثِ شرم ہوتا ہے کیونکہ یہ صرف اللہ کی شان ہے بندوں کی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی شخص صحابہ کے سامنے ان کی بڑائی بیان کرتا تو وہ خوش نہیں ہوتے تھے ہاں جب اللہ و رسول ﷺ ان کے کسی وصف کو بیان فرماتا تو وہ خوش بھی ہوتے تھے اور اس پر فخر بھی کرتے تھے۔ راقم الحروف کی اللہ و رسول ﷺ مغفرت فرمائے کیونکہ اس نے یہ ذکر کیا ہے اسی کی خاطر عزتِ صحابہ کی دفاع کے لیے۔ میرا مقصد صدیوں سے نصب شدہ افضلیت کے اُس بت کو پاش پاش کرنا ہے جس کی پوجا پاٹ نے ساری امت کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور اس پارہ پارگی کی کوئی حد بھی نظر نہیں آتی، کیونکہ جونہی امت میں کوئی اتحاد کی صورت پیدا ہونے لگتی ہے تو بچاری اسی بتِ افضلیت کو، اس پر صدیوں کے گھسے

پٹے رنگوں کے ساتھ نئی وارنش کر کے، کھڑا کر دیتے ہیں اور امت پھر پارہ پارگی میں اس حالت پر آجاتی ہے جہاں وہ صدیوں سے کھڑی گوناگوں گروہوں میں بٹتی چلی آرہی ہے۔ اس لیے سب سے گذارش ہے کہ آیئے صرف اللہ ورسول ﷺ کا دامن تھامیں، اسی کو مرکز بنائیں، اسی کو محور، اسی کو نقطۂ ابتدا اور اسی کو نقطۂ انتہا؛ وہی ہر اَور اور ہر اَور کا تعین بھی، اللہ ورسول اور بس۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

اب اپنی توجہ ذرا اِن وارد شدہ اقوال کے طرف مبذول کیجیے: پہلا قول: کہ یہ آیت تمام مؤمنین کی شان میں نازل ہوئی ہے، بالکل واضح اور قابلِ فہم ہے، اسی طرح سے دوسرا قول: کہ یہ آیت سید المرسلین ﷺ اور ابوجہل کی بابت نازل ہوئی ہے، واضح ہے کہ ایک طرف نبی المؤمنین ﷺ ہیں جو تمام اہلِ ایمان کی شان اور انہی کے نمائندہ ہیں اور دوسری طرف حالِ کفر کا نمائندہ ابوجہل ہے۔ ایمان اور کفر اپنے عالمِ عروج میں جلوہ فگن۔ اسی قبیل سے تیسرا قول: کہ یہ آیت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی، کسی حد تک قابلِ فہم ہے کیونکہ مجرّد میں ایک فرد سب افراد کی علامت بن سکتا ہے اور مکی زندگی میں جو جو ظلم و ستم اور تشدد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر ہو رہا تھا اس نے کماحقہ انہیں اس قابل بنا دیا تھا کہ انہیں علامتِ ایمان اور حقی نمائندۂ مؤمنین کے تصور میں پیش کیا جا سکے۔ جبکہ چوتھا قول: کہ یہ آیت علی و حمزہ علیہما السلام اور ابولہب اور اس کی اولاد کی بابت نازل ہوئی، ناقابلِ فہم ہے کیونکہ مجرد تصور اور افرادِ تصور کی علامت یکتا ہوتی ہے دوگانہ یا سہ گانہ نہیں ہوتی، حتی کا اگر تصورِ گروہ ہو تو بھی علامت یا نمائندہ ایک ہی ہو گا ایک سے زیادہ نہیں، یہاں تک کہ اگر وفد کی صورت بھی فرض کر لیں تو بھی نمائندہ ہر فرد نہیں ہوتا ورنہ بات چیت محال ہو جائے گی۔ ایک وقت پر ایک ہی نمائندہ ہو گا تو صورتِ کلام پیدا ہو گی۔ لہٰذا ناقابلِ عمل ہونے کی وجہ سے یہ قول باطل ہو گیا۔ دوسری جانب سے نظر دوڑائیں تو ایک ہی خاندان کے افراد ہیں حمایتی بھی اور مخالف بھی، جبکہ تصور ہمہ گیر و عالمگیر، بعثت اس نبی کی ہے جو تمام عالمین کی طرف اللہ کا مبعوث ہے اور ایسا نبی جو کسی قبیلہ کی طرف پیغام رحمت نہیں لایا بلکہ وہ رحمۃ للعالمین ہے۔ ایسے میں ایک ہی قبیلہ کے چند منتخب افراد تمام عالمین کے نمائندے کیونکر ہو سکتے ہیں؟ یہی چند باتیں ہیں جو اس قول کو موضوع بنا دیتی ہیں۔ ہاں البتہ اگر کوئی بدبخت اپنی کج بحثی میں گم گشتہ انہی کو نمائندہ و علامت ظاہر کرنا شروع کر دے تو یہ بھی تعجب کی بات نہ ہو گی کیونکہ اس افتراق زدہ امت کے علماء کا ہمیشہ سے حال ہی یہ رہا ہے کہ بقول اقبال:

تاویل سے قرآن کو بنا سکتے ہیں پاژند

اسی پاژندگی کی عطائے بے پایاں ہے کہ امتِ مسلمہ لامتناہی فرقوں میں بٹ چکی اور مزید بٹتی جارہی ہے یہاں تک اب امت کہیں نظر نہیں آتی صرف فرقے ہی فرقے نظر آتے ہیں اور انہی فرقوں کے مجموعہ پر نہایت بے حیائی کے ساتھ لفظِ امتِ مسلمہ کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ یا اللہ یا رسول اللہ المدد المدد!

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے ایک طویل روایت میں اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، بے شک یہاں (سینہ میں علوم کا خزانہ جمع ہے۔ اگر میں اس خزانے (علم) کو اُٹھانے والے کو پاؤں تو (یہ علم کا خزانہ اُسے عطا کر دوں)

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۵۰: ص ۲۵۲)، (خطیب بغدادی تاریخ بغداد، جلد ۶: ص ۳۷۹)، (علامہ یعقوبی التاریخ، جلد ۲: ص ۲۰۶)

156 عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام أَرْسَلَهُ إِلَى زَيْدِ بْنِ صُوحَانَ. فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي مَا عَلِمْتُكَ لَبِذَاتِ اللهِ عَلَيْمٌ، وَ إِنَّ اللهَ لَفِي صَدْرِكَ عَظِيمٌ۔

حضرت شعبی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اُنکو زید بن صوحان کی طرف روانہ کیا تو اُنہوں (عبداللہ بن عباسؓ) نے کہا اے امیر المومنین (مولا علیؑ) بے شک میں آپؑ کو اللہ کی ذات کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا جانتا ہوں اور بے شک اللہ تعالیٰ (کی حقیقت و معرفت) آپ کے سینہ مبارک میں سب سے زیادہ ہے۔

(امام ابو نعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۷۲)

اس آیت اور احادیث سے بھی یہ بات روشن ہو گئی مولا علی علیہ السلام کی ذات کو اللہ نے جو مقام اور افضلیت عطا کی ہے وہ کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی اِسی لیئے تو ہم کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد افضل و اعلیٰ ذات مولا علی علیہ السلام کی ذات ہے۔

صفحہ نمبر: ۸۲
حدیث نمبر: ۱۵۶
صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

صفحہ نمبر: ۸۳

حدیث نمبر: ۱۵۷

صحتِ حدیث: موضوع

آیت نمبر 10

❖ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَ نُوْرُهُمْ ۭ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۧ

اور جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں پر وہی اللہ کے ہاں صدیق اور شہید ہیں اُن کے لیئے اجر اور اُنکا نُور ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ دوزخ والے ہیں۔

(سورۃ الحدید: آیت ۱۹)

اِس آیت کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ، امام ثعلبیؒ روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت مولا علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے:

157 عَنْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنِ عبّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ إِنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ آیت مولا علی المرتضیٰ علیہ السلام کے شان میں نازل ہوئی۔

(علامہ عبید اللہ امرتسری، ارجح المطالب، ص۶۵)

اِس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے مومن بھی مولا علی علیہ السلام ہیں اور صدیق اور شہید بھی مولا علی علیہ السلام ہی ہیں۔

یہ صفات مولا علی علیہ السلام کی افضلیت و عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہے اب کسی منافق اور خارجی و ناصبی کو نظر نہ آئے تو ہمارا قصور نہیں۔

تبصرہ: جس طرح سے ہر شیعہ اور شیعہ کیش جھوٹا اور کذاب ہوتا ہے اسی طرح سے یہ شیعہ کیش عبید اللہ بھی کذاب ہے۔ یہ حدیث نہ مسند میں ہے اور ثعلبی میں۔ زیادات الفضائل لاحمد میں اسے قطیعی نے دو مختلف موضوع اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ظاہر کہ یہ اَثر محض جھوٹ ہے۔ کذاب مصنف اپنی دجالی سے کام لے رہا ہے مذکورہ بالا آیت میں ذکر کردہ صفات صرف مولا علی سے مخصوص نہیں بلکہ صحیح اقوال کے مطابق یہ صفات ہر مؤمن کا خاصہ ہیں چنانچہ مجاہد فرماتے ہیں: ☆كُلُّ مُؤْمِنٌ صِدِّيْقٌ وَ شَهِيْدٌ☆[۱] [ہر مومن صدیق اور شہید ہے] اس قول پر صاد کرتے ہوئے ابن تیمیہ رقم طراز ہیں کہ: ☆وَ هَذَا يَقْتَضِيْ أَنَّ كُلَّ مُؤْمِنٍ آمَنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهِ فَهُوَ صِدِّيْقٌ☆[۲] [اور اس آیت کا تقاضا ہے کہ ہر صاحبِ ایمان جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لا چکا ہے وہ صدیق ہے] اب اس حقیقت سے اُس بدبخت کا اندازہ لگائیں جو اولینِ مؤمنین صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہی ان صفات سے عاری سمجھتا ہے یہاں پر صحابہ کے ضمن میں ضحاک کے ایک قول کو نقل کرنا مناسب دکھائی دیتا ہے توجہ فرمایئے: ☆قَالَ الضَّحَاكُ: هُمْ ثَمَانِيَةُ نَفَرٍ سَبَقُوْا أَهْلَ الْأَرْضِ فِيْ زَمَانِهِمْ إِلَى الْإِسْلَامِ: أَبُوْبَكْرٍ، وَ عَلِيٌّ، وَ زَيْدٍ، وَ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانٍ، وَ طَلْحَةُ، وَ الزُّبَيْرُ، وَ سَعْدٌ، وَ حَمْزَةُ، وَ تَاسِعُهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. أَلْحَقَهُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ بِهِمْ لِمَا عَرَفَ مِنْ صِدْقِ نَبِيِّهِ ﷺ☆[۳] [ضحاک کہتے ہیں کہ آیت میں مذکور "صدیقون" آٹھ آدمی ہیں جو اپنے زمانے میں اہلِ زمین میں سے سب سے پہلے قبولِ اسلام میں سبقت لے گئے: ابو بکر، علی، زید، عثمان، طلحہ، زبیر، سعد، اور حمزہ، جبکہ نواں عمر بن خطاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صدقِ نبی ﷺ کی پہچان کر لینے کی بدولت حضرت عمر کو انہی (نشان دہی کردہ آٹھ) صحابہ سے ملا دیا] اور واحدی نے ضحاک کا پورا قول کرتے ہوئے انہی نفوسِ قدسیہ کو شہداء قرار دیا ہے[۴] قارئین اس اختصار سے بآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس آیت کے عموم میں تمام

---

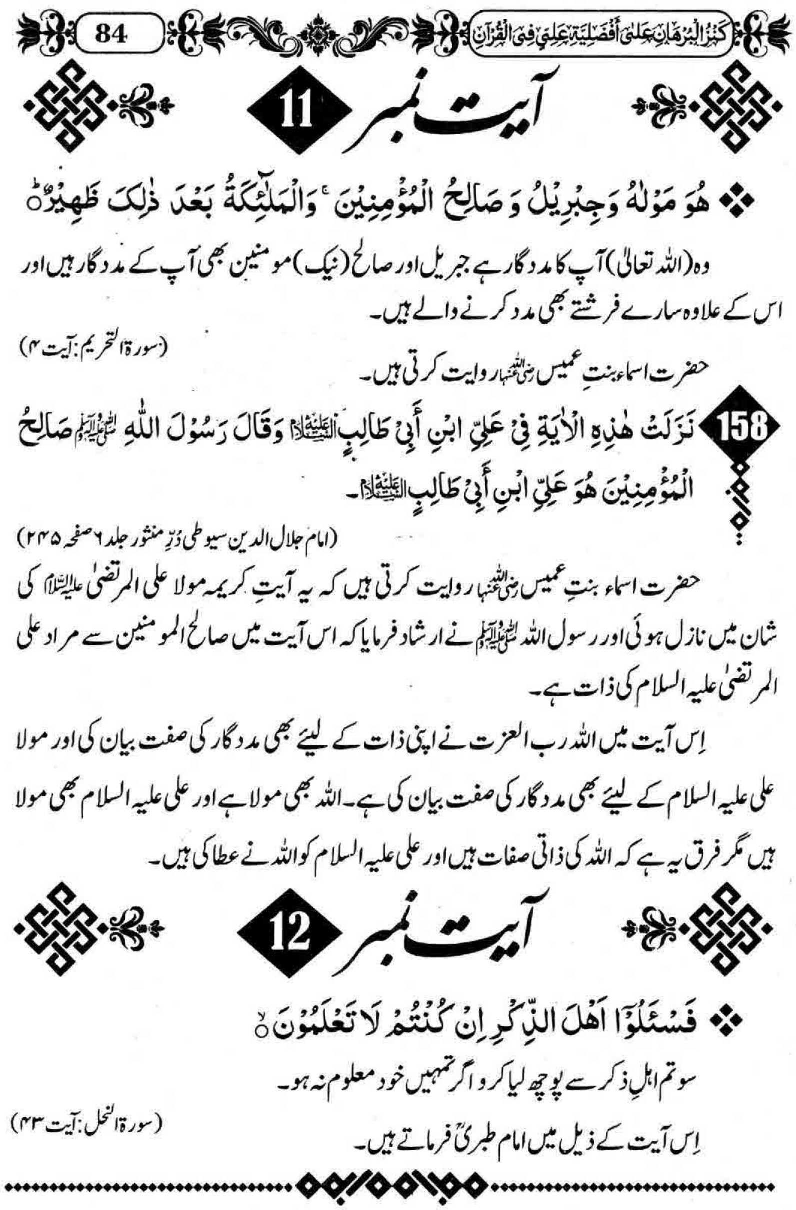
[۱] تفسير الثعلبي: الكشف و البيان عن تفسير القرآن: الإمام محمد بن أحمد الثعلبي، ۷۷/۲٦، رقم: ۳۰٤٦، تحت الآية من الحديد: ۱۹، تحقيق: دكتور خالد بن عون العنزي، دارالتفسير، جدة. السعودية سنة ۲۰۱۵م

[۲] منهاج السنة: ابن تيمية، ۲۲۷/۷، تحقيق: الدكتور محمد رشاد سالم، جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية، سنة ۱۹۸٦م

[۳] تفسير الثعلبي: الكشف و البيان عن تفسير القرآن: ۷۳/۲٦– ۷٤، تحت الآية من الحديد: ۱۹

[٤] التفسير الوسيط: أبي الحسن علي بن أحمد الواحدي، ۲۵۱/٤، تحت الآية من الحديد: ۱۹، تحقيق: الشيخ عادل أحمد، و علي محمد معوض، و الدكتور احمد محمد صيرة، و الدكتور أحمد عبد الغني الجمل، و الدكتور عبدالرحمٰن عويس، دارالكتب العلمية، بيروت. لبنان سنة ۱۹۹٤م

صحابہ اور تمام مؤمنین شامل ہیں جبکہ خصوص میں صرف ابو بکر صدیق شامل ہیں کیونکہ صحیح احادیث کے مطابق حضور ﷺ نے انہی کو صدیق کے لقب سے سرفراز فرمایا، اور صدیق رضی اللہ عنہ کی اس عظمت سے کسی بھی دوسرے کی صدیقیت کا انکار نہیں ہوتا لیکن اگر کوئی بدبخت سید المرسلین ﷺ کے نوازیدہ "صدیق" کی صدیقیت کا انکار کردے تو پھر وہ کُل کی صدیقیت کا منکر شمار ہوگا کیونکہ وہ دجال خود حضور ﷺ پر وارِ طعن کر رہا ہے۔ سب دوست اچھی طرح سے ذہن نشین فرمالیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں کسی بھی دوسرے صحابی کو "صدیقِ اکبر" کہنا شیعہ ساز افسانے کہانیاں ہیں جنہیں مصنف جیسے دجال صدیوں سے گھڑ گھڑ بیان کرتے آرہے ہیں۔ حق یہ ہے کہ ایسا نہ کسی حدیث میں وارد ہوا ہے اور نہ ہی کہیں بھی حضور مولا علی علیہ السلام سے ایسا کوئی اثر وارد ہوا ہے۔ اس بیہودہ گوئی سے متعلق تمام نام نہاد احادیث و آثار صرف اور صرف شیعہ اور شیعہ کیش دجالہ کے تراشیدہ سیاہ افسانے ہیں ان پر یقین کر کے خود کو ایمان سے محروم نہ کریں۔ ایسا کرنا محرومیِ ایمان کا باعث اس لیے ہوگا کہ یہ بیک وقت حضور ﷺ اور مولا علی علیہ السلام پر براہِ راست اتہام تراشی ہے۔


کنز البرھان علی افضلیۃ علی فی القرآن 84

آیت نمبر 11

❖ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝

وہ (اللہ تعالیٰ) آپ کا مددگار ہے جبریل اور صالح (نیک) مومنین بھی آپ کے مددگار ہیں اور اس کے علاوہ سارے فرشتے بھی مدد کرنے والے ہیں۔

(سورۃ التحریم: آیت ۴)

حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں۔

158 نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ هُوَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام۔

(امام جلال الدین سیوطی درِ منثور جلد ۶ صفحہ ۲۴۵)

حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ یہ آیتِ کریمہ مولا علی المرتضیٰ علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس آیت میں صالح المومنین سے مراد علی المرتضیٰ علیہ السلام کی ذات ہے۔

اِس آیت میں اللہ رب العزت نے اپنی ذات کے لیئے بھی مددگار کی صفت بیان کی اور مولا علی علیہ السلام کے لیئے بھی مددگار کی صفت بیان کی ہے۔ اللہ بھی مولا ہے اور علی علیہ السلام بھی مولا ہیں مگر فرق یہ ہے کہ اللہ کی ذاتی صفات ہیں اور علی علیہ السلام کو اللہ نے عطا کی ہیں۔

آیت نمبر 12

❖ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

سو تم اہلِ ذکر سے پوچھ لیا کرو اگر تمہیں خود معلوم نہ ہو۔

(سورۃ النحل: آیت ۴۳)

اِس آیت کے ذیل میں امام طبریؒ فرماتے ہیں۔

صفحہ نمبر: ۸۴

حدیث نمبر: ۱۵۸

صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: جھوٹ پر ناچنا ہمیشہ سے دجالہ کا شیوہ رہا ہے یہ آیت مولا علی کی شان میں ہرگز نہیں نازل ہوئی۔ ہاں البتہ روایات میں حضرات ابو بکر، عمر و علی رضی اللہ عنہم تینوں کا ذکر آیا ہے اور بعض روایات میں صرف ابو بکر رضی اللہ عنہ یا صرف عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا ہے جبکہ بعض میں تمام مومنین کا۔ کوئی چاہے تو اسی آیت کے تحت الدر المنثور یا تفسیر الثعلبی کا مطالعہ کرلے مگر دجالہ نے اپنی ہی خود ساختہ ایک موضوع روایت کو اٹھا لیا اور ناچنا شروع کر دیا حالانکہ آیت کی اندرونی شہادت سے پتہ چلتا ہے کہ ایک سے زیادہ لوگ مراد ہیں کیونکہ جمع کے اندر جمع کا ذکر ہے۔ ایک دو بندے کیسے مراد ہوسکتے ہیں۔ آپ خود آیت کو ہی ملاحظہ فرمائیں سب سے پہلے اللہ نے اپنا ذکر فرمایا پھر جبریل، پھر صالح المؤمنین اور آخر میں فرشتوں کا ذکر ہے، کیا اللہ کی مولائیت کافی نہیں تھی کہ اللہ نے اپنی سنگت میں جبریل اور مزید دو گروہوں کی متحدہ مولائیت کا ذکر کیا؟ ہرگز ایسا نہیں۔ اللہ کی مولائیت کافی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے باقی سب کی قدر شناسی کرتے ہوئے اپنی سنگت میں ان کی سنگت کو جمع کرتے ہوئے ان کا ذکرِ خیر کیا۔ اس ساری صورتِ حال کی جانچ کے لیے تفاسیر و احادیث کی کتابوں میں واقع صحیح روایات کا مطالعہ کریں تو آئینۂ حقیقت عین سامنے آجاتا ہے اور ساتھ ہی دجالہ کی مکاری اور جھوٹ بھی کھل کر سامنے آجاتا ہے۔

صفحہ نمبر: ۸۵

حدیث نمبر: ۱۵۹

صحتِ حدیث: ضعیف جدا

حدیث نمبر: ۱۶۰

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۱۶۱

صحتِ حدیث: ضعیف جدا

تبصرہ: پر لطف بات یہ ہے کہ امام باقر کے درج ذیل قول کا مطلب وہ نہیں ہے جو دجال مصنف اور اس کے ساتھیوں نے لیا ہے بلکہ تمام معتبر محدثین و مفسرین جیسے ابن کثیر، ابن جوزی وغیرہ نے صراحت کی ہے کہ امام باقر کی مراد یہ ہے کہ یہ امت اہل الذکر یعنی اہل القرآن ہے۔ اگر دجالہ کہیں کہ صرف مراد اہل بیت ہی ہیں تو پھر انہیں یہ ضرور سوچنا چاہیے اہلِ بیت اطہار کے بعد بھی آج تک قرآن بھی محفوظ ہے اور اہلِ ذکر بھی پہلے سے بھی کہیں زیادہ کثرت سے موجود ہیں، دوسری اہم قابلِ غور و فکر بات یہ ہے کہ کیا آپ انہیں امتِ مسلمہ سے خارج سمجھتے ہیں کہ ان کے "نَحْنُ" (ہم) سے مراد امتِ مسلمہ نہیں ہو سکتی اور نہ ہی وہ اس امت کے نمائندہ ہو سکتے ہیں؟ اللہ کا خوف کریں کیونکر آپ لوگوں نے صدیوں سے ایک ہی ٹھان رکھی ہے کہ اہلِ بیت اطہار اور ان سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی ہر بات کو اس کی حقیقی مراد و مقصود کے الٹ ہی سمجھنا ہے اللہ و رسول ﷺ میں اپنا دھیان جمائیں۔ اللہ سب کو صراطِ مستقیم کی ہدایت عطا فرمائے اور ہمارے بزرگوں کے مطابق "صراطِ مستقیم" صرف اور صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور بس۔

159 لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ قَالَ عَلِيّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام نَحْنُ أَهْلُ الذِّكْرِ۔

امام طبریؒ بیان کرتے ہیں جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو مولا علی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم (اہل بیتؑ) ہی اہلِ ذکر ہیں۔

(امام ابن جریر طبری۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن جلد ۱۷ صفحہ ۵،۶)

حضرت حارث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

160 سَأَلْتُ عَلِيًّا عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ فَقَالَ: وَاللّٰهِ إِنَّا لَنَحْنُ أَهْلُ الذِّكْرِ نَحْنُ أَهْلُ الْعِلْمِ، وَنَحْنُ مَعْدِنُ التَّأْوِيْلِ وَالتَّنْزِيْلِ، وَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَأْتِهِ مِنْ بَابِهٖ:

حضرت حارثؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام سے اِس آیت کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا اللہ کی قسم ہم اہلِ بیت علیہم السلام ہی اہلِ ذکر ہیں ہم اہلِ علم ہیں اور ہم ہی کلامِ الٰہی کی تاویل اور تنزیل کی کان ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا میں علم کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اِس کا دروازہ ہے پس جو علم کا ارادہ رکھتا ہے وہ اس کے دروازے سے آئے۔

(امام حافظ حاکم الحسکانی۔ شواہد التنزیل جلد ۱ صفحہ ۳۳۴ حدیث ۴۵۹)

اِسی روایت کو عثمان بن ابی شیبۃ نے اپنے طریق سے اور امام طبرانیؒ نے بھی روایت کیا ہے۔

☆ عثمان بن ابی شیبۃ روایت کرتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا اِس آیت کے بارے میں تو آپؑ نے فرمایا:

161 وَنَحْنُ أَهْلُ الذِّكْرِ "اور ہم (اہلِ بیتؑ) ہی اہلِ ذکر ہیں"۔

(امام حافظ حاکم حسکانی شواہد التنزیل: جلد ۱ صفحہ ۳۳۵ حدیث: ۴۶۰)

ثابت ہوا کہ مولا علی علیہ السلام کی ذات ہی حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد سب سے زیادہ علم، حلم رکھنے والی ذات ہے آپؑ کے بعد مولا علی علیہ السلام سے افضل کوئی نہیں ہو سکتا، ذکر قرآن کو بھی کہتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

❖ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝ (سورۃ الحجر: آیت ۹)

بے شک ہم نے اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ تو علی علیہ السلام کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

162 عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ لَا يَفْتَرِقَانِ حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا علی علیہ السلام قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی علیہ السلام کے ساتھ ہے یہ دونوں کبھی جُدا نہیں ہونگے۔ یہاں تک کہ حوض کوثر پر دونوں اکھٹے آئیں گے۔

(امام طبرانی **المعجم** الاوسط: جلد ۵ حدیث ۴۸۸۰)، (امام طبرانی معجم الصغیر: جلد ا صفحہ ۲۵۵)
(امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد: جلد ۹ صفحہ ۱۳۴، ۱۳۳)

163 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِذَا بَلَغَنَا شَيْءٌ تَكَلَّمَ بِهٖ عَلِيٌّ علیہ السلام مِّنْ فُتْيَا وَ قَضَاءٍ وَّثَبَتَ لَمْ تُجَاوِزْهُ مِنْ غَيْرِهٖ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہمارے پاس کوئی ایسی شئے پہنچے گی جسکے بارے میں مولا علی علیہ السلام نے فتویٰ دیا ہو اور فیصلہ کیا ہو اور وہ ثابت ہو جائے (فیصلہ مولا علی علیہ السلام نے فرمایا ہے) تو ہم پھر اس مسئلہ کو کسی اور کے پاس نہیں لے جائیں گے۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ حدیث ۹۸۰۳ طبع بیروت لبنان)

164 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِذَا حَدَّثَنَا ثِقَةٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام بِقِيْنَا لَا نَعْدُوْهَا۔

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی ثقہ (سچا) راوی (حدیث بیان کرنے والا) ہمارے سامنے علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے حدیث بیان (روایت) کرے گا تو ہم اُسی پر ٹھہر جائیں گے۔ اُسے آگے (یعنی کسی اور کے پاس) نہیں لے کر جائیں گے۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ حدیث ۹۸۰۴ طبع بیروت لبنان)

صفحہ نمبر: ۸۶
حدیث نمبر: ۱۶۲
صحتِ حدیث: ضعیف جدا باطل
حدیث نمبر: ۱۶۳
صحتِ حدیث: ضعیف
حدیث نمبر: ۱۶۴
صحتِ حدیث: ضعیف

165 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ إِنَّمَا هُوَ عَلِيٌّ عليه السلام لَقَدْ كَانَ عَالِمًا بِالتَّفْسِيْرِ وَالتَّاوِيْلِ وَالنَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں آپؓ فرماتے ہیں کہ وہ (شخص) جس کے پاس کتاب (قرآن) کا علم ہے وہ صرف حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ یقیناً وہ (علیؑ) تفسیر وتاویل اور ناسخ و منسوخ کے (سب سے بڑے) عالم ہیں۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۱، ص: ۱۰۳)

166 عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَلِيٌّ أَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ۔

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا تمام لوگوں میں علی المرتضیٰ علیہ السلام سُنت کے سب سے بڑے (سب سے زیادہ علم رکھنے والے) عالم ہیں۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ حدیث ۹۸۰۵ طبع بیروت لبنان)

167 وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ: أَمَا أَنَّهٗ (عَلِيٌّ) أَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ۔

ایک روایت میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا ہاں بے شک وہ (حضرت علیؑ) تمام لوگوں میں سُنت کے سب سے بڑے عالم ہیں (یعنی تمام لوگوں سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

(امام عبدالرؤف المناوی، ذخائر العقبیٰ، ص ۷۸: دار لکتب مصر)

168 عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِيْ سُلَيْمَانَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَكَانَ فِيْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم أَعْلَمُ مِنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام؟ قَالَ: لَا وَاللهِ مَا أَعْلَمُهٗ۔

عبدالملک بن ابی سلیمان روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے چھاپو کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے بڑا عالم (یعنی زیادہ علم رکھنے والا) ہے؟ تو انہوں (عطاء) نے جواب دیا اللہ کی قسم نہیں (علیؑ سے زیادہ علم والے) کو میں نہیں جانتا (ان سے بڑا عالم میں نے نہیں دیکھا)

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵، حدیث ۹۸۱۱ بیروت لبنان)

صفحہ نمبر: ۸۷
حدیث نمبر: ۱۶۵
صحتِ حدیث: موضوع
حدیث نمبر: ۱۶۶
صحتِ حدیث: حسن
حدیث نمبر: ۱۶۷
صحتِ حدیث: صحیح
حدیث نمبر: ۱۶۸
صحتِ حدیث: صحیح

169 عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ مَا مِنْهَا حَرْفٌ إِلاَّ لَهٗ ظَهْرٌ وَّ بَطْنٌ وَّإِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام عِنْدَهٗ عِلْمُ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ بے شک قرآن سات قراءتوں (معانی) میں نازل ہوا ہے اسکے (قرآن) ہر ایک حرف کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اور بے شک علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے پاس اسکے (قرآن کے ہر ایک حرف) ہر ظاہر اور ہر باطن کا علم ہے۔

(امام ابونُعیم حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱، ص ۶۵)

170 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ يَتَعَوَّذُ بِاللّٰهِ مِنْ مُعْضَلَةٍ لَيْسَ لَهَا أَبُوْحَسَنٍ۔

حضرت سعید بن مُسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے ایسے مسئلہ میں جس میں ابو حسن علیہ السلام (مولا علیؑ کی کنیت) موجود نہ ہوتے۔

(امام احمد بن حنبل فضائلِ صحابہ، جلد ۲: حدیث ۱۱۰۰)، (امام ابنِ سعد طبقات الکبریٰ، جلد ۲: ص ۳۳۹)
(امام ہندی کنزالعمال، جلد ۵: ص ۸۳۲)، (امام بیہقی شعب الایمان، جلد ۵: ص ۴۸۰)

171 وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَكَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ: لَوْلاَ عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ۔

ایک اور روایت میں حضرت سعید بن مُسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اگر علی علیہ السلام (مشکلات کے حل کیلئے) نہ ہوتے تو عمر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جاتا۔

(امام ابنِ عبدالبر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۲، ۱۱۰۳)،
(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینہ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۶)

172 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَلِيٌّ علیہ السلام أَقْضَانَا۔

صفحہ نمبر: ۸۸
حدیث نمبر: ۱۶۹
صحتِ حدیث: حسن
حدیث نمبر: ۱۷۰
صحتِ حدیث: حسن
حدیث نمبر: ۱۷۱
صحتِ حدیث: بلا سند
حدیث نمبر: ۱۷۲
صحتِ حدیث: صحیح

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام ہمارے ہاں سب سے بڑے قاضی (سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے) ہیں۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۵: حدیث ۲۱۱۲۲)، (امام ابن ابی شیبۃ المصنف، جلد ۶: حدیث ۳۰۱۲۹)
(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۵۳۲۸)، (امام نسائی السنن الکبریٰ، جلد ۶: حدیث ۱۰۹۹۵)
(امام ابو نعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۶۵)

173 عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَقْضٰى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ تمام اہلِ مدینہ (مدینہ والوں) میں سب سے بڑے فیصلہ کرنے والے (قاضی) علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ ودمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۴)

174 عَنْ مُغِيْرَةَ قَالَ: لَيْسَ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَقْوٰى قَوْلًا فِي الْفَرَائِضِ مِنْ عَلِيٍّ علیہ السلام۔

حضرت مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ فرائض (میراث) کے مسائل میں حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر کسی کا (اعلیٰ ومدلل) قول (فتویٰ) نہ ہوتا تھا۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ ودمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۵)

175 عَنْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ سَلُوْنِي إِلَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت یحیٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی بھی یہ نہیں کہتا تھا سَلُوْنِی یعنی جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو مجھ سے۔

(امام احمد بن حنبل فضائل صحابہ، جلد ۲: حدیث ۱۰۹۸)، (امام ابنِ ابی شیبۃ المصنف، جلد ۵: حدیث ۲۶۴۲۰)
(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ ودمشق، جلد ۴۲: ص ۳۹۹)

176 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ يَقُوْلُ: سَلُوْنِي إِلَّا عَلِيٌّ علیہ السلام۔

صفحہ نمبر: ۸۹
حدیث نمبر: ۱۷۳
صحتِ حدیث: صحیح
حدیث نمبر: ۱۷۴
صحتِ حدیث: صحیح
حدیث نمبر: ۱۷۵
صحتِ حدیث: صحیح
حدیث نمبر: ۱۷۶
صحتِ حدیث: صحیح

حضرت سعید بن مُسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ایک صحابی رضی اللہ عنہ بھی حضرت علی علیہ السلام کے سوا یہ نہیں کہتا تھا سَلُوْنِي یعنی جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو مجھ سے۔

(امام ذہبی تاریخ الاسلام، جلد ۳، ص ۶۳۸)، (امام ابن حجر مکی الصواعق المحرقة، جلد ۲: ص ۳۷۱)، (امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء جلد ۱: ص ۱۷۱)

177 عَنْ عَبْدِاللهِ رضی اللہ عنہ :قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَقْضَى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے کہ تمام مدینہ کے لوگوں میں سے حضرت علی بن آبی طالب علیہ السلام سب سے بہترین فیصلہ کرنے والے (قاضی) ہیں۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۶۵۶)، (امام ابن عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۴) (امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء جلد ۱: ص ۱۷۱)، (امام ذہبی تاریخ الاسلام، جلد ۳، ص ۶۳۸)

178 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا كَانَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَقُوْلُ: سَلُوْنِي غَيْرَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت سعید بن مُسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ لوگوں میں سے کوئی ایک (شخص) بھی ایسا نہیں تھا، حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ جو یہ کہتا ہو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو مجھ سے (سَلُوْنی کا دعویٰ علی علیہ السلام کے سوا کوئی نہ کرتا)

(امام ابن عبد البر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۳)، (امام یحیٰ بن معین التاریخ، جلد ۳: حدیث ۶۰۱)

179 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا كَانَ أَحَدٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَعْلَمَ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت سعید بن مُسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی شخص بھی عالم (یعنی سب سے زیادہ علم والا) نہ تھا۔

(علامہ حافظ الدولابی، الکنٰی والاسماء، جلد ۲: حدیث ۱۰۹۶)

صفحہ نمبر: ۹۰

حدیث نمبر: ۱۷۷

صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۱۷۸

صحتِ حدیث: حسن

حدیث نمبر: ۱۷۹

صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: مصنف کا صحیح آثار سے پیٹ نہیں بھرا تھا اس لیے حسب عادت وضعی روایات پر آ گیا۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ سعید بن المسیب سے یہ روایت نہیں ہے بلکہ دولابی نے اسے داود بن المسیب سے روایت کیا ہے۔ مصنف نے اپنی کذب بیانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے داؤد کی جگہ پر سعید کر دیا۔

180 عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَاللهِ لَقَدْ أُعْطِيَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام تِسْعَةَ أَعْشَارِ الْعِلْمِ، وَأَيْمُ اللهِ لَقَدْ شَارَكَكُمْ فِي الْعُشْرِ الْعَاشِرِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! تحقیق علی بن ابی طالب علیہ السلام کو علم کے نو(۹) حصے دیئے گئے ہیں اللہ کی قسم! تحقیق تم (سب) کو (علم کے) دسویں حصے میں شریک کیا گیا ہے۔

(امام ابن عبد البر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۴)

181 عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا علیہ السلام وَ هُوَ يَخْطُبُ، وَهُوَ يَقُوْلُ: سَلُوْنِي، وَاللهِ، لَا تَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ يَكُوْنُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ بِهٖ۔

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی علیہ السلام کے پاس (بارگاہ) حاضر ہوا۔ اور وہ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے اور وہ یہ فرمارہے تھے کہ مجھ سے جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو اللہ کی قسم تم قیامت تک کی جس چیز کے بارے میں بھی پوچھو گے میں تم کو اُسکے بارے میں ضرور بتاؤں گا۔

(امام ابنِ حجر عسقلانی فتح الباری، جلد ۸: ص ۵۹۹)، (امام ابن عبد البر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۷)
(امام عبد الرزاق تفسیر القرآن، جلد ۳: ص ۲۴۱)

182 قَالَ عَلِيٌّ علیہ السلام وَأَشَارَ إِلٰى صَدْرِهٖ إِنَّ هَاهُنَا عُلُوْمًا جَمَّةً لَوْ وَجَدْتُ لَهَا حَمَلَةً۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: بے شک یہاں (سینہ میں) علوم کا خزانہ جمع ہے کاش اس (خزانہ) کو اُٹھانے والا کوئی پاؤں (تو یہ علم کا خزانہ اُسے عطا کروں)

(امام غزالی احیاء علوم الدین، جلد ۱: ص ۹۹)

183 عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: لَوْ شِئْتُ لَأَوْقَرْتُ سَبْعِيْنَ بَعِيْرًا مِنْ تَفْسِيْرِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ اگر میں (علیؑ) چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر کروں اور اس سے ستر اُونٹ لاد دُوں۔

صفحہ نمبر: ۹۱

حدیث نمبر: ۱۸۰
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۱۸۱
صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۱۸۲
صحتِ حدیث: غیر صحیح

حدیث نمبر: ۱۸۳
صحتِ حدیث: بے سند مشہور

(امام جلال الدین سیوطی الاتقان فی علوم القرآن، جلد ۴: ص ۴۹۰)،
(مُلاں علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، جلد ۱: ص ۴۵۳)، (امام غزالی احیاء علوم الدین، جلد ۱: ص ۲۸۹)،
(امام ابن الحاج الفاسی، المدخل، جلد ۲: ص ۳۰۶)

184 عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ: أَلَا أَنَّ هَاهُنَا وَأَشَارَ إِلٰى صَدْرِهٖ لَعِلْمًا جَمًّا، لَوْ أَصَبْتُ لَهٗ حَمَلَةً۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے ایک طویل روایت میں اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، بے شک یہاں (سینہ میں علوم کا خزانہ جمع ہے۔ اگر میں اس خزانے (علم) کو اُٹھانے والے کو پاؤں تو (یہ علم کا خزانہ اُسے عطا کر دُوں)

(امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ ودمشق، جلد ۵۰: ص ۲۵۲)، (خطیب بغدادی تاریخ بغداد، جلد ۶: ص ۳۷۹)،
(علامہ یعقوبی التاریخ، جلد ۲: ص ۲۰۶)

185 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا أَتَانَا الثَّبْتُ عَنْ عَلِيٍّ لَمْ نَعْدِلْ بِهٖ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم کو کسی چیز کا ثبوت حضرت علی علیہ السلام سے مل جاتا تو پھر ہم کسی سے رجوع نہیں کرتے تھے۔

(امام ابن عبدالبر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۴)

186 عَنْ قَيْسِ بْنِ السَّكَنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ عَلٰى مِنْبَرِهٖ: سَلُوْنِي، فَإِنَّكُمْ لَا تَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ السَّاعَةِ وَلَا عَنْ فِئَةٍ تَهْدِي مِائَةً وَتُضِلُّ مِائَةً إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ۔

حضرت قیس بن السکن رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: مجھ سے سوال کرو تم مجھ سے اپنے اس زمانہ سے لے کر قیامت تک کی جس چیز کے بارے میں پوچھو گے میں تم کو اُسکے بارے میں آگاہ کروں گا اور اگر تم مجھ سے اُس فتنہ کے بارے میں پوچھو گے جو سینکڑوں لوگوں کو ہدایت پر لائے گا اور جو سینکڑوں لوگوں کو گمراہ کرے گا میں تم کو اُسکے بارے میں بھی بتا دُوں گا۔ (امام ابن أبي شیبۃ المصنف، جلد ۷: حدیث ۳۴۷۷۳)،
(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۴: ص ۱۸۶)

صفحہ نمبر: ۹۲

حدیث نمبر: ۱۸۴
صحتِ حدیث: ضعیف

حدیث نمبر: ۱۸۵
صحتِ حدیث: حسن

حدیث نمبر: ۱۸۶
صحتِ حدیث: صحیح

صفحہ نمبر: ۹۳
حدیث نمبر: ۱۸۷
صحتِ حدیث: موضوع

187 عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: لَوْ طُوِيَتْ لِي وِسَادَةٌ لَحَكَمْتُ بَيْنَ أَهْلِ التَّوْرَاةِ بِتَوْرَاتِهِمْ، وَبَيْنَ أَهْلِ الْإِنْجِيلِ بِإِنْجِيلِهِمْ، وَلَقُلْتُ فِي الْبَاءِ مِنْ بِسْمِ اللهِ وَقْرَ سَبْعِينَ جَمَلًا۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ فرماتے ہیں اگر میرے لئے مسند لگائی جائے تو میں تورات والوں (یہود) کے درمیان تورات کے مطابق فیصلہ کروں گا اور انجیل والوں (عیسائیوں) کے درمیان انجیل کے مطابق فیصلہ کروں گا اور میں بسم اللہ کی صرف "با" کی تفسیر میں وہ کچھ کہوں (لکھوں) جس سے ستر اُونٹ لادے جائیں۔

(امام زرقانی شرح الزرقانی فی المواهب الدنیة، جلد۱: ص۳۹)

حدیث نمبر: ۱۸۸
صحتِ حدیث: صحیح

188 عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: سَلُونِي عَنْ كِتَابِ اللهِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ آيَةٍ إِلَّا وَقَدْ عَرَفْتُ بِلَيْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِنَهَارٍ فِي سَهْلٍ أَمْ فِي جَبَلٍ۔

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مجھ سے اللہ کی کتاب (قرآن) کے بارے میں جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو۔ بے شک اُس میں (قرآن) کی کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں جس کا مجھے علم (معرفت) نہ ہو کہ وہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو، میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ (غار) میں۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینة ودمشق جلد ۴۲: ص۳۹۸)، (امام ابنِ سعد طبقات الکبریٰ، جلد ۲: ص۳۳۸)
(امام ابنِ عبد البر جامع بیان العلم وفضلہ، جلد ۱: ص ۱۱۴)

حدیث نمبر: ۱۸۹
صحتِ حدیث: موضوع

189 عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: سَلُونِي قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُونِي، سَلُونِي عَنْ طُرُقِ السَّمَاءِ، فَإِنِّي أَعْرَفُ بِهَا مِنْ طُرُقِ الْأَرْضِ۔

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مجھ سے پوچھو (یعنی سوال کرو) اس سے پہلے کہ تم مجھ کو اپنے درمیان نہ پاؤ۔ مجھ سے آسمان کے راستوں کے بارے میں پوچھو بے شک میں اُنہیں زمین کے راستوں سے بڑھ کر جانتا ہوں۔

(امام ذہبی المنتقی من منهاج الاعتدال، جلد ۱: ص ۳۴۲)

190 عَنْ ضِرَارِ بْنِ ضَمْرَةَ الْكِنَانِيِّ رضي الله عنه فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: إِنَّ عَلِيًّا كَانَ وَاللهِ بَعِيْدَ الْمَدٰى، شَدِيْدَ الْقُوٰى، يَقُوْلُ فَصْلًا وَيَحْكُمُ عَدْلًا، يَتَفَجَّرُ الْعِلْمُ مِنْ جَوَانِبِهِ، وَتَنْطِقُ الْحِكْمَةُ مِنْ نَوَاحِيْهِ۔

حضرت ضرار بن ضمرہ کنانی رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم، بے شک حضرت علی علیہ السلام دور اندیش، بہت زیادہ قوت (طاقت) والے، قولِ فیصل والے، اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے والے تھے۔ اُن کے پہلوؤں سے علم پھوٹتا تھا اور اُنکے جوانب (اطراف) سے حکمت بولتی تھی۔

(امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ ودمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۵)،
(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۸۴)

191 عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَكَانَ فِي أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَحَدٌ أَعْلَمَ مِنْ عَلِيٍّ علیہ السلام؟ قَالَ: لَا وَاللهِ مَا أَعْلَمُهُ۔

عبدالملک بن ابی سُلیمان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم میں کوئی حضرت علی علیہ السلام سے بڑھ کر بھی علم والا تھا؟ اُنہوں (عطاء) نے فرمایا نہیں اللہ کی قسم میں ایسے کسی صحابی کو نہیں جانتا (جو حضرت علیؓ سے بڑھ کر علم رکھتا ہو)۔

(امام ابن ابی شیبۃ المصنف، جلد ۶، حدیث ۳۲۱۰۹)، (امام محب طبری ذخائر العقبیٰ، جلد ۱: ص ۷۸)،
(امام ابن عبد البر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۴)

192 عَنْ نَصِيْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْأَحْمَسِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: وَاللهِ مَا نَزَلَتْ آيَةٌ إِلَّا وَقَدْ عَلِمْتُ فِيْمَا نَزَلَتْ وَأَيْنَ نَزَلَتْ وَعَلٰى مَنْ نَزَلَتْ، إِنَّ رَبِّي وَهَبَ لِي قَلْبًا عَقُوْلًا وَلِسَانًا طَلْقًا۔

صفحہ نمبر: ۹۴
حدیث نمبر: ۱۹۰
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

حدیث نمبر: ۱۹۱
صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۱۹۲
صحتِ حدیث: حسن

حضرت نصیر بن سلیمان الاحمسی اپنے والد سے اور وہ مولا علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مولا علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم میں (قرآن کی) ہر آیت کا علم رکھتا ہوں کہ وہ (آیت) کس کے بارے میں نازل ہوئی، اور کہاں نازل ہوئی، اور کس موقع پر نازل ہوئی۔ بے شک میرے ربّ نے مجھے فہم و فراست والا دل اور فصاحت و بلاغت والی زبان عطا کی ہے۔

(امام ابنِ سعد طبقات الکبریٰ، جلد ۲: ص ۳۳۸)، (امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۶۸)

193 عَنْ جَحْدَبٍ التَّيْمِيِّ قَالَ. سَمِعْتُ عَطَاءً. قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا عَلِيٌّ أَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ۔

حضرت جحدب التیمی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے سنا کہ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: علی علیہ السلام تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سنتِ (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا علم رکھنے والے ہیں۔

(امام بخاری التاریخ الکبیر، جلد ۲، حدیث ۲۲۷۷، جلد ۳: حدیث ۷۶۷)،
(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۸)

194 عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام أَرْسَلَهُ إِلَى زَيْدِ بْنِ صُوحَانَ. فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنِّي مَا عَلِمْتُكَ لَبِذَاتِ اللهِ عَلَيْمٌ، وَ إِنَّ اللهَ لَفِي صَدْرِكَ عَظِيْمٌ۔

حضرت شعبی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اُنکو زید بن صوحان کی طرف روانہ کیا تو اُنہوں (عبداللہ بن عباسؓ) نے کہا اے امیر المومنین (مولا علیؑ) بے شک میں آپؑ کو اللہ کی ذات کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا جانتا ہوں اور بے شک اللہ تعالیٰ (کی حقیقت و معرفت) آپ کے سینہ مبارک میں سب سے زیادہ ہے۔

(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۷۲)

صفحہ نمبر: ۹۵
حدیث نمبر: ۱۹۳
صحتِ حدیث: حسن

حدیث نمبر: ۱۹۴
صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

صفحہ نمبر: ۹۶

حدیث نمبر: ۱۹۵

صحتِ حدیث: ضعیف

195 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَأَقْضٰى أُمَّتِي عَلِيُّ بْنُ أَبِيَ طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری اُمت کے سب سے بڑے قاضی (قرآن و حدیث سے فیصلہ کرنے والے) علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

(امام طبرانی المعجم الصغیر، جلد ۱: حدیث ۵۵۶)، (امام ابن عساکر تاریخ مدینة دمشق، جلد ۴۲: ص ۱۱۲)

حدیث نمبر: ۱۹۶

صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

196 عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم أَعْلَمُ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میری ساری اُمت میں میرے بعد سب سے بڑا عالم (علم والا) علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے۔

(امام دیلمی مُسند الفردوس، جلد ۱: حدیث ۱۴۹۱)، (امام ہندی کنز العمال، جلد ۱۱: حدیث ۳۲۹۷۷)

حدیث نمبر: ۱۹۷

صحتِ حدیث: صحیح

197 عَنْ هُبَيْرَةَ قَالَ: خَطَبَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عليه السلام فَقَالَ: لَقَدْ فَارَقَكُمْ رَجُلٌ بِالْأَمْسِ لَمْ يَسْبِقْهُ الْأَوَّلُوْنَ بِعِلْمٍ، وَلَا يُدْرِكُهُ الْآخِرُوْنَ. كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَبْعَثُهُ بِالرَّايَةِ، جِبْرِيْلُ عَنْ يَمِيْنِهِ، وَ مِيْكَائِيْلُ عَنْ شِمَالِهِ لَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يُفْتَحَ لَهُ۔

حضرت ھُبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ امام حسن بن علی علیہ السلام نے ہم کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا! تحقیق گذشتہ کل تم سے وہ شخص (مولا علیؑ) جُدا ہو گیا ہے جن سے نہ تو پہلے لوگ (علم میں سبقت حاصل کر سکے اور نہ ہی بعد میں آنے والے اُنکے علمی مقام کو پا سکیں گے (اس کا ادراک نہ کر سکیں گے) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو اپنا جھنڈا دے کر (جنگ پر) بھیجتے تھے تو جبریل علیہ السلام اُنکی دائیں اور میکائیلؑ اُنکی بائیں طرف ہوتے تھے وہ (مولا علیؑ) فتح حاصل کرنے تک واپس نہیں پلٹتے تھے۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۱، حدیث ۱۷۱۹)، (امام طبرانی المعجم الاوسط، جلد ۲: حدیث ۲۱۵۵)

صفحہ نمبر: ۹۷
حدیث نمبر: ۱۹۸
صحتِ حدیث: ضعیف،لکن الأثر هو الألطف

حدیث نمبر: ۱۹۹
صحتِ حدیث: صحیح

198 سُئِلَ الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ الْبَصْرِيُّ رضي الله عنه عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام فَقَالَ: كَانَ عَلِيٌّ وَاللهِ سَهْمًا صَائِبًا مِنْ مَرَامِي اللهِ عَلٰى عَدُوِّهٖ، وَرَبَّانِيُّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَذَافَضْلِهَا وَذَاسَابِقَتِهَا، وَذَا قَرَابَتِهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم لَمْ يَكُنْ بِالنَّوْمَةِ عَنْ أَمْرِ اللهِ وَلاَ بِالْمَلُوْمَةِ فِي دِيْنِ اللهِ وَلَا بِالسَّرُوْقَةِ لِمَالِ اللهِ، أَعْطَى الْقُرْآنَ عَزَائِمَهٗ فَفَازَ مِنْهُ بِرِيَاضٍ مُوْنِقَةٍ۔

حضرت حسن بن ابوالحسن البصری رضی اللہ عنہ سے حضرت علی بن ابی طالبؑ کے بارے میں سوال کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم حضرت علی علیہ السلام اللہ کے دشمنوں پر اللہ کے پھینکے ہوئے تیروں میں سے ایک (تیر) تھے اور وہ (علیؑ) اِس اُمت کے عالمِ ربانی اور صاحبِ افضلیت اور سبقت لے جانے والے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ قرابت والے، اور (علیؑ) اللہ کے امر (حکم) سے غافل نہ تھے اور نہ ہی اللہ کے دین (اسلام) میں ملامت زدوں میں سے تھے، اور نہ ہی اللہ کے مال کو چُرانے والوں میں سے تھے، اُنہوں (علیؑ) نے قرآن کو اپنے عزائم (ارادے) سونپ دیئے اور اُس میں سے رونق والے باغات کے ساتھ سُرخرو (کامیاب) ہوئے۔

(امام ابنِ عبدالبر، الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۱۰)

199 عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي الطُّفَيْلِ رضي الله عنه قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام وَ هُوَ يَخْطُبُ وَ هُوَ يَقُوْلُ: سَلُوْنِي، فَوَاللهِ، لَا تَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ يَكُوْنُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلاَّ أَخْبَرْتُكُمْ بِهٖ، وَسَلُوْنِي عَنْ كِتَابِ اللهِ، فَوَاللهِ مَامِنْهُ آيَةٌ إِلاَّ وَأَنَا أَعْلَمُ بِلَيْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِنَهَارٍ أَمْ بِسَهْلٍ أَمْ بِجَبَلٍ، فَقَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ، وَأَنَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ عَلِيٍّ عليه السلام وَهُوَ خَلْفِي، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ الْبَيْتَ الْمَعْمُوْرَ، مَا هُوَ؟ قَالَ: ذَاكَ الضُّرَاحُ فَوْقَ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ تَحْتَ الْعَرْشِ، يَدْخُلُهٗ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

حضرت وھب بن عبداللہ بن ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے دیکھا وہ فرما رہے تھے مجھ سے سوال کرو اللہ کی قسم قیامت تک جس چیز کے بارے میں تم کوئی سوال کرو گے میں تم کو اُسکے بارے میں بتادوں گا۔اور مجھ سے اللہ کی کتاب (قرآن) کے بارے میں سوال کرو اللہ کی قسم کوئی ایک آیت ایسی نہیں جس کا مجھے علم نہ ہو وہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو، میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر، ابن الکواء کھڑے ہوئے، راوی کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؑ اور اُنکے درمیان بیٹھا تھا اور وہ میرے پیچھے تھے، ابن الکواء نے پوچھا کیا آپؑ بیت المعمور کے بارے میں جانتے ہیں؟ مولا علی علیہ السلام نے فرمایا وہ ایک سوراخ ہے۔جو سات آسمانوں کے اُوپر اور عرش کے نیچے ہے اُس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں مگر وہ قیامت تک دوبارہ واپس نہیں آسکیں گے۔

(امام محمد بن عبداللہ اَزرقی، اخبار مکۃ، جلد ۱: ص ۵۰)

200 عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه مَرْفُوْعًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم عَلِيٌّ بَابُ عِلْمِي وَ مُبَيِّنٌ لِأُمَّتِي، مَا أُرْسِلْتُ بِهِ مِنْ بَعْدِي، حُبُّهُ إِيْمَانٌ وَ بُغْضُهُ نِفَاقٌ، وَالنَّظَرُ إِلَيْهِ رَأْفَةٌ، وَ مَوَدَّتُهُ عِبَادَةٌ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی علیہ السلام میرے علم کا دروازہ ہے اور جو (دین) دے کر مجھے بھیجا گیا ہے، میرے بعد میری اُمت کیلئے اُسکی (دین) وضاحت کرنے والا ہے۔اُس (علیؑ) کی محبت ایمان ہے اور اُس (علیؑ) کا بُغض نفاق ہے اور اس (علیؑ) کی طرف دیکھنا بھی باعثِ آرام وسکون ہے اور اس (علیؑ) کی مودّت عبادت ہے۔

(امام ہندی کنز العمال، جلد ۱۱: حدیث ۳۲۹۸۱)، (امام دیلمی مُسند الفردوس، جلد ۳: حدیث ۴۱۸۱)

(امام ابن حجر مکی الصواعق المحرقہ، جلد ۲: ص ۳۵۸ بیروت، لبنان)

201 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم أَنَا دَارُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں علم کا گھر ہوں اور علی علیہ السلام اُس کا دروازہ ہے۔

(امام محب الدین طبری، ذخائر العقبیٰ و مناقب ذوی القربیٰ، جلد ۱: ص ۷۷)

صفحہ نمبر: ۹۸
حدیث نمبر: ۲۰۰
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۲۰۱
صحتِ حدیث: حسن

202 عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ النَّخْعِيِّ قَالَ: لَمَّا بُوْيِعَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام عَلَى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ وَهُوَ وَاقِفٌ بَيْنَ يَدَيِ الْمِنْبَرِ۔ إِذَا نَحْنُ بَايَعْنَا عَلِيًّا فَحَسْبُنَا. أَبُوْ حَسَنٍ مِمَّا يُخَافُ مِنَ الْفِتَنِ، وَجَدْنَاهُ أَوْلَى النَّاسِ بِالنَّاسِ أَنَّهُ. أَطَبُّ قُرَيْشٍ بِالْكِتَابِ وَبِالسُّنَنِ، وَإِنَّ قُرَيْشًا مَا تَشُقُّ غُبَارَهُ، إِذَا مَا جَرَى يَوْمًا عَلَى الضُّمَّرِ الْبَدَنِ، وَفِيْهِ الَّذِي فِيْهِمْ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ، وَمَا فِيْهِمْ كُلُّ الَّذِي فِيْهِ مِنْ حَسَنٍ۔

حضرت ابو اسحاق، حضرت اسود بن یزید النخعی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر بیعت کی گئی تو حضرت خزیمہ بن ثابتؓ نے منبر کے سامنے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھ کر سنائے۔

جب ہم نے مولا علی علیہ السلام کی بیعت کی تو ہم نے یقین کیا کہ ابوالحسن علیہ السلام (مولا علیؑ) اُن افراد میں سے ہیں جن سے فتنے خوف کھاتے ہیں۔

ہم نے اُن کو (حضرت علیؑ) تمام لوگوں سے بڑھ کر لوگوں کے قریب پایا بے شک وہ (مولا علیؑ) قریش میں سے سب سے بڑھ کر کتاب وسنت کے عالم تھے۔

بے شک قریش اُن کی (مولا علیؑ) راہ کی دھول تک بھی نہیں پہنچ سکتے جب وہ کسی روز طاقت والے گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں، ان (مولا علیؑ) میں ہر طرح کی خیر (بھلائی) موجود ہے۔ جبکہ باقی تمام قریش میں وہ خوبیاں (صفات) نہیں پائی جاتیں جو ان (مولا علیؑ) میں پائی جاتی ہیں۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۵۹۵)

203 عَنْ بَسَّامِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الصَّيْرَفِيِّ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: رَأَيْتُ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ. فَقَالَ: سَلُوْنِي قَبْلَ أَنْ لَا تَسْأَلُوْنِي، وَلَنْ تَسْأَلُوْا بَعْدِي مِثْلِي، قَالَ: فَقَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ فَقَالَ: يَا

صفحہ نمبر: ۹۹
حدیث نمبر: ۲۰۲
صحتِ حدیث: ضعیف

حدیث نمبر: ۲۰۳
صحتِ حدیث: صحیح

صفحہ نمبر: ۱۰۰
حدیث نمبر: ۲۰۴
صحتِ حدیث: حسن

أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ. مَا﴿ وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝۱ قَالَ: الرِّيَاحُ. قَالَ: فَمَا﴿فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝۲ ﴾قَالَ: السَّحَابُ. قَالَ: فَمَا﴿ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝۳ ﴾ قَالَ: السُّفُنُ. قَالَ: فَمَا﴿ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝۴ ﴾ قَالَ: الْمَلَائِكَةُ. قَالَ: فَمَنْ ﴿الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝۲۸ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝۲۹ ﴾ قَالَ مُنَافِقُوْا قُرَيْشٍ۔

حضرت بسام بن عبد الرحمن الصیرفی حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں میں نے دیکھا امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام منبر پر کھڑے ارشاد فرما رہے تھے مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ تم مجھ سے سوال نہ کر سکو اور نہ ہی میری مثل میرے بعد سوال کر سکو گے وہ (راوی) کہتے ہیں پس اس پر ابن الکواء کھڑے ہوئے اور کہا۔ اے امیر المومنین علیہ السلام:

(قسم ہے اڑا کر بکھیرنے والیوں کی سورۃ الذاریات: ۱) اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ (مولا علیؑ) نے فرمایا **"ہوائیں"** پھر پوچھا (بوجھ اُٹھانے والیاں سورۃ الذاریات: ۲)" سے کیا مراد ہے۔ فرمایا (مولا علیؑ) **"بادل"** اور پھر پوچھا "آہستہ آہستہ چلنے والیاں (سورۃ الذاریات: ۳)" سے کیا مراد ہے؟ آپ (مولا علیؑ) نے جواب دیا **"کشتیاں"** پھر پوچھا (اور کام تقسیم کرنے والے سورۃ الذاریات: ۴) سے کیا مراد ہے؟ جواب فرمایا **"فرشتے"** پھر پوچھا (وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا اور اُنہوں نے اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اُتار دیا، وہ دوزخ ہے جس میں ڈالیں جائیں گے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔ (سورۃ ابراہیم: ۲۸تا۲۹)، اس سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپؑ (مولا علیؑ) نے جواب دیا اس سے قریش کے **منافقین** مراد ہیں۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۲: حدیث ۳۷۳۶)، (امام طبری جامع البیان فی تفسیر القرآن، جلد ۱۳: ص ۲۲۱)

204 عَنْ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي بِخَطِّ يَدِهِ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَام: أَوَمَا تَرْضَيْنَ أَنِّي زَوَّجْتُكِ أَقْدَمَ أُمَّتِي سِلْمًا. وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا. وَأَعْظَمَهُمْ حِلْمًا۔

صفحہ نمبر: ۱۰۱

حدیث نمبر: ۲۰۵

صحتِ حدیث: ضعیف

حدیث نمبر: ۲۰۶

صحتِ حدیث: ضعیف جدا

حضرت ابو عبدالرحمٰن ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کی کتاب میں اُنکے ہاتھ سے لکھی ہوئی یہ حدیث پائی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ بتول زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا: کیا تم (فاطمہ سلام اللہ علیہا) اس پر راضی نہیں ہو کہ میں نے تیری شادی (نکاح) اُس شخص (مولا علیؑ) سے کی ہے جو میری ساری اُمت میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے اور اُن (اُمت) میں سب سے زیادہ علم والا ہے، اور اُن سب سے بڑا حلم (نرم مزاج) والا ہے۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۵: حدیث ۲۰۳۲۲)، (امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد ۲۰ حدیث ۵۳۸)، (امام ہیثمی مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، جلد ۹: ص ۱۰۱)

205 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: زَوَّجْتُكِ يَا بُنَيَّةُ، أَعْظَمَهُمْ حِلْمًا، وَأَقْدَمَهُمْ سِلْمًا وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے میری بیٹی (فاطمہ سلام اللہ علیہا) میں نے تیری شادی اُس شخص (حضرت علیؑ) سے کی ہے جو سب سے بڑا حلم (نرم مزاج) والا ہے سب سے پہلے قبول اِسلام (اعلان) کرنے والا ہے اور سب سے زیادہ اُن میں (ساری اُمت) سے علم والا ہے۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۱۳۲)

206 عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ عليها السلام أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: زَوَّجْتُكِ أَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ، وَأَقْدَمَهُمْ سِلْمًا، وَأَفْضَلَهُمْ حِلْمًا۔

حضرت مسروق اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ مجھ سے حضرت فاطمة الزهراء علیہا السلام نے یہ حدیث بیان کی کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اُن (فاطمہ بتول علیہا السلام) سے ارشاد فرمایا: (اے بیٹی) میں نے تیری شادی اُس شخص (مولا علیؑ) سے کی جو تمام ایمان والوں میں سب سے زیادہ علم والا ہے۔ اور اُن میں (ایمان والوں) سے سب سے پہلے اسلام لانے (اعلانِ اسلام) والا ہے اور حلم (نرم مزاج) میں اُن (ایمان والوں) سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۱۳۲)

207 عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِفَاطِمَةَ علیہا السلام
زَوَّجْتُكِ أَقْدَمَهُمْ سِلْمًا، وَأَعْظَمَهُمْ حِلْمًا، وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا۔

حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزھراء سلام اللہ علیہا سے ارشاد فرمایا (اے بیٹی) میں نے تیری شادی اُس شخص (حضرت علیؑ) سے کی ہے جو میری اُمت میں سب سے پہلے قبولِ اسلام (اعلان) کرنے والا ہے اور اُن (میری اُمت) میں سب سے بڑا حلم (نرم مزاج) والا ہے اور اُن (میری اُمت) میں سب سے زیادہ علم والا ہے۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ دمشق، جلد ۴۲: ص ۱۳۳)

208 عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ لِفَاطِمَةَ علیہا السلام:
أَمَّا تَرْضَيْنَ أَنِّي زَوَّجْتُكِ أَقْدَمَهُمْ سِلْمًا، وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا، وَأَفْضَلَهُمْ حِلْمًا،
وَاللهِ إِنَّ ابْنَيْكِ لَمِنْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد (حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزھراء سلام اللہ علیہا سے ارشاد فرمایا (اے بیٹی) کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میں نے تیری شادی اُس شخص (حضرت علیؑ) سے کی ہے جو (میری ساری اُمت میں) سب سے پہلے اسلام (اعلانِ اسلام) لانے والا ہے۔ اور اُن میں (ساری اُمت میں) سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اللہ کی قسم: بے شک تیرے بیٹے (حسنؑ و حسینؑ) جنت کے نوجوانوں میں سے ہیں۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ دمشق جلد ۴۲: ص ۱۳۲)

209 عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْحَنَفِيِّ عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِيَهْنِكَ
الْعِلْمُ أَبَا الْحَسَنِ، لَقَدْ شَرِبْتَ الْعِلْمَ شُرْبًا، وَنَهِلْتَهُ نَهْلًا۔

حضرت ابو صالح حنفی حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوالحسن علیہ السلام (مولا علیؑ کی کنیت) تم کو علم مبارک ہو، تحقیق تم علم سے خوب سیراب ہوئے ہو اور تم نے (چشمۂ علم) سے خوب جی بھر کر پیا ہے۔

(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۶۵)

صفحہ نمبر: ۱۰۲
حدیث نمبر: ۲۰۷
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

حدیث نمبر: ۲۰۸
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۲۰۹
صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

210 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا. فَمَنْ أَرَادَ الْمَدِيْنَةَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ۔

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اُس کا دروازہ ہے، پس جو اس شہر میں داخل ہونا چاہتا ہے اُس کو چاہیے کہ وہ اس (مولا علیؑ) دروازے سے آئے۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۶۳۷)، (امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد ۱۱: حدیث ۱۱۰۶۱)
(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ دمشق، جلد ۴۲: ص ۳۷۹)، (خطیب بغدادی تاریخ بغداد، جلد ۷: ص ۱۷۲)
(امام ابنِ عدي الکامل، جلد ۵: ص ۶۷)

211 عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ: يَقُوْلُ: أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا. فَمَنْ أَرَادَالْعِلْمَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا: میں علم کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اُس کا دروازہ ہے، پس جو علم حاصل کرنا چاہتا ہے اُس کو چاہیے کہ وہ اس (مولا علیؑ) دروازے پر آئے۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۶۳۹)، (امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ دمشق، جلد ۴۲: ص ۳۷۹)
(خطیب بغدادی تاریخِ بغداد، جلد ۴: حدیث ۲۱۸۶)، (امام ابنِ عدي الکامل، جلد ۳: ص ۴۱۲)

212 عَنِ الْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ. عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَأَنْتَ بَابُهَا يَا عَلِيُّ كَذَبَ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَدْخُلُهَا مِنْ غَيْرِ بَابِهَا۔

حضرت اَصبغ بن نباتہ رضی اللہ عنہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور اے علی علیہ السلام تم اُس کا دروازہ ہو، جس نے یہ خیال کیا کہ وہ اس شہرِ علم میں دروازے (علیؑ) کے بغیر داخل ہو جائے گا تو اُس نے جھوٹ بولا، (علیؑ کے بغیر کوئی محمد ﷺ تک نہیں پہنچ سکتا)

(امام جلال الدین سیوطی، الآلي المصنوعۃ، جلد ۱: ص ۳۰۷)

صفحہ نمبر: ۱۰۳
حدیث نمبر: ۲۱۰
صحتِ حدیث: حسن

حدیث نمبر: ۲۱۱
صحتِ حدیث: حسن / حسن لغیرہ

حدیث نمبر: ۲۱۲
صحتِ حدیث: موضوع

صفحہ نمبر: ۱۰۴

حدیث نمبر: ۲۱۳

صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: حضرت جابر بن عبد اللہ ﷺ سے مروی حدیث صرف ﴿أَنْتُمُ الْيَوْمَ خِيَارُ أَهْلِ الْأَرْضِ﴾ تک ہے اور یہ حدیثِ صحیح ہے بخاری و مسلم اور کئی دیگر کتبِ حدیث میں وارد ہے۔ مگر مناقبِ خوارزمی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منسوب قول کی وجہ سے یہ حدیث موضوع ہے۔ نہ جانے کون کذاب تھا جو حدیثِ رسول ﷺ سے مطمئن نہ ہوا کہ اس نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر افترا طرازی کرتے ہوئے انہی کی طرف سے قول کا اضافہ کر دیا۔ اور اس طرح سے ساری حدیث کو موضوعیت کا رنگ دے دیا۔ اور افسوس ہے خوارزمی پر کہ انھوں اس من گھڑت حدیث کو بغیرِ نقد نقل کر دیا۔ صرف اتنا کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے جو کہ کافی نہیں۔ حدیثِ مرسل اگرچہ حدیثِ ضعیف ہوتی ہے لیکن وضعی نہیں ہوتی جبکہ خوارزمی کی نقل کردہ حدیث پر آثارِ وضع بخوبی چھائے ہوئے ہیں۔ اس کے باوجود انھوں نے اسے مناقب میں جگہ دے دی انتہائی افسوسناک بات ہے۔ اس طرزِ نقل سے تو علماء پر سے اعتماد ہی اٹھ جاتا ہے۔

صفحہ نمبر: ۱۰۴

حدیث نمبر: ۲۱۴

صحتِ حدیث: موضوع کذب

کنز البرهان علی أفضلیة علي في القرآن 104

آیت نمبر 13

❖ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ○

یقیناً راضی ہوگیا اللہ اُن ایمان والوں سے جب وہ بیعت کر رہے تھے آپؐ کی اُس درخت کے نیچے پس جان لیا اُس نے جو کچھ اُن کے دلوں میں تھا۔

(سورۃ الفتح: آیت ۱۸)

اِس آیتِ کریمہ کے بارے میں امام موفق بن احمد مکی المعروف امام خوارزمی روایت کرتے ہیں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہ یہ آیت اہلِ حدیبیہ کے بارے میں نازل ہوئی:

213 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِصَحَابَةِ أَنْتُمُ الْيَوْمَ خِيَارُ أَهْلِ الْاَرْضِ: فَقَالَ جَابِرُ وَ أَوْلَى النَّاسِ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا آج تم تمام اہلِ زمین سے بہتر ہو حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے سب سے زیادہ حقدار علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

(امام موفق بن احمد مکی حنفی خوارزمی: مناقب خوارزمی صفحہ ۲۷۵)

214 عَنْ أَبُوْ مُوْسٰى حُمَيْدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا أَبَا بَكْرٍ هٰذَا الَّذِيْ تَرَاهُ وَزِيْرِيْ فِي السَّمَآءِ وَوَزِيْرِيْ فِي الْاَرْضِ يَعْنِيْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام فَإِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَلْقَى اللّٰهُ وَ هُوَ عَنْكَ رَاضٍ فَأَرْضِ عَلِيًّا فَإِنَّ رَضَاهُ رِضَا اللّٰهِ وَغَضْبُهُ غَضْبُ اللّٰهِ۔

حضرت ابو موسیٰ حمیدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایااے ابو بکر رضی اللہ عنہ یہ (علیؑ) وہ شخص ہے جس کو تُو دیکھ رہاہے یہ میرا آسمان میں بھی وزیر ہے اور یہ میرا زمین میں بھی وزیر ہے یعنی علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام۔ اگر تُو چاہتا ہے اللہ تعالیٰ سے تیری ملاقات ہو اور وہ (اللہ تعالیٰ) تجھ سے راضی ہو تو تم علی علیہ السلام کو راضی کرلو۔ کیونکہ اس کی (علیؑ) رضا اللہ کی رضا ہے اوراِس کا غصب اللہ کا غضب ہے۔

(امام شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودۃ: ص 75، بیروت لبنان)

اِس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت سب سے زیادہ پورے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت میں مولا علی علیہ السلام سے راضی ہے۔ آپؑ کا ہر عمل اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہے۔ اور علیؑ کی رضا کو اللہ نے اپنی رضا اور علیؑ کی ناراضگی کو اللہ نے اپنی ناراضگی قرار دیا ہے۔ اب ایسی افضلیت علیؑ کے سوا کسی صحابی کو عطا نہیں ہوئی۔

صفحہ نمبر: ۱۰٦
حدیث نمبر: ۲۱۵
صحتِ حدیث: موضوع

آیت نمبر 14 15

❖ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِى النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾

جو شخص (اُس دن) نیکی لے کر آئے گا اُس کے لیئے اس سے بہتر (جزا) ہو گی اور وہ لوگ اُس دن گھبراہٹ سے محفوظ و مامون ہوں گے۔ اور جو شخص بُرائی لے کر آئے گا تو اُن کے منہ آگ میں اوندھے ڈالے جائیں گے۔ بس تمہیں وہی بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے۔
(سورۃ النمل: آیات ۸۹،۹۰)

اِن آیاتِ کریمہ کے ذیل میں امام ثعلبیؒ اپنی تفسیر میں روایت لے کر آئے ہیں:

215 عَنْ أَبُوْدَاوُدَ السَّبِيْعِيُّ عَنْ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْهُذَلِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ، أَلَا أُنَبِّئُكَ بِالْحَسَنَةِ الَّتِي مَنْ جَاءَ بِهَا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ، وَالسَّيِّئَةِ الَّتِي مَنْ جَاءَ بِهَا أَكَبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ، وَلَمْ يُقْبَلْ مَعَهَا عَمَلٌ؟ قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: الْحَسَنَةُ حُبُّنَا وَالسَّيِّئَةُ بُغْضُنَا۔

ابو داؤد السبیعی نے ابو عبداللہ الہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اُنہوں نے کہا کہ میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا تو اُنہوں نے فرمایا: اے عبداللہ کیا میں تم کو اس نیکی کی خبر نہ دوں جو اُسے پورا کرے گا اللہ اُس کو جنت میں داخل کرے گا اور اُس برائی کی جو اُسے کرے گا اللہ اُس کو جہنم میں اوندھے منہ ڈالے گا اور اِس برائی کے ساتھ اس کا عمل قبول نہیں ہو گا میں نے کہا کیوں نہیں آپؑ بتائیں اُنہوں نے فرمایا نیکی ہم سے محبت کرنا ہے اور بُرائی ہم سے بغض رکھنا ہے۔

(امام ثعلبی۔ الکشف والبیان جلد ۷ صفحہ ۲۳۰،۲۳۱)
(شیخ اسماعیل حقی، روح البیان، جلد ٦ صفحہ ۲۷۴،۲۷۵)
(امام ابن ابی حاتم تفسیر: جلد ۹ حدیث ۱۷۱۹۱)

ایک اور روایت میں مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

216 وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ عَلِيّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام: الْحَسَنَةُ حُبُّنَا أَهْلَ الْبَيْتِ، وَالسَّيِّئَةُ بُغْضُنَا مَنْ جَاءَ بِهَا أَكَبَّهُ اللّٰهُ عَلَى وَجْهِهِ فِي النَّارِ۔

ایک اور روایت میں مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں نیکی سے مراد ہم اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ سے محبت کرنا ہے اور بُرائی سے مراد ہم سے بغض رکھنا ہے چنانچہ جو اس بُرائی کے ساتھ آئے گا اللہ اُس کو منہ کے بل آگ میں ڈالے گا۔

(امام ثعلبی تفسیر الکشف والبیان، جلد ۷ صفحہ ۲۲۹)

ایک اور روایت اِن الفاظ کے ساتھ ملتی ہے۔

217 أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِحَسَنَةٍ لَا تَضُرُّ مَعَهَا مَعْصِيَةٌ فَقِيلَ: وَمَا هِيَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ قَالَ: حُبُّ أَهْلِ الْبَيْتِ (آلِ الْبَيْتِ عليهم السلام) قَالَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِسَيِّئَةٍ لَا تَنْفَعُ مَعَهَا طَاعَةٌ قِيلَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ بُغْضُهُمْ۔

کیا میں تم کو اُس نیکی کی خبر نہ دوں اُس کے ساتھ کوئی نافرمانی نقصان نہیں پہنچائے گی اُن سے کہا گیا اللہ آپؑ پر رحمت فرمائے وہ کیا ہے اُنہوں نے فرمایا:
اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کی محبت پھر فرمایا کیا میں تمہیں اُس برائی کی خبر نہ دوں اُس کے ساتھ کوئی طاعت نفع نہ پہنچائے گی عرض کیا گیا وہ کیا ہے؟ فرمایا اُن (اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ) سے بُغض رکھنا۔

(امام رویانی مُسند: جلد ۲ صفحہ ۲۵۵ حدیث ۱۵۲)،
(امام ابن حجر عسقلانی مطالب العالیۃ، جلد ۱۶ صفحہ ۲۱۶ حدیث ۳۹۷۲)

اِسی طرح کا مضمون آقا کی ایک اور حدیثِ مبارکہ میں بھی بیان ہوا ہے۔

218 عَنْ أَبُو سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يُبْغِضُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَكَبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ۔

صفحہ نمبر: ۱۰۷
حدیث نمبر: ۲۱۶
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۲۱۷
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۲۱۸
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

صفحہ نمبر: ۱۰۸
حدیث نمبر: ۲۱۹
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۲۲۰
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے ہم اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ سے جو بھی بغض رکھے گا اللہ اُس کو جہنم میں اوندھے مُنہ ڈالے گا۔

(امام حافظ حاکم حسکانی شواہد التنزیل صفحہ ۲۰۳)

ایک اور حدیث میں بھی آقاؐ کا اسی طرح کا ارشاد ہے۔

219 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَلَوْ أَنَّ رَجُلاً صَفَنَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ ثُمَّ لَقِيَ اللّٰهِ مُبْغِضًا لِبَنِي هَاشِمٍ لَأَكَبَّهُ اللّٰهُ عَلَى وَجْهِهٖ فِي النَّارِ۔

حضرت عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص حجرِ اسود اور مقام ابراہیمؑ کے درمیان ایک ٹانگ پر کھڑا رہا اور پھر اللہ سے اِس حال میں ملا کہ وہ بنی ہاشم سے بغض رکھتا تھا تو اللہ جل جلالہ اُسے مُنہ کے بل جہنم میں ڈالے گا۔

(امام حافظ حاکم حسکانی شواہد التنزیل صفحہ ۲۰۴)

ایک اور حدیث ہے جس کو سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

220 عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم النُّجُوْمُ أَمَانٌ لِأَهْلِ السَّمَاءِ وَأَهْلُ بَيْتِي أَمَانٌ لِأُمَّتِي۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ستارے اہلِ آسمان کے لیئے اَمان (پناہ) ہیں اور میری اہلِ بیتؑ میری اُمت کے لیئے اَمان (پناہ) ہیں۔

(امام رویانی مُسند، جلد ۲ حدیث ۱۵۲)، (امام ابنِ حجر عسقلانی مطالب العالیۃ: جلد ۱۶ حدیث ۳۹۷۰)

آقاؐ نے متعدد مرتبہ اپنی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کی محبت کا صلہ اور ان سے بغض کی سزا اور انجام بیان کیا ہے۔ آقاؐ کی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ میں مولا علی علیہ السلام کا نام سرِفہرست ہے۔ ایک اور حدیث میں آپؐ نے ارشاد فرمایا:

221 عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: النُّجُومُ جُعِلَتْ أَمَانًا لِأَهْلِ السَّمَاءِ وَإِنَّ أَهْلَ بَيْتِي أَمَانٌ لِأُمَّتِي:

ایاس بن سلمہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ستاروں کو آسمان والوں کے لئے پناہ بنایا گیا ہے۔ اور میری اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ میری اُمت کے لئے پناہ (امان) ہے۔

(امام طبرانی معجم الکبیر جلد ۷ حدیث ۶۲۶۰)، (امام دیلمی مُسند الفردوس جلد ۴ حدیث ۶۹۱۴)

(امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد ۹ صفحہ ۱۷۵)

ایک اور حدیثِ پاک مولا علی علیہ السلام سے روایت ہے آقا نے فرمایا:

222 عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: النُّجُومُ أَمَانٌ لِأَهْلِ السَّمَاءِ إِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ ذَهَبَ أَهْلُ السَّمَاءِ وَأَهْلُ بَيْتِي أَمَانٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ. فَإِذَا ذَهَبَ أَهْلُ بَيْتِي ذَهَبَ أَهْلُ الْأَرْضِ۔

مولا علی علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ آقا نے فرمایا: ستارے اہلِ آسمان کے لیئے پناہ ہیں، جب ستارے مٹ جائیں گے تو اہلِ آسمان بھی مٹ جائیں گے اور میری اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ زمین والوں (اہلِ زمین) کے لئے پناہ ہیں۔ لہٰذا جب میری اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ رُخصت ہو جائے گی تو زمین والے بھی ختم ہو جائیں گے۔

(امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فضائلِ صحابہ جلد ۲ حدیث ۱۱۴۵)

ایک اور حدیثِ پاک میں یہی مضمون بیان ہوا ہے جس کو امام حاکم مستدرک میں لیکر آئے ہیں۔

223 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: النُّجُومُ أَمَانٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنَ الْغَرَقِ، وَأَهْلُ بَيْتِي أَمَانٌ لِأُمَّتِي مِنَ الْاِخْتِلَافِ. فَإِذَا خَالَفَتْهَا قَبِيلَةٌ مِنَ الْعَرَبِ اخْتَلَفُوا فَصَارُوا حِزْبَ إِبْلِيسَ۔

صفحہ نمبر: ۱۰۹
حدیث نمبر: ۲۲۱، ۲۲۲
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۲۲۳
صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: حدیث نمبر ۲۲۰- ۲۲۳ ساری کی ساری تقریباً موضوع ہیں۔ بظاہر ایسی تمام احادیث غیر منطقی اور غیر عقلی (Illogical & Irrational) ہیں۔ ہاں اگر ان میں کوئی logic یا Reason ہے تو اس کا علم صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ہے کیونکہ ان احادیث میں موجود کا مقابلہ غیر موجود سے کیا گیا ہے اور انسانی تجربہ میں ایسا محال ہے۔ پھر تمام امتِ مسلمہ جن مصائب میں سے گزر رہی ہے، پوری دنیا میں مسلم خون کی جو ارزانی ہو چکی ہے ان احادیث کے اندر موجود مواد کا ابطال کر رہی ہے۔ اگر ایسی احادیث کو باطنی سطح پر دیکھا جائے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اہلِ بیت یا صحابہ اپنی غیر موجودگی میں بھی امت کے لیے امان ہیں تو پھر یہی درجہ حضور سید المرسلین ﷺ کو حاصل کیوں نہیں ہے کیونکہ تمام امت بشمول اہلِ بیت و صحابہ کا مرکز و محور تو وہی ذاتِ اقدس ﷺ ہے؟ اور اگر حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو یہ درجہ حاصل ہے تو پھر یہ احادیث کُل کی کُل باطل ہیں۔ واضعین نے انہیں کیوں وضع کیا ہے؟ ان کے کیا مقاصد تھے؟ اور اس سے وہ صحابہ و اہلِ بیت کی بابت کیا بات ثابت کرنا چاہتے تھے؟ اللہ و رسول ﷺ کو ہی اس کا علم ہے ہم ناتوانوں کی فہم سے بالا ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ستارے اہلِ زمین کو غرق ہونے سے بچانے کے لیئے پناہ گاہ ہیں اور میری اہلِ بیت عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ اختلاف میں میری اُمّت کے لیئے پناہ گاہ ہیں جب عرب کا کوئی قبیلہ اِن کی مخالفت کرے گا تو وہ بٹ جائیں گے اور شیطان کا گروہ بن جائیں گے۔

(امام حاکم المستدرک جلد ۳ حدیث ۴۷۱۵)

224 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَا عَلِيُّ إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَتَيْتَ أَنْتَ وَوَلَدُكَ عَلٰى خَيْلٍ بُلْقٍ بِالدُّرِّ وَالْيَاقُوْتِ فَيَأْمُرُ اللّٰهُ بِكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علی علیہ السلام جب قیامت کا دن ہوگا تُم اور تمہاری اولاد رنگ برنگ (چمکدار) گھوڑوں پر سوار ہو کر موتی اور یاقوت کے ساتھ آؤ گے پس اللہ تم لوگوں کو جنت کی طرف (اِسی حال میں) جانے کا حُکم دے گا اور لوگ (یہ منظر و عظمت) دیکھ رہے ہونگے۔

(منتخب کنز العمال علی ہامش مُسند احمد: جلد ۵، ص ۵۱، ۵۲)

225 عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَا عَلِيُّ عليه السلام مَعَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَصًا مِنْ عَصَا الْجَنَّةِ تَذُوْدُ بِهَا الْمُنَافِقِيْنَ عَنْ حَوْضِيْ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے علی علیہ السلام قیامت کے دن تیرے پاس جنت کی لاٹھیوں میں سے ایک لاٹھی (عصا) ہوگی اُس کے ساتھ تُم منافقین کو میرے حوض (کوثر) سے بھگا رہے ہوگے۔

(امام دیلمی مُسند الفردوس: جلد ۵، ص ۳۱۷، حدیث ۸۳۰۵)

226 عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه إِنِّيْ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ أَنَا أَذُوْدُ عَنْ حَوْضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ الْقَصِيْرَتَيْنِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ كَمَا تَذُوْدُ السُّقَاةُ غَرِيْبَةَ الْإِبِلِ عَنْ حِيَاضِهِمْ۔

صفحہ نمبر: ۱۱۰
حدیث نمبر: ۲۲۴
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۲۲۵
صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

حدیث نمبر: ۲۲۶
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

حضرت عبد اللہ بن اجارہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سُنا، میں (علیؑ) اپنے دونوں (ظاہرًا) چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے کفار اور منافقین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض (کوثر) سے بھگاؤں گا۔ جیسے پانی پلانے والے اجنبی اُونٹوں کو اپنے حوضوں سے بھگاتے ہیں۔

(امام ہیثمی مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: جلد ۹ صفحہ ۱۳۷، ۱۳۸ بیروت لبنان)

227 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ إِنَّهُ يُحِلُّ لَكَ فِي الْمَسْجِدِ مَا يُحِلُّ لِيْ يَا عَلِيُّ تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى إِلاَّ النُّبُوَّةَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّكَ تَذُوْدَنَّ عَنْ حَوْضِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رِجَالاً كَمَا يُزَادُ الْبَعِيْرُ الضَّالُّ عَنِ الْمَاءِ بِعَصًا مَعَكَ مِنْ عَوْسَجٍ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى مَقَامِكَ مِنْ حَوْضِيْ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کیلئے ارشاد فرمایا اے علی علیہ السلام بے شک مسجد میں جو کچھ کرنا میرے لیے حلال ہے وہی کچھ تیرے لیئے بھی حلال ہے۔ اے علی علیہ السلام کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ سوائے نبوت کے تم میرے لیئے وہی درجہ و مقام رکھتے ہو جو ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے تھا قسم ہے اُسکی (اللہ) جسکے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک تم قیامت کے دن میرے حوض (کوثر) سے لوگوں (منافقین) کو اپنی عوسج (کانٹوں کے درخت کی لاٹھی) سے اس طرح بھگاؤ گے جیسے گم شدہ اُونٹ کو پانی کے گھاٹ (تالاب) سے بھگایا جاتا ہے جیسا کہ میں اپنے حوض (کوثر) پر تیرے مقام و مرتبہ کو یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر: جلد ۴۵ صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷، بیروت لبنان)

228 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِعَلِيٍّ أَنَا وَهٰذَا (عَلِيٌّ) حُجَّةٌ عَلٰى أُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

صفحہ نمبر: ۱۱۱
حدیث نمبر: ۲۲۷
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

حدیث نمبر: ۲۲۸
صحتِ حدیث: موضوع

صفحہ نمبر: ۱۱۲

حدیث نمبر: ۲۲۹

صحتِ حدیث: موضوع باطل

حدیث نمبر: ۲۳۰

صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: سلیمان قندوزی کی ینابیع المودۃ زیادہ تر موضوعات اور اکاذیب و اباطیل سے اٹی ہوئی کتاب ہے شاید ہی چند ایک حدیثیں ہوں جو صحیح یا ضعیف ہوں باقی سب اسی کتاب "افضلیتِ علی" کی طرح جھوٹ کا پلندہ ہے۔

حدیث نمبر: ۲۳۱

صحتِ حدیث: موضوع

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کیلئے ارشاد فرمایا: میں اور یہ (علیؑ) قیامت کے دن میری اُمّت پر حجت (دلیل) ہوں گے۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر: جلد ۵، حدیث ۹۵۷۷)

229 عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِنَّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَعْطَانِيْ مَفَاتِيْحَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ. فَقَالَ يَاسَلْمَانُ قُلْ لِعَلِيٍّ إِنَّكَ تُخْرِجُ مَنْ تَشَآءُ وَتُدْخِلُ مَنْ تَشَآءُ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنت اور جہنم کی چابیاں مجھ کو عطا کر دی ہیں پھر فرمایا اے سلمان رضی اللہ عنہ علی علیہ السلام سے کہہ دو بے شک تم جس کو چاہو گے داخل کرو گے اور جس کو چاہو گے خارج کرو گے۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۲ صفحہ ۸۰)

230 عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَا عَلِيُّ: إِنَّكَ تَقْرَعُ بَابُ الْجَنَّةِ وَ تَدْخُلُهَا بِلاَ حِسَابٍ وَمَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلاَمِهِ الصَّلاَةُ عَلَيَّ وَعَلٰى عَلِيٍّ يُدْخِلُهُ ذٰلِكَ الْجَنَّةِ۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے روایت ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اے علی علیہ السلام بے شک تم جنت کے دروازے پر دستک دو (کھٹکھٹاؤ) گے اور تم اُس میں بغیر حساب وکتاب کے داخل ہو جاؤ گے اور جس شخص کا آخری کلام مجھ پر اور علیؑ پر درود پڑھنا ہوا تو یہ کام جنت میں داخل کر دے گا۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۲ صفحہ ۸۲)

231 عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الْحِسَابِ لِلْعِبَادِ يَأْمُرُ الْمَلَكَيْنِ فَيَقِفَانِ عَلَى الصِّرَاطِ فَلاَ يَجُوْزُ الصِّرَاطَ أَحَدٌ إِلاَّ بِبَرَاءَةٍ فِيْ وِلاَيَةِ عَلِيٍّ فَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهُ أَكَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهِ فِي النَّارِ۔

صفحہ نمبر: ١١٣
حدیث نمبر: ٢٣٢
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ٢٣٣
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

حدیث نمبر: ٢٣٤
صحتِ حدیث: موضوع

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (قیامت کے دن) جب اللہ تعالیٰ بندوں کے حساب سے فارغ ہو جائیگا تو وہ دو فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ پُل صراط پر کھڑے ہو جائیں (تصدیق کرتے جائیں) پُل صراط سے صرف وہی شخص گزر سکے جس کے پاس ولایتِ علی علیہ السلام کی سند ہو گی پس جس کے پاس یہ سند (پروانہ) نہ ہو گی اللہ اُس کو مُنہ کے بَل جہنم میں گرادے گا۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودة، جلد ۲ صفحہ ۷۵)

232 عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم لِأَبِي بَرْزَةَ رضي الله عنه: يَا أَبَا بَرْزَةَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام أَمِيْنِيْ غَدًا فِي الْقِيَامَةِ وَصَاحِبُ رَايَتِيْ فِي الْقِيَامَةِ عَلِيٌّ مَفَاتِيْحُ خَزَائِنِ رَحْمَةِ رَبِّيْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اے ابو برزہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کل قیامت کے دن میرا امین ہو گا اور قیامت میں میرا (لوائے حمد) جھنڈا اُٹھانے والا ہو گا علی علیہ السلام میرے ربّ کی رحمت کے خزانوں کی چابی ہے۔

(امام ابو نُعیم حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱، صفحہ ٦٦،٦٥)

233 عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صلى الله عليه وآله وسلم عَلِيٌّ يَزْهَرُ فِي الْجَنَّةِ كَكَوَاكِبِ الصُّبْحِ لِأَهْلِ الدُّنْيَا۔

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی علیہ السلام جنت میں ایسے چمکے گا جیسے دُنیا والوں (اہلِ دُنیا) کیلئے صُبح کے ستارے چمکتے ہیں۔

(امام عبد الرؤف المناوی کنوز الحقائق: جلد ۲، ص ۱۹۱ بیروت لبنان)

234 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم إِذْكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَقَامَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ جِبْرَائِيْلَ وَمُحَمَّدًا عَلَى الصِّرَاطِ فَلَا يَجُوْزُهُ أَحَدٌ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ بَرَاءَةٌ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دِن ہو گا تو اللہ تعالٰی جبرائیل علیہ السلام اور محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پُل صراط پر کھڑا کر دیں گے۔ پس پُل صراط سے وہی شخص گزرے گا جس کے پاس علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کا اجازت نامہ ہو گا۔

(امام موفق بن احمد مکی حنفی خوارزمی مناقبِ خوارزمی: صفحہ ۳۲۱)

235 عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَا عَلِيُّ أَنْتَ أَخِيْ وَصَاحِبِيْ وَرَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ۔

حضرت علی المرتضٰی علیہ السلام سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے علیؑ تُو میرا بھائی ہے اور میرا (صاحب) ساتھی اور جنت میں میرا رفیق ہے۔

(منتخب کنزالعمال علی ہامش مُسند امام احمد: جلد ۵ ص ۴۴)

236 عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُنَادُوْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسَبْعَةِ أَسْمَآءَ يَا صِدِّيْقُ، يَا دَالُ، يَا عَابِدُ، يَا هَادِيُ يَا مَهْدِيُّ، يَافَتٰى، يَاعَلِيُّ مَرُّوْا أَنْتَ وَشِيْعَتُكَ إِلَى الْجَنَّةِ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو علی بن ابی طالب علیہ السلام کو سات ناموں کے ساتھ پُکارا جائے گا، اے صدیق (سچا اور تصدیق کرنے والا)، اے رہنمائی کرنے والے، اے عبادت کرنے والے، اے ہدایت دینے والے، اے ہدایت یافتہ اے (مرد) جوان، اے علی علیہ السلام (بلندی والے) تُو اور تیرے پیروکار (گروہ) بغیر حساب کے جنت کی طرف جاؤ (داخل ہو جاؤ)

(امام ابونُعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء: جلد ۱ صفحہ ۸۵)

237 عَنْ أَبِي رَافِعٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ لِعَلِيٍّ: أَنْتَ وَشِيْعَتُكَ تَرِدُوْنَ عَلَيَّ الْحَوْضَ رُوَاءً مُرَوِّيِيْنَ مُبْيَضَّةً وُجُوْهُكُمْ وَإِنَّ عَدُوَّكَ يَرِدُوْنَ عَلَيَّ ظُمَاءً مُقْبَحِيْنَ۔

صفحہ نمبر: ۱۱۴
حدیث نمبر: ۲۳۵
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۲۳۶
صحتِ حدیث: موضوع
تبصرہ: یہ وضعی حدیث حلیہ میں نہیں ہے بلکہ خوارزمی کی کتاب المناقب میں ہے۔

حدیث نمبر: ۲۳۷
صحتِ حدیث: کذب باطل موضوع

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کیلئے ارشاد فرمایا: (اے علیؑ) تم اور تمہارے مددگار (گروہ، جماعت) میرے پاس حوضِ کوثر پر چہرے کی تازگی و شادابی اور سیراب ہو کر آئیں گے اور تم سب کے چہرے (نور سے) سفید ہوں گے اور بے شک تمہارے دشمن میرے پاس (حوضِ کوثر) پر بدنما (بُرے) چہروں اور شدید پیاس کے ساتھ آئیں گے۔

(امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد ا حدیث ۹۴۸، امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد: جلد ۹ صفحہ ۱۳۰)

238 عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ لَا يَفْتَرِقَانِ حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا علی علیہ السلام قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے یہ دونوں کبھی جُدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر بھی دونوں اکھٹے آئیں گے۔

(امام طبرانی المعجم الاوسط، جلد ۵ حدیث ۴۸۸۰)، (امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد: جلد ۹ صفحہ ۱۳۴، ۱۳۳)

239 عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْأَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَنَصَبَ الصِّرَاطَ عَلٰى جَسْرِ جَهَنَّمَ مَا زَاهَا أَحَدٌ حَتّٰى كَانَتْ مَعَهٗ بَرَاءَةٌ بِوَلَايَةِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام روایت کرتے ہیں آپؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ اولین اور آخرین کو قیامت کے دن جمع کرے گا اور جہنم کے اُوپر پل صراط نصب کرے گا تو اُس کو کوئی (شخص) پار نہ کر سکے گا جب تک اُسکے پاس علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کی سند نہ ہو گی۔

(امام محب طبری، الریاض النضرة، جلد ۲: ص ۱۳۰)

صفحہ نمبر: ۱۱۵
حدیث نمبر: ۲۳۸
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

حدیث نمبر: ۲۳۹
صحتِ حدیث: موضوع

صفحہ نمبر: ۱۱۶

تبصرہ: مصنف کا یہ کہنا کہ "مولا علی علیہ السلام کی محبت ایسی نیکی ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ نقصان دہ نہیں اور مولا علی علیہ السلام کا بغض ایسا گناہ ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی نفع مند نہیں" مکمل جھوٹ، مکاری اور فریب کاری ہے۔ تمام دوست اچھی طرح سے یقین کر لیں کہ کائنات بھر میں کسی کی بھی محبت گناہ کے نقصان سے نہیں بچا سکتی۔ مولا علی رضی اللہ عنہ تو چھوڑ اگر کسی کی محبتِ رسول ﷺ بھی سیہ کاری میں رنگی ہوئی ہے تو اسے بھی معاف نہیں کیا جائے گا۔ یہ شرعی اصول اور قرآنی ضابطہ ہے۔ ہاں البتہ اگر کسی دل میں محبتِ سید المرسلین ﷺ موجزن ہے تو امیدِ نجات رکھی جا سکتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ رہی بات بغض کی تو عرض ہے بغضِ رسول ﷺ اگر کسی دل میں ہے تو وہ تو ایمان سے ہی محروم ہے نیکی و بدی کا تصور کہاں سے آن ٹپکا؟ کوئی بندہ جب ایمان سے ہی گیا تو کیا نیکی کیا برائی؟ سب برابر! ہاں البتہ بے ایمانوں کو ان کے اچھے کام کے فوائد دنیا میں ضرور مل جاتے ہیں خواہ پیسوں کی شکل میں ہوں یا شہرت کی صورت میں یا دونوں اعتبار سے، باقی آخرت کی جانب بند! مصنف یاسین بھی اپنے عمل پر غور کر لے کہ وہ سگِ دنیا ہے یا بندۂ خدا اور سول ﷺ؟ بات بالکل واضح ہے مگر ہوش صرف اللہ ہی دے تو آتی ہے۔ اللہ سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

اِن آیاتِ کریمہ اور احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہو گیا کہ مولا علی علیہ السلام کی محبت ایسی نیکی ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ نقصان دِہ نہیں اور مولا علی علیہ السلام کا بغض ایسا گناہ ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی نفع مند نہیں۔ لہٰذا یہ بات تسلیم کرنا پڑے گی کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد جس ہستی، وجود، پیکر، ذات، کی محبت لازم و ملزوم اور فرض و واجب ہے وہ علی المرتضیٰ علیہ السلام کی ذات ہے۔ اور یہ مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

آیت نمبر 16

❖ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ۝

بھلا وہ شخص جو صاحبِ ایمان ہو اُس کی مثل ہو سکتا ہے جو نافرمان (فاسق و فاجر) ہو یہ (دونوں) برابر نہیں ہو سکتے۔ (سورۃ السجدہ: آیت ۱۸)

اِس آیتِ کریمہ کے بارے میں امام خازن، امام سیوطی، امام محب طبری روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت مولا علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔

240 نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام

"یہ آیت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی"۔

(امام خازن تفسیر خازن جلد ۲ ص ۴۸۲)

241 مولائے کائنات علی علیہ السلام اور ولید بن عقبیٰ آپس میں بات چیت کر رہے تھے۔ ولید بن عقبیٰ نے کہا کہ اے علی علیہ السلام چُپ کر (معاذ اللہ) میں تم سے زیادہ عقل والا ہوں اور تم سے بڑا بھی ہوں اور تم سے زیادہ بہادر بھی ہوں، مولا علی المرتضیٰ علیہ السلام نے اُس کی اِن لغویات کے جواب میں ارشاد فرمایا:

❖ أُسْكُتْ فَإِنَّكَ فَاسِقٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ أَنْتَ فَاسِقٌ تَقُوْلُ الْكِذْبَ:

تُو خاموش ہو جا بے شک تُو فاسق و فاجر ہے، ایک اور روایت میں ہے تو فاسق و فاجر ہے اور جھوٹ بولتا ہے۔

حدیث نمبر: ۲۴۰

صحتِ حدیث: ضعیف

تبصرہ: مصنف حضرت کوئی جنونی بندہ لگتا ہے ایک ہی اثر کے دو حصے کر کے دو حدیثوں کے طور پر چپکا دیے۔ نہ جانے ایسا کرنے سے ان کے ذہن کے کس خانے کو سکون ملا ہو گا۔

حدیث نمبر: ۲۴۱

صحتِ حدیث: ضعیف

❖ ثُمَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ فِي عَلِيٍّ ﴿اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ﴾

پھر یہ آیت مولا علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی (: بھلا وہ شخص جو صاحبِ ایمان ہو اُس کی مثل ہو سکتا ہے جو نافرمان (فاسق و فاجر) ہو یہ (دونوں) برابر نہیں ہو سکتے)

(امام خازن، تفسیر خازن، جلد ۲ صفحہ ۴۸۲، ۴۸۴)، (امام جلال الدین سیوطی تفسیر دُرِّ منثور، جلد ۵ صفحہ، ۱۸۵، ۱۸۶)،
(امام محب طبری الریاض النضرۃ، جلد ۱ ص ۸۹)

آیت نمبر 17

❖ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۝

اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

(سورۃ التوبہ: آیت ۱۱۹)

اس آیتِ مبارکہ کے ذیل میں امام جلال الدین سیوطی اور ابنِ عساکر روایات لے کر آئے ہیں کہ صادقین کے ساتھ ہونے کا جو حکم دیا گیا ہے صادق سے مراد مولا علی المرتضیٰ علیہ السلام کی ذات ہے وہ صدیق اور سچے ہیں۔

242 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي هٰذِهِ لْاٰيَةِ ﴿مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾ وَهُوَ عَلِيُّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام يَعْنِيْ مَعَ عَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِب عليه السلام۔

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ اس سے مراد وہ سچا علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے اس کا مطلب ہے (اللہ کا حکم ہے) کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ ہو جاؤ۔

(امام جلال الدین سیوطی دُرِّ منثور جلد ۴ صفحہ ۲۱۵)

اِس میں کوئی شک نہیں کہ صدیقِ اکبر کی ذات مولا علی علیہ السلام کی ذات ہے ابنِ ماجہ کی معروف روایت ہے۔

صفحہ نمبر: ۱۱۷
حدیث نمبر: ۲۴۲
صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: احمق مصنف کی سب سے بڑی صداقت یہ ہے کہ صادق نہیں ہے۔ کم از کم جس آیت کو بطور دلیل لایا ہے اس میں واقع لفظ "صادق" کا معنی کہیں سے پوچھ لیتا۔ اور ساتھ ہی تقابلی لفظ "صدیق" کا معنی بھی پوچھ لیتا۔ پھر اس کے بعد جتنا چاہے ناچ لیتا۔

صفحہ نمبر: ۱۱۸
حدیث نمبر: ۲۴۳
صحتِ حدیث: منکر موضوع

تبصرہ: کسی کتابِ حدیث سے پوری سند نقل کر دینا کوئی کمال کی بات نہیں ہوتی بلکہ اس سند کی پرکھ پڑچول کر کے اس کی تصحیح و تحسین یا تضعیف و وضعیت کی بابت جاننا اور پھر اس کے مطابق عمل کرنا اصل کمال ہوتا ہے۔

243 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَىٰ، أَنْبَأَنَا الْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: "أَنَا عَبْدُ اللهِ وَأَخُو رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ لَا يَقُولُهَا بَعْدِي إِلَّا كَذَّابٌ، صَلَّيْتُ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِ سِنِينَ"۔

حضرت عباد ابنِ عبداللہؓ مولائے کائنات علی المرتضیٰ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں: میں اللہ کا بندہ اور اُس کے رسول ﷺ کا بھائی ہوں اور میں صدیقِ اکبر (سب سے بڑا سچا) ہوں۔ میرے بعد یہ دعویٰ (یا بات) سوائے جھوٹے کے کوئی نہیں کرے گا میں نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز ادا کی۔

(سنن ابنِ ماجہ، کتاب المقدمہ، صفحہ ۱۹ حدیث: ۱۲۰، دار السلام الریاض)
(امام احمد بن حنبل فضائلِ صحابہ، جلد ۲ حدیث ۹۹۳)

یہ حدیث پوری سند کے ساتھ بیان کر دی ہے تاکہ کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے اور جو ہمارا موقف ہے اس کو براہین مل جائیں۔

ایک اور حدیث میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

حدیث نمبر: ۲۴۴
صحتِ حدیث: موضوع

244 عَنْ أَبُوذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ أَنْتَ الصِّدِّيْقُ الْأَكْبَرُ وَأَنْتَ الْفَارُوْقُ الَّذِیْ تُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا اے علی علیہ السلام تو صدیقِ اکبر (سب سے بڑا سچا) ہے اور تُو وہ فاروق ہے جو حق اور باطل کے درمیان فرق (تمیز) کرتا ہے۔

(امام محب طبری الریاض النضرۃ۔ جلد ۲ صفحہ ۱۱۰)

ایک اور روایت ہے جس میں مولا علی علیہ السلام نے بصرہ کے منبر پر ارشاد فرمایا:

حدیث نمبر: ۲۴۵
صحتِ حدیث: موضوع

245 قَالَ عَلِيٌّ أَنَا الصِّدِّيْقُ الْأَكْبَرُ اٰمَنْتُ قَبْلَ أَنْ يُؤْمِنَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّأَسْلَمْتُ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ أَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ۔

حضرت علیؑ نے فرمایا میں صدیقِ اکبر (سب سے بڑا سچّا) ہوں میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے پہلے ایمان لایا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے اسلام لایا۔

(امام محب طبری الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۱۴)

اِسی طرح کی ایک اور روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا:

246 قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِنَّ هٰذَا أَوَّلُ مَنْ أٰمَنَ بِیْ وَ هٰذَا أَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُنِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَ هٰذَا الصِّدِّيْقُ الْأَكْبَرُ وَ هٰذَا فَارُوْقُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَ هٰذَا يَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَالُ يَعْسُوْبُ الظَّالِمِيْنَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک یہ (علیؑ) پہلا شخص ہے جو میرے ساتھ ایمان لایا۔ اور یہ وہ پہلا شخص ہے جو قیامت کے دِن میرے ساتھ مصافحہ کرے گا اور یہ صدیقِ اکبر (سب سے بڑا سچا) ہے اور یہ اِس اُمّت کا فاروق ہے۔ حق و باطل کے درمیان فرق (تمیز) کرتا ہے اور یہ ایمان والوں کا سردار ہے اور مال ظالموں کا سردار ہے۔

(امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد ۹ صفحہ ۱۰۸)، (امام محب طبری الریاض النضرۃ، جلد ۲ صفحہ ۱۱۳)

ایک اور روایت جو امام نسائی اپنی خصائصِ علی ابنِ اَبی طالبؑ میں لے کر آئے اُس کے الفاظ یہ ہیں۔

247 قَالَ عَلِیٌّ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَ أَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَأَنَا صِدِّيْقُ الْأَكْبَرُ لَا يَقُوْلُهَا بَعْدِیْ إِلَّا كَاذِبٌ اٰمَنْتُ قَبْلَ النَّاسِ سَبْعَ سِنِيْنَ۔

مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ میں اللہ کا بندہ ہوں اور رسول اللہؐ کا بھائی ہوں اور میں صدیقِ اکبر (سب سے بڑا سچا) ہوں میرے بعد یہ بات سوائے جھوٹے کے کوئی نہیں کہہ سکتا میں لوگوں سے سات سال پہلے ایمان لایا ہوں۔

(امام نسائی خصائصِ علیؑ، صفحہ ۳۰ بیروت لبنان)

صفحہ نمبر: ۱۱۹

حدیث نمبر: ۲۴۶

صحتِ حدیث: منکر موضوع

حدیث نمبر: ۲۴۷

صحتِ حدیث: موضوع

صفحہ نمبر: ۱۲۰
حدیث نمبر: ۲۴۹،۲۴۸
صحتِ حدیث: موضوع

248 ایک اور روایت ہے جس کو امام احمد بن حنبلؒ اپنی مُسند میں لے کر آئے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دِن علیؑ ناقہ پر سوار ہو گا اس کے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہو گا۔ لوگ کہیں گے یہ کوئی مقرب فرشتہ، یا نبی یا کوئی حاملِ عرش ہے۔ پھر ایک فرشتہ صدا دے گا۔

❖ يَا مَعْشَرَ الْاٰدِمِيِّيْنَ لَيْسَ هٰذَا مَلَكًا مُقَرَّبًا وَّلَا نَبِيًّا مُّرْسَلًا وَّ لَا حَامِلَ عَرْشٍ هٰذَا الصِّدِّيْقُ الْأَكْبَرُ عَلِيّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام

اے آدمؑ کی اولاد کے گروہ یہ نہ تو کوئی مقرب فرشتہ ہے اور نہ کوئی نبیٔ مرسل ہے نہ ہی حاملِ عرش ہے بلکہ یہ صدیقِ اکبر (سب سے بڑا سچّا) علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہے۔

(منتخب کنز العمال علی ہاش مُسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۸۱)

ایک اور حدیث میں اِس طرح یہ مضمون بیان ہوا ہے۔

249 عَنْ أَبُوْ لَيْلٰى غِفَارِيّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ سَتَكُوْنَ بَعْدِيْ فِتْنَةٌ فَإِذَا كَانَ ذَالِكَ فَأَلْزَمُوْا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام فَإِنَّهٗ أَوَّلُ مَنْ يَّرَانِي وَأَوَّلُ مَنْ يُّصَافِحُنِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ الصِّدِّيْقُ الْأَكْبَرُ وَهُوَ الْفَارُوْقُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَهُوَ يَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

حضرت ابو لیلٰی غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عنقریب میرے بعد ایک فتنہ اُٹھے گا پس یہ فتنہ ظاہر ہو تو علی علیہ السلام کا دامن تھام لو۔ کیونکہ یقیناً وہ پہلے شخص ہیں جو قیامت کے دن میری زیارت کریں گے اور میرے ساتھ مصافحہ کریں گے اور وہ صدیقِ اکبر ہیں اور وہ اس اُمت کے فاروق ہیں جو حق و باطل کے درمیان فرق کرتے ہیں اور وہ مومنوں کے سردار ہیں:

(امام ابنِ اثیر اُسد الغابہ، جلد ۵ صفحہ ۲۹۰)

مولا علی علیہ السلام کی شانِ صدیقیت پر ایک اور حدیث پیشِ خدمت ہے جس کو امام جلال الدین سیوطی دُرِ منثور میں لے کر آئے ہیں۔

صفحہ نمبر: ۱۲۱
حدیث نمبر: ۲۵۰
صحتِ حدیث: موضوع

250 عَنْ أَبِي يَعْلىٰ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الصِّدِّيقُوْنَ ثَلَاثَةٌ حَبِيْبُ النَّجَّارِ مُؤْمِنُ آلِ يٰسِيْنَ الَّذِيْ قَالَ: يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْا الْمُرْسَلِيْنَ وَحِزْقِيْلَ مُؤْمِنُ آلِ فِرْعَوْنَ الَّذِيْ قَالَ: أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَعَلِيُّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام وَهُوَ أَفْضَلُهُمْ۔

حضرت ابو یعلیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صدیق تین ہیں حبیب نجار جو آلِ یاسین کا مومن ہے جس نے کہا تھا کہ اے میری قوم کے لوگو رسولوں کی پیروی کرو۔ اور حزقیل جو آلِ فرعون کا مومن ہے۔ جس نے کہا تھا کہ اے میری قوم کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور تیسرا صدیق علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہے جو ان سب سے افضل ہے۔

(امام جلال الدین سیوطی الدر منثور، جلد ۵، صفحہ ۲۷۰ طبع بیروت، لبنان)

پس اس آیتِ کریمہ اور احادیثِ مبارکہ سے بات بالکل واضح ہو گئی کہ اللہ نے جو کہا کہ اے ایمان والو سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں سب سے بڑا سچا اور صدیقِ اکبر مولا علیؑ ہے۔ آپؑ کی معیت اور سنگت اختیار کرنے کا صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم مل رہا ہے۔ اِسی لیئے ہمارا موقف بھی یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد چونکہ مولا علی علیہ السلام سے بڑا سچا، رہبر، عالم کوئی نہیں تو پھر علیؑ سے افضل کوئی کیسے ہو سکتا ہے۔ بعد از مصطفیٰؐ جو افضل و اعلیٰ ہستی ہے وہ مولا علی علیہ السلام کی ذات ہی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

مولا علی علیہ السلام کے یہ جو دو القاب ہیں صدیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم یہاں قرآن و حدیث سے مزید ان پر روشنی ڈالتے ہیں۔

علی علیہ السلام صدیقِ اکبر ہیں علی علیہ السلام فاروقِ اعظم ہیں

یہ دونوں القابات مولائے کائنات علی علیہ السلام کے ہیں صدیقِ اکبر کہتے ہیں سب سے بڑے سچے کو اور تصدیق کرنے والے کو اور فاروقِ اعظم کہتے ہیں حق اور باطل کے درمیان سب سے بڑا فرق اور تمیز کرنے والا اِن دونوں القابات پر غور کیا جائے تو بالکل بات واضح ہو جائے گی، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و نبوت کی سب سے پہلے جس ذات نے تصدیق کی وہ مولا علی علیہ السلام ہیں بلکہ آپؑ کی نبوت ورسالت کے گواہ بھی مولا علی علیہ السلام ہی ہیں۔ آپؐ نے جیسے ہی اپنی رسالت کا اعلان کیا تو سب سے پہلے مولا علی علیہ السلام نے اور پاک بی بی خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے تصدیق کی اسکے بعد دوسروں نے باری باری تصدیق کی اور سچائی کے لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو مولائے کائنات کی ذات ایسی ہے جو زندگی بھر مشکل حالات کے باوجود بھی سچائی اور صداقت کی پہچان بنی رہی۔ ایسے سچے ہیں کہ آیتِ مباہلہ میں اللہ رب العزت اور اُسکے رسولؐ نے مولا علی علیہ السلام کا انتخاب کیا یعنی اللہ کی توحید کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و نبوت کی گواہی کیلئے مولا علی علیہ السلام کا انتخاب ہوا، جب کبھی بھی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کوئی فیصلہ کرتے تو اُنکے فیصلے کو مولا علی علیہ السلام حضور پاکؐ کی حدیث سُنا کر بدل دیتے تو حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے کہ مولا علی علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی نہیں اس لیئے یہ سچے ہیں صادق ہیں جو فرماتے ہیں سچ ہوتا ہے وہ مولا علی علیہ السلام کا فیصلہ تسلیم کیا کرتے تھے بلکہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ اے علی علیہ السلام اس فیصلہ میں اگر آپؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔

251 عَنْ أَبِي يَعْلٰى رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الصِّدِّيْقُوْنَ ثَلَاثَةٌ: حَبِيْبُ النَّجَّارِ مُؤْمِنُ اٰلِ يٰسِيْنَ الَّذِيْ، قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ وَحِزْقِيْلُ مُؤْمِنُ آلِ فِرْعَوْنَ الَّذِيْ قَالَ: أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ، وَعَلِيُّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام وَهُوَ أَفْضَلُهُمْ۔

صفحہ نمبر: ۱۲۲
حدیث نمبر: ۲۵۱
صحتِ حدیث: موضوع

صفحہ نمبر: ۱۲۳
حدیث نمبر: ۲۵۲
صحتِ حدیث: موضوع

حضرت ابو یعلٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صدیق تین ہیں، آلِ یاسین کا مومن حبیب نجار جس نے کہا تھا کہ اے میری قوم رسولوں کی پیروی کرو، اور حزقیل جو آلِ فرعون کا مومن ہے، جس نے کہا تھا (اے میری قوم) کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو؟ جو یہ کہتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے اور تیسرا صدیق علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہے جو اِن سب سے افضل ہے۔

(امام احمد بن حنبل فضائلِ صحابہ، جلد ۲ حدیث ۱۰۷۲)، (امام ابنِ حجر مکی الصواعق المحرقہ صفحہ ۷۴)
امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۱ حدیث ۱۲۶)، (امام ہندی کنز العمال، جلد ۶ صفحہ ۱۵۲)
(امام جلال الدین سیوطی الدر منثور، جلد ۵ صفحہ ۴۹۱، ۲۶۱ بیروت، لبنان)

اِس روایت میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین صدیق بیان فرمائے اور اُن تیں سب سے افضل مولائے کائنات علی المرتضیٰ علیہ السلام کو قرار دیا۔ یہی میں محمد یاسین قادری جو کہ مولائے کائنات کے در کا منگتا ہوں، میں بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے والے صدیق بے شمار ہیں اور حق کا ساتھ دے کر باطل کا انکار کرنے والے فاروق بھی بہت ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ مولا علی علیہ السلام کے علاوہ کوئی صدیق اور فاروق نہیں ہو سکتا بلکہ جن صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے آپؐ کی رسالت کی تصدیق کی وہ سارے صدیق ہی تھے اور جن صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے حق کیلئے تلوار چلائی آپؐ کا ساتھ دیا وہ فاروق ہی تھے میں بات یہ کرتا ہوں کہ سرکار علی المرتضیٰ علیہ السلام سے بڑا صدیق کوئی نہیں اور آپؑ سے بڑا فاروق بھی کوئی نہیں یعنی مولا علی علیہ السلام صدیقِ اکبر بھی ہیں اور آپؑ فاروقِ اعظم بھی ہیں نہ آپؑ سے پہلے کوئی آپؑ جیسا صدیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم تھا اور نہ آپکے بعد کوئی ہو گا۔ عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اِن الفاظ کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

252 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِعَلِيٍّ علیہ السلام هٰذَا أَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِيْ وَ أَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُنِيْ وَهُوَ الْفَارُوْقُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ، وَهُوَ يَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَالْمَالُ يَعْسُوْبُ الظَّلَمَةِ، وَ هُوَ صِدِّيْقُ الْأَكْبَرُ وَهُوَ بِأَبِيَ الَّذِيْ أُوْتِيَ مِنْهُ، وَهُوَ خَلِيْفَتِيْ مِنْ بَعْدِيْ۔

صفحہ نمبر: ۱۲۴
حدیث نمبر: ۲۵۳، ۲۵۴
صحتِ حدیث: موضوع

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کیلئے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ پہلا شخص ہے جو مجھ پر ایمان لایا اور سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ (قیامت کے دن سب سے پہلے کرنے والا ہے) کرے گا اور یہ اس اُمت کا فاروق ہے جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرتا ہے اور یہ ایمان والوں کا سردار ہے اور مال ظلمت کا سردار ہے، اور یہ صدیقِ اکبر ہے اور یہ میرا وہ دروازہ ہے جس سے (میرے تک آنے کیلئے) داخل ہوا جاتا ہے اور یہ میرے بعد میرا خلیفہ ہے۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ صفحہ ۳۳، ۳۲ بیروت لبنان)

253 عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَا عَلِيُّ أَنْتَ أَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِيْ وَأَنْتَ أَوَّلُ يُصَافِحُنِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ أَنْتَ صِدِّيْقُ الْأَكْبَرُ وَأَنْتَ الْفَارُوْقُ الَّذِيْ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَأَنْتَ يَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ. وَالْمَالُ يَعْسُوْبُ الْكُفَّارِ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علی علیہ السلام تُم وہ ہو جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے اور تم قیامت کے دن سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کرو گے، اور تم صدیقِ اکبر ہو، اور تم وہ فاروق ہو جو حق و باطل کے درمیان فرق (تمیز) کرتے ہو اور تم ایمان والوں کے سردار ہو، اور مال کافروں کا سردار ہے۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ صفحہ ۳۲، ۳۱ بیروت لبنان)

254 عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِعَلِيٍّ: أَلَا إِنَّ هٰذَا أَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِيْ وَهٰذَا أَوَّلَ مَنْ يُصَافِحُنِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهٰذَا الصِّدِّيْقُ الْأَكْبَرُ وَهٰذَا الْفَارُوْقُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَهٰذَا يَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمَالُ يَعْسُوْبُ الظَّالِمِيْنَ۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کیلئے فرمایا، خبردار (آگاہ ہو جاؤ) بے شک یہ وہ شخص ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا، اور

یہی وہ شخص ہے جو قیامت کے دن سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کرے گا، اور یہ صدیق اکبر ہے اور یہ اُمت کا فاروق ہے جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرتا ہے اور یہ ایمان والوں کا سردار ہے اور مال ظالموں کا سردار ہے۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ صفحہ ۳۲، ۳۱: مطبوعہ دار الاحیاء):
(امام طبرانی معجم الکبیر، جلد ۳، حدیث ۶۰۶۱)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے بیعت لیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

255 عَنْ زَيْدٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم إِنْ تَحْفَظُوْنِيْ وَتَمْنَعُوْنِيْ عَمَّا تَمْنَعُوْنَ أَنْفُسَكُمْ عَنْهُ وَتَمْنَعُوْا عَلِيّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عَمَّا تَمْنَعُوْنَ أَنْفُسَكُمْ عَنْهُ وَتَحْفَظُوْهُ فَإِنَّهُ الصِّدِّيْقُ الْأَكْبَرُ يَزِيْدُ اللّٰهُ دِيْنَكُمْ وَإِنَّ اللّٰهَ أَعْطٰى مُوْسَىٰ الْعَصَاءَ وَإِبْرَاهِيْمَ بَرْدَ النَّارِ وَعِيْسَىٰ الْكَلِمَاتِ يُحْيِيْ بِهَا الْمَوْتٰى وَأَعْطَانِيْ هٰذَا عَلِيًّا وَلِكُلِّ نَبِيٍّ اٰيَةٌ وَهٰذَا اٰيَةُ رَبِّيْ وَالْأَئِمَّةُ الطَّاهِرُوْنَ مِنْ وَلَدِهٖ اٰيَاتُ رَبِّيْ لَنْ تَخْلُوا الْأَرْضَ مِنْ أَهْلِ الْإِيْمَانِ مَا أَبْقَى اللّٰهُ أَحَدًا مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ وَاحِدًا۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (صحابہ اکرامؓ سے) میری (ظاہرًا) حفاظت کرنا اور مجھے ان چیزوں سے بچانا (یعنی میرے نزدیک آنے سے روکنا) جن سے خود کو بچاتے ہو، اور علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کو بھی اُن چیزوں سے بچاؤ (علی کے نزدیک نہ کرنا) جن سے اپنی جانوں کو بچاتے ہو اور اُسکی (علیؑ) حفاظت کرو اور بے شک وہ صدیق اکبر ہے اللہ تمہارے دین کو زیادہ کریگا، اور بے شک اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو عصا عطا کیا اور ابراہیم علیہ السلام کو آگ ٹھنڈا کرنے کا معجزہ عطا کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو کلمات عطا کیئے جن کے ذریعے وہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے اور مجھے (اللہ نے) علی علیہ السلام عطا کیا ہے (ہر نبی کیلئے نشانی ہے اور یہ میرے ربّ کی میرے لیے نشانی ہے)

صفحہ نمبر: ۱۲۵
حدیث نمبر: ۲۵۵
صحتِ حدیث: کذب موضوع

صفحہ نمبر: ۱۲۶
حدیث نمبر: ۲۵۶،۲۵۷
صحتِ حدیث: موضوع

اُس کے (علیؑ) بیٹے سے پیدا ہونے والے آئمہ علیہم السلام میرے ربّ کی آیات (نشانیاں) ہیں جب تک اس کی اولاد میں سے اللہ ایک فرد کو بھی باقی (زندہ) رکھے گا تو دُنیا ایمان والوں سے خالی نہ ہو گی۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودہ، جلد ۲، صفحہ ۸۳،۸۲)

256 عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ فِيْ رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَّ عَلِيًّا وَ ذُرِّيَّتَهُ وَمُحِبِّيْهِمُ السَّابِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ إِلَى الْجَنَّةِ وَهُمْ جِيْرَانُ أَوْلِيَاءِ اللّٰهِ. وَأَوْلِيَاءُ اللّٰهِ. حَمْزَةُ، وَجَعْفَرُ، وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَأَمَّا عَلِيٌّ فَهُوَ الصِّدِّيْقُ الْأَكْبَرُ لَا يَخْشٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ أَحَبَّهُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا بے شک علی علیہ السلام اور اُسکی اولاد اور اُن سے محبت کرنے والے اگلے اور پچھلے (پہلے اور بعد والے) جنت کی طرف (یعنی جنت میں) ہوں گے اور وہ سب اولیاء اللہ کے پڑوسی (ہمسائے) ہوں گے اور اولیاء اللہ امیر حمزہ علیہ السلام، جعفر طیار علیہ السلام، امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام ہیں۔ بہر حال علی علیہ السلام صدیقِ اکبر ہیں، جو اس سے محبت کرے گا وہ قیامت کے دن خوف زدہ نہ ہو گا۔

(امام موفق بن احمد بن محمد مکی حنفی مقتل الحسین جلد ۱، صفحہ ۷۶،۷۵)

257 عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: يَا عَلِيُّ أَنْتَ أَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِيْ وَصَدَّقَنِيْ وَ أَنْتَ أَوَّلُ مَنْ يُّصَافِحُنِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنْتَ الْفَارُوْقُ الَّذِيْ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَأَنْتَ يَعْسُوْبُ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمَالُ يَعْسُوْبُ الظَّلَمَةِ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا اے علی علیہ السلام تم وہ پہلے شخص ہو جو مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی اور تم ہی وہ پہلے شخص ہو جو قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کرو گے، اور تم فاروق ہو جس نے سب سے پہلے حق اور

باطل کے درمیان (تمیز) فرق کیا، اور تم مسلمانوں کے سردار ہو اور مال ظالموں کا سردار ہے۔

(امام ابراہیم بن محمد الجوینی فرائد السمطین، جلد ۱، صفحہ ۱۰۱)

اِن احادیثِ مبارکہ سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مولائے کائنات علی المرتضیٰ علیہ السلام وہ واحد شخصیت ہیں جن کیلئے صدیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم جیسے القاب استعمال ہوئے ہیں اور خود حضور نبی اکرمؐ نے مولا علی علیہ السلام کو ان القابات سے نوازا ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

❖ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ۝ (سورۃ الحدید: آیت ۱۹)

''اور جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اُسکے رسولوں پر وہی لوگ صدیقین ہیں''۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو صدیق کہا ہے جو اللہ اور اُسکے رسولوں پر ایمان لائے گویا اس آیت سے یہ بات واضح ہو گی کہ حضور نبی اکرمؐ کے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو آپؐ پر ایمان لائے اور مرتے دم تک اس پر قائم رہے وہ سارے صدیق ہیں، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کیلئے بھی صدیق کا لقب استعمال ہوا ہے جب اُنہوں نے معجزۂ معراج کی تصدیق کی مگر اُنکے لیئے بھی صرف صدیق کا لقب استعمال ہوا ہے صدیقِ اکبر کا نہیں اِسی طرح قرآن مجید میں انبیاء اکرام عَلَیْهِمُ السَّلَامُ کیلئے بھی صدیق کا لقب استعمال کیا گیا ہے مگر صدیقِ اکبر کا لقب انبیاء کیلئے بھی استعمال نہیں ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

❖ وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِبْرٰهِیْمَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ۝ (سورۃ المریم: آیت ۴۱)

''اور آپؐ کتاب (قرآنِ مجید) میں ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کریں بے شک وہ صدیق نبی تھے''

اِس آیتِ کریمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صدیق کہا گیا ہے مگر صدیقِ اکبر کا لقب اُنکے لیئے بھی استعمال نہیں ہوا۔ ایک اور آیتِ کریمہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

❖ وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِدْرِیْسَ ۫ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ۝ (سورۃ المریم: آیت ۵۶)

''اور آپؐ کتاب (قرآنِ مجید) میں ادریس علیہ السلام کا ذکر کریں بے شک وہ صدیق نبی تھے''

صفحہ نمبر: ۱۲۸

اس آیتِ کریمہ میں بھی اللہ ربّ العزت نے حضرت ادریس علیہ السلام کو صدیق نبی کہہ کر مقام و مرتبہ بیان کیا ہے مگر صدیقِ اکبر کا لقب اُنکے لیئے بھی استعمال نہیں کیا۔ یہاں ہم انبیاء کرامؑ اور مولا علیؑ کا تقابل پیش نہیں کر رہے بلکہ صدیقِ اکبر کی صفت پر بات کر رہے ہیں۔

الغرض کوئی بھی نبی ہو یا حضور نبی اکرمؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہوں ہم اُنکی شانِ صدیقیت کے منکر نہیں ہیں بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آپؐ کے وہ سارے صحابہؓ صدیق ہیں جو آپؐ پر ایمان لائے اور آپؐ کی رسالت کی تصدیق کی اور مرتے دم تک اس پر قائم رہے یہی قرآن کا حکم بھی ہے اور انبیاء اکرام علیہم السلام بھی صدیق ہیں مگر صدیقِ اکبر کا لقب صرف اور صرف مولائے کائنات علی المرتضیٰ علیہ السلام کیلیۓ استعمال ہوا ہے صدیق کہتے ہیں سچے اور تصدیق کرنے والے کو سارے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے پہلے مولا علیؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت کی تصدیق کی اور سچائی آپؑ کی آیتِ مباہلہ سے واضح ہو چکی ہے اس لیئے ہم کہتے ہیں کہ مولا علیؑ صدیقِ اکبر ہیں۔

فاروقِ اعظم کا معنیٰ ہوتا ہے حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والی سب سے بڑی ذات اگر ہم حسد و بغض نکال کر کتُبِ احادیث و تاریخ کا مطالعہ کریں تو یہ بات بالکل اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ مولا علی علیہ السلام کی ذات ہی سب سے پہلے حق اور باطل کے درمیان فرق اور تمیز کرنے والی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کیلیۓ بھی فاروقِ اعظم کا لقب استعمال کیا جاتا ہے مگر وہ چھ یا سات نبوی کو ایمان لائے یعنی چھ سات سال تک اُنہوں نے اسلام کو دینِ حق تسلیم نہیں کیا مگر مولا علی علیہ السلام اُس وقت سے اسلام کو حق اور کفر کو باطل تسلیم کر چکے تھے جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسلام کی مخالفت کر رہے تھے بعد میں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا تو وہ فاروق ہو گئے مگر فاروقِ اعظم مولا علی علیہ السلام ہی ہیں، جیسے کسی شخص کے تین بیٹے ہوں تو ہم اُس سے پوچھیں اِن میں سب سے بڑا کون ہے تو وہ اُس کو سب سے بڑا کہے گا جو تینوں میں سب سے پہلے پیدا ہوا ہو، بالکل اسی طرح حق اور باطل میں فرق کرنے والے تو سارے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے اسلام کو حق سمجھا اور کُفر کو باطل جانا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور مرتے دم تک اس پر قائم رہے اور سارے فاروق ہو گئے مگر ان میں فاروقِ اعظم یعنی سب سے بڑا حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا وہی ہو گا جو ان میں سب سے

تبصرہ: صفحہ ۱۲۸ اور ۱۲۹ پر حاشیہ

مکار مصنف نے صفحہ ۱۲۸ کے آغاز میں کہا کہ وہ علی علیہ السلام اور انبیاء کا تقابل نہیں کر رہا، حالانکہ اس بدبخت نے عملی طور پر یہی کام کر دیا ایسے کہ حضرت ادریس اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کا ذکر قرآنِ پاک کے حوالہ سے کیا اور ثابت کیا کہ اللہ نے انہیں صرف "صدیق" کہا اور پھر اپنی من گھڑت مکذوبات کے بل پر کہا کہ مولا علی رضی اللہ عنہ کو "صدیقِ اکبر" ہے۔ بالفاظِ دیگر مولا علی اپنی صدیقیت میں انبیاء پر بھی غالب ہیں۔ لعنة اللّٰہ علی الکذابین المشوھین للحقائق العظمیٰ أبداً أبداً۔ اس طاغوت نے یہ بھی نہیں سوچا کہ اس ضمن میں اس نے جتنی بھی نام نہاد احادیث بیان کی ہیں وہ ساری کی ساری بالفعل اباطیل و مناکیر اور اکاذیب و موضوعات ہیں۔ کسی ایک حدیثِ صحیح حتی کہ حدیثِ ضعیف میں بھی مولا علی رضی اللہ عنہ کے لیے لفظِ "صدیقِ اکبر" یا "فاروقِ اعظم" وارد نہیں ہوا۔ تمام اہلِ ایمان محدثین وفقہاء اور علمائے حق کا اس بات پر اجماع ہے۔ اگر کسی کو لگے کہ اجماع نہیں ہے تو پھر اس ضمن میں کوئی ایک حدیثِ صحیح لے آئے۔

تقابل بین الانبیاء کے بعد بدبخت و دجال مصنف تقابل بین الصحابہ پر آ گیا۔ اور اس ضمن میں اس نے اپنا خاص ہدف سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ اور یہ کہہ کر، کہ وہ کسی کی صدیقیت کا منکر نہیں ہے، مقابلہ در مقابلہ شروع کر دیا۔ دجال نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام گرانے کے لیے پہلے تو یہ کہا کہ تمام صحابہ صدیق ہی ہیں۔ ہم کو تسلیم کہ قرآن میں تمام صحابہ اور تمام مؤمنین کو صدیقین کہا گیا ہے۔ لیکن حضور سید الانبیاء نے سیدنا ابو بکر کو صدیق کے لقب سے نوازا۔ اور یہ بات صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ پھر قارئین کے لیے اگلی بات یاد رکھنے کی یہ ہے کہ لفظِ صدیق کے بطور صفت اور بطور لقب کے درمیان معانی کی ایک ناقابلِ عبور خلیج حائل ہے۔ دجّالہ نے صدیقِ اکبر کی ترکیب تراشنے کے لیے بے شمار اکاذیب و اباطیل اور مکذوبات و موضوعات بڑی محنت سے تراشیں مگر اس ساری افسانہ نگاری کے باوجود تقابلی معانی میں گھرے رہے اور اس سے آگے آج تک نہ جا سکے۔ جبکہ ابو بکر کا لقب صدیق اپنی جگہ ہمیشہ درخشندہ و تابندہ رہا اور دجالہ کو ان کا فاسد آئینہ دکھاتا رہا اور ہمیشہ دکھاتا رہے گا۔ اگر ہزاروں صدیقِ اکبر مل جائیں تو بھی وہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لقب یافتہ ایک صدیق کے بالمقابل کھڑا تک نہیں ہو سکتے۔ ذرا صحیح احادیث اور صحیح حقیقی تاریخ کا مطالعہ کریں تو آئینۂ حقیقت سب پر واضح ہو جائے گا، اگرچہ دجّالہ نے احادیث و تاریخ میں اتنی کاری افسانہ نگاری کی ہوئی ہے کہ حقیقت و افسانہ کو الگ الگ کرنا انتہائی دشوار ہو چکا ہے تاہم اگر کوئی دوست صحیح پرکھ پڑچول کے ساتھ تاریخ و احادیث کا مطالعہ کرے تو انشاء اللہ

حقیقت ضرور آشکار ہو جائے گی۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر جانبِ صدیق علیہ السلام سے براہِ راست حملے کے بعد یہ دجال یاسین نامی لعین شخص اللہ ورسول ﷺ پر جانب عمر علیہ السلام سے حملہ آور ہوتا ہے۔ اس مردود نے اپنی بات کے آغاز میں ہی تمام اہلِ ایمان پر طعن کرتے ہوئے انہیں کہا کہ اپنے "حسد و بغض" کو نکال کر "کتبِ احادیث و تاریخ" کا مطالعہ کریں تو حقیقت واضح ہو جائے گی کہ فاروقِ اعظم کون ہے؟ اور یہ طاغوت فوراً بعد باندازِ تقابل مؤمنین پر طعن کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے بھی فاروقِ اعظم کا لقب استعمال کیا جاتا ہے" اور اس کے فوراً بعد پھر اللہ و رسول ﷺ سے درپردہ ٹھٹھا کرتے ہوئے کہتا ہے "مگر وہ چھ یا سات نبوی کو ایمان لائے" اب ہم اس رئیس الطواغیت سے کہتے ہیں کہ صدیق و فاروق اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف تم اپنا بغض و عناد اپنے گندے اندر سے نکال کر کتبِ احادیث و تاریخ کا دیانت دارانہ مطالعہ کرو تاکہ تمہیں پتہ چلے کہ اللہ ورسول ﷺ نے "فاروق" کس کو کہا ہے؟ تم بغض و عناد کی جس نجاست آلود آگ میں جل رہے ہو وہ تمہیں یقیناً جہنم کے ان نجاست زدہ طبقات میں پہنچا دے گی جو تمہارے موافق ہیں، کیونکہ مجھے نہیں لگتا کہ تمہیں کبھی راہِ مستقیم کی ہدایت ہو کیونکہ جو شخص اللہ ورسول ﷺ کا رد اس طرح سے کرتا ہے جیسے تم کر رہے ہو اس پر ہدایت کے راستے خود اسی کی وجہ سے بند کر دیے جاتے ہیں۔ ہم ہر دجال ہر طاغوت پر واضح کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو لقبِ "الفاروق" ہمارا یا عامۃ المسلمین کا دیا ہوا نہیں ہے بلکہ خود اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے اور یہ بات تواترِ امت و متواتر احادیث سے ایسے ثابت ہے جیسے سورج کا وجود۔ قارئین کے لیے عرض ہے کہ طاغوت مصنف کو تو اتنا بھی پتہ نہیں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ ورسول ﷺ نے "الفاروق" کا لقب کب، کہاں اور کیوں عطا کیا تھا؟ اگر اس سرغنۂ ملعونین کو علم ہوتا تو کبھی بھی حضرت عمر علیہ السلام کے وقتِ قبولِ اسلام کی طرف اشارہ نہ کرتا۔ اسی طرح سے اس دجال کو یہ علم بھی نہیں ہے سیدنا و مولانا ابو بکر صدیق کو حضور سید الانبیاء ﷺ نے لقبِ "صدیق" کب، کہاں اور کیوں دیا تھا؟ ورنہ حضور مولا علی علیہ السلام اور حضور ابو بکر صدیق علیہ السلام کے درمیان سبقتِ اسلام کا مقابلہ نہ کرتا۔ تمام قارئین پر ہم یہ بات واضح کرتے ہیں کہ فاروقیتِ عمر اور صدیقیتِ ابو بکر کا تعلق ان کے قبولِ اسلام کے وقت سے ذرا سا بھی نہیں ہے۔ جبکہ دجالہ ہمیشہ سے صرف یہی بات تقابلاً کرتے آئے ہیں۔ ان ملاعین نے جتنے بھی افسانے حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت میں تراشے ہیں ان کا جائزہ لیں تو آپ کو صرف یہی بات نظر آئے گی اس کی ایک مثال یہ مکذوب افسانہ ہے کہ حضور مولا علی نے فرمایا کہ "میں صدیقِ اکبر ہوں کیونکہ میں ابو بکر سے پہلے ایمان لایا تھا اور میں نے سب سے پہلے حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی، اور میں ہی فاروقِ اعظم ہوں وغیرہ وغیرہ" ایسے اکاذیب و اباطیل کی فہرست بہت طویل ہے اور آپ اس نجس کتاب "افضلیتِ علی" میں ان نجس مکذوبات و موضوعات کو پڑھ رہے ہیں اور آگے بھی مزید پڑھیں گے۔ اور آپ سب پر ہم اس نکتہ کو واضح کر دیتے ہیں جہاں کہیں بھی مفاضلہ کی یہ نہج اختیار کی جائے تو وہیں پر ہوشیار ہو جائیں کیونکہ یہی علاماتِ وضع (جھوٹے آثار و احادیث کی علامات) ہیں لہٰذا جس کسی نام نہاد حدیث میں یہ علامات ظاہر ہو جائیں تو سمجھ لیں کہ دجالہ کی دروغ بافی اور افسانہ کاری کا مظہر آپ کے سامنے ہے۔ اس ضمن میں کتبِ احادیث یا آئمۂ حدیث کے ناموں سے ہرگز نہ گھبرائیں کیونکہ ہمارے بزرگوں کا طریقہ رہا ہے کہ وہ دجالہ کے تراشیدہ تمام اکاذیب و اباطیل اور موضوعات و مناکیر کو اپنی کتابوں میں بیان کرتے رہے ہیں صرف اس لیے کہ نسل در نسل اہلِ ایمان جھوٹ اور فریب کاری کے ان پلندوں سے خبردار ہوتے رہیں اور اپنے ایمان کو سلامت رکھیں۔ نہ کہ اس لیے آپ دجالہ کے دامِ فریب میں پھنس کر اپنی دنیا و آخرت دونوں سے محروم ہو جائیں۔ آج کل کے دجالہ نے یہ خصوصی (جو کہ ان کی پرانی آزمودہ) چال چل رہے ہیں کہ کسی نہ کسی سُنّی کتاب سے کوئی اکذوبہ (کھلا گھڑا ہوا جھوٹ) اٹھالیا اور پھر اسے نقل کر دیا اور نیچے یا اس کے بعد بنامِ تخریج کتبِ احادیث و آثار کی پوری بارات کھڑی دی تاکہ قارئین پر یہ تاثر بیٹھے کہ دیکھیے کتنے محدثین نے اس دروغ افشردہ افسانے کو بیان کیا ہے۔ یاد رکھیے جھوٹ کا مقابلہ کرنے کی پہلی شرط ہی یہ ہے کہ آپ مشاہیر ناموں سے نہ گھبرائیں بلکہ ہر ہر بات کی تحقیق کریں اور پھر اپنی مہرِ تصدیق ثبت کریں اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے تو ایسی کتابوں کو اٹھا کر پرے پھینک دیں اور ان کی کسی ہاں میں بھی ہاں نہ ملائیں اسی میں تحفظِ ایمان ہے۔ انہی ناموں کی بابت دوسری اہم بات یہ ہے کہ کسی بھی حدیث کی تخریج کرنا کوئی کام نہیں ہے آپ اپنے نیٹ پر کوئی مطلوبہ حدیث لکھیں تو آپ کا پروگرام جہاں جہاں وہ حدیث ہو گی مع حوالوں کے آپ کے سامنے رکھ دے گا۔ اب یہاں سے بنامِ تخریج آپ تمام حوالے نوٹ کر ماریں۔ دجالہ یہی کام کرتے ہیں۔ تخریج کا یہ انداز انتہائی گھٹیا درجے کا ہوتا ہے۔ اصل تخریج یا اعلیٰ درجہ کی تخریج وہ ہوتی ہے جو جرح و تعدیل اور تحکیم پر منتج ہوتی ہو۔ اگر کوئی حدیث ہزارہا کتبِ تفسیر و احادیث میں لائی

گئی ہو کوئی تخریج کار ان سب کتب کے حوالے لکھ دے تو بھی متاثر ہونے کی ہر گز ضرورت نہیں ہے کیونکہ کسی حدیث کے ہزار ہا کتب میں موجود ہونا اس کی صحت کی علامت ہر گز نہیں ہے۔ کسی بھی حدیث کی درجۂ صحت کا تعین صرف اور صرف جرح و تعدیل کے عمل سے اور اس عمل کے نتیجہ میں محقق کی تحکیم سے ہوتا ہے۔ تحکیم سے مراد کسی حدیث کی اسناد اور کئی افسانوی حدیثوں کے متن پر اصولِ جرح و تعدیل کو عملاً لاگو کرتے ہوئے متعلقہ حدیث کی صحت پر حکم صادر کرنا ہے۔ لہٰذا کسی بھی کتاب میں جہاں محض پست درجہ کی تخریج کی گئی ہو فیصلہ کن مرحلہ پر ایسی کتاب کو ہاتھ تک بھی نہیں لگانا چاہیے کیونکہ ایسی کتابیں اندھے کنویں کی مانند ہیں جس میں آپ کو گرا کر غرقِ سیاہ بختی کرنے کے لیے تھوڑی سی غفلت ہی کافی ہوتی ہے۔ لہٰذا سب دوست انتہائی احتیاط و امتیاز سے کام لیں تاکہ گناہوں کو تاریکیوں میں نہ ڈوبیں۔ اپنے ایمان کی حفاظت کرنا آپ کا اپنا کام ہے اور اسے محفوظ رکھنا اللہ و رسول ﷺ کی کرم فرمائی ہے مگر اس وقت جب فکرِ تحفظ ہو۔ اس زمانہ میں جس قدر حملے دین و ایمان پر ہو رہے ہیں کسی زمانہ میں بھی نہ تھے اور اس کی خاص وجہ پیسوں، شہرت، اور دنیاداری کی خاطر ہر سطح پر ظہورِ طواغیت (RISE OF SATANS) ہے سوشل میڈیا کو دیکھ لیں، یوٹیوب پر چلے جائیں یا مختلف شکلوں میں دیگر نیٹ ورک کی پڑتال کر لیں آپ کو ہر کہیں ہر شعبہ سے متعلق بے شمار طاغوت، شیاطین اور دجال مل جائیں گے، اگر تھوڑی تعداد میں یا بہت ہی کم تعداد میں ملیں گے تو صرف اللہ و رسول ﷺ کے نام لیوا اور انہی کی خاطر آپ کی اصلاح و ہدایت کے دلدادہ۔

اسی احتیاط و امتیاز کی وضاحت کے ساتھ ہم اپنے دوستوں پر یہ بھی واضح کر دیتے ہیں کہ حدیث کا حوالہ صرف اور صرف اصل کتابِ حدیث سے ہوتا ہے اور اصل کتابِ حدیث صرف وہ ہوتی ہے جس میں محدث اپنی سند کے ساتھ حدیث بیان کرتا ہے اور ایسے لوگ ہی در حقیقت محدث ہوتے ہیں اگرچہ ہم محدث کے لفظ کا اطلاق عام مفہوم میں معلّمِ حدیث اور علومِ حدیث کے ماہرین پر بھی کرتے ہیں لیکن حقیقت تک رسائی کے لیے ضروری ہے کہ ماہرِ علومِ حدیث اور محدث کے درمیان فرق کو قائم رکھا جائے کم از کم اسوقت جب آپ نے کسی حدیث کا حوالہ دینا ہو یا اس کی اسناد پر بحث کرنا ہو۔ ایک عام سی مثال سے اپنی بات واضح کرنے کی کوشش کرتا ہوں مشکاۃ شریف ایک کتابِ حدیث ہے لیکن حقیقی کتابِ حدیث نہیں کہ جس کا حوالہ دیا جا سکے کیونکہ اس میں تمام احادیث اصلی کتبِ حدیث مثلاً بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ سے نقل کر کے عوامی سہولت کے لیے ایک مجموعۂ احادیث تیار کیا گیا ہے اور ایسے مجموعات عالمِ اسلام میں درجنوں کی تعداد میں ہیں، یہ سب کے سب سہولتِ عوام و طلباء کے لیے تیار کردہ ہیں اور انہی کتابوں میں عام طور پر یہ بھی بتایا گیا ہوتا ہے کہ حدیث کونسی اصل کتاب سے نقل کی گئی ہے۔ مگر اصلی محقق اور حقیقی عالم کا منصب یہ ہے کہ وہ حقیقی کتابِ حدیث کا حوالہ دے یعنی اگر اس نے مثلاً مشکاۃ شریف سے بخاری کی حدیث لی ہے تو اس متعلقہ حدیث کی بخاری میں تصدیق کرے اور پھر بخاری کا حوالہ دے نہ کہ مشکاۃ کا، کیونکہ مشکاۃ کا حوالہ دینے سے تحقیق کے ادنیٰ مقاصد بھی پورے نہیں ہوتے۔ اس موجودہ دجال مصنف یاسین لعن اللہ علیہ کا یہ بھی خاصہ ہے کہ علمِ حدیث کے قریب سے بھی نہیں گزرا ہے اس لیے اسے یہ تک کا علم بھی نہیں ہے کونسی کتاب کا کس وقت حوالہ دیا جا سکتا ہے چہ جائے کہ اسے یہ علم ہو کہ کونسی حدیث قابلِ استدلال ہے؟ اس نے یہ بات کہیں سے سن رکھی ہے کہ مناقب میں ضعیف حدیث بھی چل جاتی ہے، تاہم اسے کسی نے یہ نہیں بتایا کہ ضعیف احادیث میں اکاذیب و اباطیل اور موضوعات و مناکیر شامل نہیں ہیں، اور نہ ہی اسے یہ کسی نے بتایا ہے کہ عقائد میں ضعیف چھوڑ حسن حدیث بھی نہیں چلتی۔ اور یہ آخری بات قارئین بھی اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیں۔ اللہ و رسول ﷺ نے نصوص قطعیہ سے عقائدِ اسلام کو واضح کر دیا ہے۔ ان عقائدِ اسلام میں کسی نے بھی کسی بھی دور میں اگر کوئی عقیدہ ٹھونس دیا ہے تو وہ عقیدہ دینِ اسلام کا نہیں ہے بلکہ انہی کا ہے جنہوں نے اسے گھڑا اور پھر لیپ پوچا کر کے اسے لوگوں کے سامنے آراستہ کیا تاکہ وہ امتِ مسلمہ کو مختلف غیر ضروری بلکہ غیر دینی اعمال میں الجھا کر اسے پارہ پارہ کر سکیں۔ امتِ مسلمہ کو فخر ہے خلفائے راشدین خصوصاً سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر الفاروق علیہما السلام پر کہ انھوں نے اپنے درپیش ہزارہا مشکلات و مصائب اور مخالفین کی کاری دسیسہ کاریوں کے باوجود وحدتِ اسلامی کو پارہ پارہ نہیں ہونے دیا اور نہ ہی عقائد میں کسی کو رخنہ اندازی کرنے دی۔

رہی بات فاروقیتِ عمر کی تو دسیسہ شیوہ دجالہ اپنی عناد و حسد اور بغض و عداوت کی نجاست پروردہ عینک ذرا اتار کر دیکھے کہ ان سے بڑھ کر سطحِ زمین پر باستثنائے انبیاء کون فاروق گزرا ہے؟ اپنی گند پروردہ ذہنیت چند لمحوں کے لیے ایک طرف کر دیں آدم سے لے کر سید الانبیاء ﷺ، وہاں سے لے کر آج تک آ جایئے کون ہے فاروق؟ صرف اور صرف وہی جسے اللہ و رسول ﷺ نے "الفاروق" کے لقب سے نوازا اور یقیناً اللہ و رسول ﷺ سے بہتر علم و حکمت کا

کون حامل ہے؟ دجالہ اس برگزیدۂ خدا و رسول ﷺ کا انکار کر کے کس کا انکار کر رہے ہیں؟ ذرا غور کیجیے! اور پھر بعض تاریخی و حدیثی حقائق پر بھی غور کر لیجیے: کون تھا جس کے قبولِ اسلام سے اسلام نے کھلی فضاء میں اونچی سانس لینا شروع کی؟ کون تھا جسے میدانِ احد میں کفارِ مکہ نے للکارا تھا کہ وہ کہاں ہے؟ اور پھر وہ کون تھا جس نے حضور ﷺ کے گرداگرد کھڑے حلقہ میں سے بآوازِ بلند سینہ تان کر کفارِ مکہ کی للکار کا جواب دیا تھا؟ کون تھا جس نے حضور ﷺ کے فیصلے سے انکار پر ایک منافق کا سر قلم کر دیا تھا یہ کہتے ہوئے کہ جسے محمد رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ منظور نہ ہو اس کے بارے میں عمر کا فیصلہ یہی ہے؟ کون تھا کہ جس کی خواہش پر حرمتِ شراب کی آیات نازل ہوئیں؟ کون تھا جسے اللہ تعالیٰ نے خواب میں ہر نماز کے لیے اذان کے کلمات تعلیم کیے اور حضور ﷺ نے انہی کلمات کو اپنایا اور آج تک مسلمانوں کی اذان وہی ہے؟ کون تھا جس کی بابت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ دنیا سے عمر کے رخصت ہونے سے علم کے دس میں سے نو حصے بھی رخصت ہو گئے؟ کون تھا جس نے مجلسِ بنو ثقیفہ میں مسلمانوں کو باہمی خونی آویزش سے بچا لیا؟ کون تھا جس نے سب سے پہلے جمعِ قرآن کا انصرام کیا؟ کون تھا جو ہر حدیث پر کم از کم دو گواہ طلب کرتا تھا؟ کون تھا جس نے اپنے عہدِ حکومت میں اپنی رسا حکمت و ہمت اور فکر و تدبر سے ایسا نظامِ حکومت ترتیب دیا، ایسا قیامِ محکمہ جات کیا، ایسا نظامِ معیشت منظم کیا، ایسا اعلیٰ اور پائدار نظامِ عدل قائم کیا، کہ تمام دنیائے جدید کو اپنے ہر شعبہ میں انہی کا برملا اتباع کرنا پڑا اور انہی کی طے کردہ بنیادوں پر عالمِ جدید نے اپنے نظام کی ہر عمارت کو استوار کیا؟ کیا ایسا معمارِ قوم و ملت کبھی باستثنائے انبیاء علیہم السلام گزرا؟ ہر گز نہیں اور نہ شاید کبھی ہو۔ اگر کوئی شخص یہ بیہودہ گوئی کرے کہ عمر الفاروق علیہ السلام کا دورِ مقدس پُر امن تھا جبکہ بعد کے ادوار میں مخالفین کی دسیسہ کاریاں اور سازشیں بہت زیادہ تھیں اس لیے وہ کچھ زیادہ نہ کر سکے تو ایسے بیہودہ شخص سے ہمارا یہ سوال ہے کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ کا دور تمام سازشوں سے محفوظ اور پُر امن تھا تو ان کی شہادت کیونکر واقع ہوئی؟ کیا ان کی شہادت امن و سلامتی کی پیداوار تھی؟ قارئین یاد رکھ لیں کہ آدم سے لے کر آج تک کوئی ایک دورِ حکومت بھی نہیں گزرا جس میں حکمران کو شدائد و مصائب کا سامنا نہ کرنا پڑا ہو خواہ وہ دور کسی نبی کا ہو یا کسی غیر نبی کا۔ پھر آگے حکمران کا اپنا فکر و تدبر اور حکمتِ عملی ہوتی ہے جس سے وہ ان شدائد اور مصائب و آلام پر قابو پاتا ہے۔ اور انسانی تاریخ گواہ ہے کہ باستثنائے انبیاء جس طرح کے مثالی تدبر، بے نظیر حکمتِ عملی، لاجواب فکر و عمل اور عدیم النظیر فاروقیت کا مظاہرہ سیدنا عمر الفاروق علیہ السلام نے کیا وہ کسی دوسرے حکمران کے حصے میں نہ آیا خواہ وہ آپ سے پہلے گزرا یا بعد میں آج تک، شاید ہر فیلڈ میں ان کی یہی عدیم النظیری تھی کہ سید المرسلین ﷺ نے فرمایا تھا کہ "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا"۔ قارئین سے گزارش ہے کہ میری ان تمام باتوں پر خوب غور و خوض کریں اور پھر فیصلہ کریں کہ بات اللہ و رسول ﷺ کی تسلیم کرنی ہے یا کراہت انگیز و فتنہ ساز دجالہ کی؟

پہلے ایمان لایا، کلمہ پڑھا، نماز پڑھی، اللہ کی توحید کو اور آپؐ کی رسالت کو تسلیم کیا ایسی ذات اور شخصیت صرف اور صرف مولا علی علیہ السلام کی ذات ہے، آپؑ نے سب سے پہلے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو تسلیم کیا اور اسکے نفاذ کیلئے جہاد کرنا شروع کیا اسی لیئے آپؐ نے متعدد احادیثِ مبارکہ بیان فرمائیں جن میں مولا علی علیہ السلام کو فاروق اور حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والی ہستی قرار دیا ہے۔

258 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ لِعَلِيٍّ: أَنْتَ تُبَيِّنُ لِأُمَّتِيْ مَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ بَعْدِيْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے علیؑ تم واضح (وضاحت) کروگے میری اُمت کیلئے جس میں وہ میرے بعد اختلاف کریں گے۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۶۲۰)، (امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر: جلد ۴۵، حدیث ۹۷۶۲)

اس حدیثِ مبارکہ سے بھی ثابت ہو رہا ہے کہ حق اور باطل کو واضح کرنے والی ذات مولا علی علیہ السلام کی ہے، پس میرا موقف واضح ہو چکا ہے جس ہستی کو اللہ اور اُسکے رسولؐ نے یہ مقام عطا کیا ہو وہ صدیقِ اکبر بھی ہو، فاروقِ اعظم بھی ہو تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد علی علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور افضل کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کسی کی افضلیت پرکھتے ہیں تو اُسکے فضائل و مناقب سے ہی پرکھتے ہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ فضائل سے کوئی افضل نہیں ہوتا تو میرا اُن سے سوال ہے؟ کہ نہ میں نے کسی کے فضائل میں احادیث پڑھنے دینی ہیں اور نہ قرآنی آیات پڑھنے دینی ہیں اِنکے علاوہ کسی کی افضلیت ثابت کریں ساری دُنیا بھی مل جائے تو نہیں ثابت کر سکتی پتہ چلا فضائل و مناقب سے انسان افضل ہوتا ہے پوری دُنیا میں حضور نبی اکرمؐ کے بعد سب سے زیادہ قرآن و حدیث میں جس کے فضائل و مناقب بیان ہوئے ہیں وہ مولا علی علیہ السلام کی ذات ہے تو پھر اسی لیئے ہم کہتے ہیں کہ حضورؐ کے بعد جو افضل و اعلیٰ ہستی ہے وہ مولائے کائنات علی المرتضیٰ علیہ السلام ہیں۔

آیت نمبر 18

❖ يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ

اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے گا۔ تو عنقریب اللہ (اُن کی جگہ) ایسی قوم کو لائے گا جن سے وہ (خود) محبت کرتا ہو گا اور وہ اُس سے محبت کرتے ہوں گے۔

(سورۃ المائدہ: آیت ۵۴)

اِس آیت کے ذیل میں امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر الکبیر میں فرماتے ہیں کہ

259 نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِي عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام

"یہ آیت مولا علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے"

(امام فخر الدین رازی تفسیر الکبیر جلد ۱۲، صفحہ ۲۴)

کیونکہ خیبر کے روز آقاؐ نے فرمایا تھا۔

260 عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا میں یہ جھنڈا اُس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ فتح عطا کرے گا وہ اللہ جل جلالہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ جل جلالہ اور اُس کا رسولؐ اُس سے محبت کرتے ہیں۔

(امام بخاری الصحیح صفحہ ۷۱۵، حدیث ۴۲۱۰ دار السلام الریاض)

آقاؐ نے مولا علی علیہ السلام کو جھنڈا عطا کیا۔ امام رازی فرماتے ہیں:

261 هٰذَا هُوَ الصِّفَةُ الْمَذْكُوْرَةُ فِي الْاٰيَةِ۔

یہی وہ صفت ہے جس کو آیت کے اندر بیان کیا گیا ہے۔

(امام فخر الدین رازی تفسیر الکبیر، جلد ۱۲ صفحہ ۲۵)

صفحہ نمبر: ۱۳۰

حدیث نمبر: ۲۵۹

صحتِ حدیث: منکر باطل

تبصرہ: یہ آیت (المائدۃ: ۵۴) علی علیہ السلام کی شان میں نازل نہیں ہوئی بلکہ مفسرین کے ترجیحی اقوال کے مطابق حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما، اہل یمن، اہل قادسیہ، اور انصار کی بابت نازل ہوئی تھی امام غزالی نے روافض کا رڈ کرنے کے لیے اس آیت کے بارے میں روافض کے جھوٹ کو قبول کرتے ہوئے انہی پر وار کرتے ہوئے اس آیت اور مابعد والی آیت کے ذریعہ سے انہیں کافر و مرتد قرار دیا ہے۔ اگر مصنف کو تھوڑی سی بھی عقل ہوتی تو اس آیت کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شان میں اترنے کا ذکر نہ کرتا کیونکہ یہ تمام مفسرین و محدثین کے نزدیک اہل ردہ جن کے خلاف ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے زمانے میں جہاد کیا تھا کی بابت نازل ہوئی تھی ہاں البتہ ابن عطیہ نے اپنی ذاتی رائے دیتے ہوئے کہا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے خوارج کے خلاف جہاد کو بھی اسی میں شامل کرنا چاہیے۔ جبکہ ابن تیمیہ نے اس آیت کو کسی طرف بھی مخصوص نہیں کیا بلکہ ان کے نزدیک وصالِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر قیامت تک آنے والے اس آیت میں بیان کردہ صفات کے حامل تمام مومنین اس آیت سے مراد ہیں۔[۱]

حدیث نمبر: ۲۶۰

صحتِ حدیث: صحیح

تبصرہ: دجال مصنف نے امام رازی کی الوجہ الاول میں مذکور دلیل کو اپنے نام کر کے وہیں سے حدیث نقل کی اور حوالہ بخاری کا دے دیا کیونکہ اسی آیت کے تحت امام رازی نے الوجہ الثانی میں جس دلیل کے تحت یاسین جیسے دجالوں کو کافر و مرتد قرار دیا ہے وہ دلیل دجال مصنف پر آگ بن کر گرتی اس لیے دجال نے یہاں رازی کا حوالہ نہ دینے میں عافیت سمجھی۔

حدیث نمبر: ۲۶۱

تبصرہ: یہ امام رازی کا تبصرہ ہے اور اس تبصرہ کی اصل حقیقتِ مراد میں ابھی اوپر لکھ آیا ہوں۔ یہاں دجال کی مکاری ملاحظہ کریں کہ تبصرے پر بھی حدیث کا نمبر جڑ دیا تا کہ قارئین کو گمراہی کی کھائیوں میں دھکیل سکے، دجال اپنی کتاب کے اول سے آخر تک کیا ہے۔

---

[۱] موسوعة التفسير المأسور: ٦٤٧/٧، ٦٥٥، تحت الآية: ٥٤ من المائدة، إعداد: مركز الدراسات و المعلومات القرآنية، بإشراف: مساعد بن سليمان الطيار، دار ابن حزم، بيروت. لبنان سنة ٢٠١٧م حوالہ دیے گئے صفحات میں اس آیت کی بابت پوری تفصیل موجود ہے لہٰذا ان کا مطالعہ غور سے فرمائیے اور دجال مصنف کی حماقت کے مزے لوٹیے۔

ثابت ہوا کہ یہ آیت مولا علی علیہ السلام کی شان اور افضلیت میں نازل ہوئی مولا علی علیہ السلام اللہ اور اُس کے رسول کے محب بھی ہیں اور محبوب بھی ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام اللہ اور اُس کے رسولؐ کے محبوب ہیں اس پر بے شمار احادیث ملتی ہیں۔ جیسا کہ امام ترمذی اپنی جامع میں یہ حدیث لے کر آئے ہیں۔

262 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طَيْرٌ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ ائْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَأْكُلُ مَعِيَ هَذَا الطَّيْرَ. فَجَاءَ عَلِيٌّ فَأَكَلَ مَعَهُ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پرندے کا گوشت تھا آپؐ نے فرمایا اے ہمارے اللہ اپنی ساری مخلوق میں سے محبوب ترین شخص کو (جس کو تو محبت کرتا ہے) میرے پاس بھیج تاکہ وہ میرے ساتھ اس پرندے کا گوشت کھائے۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام آئے اور آپؐ کے ساتھ وہ گوشت تناول کیا۔

(جامع ترمذی، باب مناقب علی بن ابی طالب حدیث ۳۷۲۱، امام طبرانی معجم الاوسط، جلد ۹ حدیث ۹۳۷۲)

اس حدیثِ مبارکہ سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مولا علی علیہ السلام اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے محبوب ہیں۔ اب ہم ایک اور حدیث بیان کرتے ہیں جس سے پتہ چل جائے گا کہ مولا علی علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی محبوب ہیں۔

263 عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ أَحَبَّ النِّسَاءِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةُ علیہا السلام، وَمِنَ الرِّجَالِ عَلِيٌّ علیہ السلام

حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا تھیں اور مردوں میں سب سے زیادہ محبوب حضرت علی علیہ السلام تھے۔

(امام ترمذی جامع، صفحہ ۸۷۳، حدیث ۳۸۶۸ دار السلام الریاض)۔
(طبرانی معجم الاوسط جلد ۸ حدیث ۷۲۵۸)

صفحہ نمبر: ۱۳۱
حدیث نمبر: ۲۶۲
صحتِ حدیث: ضعیف

حدیث نمبر: ۲۶۳
صحتِ حدیث: حسن غریب

صفحہ نمبر: ۱۳۲
حدیث نمبر: ۲۶۴
صحتِ حدیث: صحیح

آیت نمبر 19

❖ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا۝

بے شک جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کو اذیت دیتے ہیں اللہ اُن پر دُنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اُس نے اُن کے لیئے ذِلّت انگیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔
(سورۃ الاحزاب: آیت ۵۷)

اِس آیت کے ذیل میں امام حاکم مستدرک میں حدیثِ مبارکہ لے کر آئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو مولا علی علیہ السلام کو اذیت دیتا ہے وہ سمجھ لے اُس نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کو اذیت دی ہے۔ اس آیت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مولا علی علیہ السلام کو بُرا کہنے سے حضورؐ کو اذیت ہوتی ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ کی اذیت ہی اللہ کی اذیت ہے۔

264 عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ فَسَبَّ عَلِيًّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍؓ فَحَصَبَهُ ابْنُ عَبَّاسٍؓ فَقَالَ: يَا عَدُوَّ اللّٰهِ آذَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾سورہ الاحزاب۔۵۷﴾ لَوْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَيًّا لَآذَيْتَهُ۔

حضرت ابنِ ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہلِ شام سے ایک شخص آیا اُس نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے (پاس) مولا علی علیہ السلام کو بُرا کہا تو حصرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اُسکو ایسا کہنے سے روکا اور فرمایا اے اللہ کے دُشمن تُو نے رسول اللہ ﷺ کو اذیت دی ہے اور پھر یہ آیت پڑھی (ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ لعنت بھیجتا ہے اور اُن کیلئے اُس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ سورہ الاحزاب۔۵۷)

پھر فرمایا اگر رسول اللہ ﷺ ظاہرًا زندہ ہوتے تو یقیناً تُو آپؐ کی اذیت کا باعث بنتا۔

(امام حاکم مستدرک جلد ۳ حدیث ۴۶۱۸)

صفحہ نمبر: ۱۳۳
حدیث نمبر: ۲۶۵
صحتِ حدیث: موضوع

اس حدیث اور آیت سے ثابت ہوا کہ مولا علی علیہ السلام کو بُرا کہنے سے آپکو اذیت ہوتی ہے تو جو منبروں پر مولا علی علیہ السلام کو گالیاں نکلواتے رہے ایسے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو اذیت دی اور آپؐ کی اذیت میں ہی اللہ کی اذیت ہے۔ اس پر مزید دلائل جلد دوم میں بیان کیئے ہیں۔

آیت نمبر 20

❖ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ۝

بے شک تمہارا مددگار اللہ اور اُس کا رسول ﷺ ہے اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ ہر (حال) میں اللہ کے حضور جھکنے والے ہیں۔

(سورۃ المائدہ: آیت ۵۵)

علی علیہ السلام اللہ کے ولی ہیں

اِس آیتِ کریمہ کے ذیل میں امام احمد بن محمود نسفیؒ روایت لے کر آئے۔

265 إِنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ عَلِيٍّ عليه السلام حِيْنَ سَأَلَهٗ سَائِلٌ وَهُوَ رَاكِعٌ فِيْ صَلَاتِهٖ فَطَرَحَ لَهٗ خَاتَمَهٗ كَأَنَّهٗ مَرِجًا فِيْ خِنْصَرِهٖ فَلَمْ يَتَكَلَّفْ لِخَلْعِهٖ كَثْرُ عَمَلٍ يُفْسِدُ صَلَاتَهٗ۔

بے شک یہ آیت ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ﴾ علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔ آپؑ سے ایک سائل نے سوال کیا (کچھ مانگا) آپؑ اس وقت نماز میں رکوع کی حالت میں تھے۔ تو آپؑ نے اُس کی طرف اپنی انگوٹھی پھینک دی۔ گویا کہ وہ انگوٹھی آپؑ کی چھنگلی اُنگلی مبارک میں ڈھیلی تھی اِسی لیئے آپؑ کو اس کے اُتارنے میں ایسا عمل (تکلف) نہیں کرنا پڑا جو آپؑ کی نماز کو فاسد کر دے۔

(امام عبداللہ بن احمد بن محمود نسفیؒ، مدارک التنزیل وحقائق التاویل جلد ۱ صفحہ ۶۱۱)

صفحہ نمبر: ١٣٤
حدیث نمبر: ٢٦٦، ٢٦٧
صحتِ حدیث: موضوع

علامہ محمود آلوسیؒ اپنی تفسیر روح المعانی میں یہ مضمون اِس طرح لے کر آئے ہیں۔

266 ایک سائل مسجدِ نبوی میں آیا حضور نبی اکرم ﷺ نے اُس سائل سے پوچھا کہ کیا تم کو کسی نے کچھ دیا ہے۔ اُس سائل نے عرض کی آقا مولا علی علیہ السلام نے یہ انگوٹھی عطا کی ہے۔ حالانکہ وہ نماز میں حالتِ رکوع میں تھے آپؐ نے سائل کی یہ بات سُن کر۔

❖ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةِ (اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ) (سورۃ المائدہ: آیت ۵۵)

حضور نبی اکرم ﷺ نے نعرہ بلند کیا اور پھر یہ آیت تلاوت کی۔ (بے شک تمہارا مددگار اللہ اور اس کا رسول ہیں اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ (حالتِ رکوع میں) ادا کرتے ہیں اور وہ اللہ کے حضور جھکنے والے ہیں)

(علامہ آلوسی روح المعانی۔ جلد ۶ صفحہ ۱۸۱)

اِسی طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اپنی تفسیر مظہری میں بھی یہ روایت کچھ اس طرح لے کر آئے ہیں۔

267 وَقَفَ عَلَىٰ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام سَائِلٌ وَهُوَ رَاكِعٌ وَنَزَعَ خَاتَمَهٗ وَأَعْطَاءُ السَّائِلَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ﴾۔

ایک سائل مولا علی علیہ السلام کے پاس آکر کھڑا ہوا وہ نماز میں حالتِ رکوع میں تھے آپ علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی اُتار کر سائل کو عطا کر دی اس پر یہ آیت (بے شک تمہارا مددگار اللہ اور اس کا رسول ہیں) اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ (حالتِ رکوع میں) ادا کرتے ہیں اور وہ اللہ کے حضور جھکنے والے ہیں) نازل ہوئی۔

(قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، جلد ۳ صفحہ ۱۴۱)

اِسی آیتِ کریمہ کے بارے میں امام خازنؒ فرماتے ہیں کہ:

صفحہ نمبر: ۱۳۵
حدیث نمبر: ۲۶۸،۲۶۹،۲۷۰
صحتِ حدیث: موضوع

268 نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ ﴿اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰاةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکَاةَ وَهُمْ رَاکِعُوْنَ﴾ فِیْ شَخْصٍ مُعِیَّنٍ وَهُوَ عَلِیّ ابْنِ أَبِیْ طَالِبٍ علیہ السلام۔

یہ آیت (بے شک تمہارا مدد گار اللہ اور اس کا رسول ہیں اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ (حالتِ رکوع میں) ادا کرتے ہیں اور وہ اللہ کے حضور جھکنے والے ہیں) ایک معیّن شخص کے بارے میں نازل ہوئی اور وہ شخص علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے۔

(امام خازنؒ تفسیر خازن، جلد ۲، صفحہ ۵۲)

ایک اور مقام پر امام خازن یعنی علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی فرماتے ہیں۔

269 مَرَّ بِعَلِیٍّ سَائِلٌ وَهُوَ رَاکِعٌ فِی الْمَسْجِدِ فَأَعْطَاهُ خَاتَمَهٗ ثُمَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ ﴿اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰاةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکَاةَ وَهُمْ رَاکِعُوْنَ﴾ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ایک سائل مولا علی علیہ السلام کے پاس سے گزرا اُس وقت آپؑ حالتِ رکوع میں تھے مسجد میں اُس نے سوال کیا آپؑ نے اپنی انگوٹھی اُس کو عطا کر دی پھر یہ آیت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔

(امام خازنؒ تفسیر خازن، جلد ۲ صفحہ ۱٦۱)

امام جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر دُرِّ منثور میں یہ روایت کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

270 حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے کے لیے گیا آپؐ نیند میں تھے لگتا تھا آپؐ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد آپؐ بیدار ہوئے۔

❖ وَتَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هٰذِهِ الْاٰیَةِ ﴿اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰاةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکَاةَ وَهُمْ رَاکِعُوْنَ﴾ ثُمَّ تَلَا هٰذَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَتَمَّ لِعَلِیٍّ نِعْمَهٗ وَهَیَّا لِعَلِیٍّ بِفَضْلِ اللّٰهِ إِیَّاهُ۔

صفحہ نمبر: ۱۳۶
حدیث نمبر: ۲۷۱
صحتِ حدیث: کذب موضوع

رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ﴾ تلاوت کی اور پھر یہ فرمایا حمد وثنا ہے اُس اللہ کیلئے جس نے علی علیہ السلام کیلئے نعمتوں کو مکمل کیا اور علیؑ علیہ السلام کیلئے فضل تیار کیا۔
(امام جلال الدین سیوطیؒ دُرِّ منثور جلد ۲ صفحہ ۵۷۱)

امام فخر الدین رازیؒ اپنی تفسیر الکبیر میں یہ روایت کچھ اس طرح لے کر آئے ہیں۔

271 حضرت ابوذر غفاریؓ روایت کرتے ہیں کہ میں مسجدِ نبوی میں تھا تو ایک سائل آیا اُس نے سوال کیا تو کسی نے اُس کو کچھ نہ دیا تو۔

❖ فَرَفَعَ السَّائِلُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَآءِ وَقَالَ أَللّٰهُمَّ اشْهَدْ أَنِّيْ سَأَلْتُ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِكَ ﷺ يَوْمًا مِّنَ الْأَيَّامِ فَلَمْ يَعْطِنِيْ أَحَدٌ، وَكَانَ عَلِيٌّ رَاكِعًا فَأَوْمَا إِلَيْهِ نَحْوَهُ بِخِنْصَرِهِ الْيُمْنٰى وَكَانَ فِيْهَا خَاتَمٌ، فَأَخَذَ السَّائِلُ الْخَاتَمَ مِنْ خِنْصَرِهِ وَذٰلِكَ بِحَضْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ۔

سائل نے آسمان کی طرف اپنا سر اُٹھا کر کہا اے ہمارے اللہ تُو گواہ رہنا کہ میں نے ایک روز تیرے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں سوال کیا مگر مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا۔ اور اُس وقت مولا علی علیہ السلام نماز کے دوران حالتِ رکوع میں تھے تو آپؑ نے اپنے دائیں ہاتھ کی چھوٹی اُنگلی سے اشارہ کیا۔ اُس اُنگلی میں انگوٹھی تھی تو سائل نے آپؑ کی اُس اُنگلی سے انگوٹھی اُتار لی۔ یہ مسئلہ حضور ﷺ کے سامنے پیش ہوا جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو یہ آیات تلاوت کیں۔

❖ وَتَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ: وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ۝ هٰرُوْنَ اَخِي ۝ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ۝ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ۝
(سورہ طٰہٰ آیات ۲۹ تا ۳۲)

یعنی موسیٰ علیہ السلام کی دُعا والی آیات پڑھیں جس میں موسیٰ علیہ السلام دُعا مانگتے ہیں۔ (اے اللہ) میرے گھر والوں میں سے میرا وزیر بنا دے۔ ہارون علیہ السلام میرے بھائی کو اُس کے ذریعہ میری کمر مضبوط فرما۔ اور اُس کو میرے امر (کام) میں شریک کر۔ یہ آیات پڑھ کر آقاؐ نے پھر فرمایا:

صفحہ نمبر: ۱۳۷

حدیث نمبر: ۲۷۲

صحتِ حدیث: کذب موضوع

تبصرہ: آیت ۲۰: المائدۃ: ۵۵ کے تحت بطور ثبوت جتنی بھی نام نہاد احادیث و آثار دیے گئے ہیں سب محض جھوٹ قصہ کہانیاں اور دجالہ کی افسانہ تراشی ہے ہر شے ہر قصہ مکذوب باطل برملا جھوٹ ہے یہ قصہ کہانیاں کہیں پر بھی کسی بھی نام سے بیان ہوں قارئین یاد رکھیں کہ یہ محض جھوٹ موضوع اور برملا دجالی ہے۔

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. أَللّٰهُمَّ أَنَا مُحَمَّدٌ نَبِيُّکَ وَصَفِيُّکَ أَللّٰهُمَّ فَاشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ، وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ أَهْلِيْ عَلِيًّا اشْدُدْ بِهٖ ظَهْرِيْ. ثُمَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ﴾۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ دُعا کی۔ اے ہمارے اللہ میں محمد ﷺ ہوں، تیرا نبی ﷺ ہوں، اور تیرا چُنا ہوا ہوں، اے ہمارے اللہ میرے لئے میرا سینہ کھول دے اور میرے کام کو میرے لیئے آسان فرما۔ اور میرے گھر والوں میں سے علی علیہ السلام کو میرا وزیر بنا۔ اور اُس کے ذریعہ سے میری کمر کو مضبوط فرما۔ پھر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔ ﴿بے شک تمہارا مددگار اللہ اور اس کا رسول ہیں اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ (حالتِ رکوع) ادا کرتے ہیں اور وہ اللہ کے حضور جھکنے والے ہیں﴾

(امام فخر الدین رازی تفسیر الکبیر جلد ۲ صفحہ ۴۲۰، امام طبرانی معجم الکبیر جلد ۳ صفحہ ۷۵)

اِس روایت سے بھی یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ یہ آیت مولا علی علیہ السلام کی ولایت پر نازل ہوئی، اور مولا علی علیہ السلام کی عظمت و رفعت اور افضلیت بھی ثابت ہو گئی، حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد جو سب سے اعلیٰ ذات ہے وہ علی المرتضیٰ علیہ السلام کی ذات ہے۔ جب تک کوئی مولا علی علیہ السلام کو مولا، آقا نہ تسلیم کرے تب تک کوئی مومن اور مسلمان نہیں ہو سکتا۔

ایک اور حدیثِ مبارکہ اس آیتِ کریمہ کے تحت امام حاکم اور امام طبرانی لے کر آئے ہیں۔

272 عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضي الله عنه يَقُوْلُ: وَقَفَ عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام سَائِلٌ وَهُوَ رَاكِعٌ فِي تَطَوُّعٍ فَنَزَعَ خَاتَمَهُ فَأَعْطَاهُ السَّائِلَ. فَأَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْلَمَهُ ذٰلِكَ. فَنَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ هٰذِهِ الْاٰيَةِ ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ﴾ فَقَرَأَهَا

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ. أَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سائل حضرت علی علیہ السلام کے پاس آکر کھڑا ہوا۔ آپؑ نماز میں رکوع کی حالت میں تھے آپؑ نے انگوٹھی کھینچنے پر سائل کو عطا کردی۔ مولا علی علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپؐ کو ساری بات بتائی۔ اُس موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ پر یہ آیت۔ ﴿ بے شک تمہارا مددگار اللہ اور اس کا رسول ہیں اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ (حالتِ رکوع میں) ادا کرتے ہیں اور وہ اللہ کے حضور جھکنے والے ہیں ﴾ نازل ہوئی۔ آپؐ نے اِس آیت کو پڑھا اور فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی علیہ السلام مولا ہے اے اللہ تو بھی اُس کا مولا بن جو اِسے (علیؑ) کو مولا مانے اور جو اس سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھ۔

(امام طبرانی معجم الاوسط: جلد ۷ حدیث ۶۲۲۸)، (امام طبرانی معجم الکبیر، جلد ۴، حدیث ۴۰۵۳، ۵۰۶۸، ۵۰۹۷)
(امام ہیثمی مجمع الزوائد، جلد ۷ صفحہ ۲۰)، امام ہیثمی موارد الظمآن: حدیث، ۲۲۰۵)،
(امام احمد بن حنبل مسند، جلد ۱، جلد ۴، صفحات، ۱۲۶، ۳۸۲)، (خطیب بغدادی تاریخِ بغداد جلد ۷ صفحہ ۳۸۵)

آیت نمبر 21

❖ سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝

طلب کیا ایک سائل نے ایسا عذاب جو ہو کر رہے۔

(سورۃ المعارج: آیت ۱)

273 اِس آیتِ کریمہ کے بارے میں امام ثعلبیؒ اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ نے غدیرِ خُم کے مقام پر مولا علیؑ کی ولایت کا اعلان کیا تو ایک شخص حارث بن نعمان فہری اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے محمد ﷺ آپؐ نے ہمیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی کا کہا ہم نے یہ گواہی دی آپؐ نے ہمیں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی کا کہا ہم نے یہ شہادت بھی دی۔ آپؐ نے نماز، روزہ، حج، زکوۃ کا کہا ہم نے عمل کیا اب آپؐ کہہ رہے ہیں آپؐ کے چچازاد بھائی کی ولایت کی گواہی عَلِيٌّ وَلِيٌّ

صفحہ نمبر: ۱۳۸

حدیث نمبر: ۲۷۳

صحتِ حدیث: کذب موضوع باطل

تبصرہ: یہ سارا قصہ محض جھوٹ ہے۔ اور قارئین اس سے اندازہ کرلیں کہ دجالہ افسانہ تراشی اور اس افسانے کا مرتب پلاٹ باندھنے میں کس قدر متخیل اور تصویر کار ہیں۔

اللہ کی شہادت بھی دیں۔ یہ آپ خود کہہ رہے ہیں یا اللہ کی طرف سے حکم آیا ہے۔ یہ روایت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا:

❖ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ اِنَّ هٰذَا مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اُس (اللہ) کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں مجھے یہ حکم اللہ کی طرف سے ہی ملا ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ خود سے کوئی کام نہیں کرتے۔

❖ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝

''اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے وہ تو بس وحی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔ ان کو ایک زبردست قوت والے نے تعلیم دی ہے''۔

(سورۃ النجم: آیت: ۴،۵)

یعنی آقا یہ سمجھانا چاہ رہے تھے کہ میں نے علی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان نہیں کیا اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے خود کروایا ہے۔ اب میری اطاعت میں ہی اللہ کی اطاعت ہے۔ جیسا کہ سورۃ النساء میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔

❖ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ

''جس نے رسول اللہ ﷺ کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ ہی کا حکم مانا''۔

(سورۃ النساء: آیت ۸۰)

جب آپ نے اُس کو یہ فرمادیا کہ یہ اعلان اللہ کی طرف سے ہوا ہے تو حارث بن نعمان فہری نے کہا اگر یہ سچ ہے تو یَارَبِّ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِئْتِنَا بِعَذَابٍ اِلَيْهِ۔

اے رب ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسادے یا پھر عذاب نازل کردے۔ اس کے فوراً بعد آسمان سے اُس کے سر پر ایک پتھر گرا اور وہ وہیں مر گیا۔

(امام شبلنجی نورالابصار، صفحہ ۱۹۶ بیروت، لبنان)

صفحہ نمبر: ۱۴۰

حدیث نمبر: ۲۷۴

صحتِ حدیث: موضوع

اس سے ثابت ہوا کہ جو مولا علی علیہ السلام کی ولایت و امامت اور افضلیت کا منکر ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت کا منکر ہے اور جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت کا منکر ہے وہ اللہ کی ولایت کا منکر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے یہ بات ثابت بھی کر دی اور اِس کا اعلان بھی کر دیا کہ علیؑ کو آقا مان لو جو اس کا انکار کرے گا اُس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اعلانِ جنگ ہے۔ اِسی لئے صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے مولا علی علیہ السلام کو مولا مان کر اپنے سر تسلیم خم کر لیئے تھے مولا علی علیہ السلام کی ولایت کے آگئے۔ تو آج ہم مولا علی علیہ السلام کو افضلیت میں چوتھا نمبر دے کر کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں جو ترتیبِ خلافت ہے وہی ترتیبِ افضلیت ہے تو اُن لوگوں سے میرا یہ سوال ہے اگر یہ فارمولہ مان لیا جائے تو پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضلیت میں آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں معاذ اللہ کیونکہ وہ نبوت کے اعلان میں آخری جو ہیں۔

آیت نمبر 22 23 24

❖ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ۝۳۴ عَلَى الْاَرَآئِكِ ۙ يَنْظُرُوْنَ ۝۳۵ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝۳۶

آج (قیامت کے دِن) ایمان والے کافروں پر ہنس رہے ہیں۔ سجے ہوئے تختوں پر بیٹھے نظارہ کر رہے ہیں۔ سو کیا کافروں کو اُس (مذاق) کا پورا بدلہ ملا جو وہ (ایمان والوں سے) کیا کرتے تھے۔

(سورۃ المطففین، آیت ۳۴ تا ۳۶)

274 اِن آیات کے ذیل میں امام موفق بن احمد بن محمد مکی خوارزمی روایت کرتے ہیں۔ ایک روز مولا علیؑ آقا سے ملنے کے لیئے جا رہے تھے تو راستے میں کچھ کفار و منافقین بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے مولا علیؑ اور اُن کے ساتھیوں کا مذاق اُڑایا۔

❖ فَسَخِرَ بِهِ الْمُنَافِقُوْنَ وَتَضَاحَكُوْا وَتَغَامَزُوْا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ فِي عَلِيٍّ۔

منافقین نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام اور آپؑ کے ساتھیوں کا مذاق اُڑایا اور اُن پر ہنسے اور آنکھوں سے ایک دوسرے کی طرف اشارے کیے تو پھر یہ آیات مولا علیؑ کی شان میں نازل ہوئیں۔

(امام موفق بن احمد مکی حنفی مناقبِ خوارزمی، صفحہ ۲۸۵، بیروت لبنان)

تبصرہ: صفحہ ۱۴۰ کے پہلے پیراگراف پر حاشیہ:

دجال مصنف اپنی دھن میں جو منہ آئے تابڑ توڑ بکے جا رہا ہے، حفظِ مراتب اور منصوص و غیر منصوص کا بھی خیال بھی نہیں کر رہا۔ کسی پر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرشتگانِ الٰہی کی طرف سے لعنت کی حد ہے کہ وہ اللہ، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی کو برابر ایک صف میں لا کھڑا کرے، اور اس مردود نے یہاں وہ نازک حد بھی پار کر دی، اور حد کو پار کر جانا اس لعنتی دجال کی کفریاتِ معمول میں داخل ہے۔ لیکن قارئین بہر آئینہ یاد رکھیں کہ اس دجال مصنف کا ایک ایک حرف جھوٹ اور فریب ہے حد یہ ہے کہ اگر یہ کہیں کلمہ شریف کا بھی اقرار کرے تو آپ سمجھ لیں کہ لعنتی منافق جھوٹ بول رہا ہے اور محض مکاری و چالبازی کا مظاہرہ کر رہا ہے جس کے ذریعے سے وہ اب آپ کو نیا جُھل دینے والا ہے۔ آپ بالیقین سمجھ لیں کہ مولا علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں کوئی نص (نصِ قرآن نہ نصِ حدیث) کبھی بھی کسی مقام یا جگہ پر وارد نہیں ہوئی اور اگر ہوئی ہے تو تمام اہلِ ایمان کی بابت نازل ہوئی ہے اور انہی اہلِ ایمان میں سے حضور مولا علی علیہ السلام ہیں، بلکہ اسی آیت: المائدۃ: ۵۵ کی شانِ نزول میں وارد شدہ اقوال میں ایک قوی قول یہ بھی ہے کہ عبدالملک بن ابی سلیمان نے ابو جعفر محمد بن علی علیہ السلام سے پوچھا کہ ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا......الخ﴾ [المائدۃ: ۵۵] میں "اور جو ایمان لے آئے" سے کون مراد ہے؟ ابو جعفر نے ارشاد فرمایا: أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ) تو عبدالملک نے عرض کی کہ لوگ کہتے ہیں کہ ان سے "علی" مراد ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ: عَلِيٌّ مِنْهُمْ، علی انہی میں سے ہے[1]۔ دوسری بات جو میرے قارئین اور حلقۂ احباب کی دائمی رہنمائی اور دجالہ کے چکمہ سے بچنے کے لیے اہم ہے وہ یہ ہے کہ پورے قرآنِ پاک میں حضور مولائے کائنات علی علیہ السلام کی شان میں کوئی بھی آیت علی الاختصاص نازل نہیں ہوئی۔ اس حقیقت سے تمام اہلِ علم باخبر ہیں، سوائے دجالہ کے کہ وہ اہلِ علم ہوتے ہی نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ڈھیروں آیات کا نزول ہونا محض دجالہ کی بیہودہ افسانہ نگاریاں اور قصہ کاریاں ہیں جن میں ذرا سی بھی حقیقت نہیں ہے۔ انہی دجالہ کے تراشیدہ قصے کہانیاں اور فسوں آمیز افسانے ہیں جو ہماری کتبِ تفاسیر و احادیث میں آگئے ہیں کچھ تو اس لیے کہ علمائے اہلِ سنت دجالہ کی کارستانیوں اور افسانہ تراشیوں سے تمام عالمِ اسلام کو باخبر رکھنا چاہتے تھے، اور کچھ اس لیے کہ بعض دجالہ جو

[1] موسوعة التفسير المأثور: ٦٦٠/٧، تحت الآية: ٥٥ من المائدة، رقم: ٢٢٩٠١، المشرف: مساعد بن سليمان الطيار، دار ابن حزم، بيروت. لبنان سنة ٢٠١٧م

سنّی صفوں میں سنّی بن کر گھس گئے تھے انھوں نے علمائے اسلام کی کتابوں میں ان جھوٹے افسانوں اور قصے کہانیوں کو ٹھونس دیا، کچھ انھی دجالہ نے سنّیوں کا بھیس اوڑھ کر ان مکذوبات و موضوعات اور اکاذیب و اباطیل سے معمور کتابیں لکھ دیں تاکہ دنیائے اسلام کو گمراہی اور لادینی کے دلدل میں دھکیل دیا جائے۔ تمام اہلِ حلقہ اور قارئین کو مشورہ ہے کہ دجالہ کی صدیوں پر محیط دسیسہ کاریوں سے جاننے کے لیے ضروری ہے کہ کتاب:

"تحفہ اثنا عشریہ" از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

پڑھ لیں تاکہ آپ اپنے دین و ایمان کا تحفظ بہتر انداز میں کر سکیں۔ اور یہ کتاب کوئی بہت ضخیم نہیں ہے بالکل مناسب حجم کی کتاب ہے اور اردو میں عام مل جاتی ہے۔

141 کنز البرھان علی أفضلیۃ علی فی القرآن

اِن آیاتِ کریمہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مولا علی علیہ السلام کا مذاق اُڑانا منافقین و کفار کا طریقہ ہے اور اِن کو قیامت کے دِن پتہ چلے گا جب یہ لوگ ذلیل ورسوا ہو رہے ہوں گے اور مولا علی علیہ السلام اور اُن کے چاہنے والے جنت میں تختوں پر بیٹھے اِن کے مذاق کا جواب دے رہے ہونگے۔ اور علی علیہ السلام کے دُشمنوں کو سزا مل رہی ہو گئی ابھی وقت ہے علی علیہ السلام کا مذاق اُڑانے کی توبہ کر کے مان لو یہ بات کہ علی علیہ السلام جیسا کوئی نہیں۔

آیت نمبر 25

❖ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ

جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ ہی کا حکم مانا۔

(سورۃ النساء: آیت ۸۰)

اس آیتِ کریمہ میں اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ جس نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کر دی۔ یعنی اللہ نے آقاؐ کی اطاعت اور حکم کو اپنی اطاعت اور حکم کہہ دیا۔ حضرت ابوذرؓ سے امام حاکم مستدرک میں حدیث لے کر آئے ہیں۔

اطاعتِ مرتضیٰ علیہ السلام ہی اطاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

275 عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ أَطَاعَكَ (يَا عَلِيُّ) فَقَدْ أَطَاعَنِيْ وَمَنْ عَصَاكَ فَقَدْ عَصَانِيْ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حضرت علی علیہ السلام کیلئے) فرمایا جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس

صفحہ نمبر: ۱۴۱

تبصرہ: مردود مصنف بالکل صحیح کہہ رہا ہے اس دجال اور اس کے ساتھیوں جیسے تمام منافقین و کفار جہنم کے بدترین طبقات میں پھینکے جائیں گے کیونکہ یہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولا علی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے کُل دین کا مذاق اڑا رہے ہیں کیونکہ دجالہ نے دین کو دینِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہنے ہی نہیں دیا بلکہ اسے غیر انبیاء سے مخصوص کر کے اس کی ایسی درگت بنا دی ہے کہ صاحبِ ایمان کو اسے دین کہنے سے بھی عار محسوس ہوتی ہے۔ لہٰذا یہی ملعون دجالہ بشمول دجال مصنف اس دنیا بھی میں ذلیل و خوار ہیں اور آخرت یعنی قیامت کے دن بلکہ عین قبر سے ہی اپنی ذلت و خواری کی تمام ہولناکیاں دیکھیں گے اور اہلِ ایمان بشمول مولا علی جنت میں تختوں پر بیٹھے ان کا جہنم کی لپٹ دار آگ میں کھیلتے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہوں گے۔ قارئین بس ذرا سا صبر کر لیں بہت جلد آپ اپنی آنکھوں سے ان کا ایسا ہی تماشا دیکھیں گے۔ پھر انہیں پتہ چلے گا کہ کس طرح یہ لوگ دینِ الٰہی کا، اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت اطہار کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور کس کس رنگ میں ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔

صفحہ نمبر: ۱۴۱

حدیث نمبر: ۲۷۵

صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے (اے علیؑ) تیری اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے تیری نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔

(امام حاکم المستدرک جلد ۳: حدیث ۴۶۴۱)

276 عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ ﷺ: مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللهَ، وَمَنْ أَطَاعَ عَلِيًّا فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ عَصَى عَلِيًّا فَقَدْ عَصَانِي۔

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور جس نے علیؑ کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے علیؑ کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔

(امام حاکم المستدرک جلد ۳: حدیث ۴۶۱۷)

277 عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَا عَلِيُّ مَنْ فَارَقَنِي فَقَدْ فَارَقَ اللهَ، وَمَنْ فَارَقَکَ يَا عَلِيُّ فَقَدْ فَارَقَنِي۔

حضرت ابوذر غفاری رضي الله عنه سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی علیہ السلام جس نے مجھے چھوڑا تحقیق اُس نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دیا اور جس نے اے علی علیہ السلام تجھے چھوڑا تحقیق اُس نے مجھے چھوڑ دیا۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۶۲۴)

278 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام فِيْ رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: يَا عَلِيُّ أَنْتَ وَصِيِّيْ وَوَارِثِيْ، وَأَبُوْ وَلَدَيَّ وَزَوْجُ إِبْنَتِيْ أَمْرُکَ أَمْرِيْ وَنَهْيُکَ نَهْيِيْ۔

حضرت علی علیہ السلام ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے علی علیہ السلام تُم میرے وصی ہو اور میرے وارث ہو اور میرے بیٹوں کے باپ ہو اور میری بیٹی کے شوہر ہو تمہارا حُکم دینا میرا حُکم دینا ہے اور تمہارا روکنا میرا روکنا ہے۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۱ صفحہ ۵۰، ۵۱ بیروت، لبنان)

صفحہ نمبر: ۱۴۲

حدیث نمبر: ۲۷۶

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۲۷۷

صحتِ حدیث: منکر موضوع

حدیث نمبر: ۲۷۸

صحتِ حدیث: موضوع

صفحہ نمبر: ۱۴۳

حدیث نمبر: ۲۷۹

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۲۸۰

صحتِ حدیث: کذب باطل موضوع

279 عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلَيْكُمْ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام فَإِنَّهٗ مَوْلَاكُمْ فَأَحِبُّوْهُ وَكَبِيْرُكُمْ فَأَكْرِمُوْهُ وَعَالِمُكُمْ فَاتَّبِعُوْهُ وَقَائِدُكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ فَعَزِّرُوْهُ إِذَا دَعَاكُمْ فَأَجِيْبُوْهُ وَإِذَا أَمَرَكُمْ فَأَطِيْعُوْهُ أَحِبُّوْهُ بِحُبِّيْ وَأَكْرِمُوْهُ بِكَرَامَتِيْ مَاقُلْتُ لَكُمْ فِيْ عَلِيٍّ إِلَّا مَا أَمَرَنِيْ بِهٖ رَبِّيْ جَلَّتْ عَظْمَتُهٗ۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم پر علی بن ابی طالب علیہ السلام کو (بطور حاکم مقرر کر دیا گیا ہے) بے شک وہ (علیؑ) تمہارا مولا ہے پس اُس سے محبت کرو، وہ تم میں سب سے بڑا ہے اُس کا احترام کرو، اور وہ تم میں سے بڑا عالم ہے اُسکی اتباع کرو، اور وہ جنّت کی طرف تمہارا رہنما ہے اُسکی تعظیم کرو، جب وہ تم کو بُلائے تو فوراً اُسکے پاس حاضر ہو جاؤ اور جب وہ تُم کو حکم دے تو اسکی اطاعت کرو اُس سے محبت کرو میری محبت کی وجہ سے اور اُس کا احترام کرو میرے احترام کی وجہ سے میں نے جو کچھ تم کو علی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے وہ میرے عظمت و جلالت والے ربّ نے مجھے حکم دیا ہے۔

(امام موفق بن احمد بن محمد مکی حنفی، مقتل الحسین، جلد ۱ صفحہ ۷۳، ۷۲)

280 عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ فِيْ رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَهَلَّا إِتَّخَذْتَ لِنَفْسِكَ خَلِيْفَةً يُّؤَدِّيْ عَنْكَ أَحْكَامَكَ وَيُعَلِّمُ عِبَادِيْ مِنْ كِتَابِيْ مَالَا يَعْلَمُوْنَ قُلْتُ إِخْتَرْ فَإِنَّ خَيْرَكَ خَيْرِيْ قَالَ إِخْتَرْتُ لَكَ عَلِيًّا فَاتَّخِذْهُ لِنَفْسِكَ خَلِيْفَةً وَوَصِيًّا وَهُوَ نَحْلَةُ عِلْمِيْ وَحِكْمِيْ وَهُوَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا لَمْ يَنَلْهَا أَحَدٌ قَبْلَهٗ وَلَيْسَتْ لِأَحَدٍ بَعْدَهٗ يَا مُحَمَّدُ: عَلِيٌّ رَايَةُ الْهُدٰى وَ إِمَامُ مَنْ أَطَاعَنِيْ وَنُوْرُ أَوْلِيَائِيْ وَهُوَ الْكَلِمَةُ الَّتِيْ أَلْزَمْتُهَا لِلْمُتَّقِيْنَ مَنْ أَحَبَّهٗ فَقَدْ أَحَبَّنِيْ وَمَنْ أَبْغَضَهٗ فَقَدْ أَبْغَضَنِيْ. فَبَشِّرْهُ بِذٰلِكَ يَا مُحَمَّدُ: قُلْتُ لَقَدْ أَبْشِرُهٗ۔

صفحہ نمبر: ۱۴۴
حدیث نمبر: ۲۸۱
صحتِ حدیث: موضوع

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تُو نے اپنے لیئے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔؟ جو تیرے احکام کو تیری طرف سے (تیرے بعد) ادا کرے۔ اور میرے بندوں کو میری کتاب (قرآنِ مجید) میں سے وہ کچھ پڑھائے جو وہ نہیں جانتے۔ آپؐ فرماتے ہیں میں نے کہا (میرے اللہ) تُو ہی (اُس کا) انتخاب فرمادے بے شک تیری پسند میری پسند ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا میں نے تیرے لیئے علی علیہ السلام کو منتخب کر لیا پس تُو بھی اُس کو اپنی جان کے لیئے خلیفہ اور وصی مقرر کر دے اور وہ (علیؑ) میرے علم اور حکمت کا نخل ہے اور وہ ایمان والوں کا امیر بر حق ہے۔ نہیں پہنچا کوئی اس مقام (امارت) کو نہ کوئی اُس سے پہلے اور نہ کوئی اُسکے بعد پہنچ سکے گا۔ اے محمدؐ، علی علیہ السلام ہدایت کا عَلَم (جھنڈا) ہے اور اطاعت گزاروں کا پیشوا ہے اور میرے اولیاء کا نُور ہے اور وہ کلمہ (نشانی) ہے جو میں نے پرہیزگاروں کیلیئے لازم کیا ہے۔ جو اُس سے محبت کرتا ہے بے شک وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو کوئی اُس (علی علیہ السلام) سے بُغض رکھتا ہے بے شک وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے پس اُس کو خوشخبری سُنادو اس بات کی اے محمدؐ میں نے کہا (اے اللہ) یقیناً میں اُس (علیؑ) کو اس بات کی خوشخبری دوں گا۔

(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۲ صفحہ ۴۷)

281 عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَاابۡنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَلَيۡکَ بِعَلِيٍّ فَإِنَّ الۡحَقَّ عَلٰى لِسَانِهٖ وَجَنَانِهٖ وَإِنَّهٗ قُفۡلُ الۡجَنَّةِ وَ مِفۡتَاحُهَا وَقُفۡلُ النَّارِ وَ مِفۡتَاحُهَا بِهٖ يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ وَبِهٖ يَدۡخُلُوۡنَ النَّارَ۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے مجھے ارشاد فرمایا اے ابنِ عباسؓ علی علیہ السلام کی اتباع و پیروی اور فرماں برداری کرنا کیونکہ حق علی علیہ السلام کی زبان اور دل پر ہے اور بے شک وہ (علیؑ) جنت کا تالہ ہے اور جنت کی چابی ہے اور دوزخ کا تالہ ہے اور اُسکی چابی ہے۔ علی علیہ السلام کے ذریعہ سے ہی (یعنی علیؑ سے محبت کرنے والے) لوگ جنت میں جائیں گے اور علی علیہ السلام کی وجہ سے (یعنی علیؑ سے بُغض رکھ کر) لوگ دوزخ میں جائیں گے۔

(سید علی ہمدانی مودۃ القربیٰ، صفحہ ۱۶، ۱۵، بیروت لبنان)

صفحہ نمبر: ۱۴۵

حدیث نمبر: ۲۸۲

صحتِ حدیث: کذب موضوع

282 عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَا عَلِيُّ مَنْ أَنْكَرَ إِمَامَتَكَ فَقَدْ أَنْكَرَ نُبُوَّتِيْ، أَمْرُكَ أَمْرِيْ وَ نَهْيُكَ نَهْيِيْ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علی علیہ السلام جس نے تمہاری امامت کا انکار کیا اُس نے میری نبوت کا انکار کیا، تمہارا حکم دینا میرا حکم دینا ہے اور تمہارا روکنا میرا روکنا ہے۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۱ صفحہ ۵۱، ۵۰)

حدیث نمبر: ۲۸۳

صحتِ حدیث: ضعیف

283 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِذَا حَدَّثَنَا ثِقَةٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام بِقِيْنَا لَا نَعْدُوْهَا۔

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی ثقہ (سچا) راوی (حدیث بیان کرنے والا) ہمارے سامنے علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے حدیث بیان (روایت) کرے گا تو ہم اُسی پر ٹھہر جائیں گے۔ اُسے آگے (یعنی کسی اور کے پاس) نہیں لے کر جائیں گے۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ حدیث ۹۸۰۴ طبع بیروت لبنان)

حدیث نمبر: ۲۸۴

صحتِ حدیث: موضوع

284 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ إِنَّمَا هُوَ عَلِيٌّ علیہ السلام لَقَدْ كَانَ عَالِمًا بِالتَّفْسِيْرِ وَالتَّأْوِيْلِ وَالنَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں آپؓ فرماتے ہیں کہ وہ (شخص) جس کے پاس کتاب (قرآن) کا علم ہے وہ صرف حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ یقیناً وہ (علیؑ) تفسیر و تاویل اور ناسخ و منسوخ کے (سب سے بڑے) عالم ہیں۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۱، ص: ۱۰۳)

حدیث نمبر: ۲۸۵

صحتِ حدیث: ضعیف

285 عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا عَلِيٌّ أَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ۔

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا تمام لوگوں میں علی المرتضیٰ علیہ السلام سُنت کے سب سے بڑے (سب سے

زیادہ علم رکھنے والے) عالم ہیں۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ حدیث ۹۸۰۵ طبع بیروت لبنان)

286 عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ فَقَالَ: يَا اٰدَمُ اِرْفَعْ بَصَرَكَ وَانْظُرْ. فَنَظَرَ فَإِذَا مَكْتُوْبٌ عَلَى الْعَرْشِ لَآ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ. هُوَ نَبِيُّ الرَّحْمَةِ وَ عَلِيٌّ مُقِيْمُ الْحُجَّةِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا تو ارشاد فرمایا اے آدم علیہ السلام اپنی نگاہوں کو بلند کر کے اُوپر دیکھو: پس جب آدمؑ نے نظریں اُٹھا کر دیکھا تو اللہ کے عرش پر یہ لکھا ہوا دیکھا: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسولؐ ہیں وہ نبیٔ رحمت ہیں اور علی علیہ السلام حجت کو قائم کرنے والے ہیں۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودۃ: جلد ا صفحہ ۱۰ بیروت لبنان)

287 عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِعَلِيٍّ: يَا أَنَسُ أَنَا وَهٰذَا (عَلِيٌّ) حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کیلئے ارشاد فرمایا: اے انسؓ میں اور یہ (علیؑ) اللہ تعالی کی مخلوق پر اللہ تعالی کی حجت ہیں۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵، حدیث ۹۵۷۸ بیروت، لبنان)

288 عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِعَلِيٍّ: أَنَا وَ هٰذَا (عَلِيٌّ) حُجَّةٌ عَلٰى أُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کیلئے ارشاد فرمایا کہ میں اور یہ (علیؑ) قیامت کے دن میری اُمت پر حجت ہونگے۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵، حدیث ۹۵۷۷ بیروت، لبنان)

صفحہ نمبر: ۱۴۶
حدیث نمبر: ۲۸۶
صحتِ حدیث: کذب باطل موضوع

حدیث نمبر: ۲۸۷، ۲۸۸
صحتِ حدیث: موضوع

289 عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أَنَا وَ عَلِيٌّ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اور اور علیؑ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت (دلیل) ہیں۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵، حدیث ۹۵۷۹ بیروت، لبنان)

یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ اللہ کی اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا نام ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت مولا علی علیہ السلام کی اطاعت کا نام ہے۔ یہ افضلیت اور یہ عظمت جو اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علی المرتضیٰ علیہ السلام کو عطا کی ہے۔ یہ کائنات میں کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی۔ یہ انفرادیت اور عظمت صرف اور صرف علی علیہ السلام کو ملی ہے۔

آیت نمبر 26

❖ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۙ

وہی ذات ہے جس نے آپؐ کو مضبوط (تائید کی) کیا اپنی اور ایمان والوں کی مدد سے۔

(سورۃ الانفال: آیت ۶۲)

مولا علی علیہ السلام ناصرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

اللہ رب العزت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی اور اہلِ ایمان میں جنہوں نے اللہ کے دین کو اور آقاؐ کو نصرت دلائی اور مضبوط کیا اور تائید کی اُن میں سب سے پہلا نام اور نمبر مولا علی علیہ السلام کا ہے۔ جب کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشکل وقت آیا تو مولا علی علیہ السلام سب سے آگے نظر آئے ہیں۔ ہجرت کی رات کفار آقاؐ کو معاذ اللہ قتل کرنے کے ارادہ سے آئے مولا علی علیہ السلام ہی تھے جو آپؐ کے بستر پر چادر لے کر موت کے ڈر کے بغیر سو گئے۔ بدر ہو، اُحد ہو، خندق و حنین اور خیبر کی لڑائیاں سب

صفحہ نمبر: ۱۴۷
حدیث نمبر: ۲۸۹
صحتِ حدیث: منکر موضوع

صفحہ نمبر: ۱۴۸
حدیث نمبر: ۲۹۰
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۲۹۱
صحتِ حدیث: کذب موضوع

سے آگے مولا علی علیہ السلام ہی نظر آئیں گے۔ مولا علی علیہ السلام کو اللہ نے رسول اللہ ﷺ کا ناصر و مددگار بنا کر بھیجا تھا۔ انس ابنِ مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

290 عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا عُرِجَ بِيْ رَأَيْتُ عَلٰى سَاقِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا لَآ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيَّدْتُّهٗ بِعَلِيٍّ وَنَصَرْتُهٗ بِعَلِيٍّ۔

حضرت انس ابنِ مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے معراج کی رات اُوپر لے جایا گیا تو میں نے ساقِ (پایہ) عرش پر لکھا ہوا دیکھا۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں اور میں نے اِن کی (رسول اللہ ﷺ) علی علیہ السلام کے ذریعہ تائید اور نصرت فرمائی یعنی مضبوط کیا۔

(خطیب بغدادی، تاریخ بغداد جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۳، امام جلال الدین سیوطی دُرِّ منثور، جلد ۴ صفحہ ۱۶۳)

ایک اور حدیث میں جس کو ابو نعیم نے روایت کیا ہے اِسی طرح کا مضمون بیان ہوا ہے۔

291 عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّيْ رَأَيْتُ عَلَى سَاقِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا إِنِّيْ أَنَا اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ غَيْرِيْ خَلَقْتُ جَنَّةَ عَدْنٍ بِيَدِيْ، مُحَمَّدٌ صَفْوَاتِيْ مِنْ خَلْقِيْ، أَيَّدْتُّهٗ بِعَلِيٍّ وَ نَصَرْتُهٗ بِعَلِيٍّ علیہ السلام۔

حضرت انس ابنِ مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے اللہ کے ساقِ عرش (عرش کے پایوں) پر لکھا ہوا دیکھا۔

بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں نے جنتِ عدن کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا اور محمد ﷺ میری مخلوق میں سے ہیں میرے چنے ہوئے محبوب ہیں۔ میں نے علی علیہ السلام کے ذریعے اِن کی تائید اور امداد فرمائی۔

(ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء جلد ۳، صفحہ ۳۰، بیروت لبنان)

اللہ کے دین اور رسول اللہ ﷺ کی مدد جتنی مولا علی علیہ السلام کے گھرنے کی کسی اور نے نہیں کی اِسی لیئے حضورؐ نے فرمایا تھا:

صفحہ نمبر: ۱۴۹
حدیث نمبر: ۲۹۲
صحتِ حدیث: کذب باطل موضوع

292 مَا قَامَ الْإِسْلَامُ إِلَّا بِسَيْفِ عَلِيٍّ وَثَرْوَةِ خَدِيْجَةَ۔

اسلام قائم ہی نہیں ہو سکتا تھا اگر علی علیہ السلام کی تلوار نہ چلتی اور خدیجۃُ الکبریٰ علیہا السلام کی دولت نہ خرچ ہوتی۔ جب اسلام کی ابتداء تھی تب بھی گھر ابو طالب علیہ السلام کا تھا اور جب اسلام کی دگرگوں کشتی ہچکولے کھا رہی تھی اُس وقت بھی ۲۷ تن دے کر جس نے اسلام کو بچایا وہ بھی گھر ابو طالب علیہ السلام ہی کا تھا۔ اسلام کی ابتداء بھی ابوطالب علیہ السلام کا گھر اور اسلام کی بقا بھی ابو طالب علیہ السلام کا گھر۔ اس گھر نے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی ہے اور ایسی کوئی اور نہ کر سکا۔

آیت نمبر 27

❖ وَإِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَإِذَا خَلَوْا إِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا إِنَّا مَعَكُمْ ۙ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝

اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں سے تنہائی میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو محض اُن کا مذاق اُڑاتے ہیں۔

(سورۃ البقرہ: آیت ۱۴)

اِس آیتِ کریمہ کے تحت شیخ اسماعیل حقیؒ اپنی معروف تفسیر روح البیان میں یہ روایت لے کر آئے ہیں کہ ایک دِن منافقین کا سردار عبداللہ بن اُبی اپنے ساتھیوں کو کہتا ہے کہ جس طرح میں مسلمانوں کو دھوکہ دیتا ہوں کوئی نہیں دے سکتا میرے دھوکے کی اُن کو خبر بھی نہیں ہونے پائی اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو عبداللہ بن اُبی نے اُن کی بہت زیادہ خوشامد کی اُن کا ہاتھ پکڑ کر وہ چلے گئے تو تھوڑی دیر بعد حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ آئے عبداللہ بن اُبی اُن کی بھی خوشامد کرنے لگا وہ بھی چلے گے تھوڑی دیر بعد مولائے کائنات علی علیہ السلام تشریف لائے تو عبداللہ بن اُبی مولا علی علیہ السلام کا ہاتھ مبارک پکڑ کر کہنے لگا۔

صفحہ نمبر: ۱۵۰

حدیث نمبر: ۲۹۳

صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

293 قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ لِعَلِيٍّ مَرْحَبًا بِابْنِ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَخَتَنِهٖ وَسَيِّدِ بَنِيْ هَاشِمٍ مَا خَلَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ عَلِيُّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام: يَا عَبْدَ اللّٰهِ إِتَّقِ اللّٰهِ وَلَا تُنَافِقْ فَإِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ شَرُّ خَلْقِ اللّٰهِ. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ مَهْلًا يَا أَبَا الْحَسَنِ أَنّٰى تَقُوْلُ هٰذَا وَاللّٰهِ إِنَّ إِيْمَانَنَا كَإِيْمَانِكُمْ وَتَصْدِيْقَنَا كَتَصْدِيْقِكُمْ ثُمَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ ﴿وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ﴾

عبد اللہ بن اُبَی مولا علی علیہ السلام سے کہنے لگا مرحبا اے رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی اور اُن کے داماد اور رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام بنو ہاشم کے سردار پھر مولائے کائنات علی علیہ السلام فرماتے ہیں اے عبد اللہ بن اُبَی اللہ سے ڈرو اور منافقت چھوڑ دو اس لئے کہ منافقین ساری مخلوق سے بدترین ہیں پھر عبد اللہ بن اُبَی کہتا ہے۔ رہنے دیں اے ابو الحسن بات نہ بڑھائیں خدا کی قسم ہم لوگ بھی آپ کی طرح ایمان والے ہیں اور آپ لوگوں کی طرح ہم بھی (رسول اللہ ﷺ) کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی (اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں سے تنہائی میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو محض اُن کا مذاق اُڑاتے ہیں)۔

(شیخ اسماعیل حقی روح البیان جلد ا صفحہ ۷۲)

جب مولا علی علیہ السلام تشریف لے کر چلے گئے تو عبد اللہ بن اُبَی کے ساتھی اُس کو کہنے لگے کہ اے عبد اللہ بن اُبَی تو سب کو تو دھوکا دے سکتا ہے۔ مگر علی المرتضیٰ علیہ السلام کو دھوکا نہیں دے سکتا اس لیئے علی علیہ السلام جو کچھ تیرے دِل میں ہے وہ سب کچھ بتا کر چلے گئے۔

اِس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ مولا علی علیہ السلام دِلوں کے بھید بھی جانتے ہیں۔ مومن اور منافق کی پہچان بھی مولا علی علیہ السلام اچھی طرح کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیئے اللہ رب العزت نے اِس آیتِ کریمہ کو نازل کر کے علی علیہ السلام کی عظمت و افضلیت پر مہر ثبت کر دی۔

یہ ساری کی ساری عبارت بھی دجال یاسین کی اختراع ہے۔ امام حقی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

تبصرہ: یہ آیت اس مقام پر نازل نہیں ہوئی تھی امام حقی کی عبارت آگے چل رہی ہے بلکہ روح البیان کی عبارت میں "ثُمَّ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ" (پھر یہ آیت نازل ہوئی) کے الفاظ ہی نہیں ہیں بلکہ امام حقی اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں "ثُمَّ افْتَرَقُوْا" (پھر وہ الگ الگ ہو گئے یعنی ابن اُبی کو چھوڑ کر چلے گئے) اگر قاری لفظ افْتَرَقُوْا پر غور کرے تو اسے پتہ چلے گا کہ صیغہ جمع ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ حضرت ابو بکر، عمر وغیرہ بشمول علی رضی اللہ عنہم بیک وقت جماعت کی صورت میں ایک ہی جگہ پر ابن ابی اور اس کے ساتھیوں سے اچانک ملے ہیں اور ابن ابی نے اصحابِ رسول ﷺ کی اس جماعت کا مذاق اڑانے کی کوشش کی ہے۔ تمام صحابہ کو پورا علم تھا کہ ابن ابی اور اس کے موجودہ ساتھی منافقین کا ٹولہ ہے اصحابِ رسول ﷺ ان منافقین کا تماشا دیکھ رہے تھے جبکہ مولا علی نے تمام صحابہ کی طرف سے ابن ابی اور اس کے ساتھیوں کی انہیں اوقات یاد دلائی، منافقین کو چھوڑ کر اصحابِ رسول ﷺ براہ راست سید المرسلین ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوے اور یہ سارا واقعہ بیان کیا تب یہ آیت نازل ہوئی[۱]۔ لہٰذا اس یاسین نامی دجال نے جس طرح سے عبارت کو مسخ کر کے ترجمہ لکھا ہے وہ ثابت کرتا ہے کہ یہ شخص بہت بڑا کذاب اور دجال ہے۔ سمجھ نہیں آرہی کہ یہ دجال دجالی کے اندر دجالی کیوں کر رہا ہے کیونکہ یہ روایت بذاتِ خود کسی دجال کا تراشیدہ جھوٹا افسانہ ہے، اس پورے موضوع اکذوبہ کو مع اسناد پڑھنے کا کسی کو شوق ہو تو تفسیر ثعلبی وغیرہ دیکھیں[۲] تاہم آپ اس روایت پر ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ ضرور گوش گذار فرمایئے، امام ابن حجر فرماتے ہیں *وَ آثَارُ الْوَضْعِ لَائِحَةٌ عَلَى هَذَا الْكَلَامِ، وَ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ نَزَلَتْ فِيْ أَوَائِلِ مَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ كَمَا ذَكَرَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ وَ غَيْرُهُ، وَ عَلِيٌّ إِنَّمَا تَزَوَّجَ فَاطِمَةَ رضی اللہ عنہا فِيْ سَنَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الْهِجْرَةِ*[۳] (اور اس بات پر گھڑاؤ کے آثار نمایاں ہیں، کیونکہ سورہ بقرہ مدینہ میں آمدِ رسول اللہ ﷺ کی شروعات میں نازل ہوئی تھی جیسا کہ ابن اسحاق وغیرہ نے بیان کیا ہے، اور علی نے دوسری ہجری میں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی) سب قارئین کرام ابن حجر کے اس قول پر غور فرمائیں دجال کا اُکذوبہ (جھوٹا تراشیدہ افسانہ) خود بخود سمجھ آجائے گا۔

---

[۱] روح البیان: الإمام الشيخ إسماعيل حقّي، ٦٤/١، تحت الآية: ١٤ من البقرة، دار الكتب العلمية، بيروت. لبنان سنة ٢٠١٨م (اس مقام پر روح البیان کا مطالعہ کریں آپ اس دجال مصنف کی مکاری کو خود سمجھ جائیں، میں نے مختصر انشاندہی کر دی ہے)

[۲] دیکھیے: تفسير الثعلبي: أبي إسحاق أحمد بن محمد بن إبراهيم الثعلبي، ١١٢/٣– ١١٣، تحت الآية: ١٤ من البقرة، تحقيق: خالد بن عون العنزي، دار التفسير، جدة. سنة ٢٠١٥م ‖ أسباب النزول: الإمام أبي الحسن علي بن أحمد الواحدي، ص: ٢٥، رقم: ٢٦، تحقيق: كمال بسيوني زغلول، دارالكتب العلمية، بيروت. لبنان سنة ١٩٩١م

[۳] العجاب في بيان الأسباب: ابن حجر، ص: ١٣٧، ١٣٨، تحقيق: عبد الكريم محمد الأنيس، دارابن الجوزي، الرياض. سنة ١٩٩٧م

صفحہ نمبر: ۱۵۱

تبصرہ: آیت نمبر ۲۸

کتنا بڑا مردود ہے یہ یاسین نامی دجال کہ اب مکذوبات کے ذریعہ سے اللہ اور مولا علی کے مابین مساوات قائم کررہا ہے جو کہ براہ راست کفر صریح ہے۔

حدیث نمبر: ۲۹۴

صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

حدیث نمبر: ۲۹۵

صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: حیرت ہے محب طبری نے لکھا ہے کہ اس حدیث کا اخراج طبرانی نے کیا ہے مگر طبرانی کی کسی کتاب میں یہ حدیث موجود نہیں ہے ہاں البتہ جو موجود ہے اس میں "فضل علی" کے الفاظ نہیں بلکہ "فضل علم" ہے۔ نتیجۃً حدیث بہر صورت موضوع ہے۔

حدیث نمبر: ۲۹۶

صحتِ حدیث: صحیح قول

آیت نمبر 28

❖ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں قلمیں بن جائیں اور سمندر سیاہی بن جائے اور اس کے بعد سات سمندر اُسے مزید سیاہی مہیا کریں گے تو پھر بھی ختم نہیں ہوں گے اللہ کے کلمات، بے شک اللہ سب پر غالب ہے اور بڑا حکمت والا ہے۔

(سورۃ لقمان: آیت ۲۷)

اِس آیتِ کریمہ میں جو کچھ اللہ رب العزت نے بیان کیا ہے۔ وہ سب کچھ ایک حدیث کے ذریعے مولا علی علیہ السلام کے لیئے ثابت کرتے ہیں۔ امام سبط ابنِ جوزی اپنی معروف کتاب تذکرۃ الخواص میں عبد اللہ ابنِ عباسؓ کا فرمان لے کر آئے ہیں۔

294 قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنه: لَوْ أَنَّ الشَّجَرَ أَقْلَامٌ وَالْبُحُوْرُ مِدَادٌ وَالْإِنْسُ وَالْجِنُّ مَا أَحْصَوْا فَضَائِلَ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تمام درخت قلمیں بن جائیں اور سارے سمندر سیاہی بن جائیں اور تمام انسان اور جن ان کو لکھنا شروع کر دیں تب بھی علی علیہ السلام کے فضائل شمار نہیں کیئے جا سکتے۔

(امام سبط ابنِ جوزی تذکرۃ الخواص صفحہ ۴۵)

295 مَا اكْتَسَبَ مُكْتَسِبٌ مِثْلَ فَضْلِ عَلِيٍّ عليه السلام۔

نہیں کمائی کسی کمانے والے نے علی علیہ السلام جیسی فضیلت۔

(امام محب طبری، ریاض النضرۃ، جلد ۲ صفحہ ۱۸۹)

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

296 مَا جَاءَ لِأَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْفَضَائِلِ مَا جَاءَ لِعَلِيٍّ۔

صفحہ نمبر: ۱۵۲
حدیث نمبر: ۲۹۷
صحتِ حدیث: صحیح قول

رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جتنے فضائل مولا علی علیہ السلام کے بیان ہوئے ہیں اتنے کسی اور کے بیان نہیں ہوئے۔

(امام حاکم مستدرک، جلد ۳ صفحہ ۱۰۷ بیروت لبنان)، (امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ صفحہ ۳۲۰)

امام ابو علی اسماعیل بن اسحاق نیشاپوریؒ فرماتے ہیں۔

297 لَمْ يَرِدْ فِيْ حَقِّ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ بِالْأَسَانِيْدِ الْحِسَانِ أَكْثَرُ مَا جَآءَ فِيْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

جتنی احادیث صحیح اسناد کے ساتھ مولا علی علیہ السلام کے حق میں ملتی ہیں یا وارد ہوئی ہیں اتنی کسی اور صحابی کے حق میں نہیں ملتی۔ (امام محب طبری الریاض النضرۃ، جلد ۲ ص ۲۸۲)

پتہ چلا مولا علی علیہ السلام کے فضائل اتنے ہیں جو شمار نہیں ہو سکتے یہی بات امام احمد بن حنبل بھی فرماتے ہیں تو پھر جب علی علیہ السلام کے فضائل سب سے زیادہ ہیں تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ حضور ﷺ کے بعد افضل مولا علی علیہ السلام ہی ہیں۔

آیت نمبر 29 30

❖ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝

(سورۃ المجادلہ: آیت ۱۲)

"اے ایمان والو: جب تم رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات کرنا چاہو تنہائی میں تو اپنی بات سے پہلے صدقہ دیا کرو۔ یہ بات تمہارے لیئے بہتر ہے اور (دلوں) کو پاک کرنے والی ہے۔ اور اگر تم (اس کی طاقت) نہیں رکھتے تو بے شک اللہ معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے"۔

اِس آیتِ مبارکہ کے ذیل میں امام نسفیؒ اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں روایت لے کر آئے ہیں۔

صفحہ نمبر: ۱۵۳
حدیث نمبر: ۲۹۸
صحتِ حدیث: صحیح

298 قَالَ عَلِيٌّ: هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ، مَا عَمِلَ بِهَا أَحَدٌ قَبْلِيْ وَلَا عَمِلَ بِهَا أَحَدٌ بَعْدِيْ۔

مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ قرآنِ مجید کی وہ آیت ہے (اے ایمان والو: جب تم رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات کرنا چاہو تنہائی میں تو اپنی بات سے پہلے صدقہ دیا کرو۔ یہ بات تمہارے لیئے بہتر ہے اور (دلوں) کو پاک کرنے والی ہے۔ اور اگر تم (اس کی طاقت) نہیں رکھتے تو بے شک اللہ، معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے) جس پر مجھ سے پہلے کسی نے عمل نہیں کیا اور نہ ہی میرے بعد کوئی اس پر عمل کرے گا۔

(امام نسفی مدارک التنزیل۔ جلد ۳ صفحہ ۔۴۹۸)

اس لیئے مولا علی علیہ السلام ہی وہ ذات ہیں جنہوں نے آقاؐ سے گفتگو کرنے سے پہلے صدقہ دیا۔ آپؑ کے بعد کوئی یہ عمل نہ کر سکا کیونکہ زیادہ تر صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم غریب تھے تو اس پر عمل کرنے کی حالت میں نہ تھے۔ تو اِس لیئے صرف مولائے کائنات علی علیہ السلام نے اس پر عمل کیا تھا اس کے بعد یہ آیت کا حکم منسوخ ہو گیا اور نیا حکم آ گیا۔ اگلی آیت نازل ہو گئی۔ جس سے یہ حکم ہٹا دیا گیا۔ مولائے کائنات علی علیہ السلام کے علاوہ کوئی اس پر عمل نہ کر سکا اور نہ بعد میں کسی نے کیا اسی لیئے مولا علی علیہ السلام نے فرمایا تھا نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا اور نہ میرے بعد کوئی یہ عمل کرے گا۔ اگلہ حکم اِس سے اگلی آیت میں اس طرح آ گیا۔

❖ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

صفحہ نمبر: ۱۵۴

کیا تُم (اِس حکم سے) ڈر گئے کہ تمہیں سرگوشی سے پہلے صدقہ دینا چاہیے پس جب تم ایسا نہیں کر سکے تو اللہ نے تُم پر نظرِ کرم فرمائی۔ پس اب تم نماز ادا کیا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اطاعت کرو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اور اللہ خوب جانتا ہے۔ جو تُم کرتے ہو۔

(سورۃ المجادلہ: آیت ۱۳)

اِس آیتِ کریمہ نے وہ پہلی آیت کا حکم منسوخ کر دیا اِسی لیئے مولا علیؑ فرماتے ہیں کہ میرے علاوہ رسول اللہ ﷺ سے بات کرنے سے پہلے کوئی اور صدقہ نہ دے سکا اور نہ میرے بعد کوئی دے گا۔ اِس لیئے جب صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم غربت کی وجہ سے پریشان ہوگئے تو اللہ نے پھر یہ آیت نازل کی۔

اِس سے یہ بات رُخِ روشن کی طرح واضح ہوگئی مولا علی المرتضیٰ علیہ السلام ہی وہ ہستی ہیں جو سب سے بڑھ کر قرآن جانتے بھی تھے اور اس پر سب سے زیادہ عمل بھی کرتے تھے۔ اور حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ لگاؤ اور محبت بھی مولا علی علیہ السلام کو ہی تھی۔ اپنا سب کچھ قربان کرنے میں تھوڑی سی بھی تاخیر نہیں کرتے تھے اِسی لیئے جب آقاؑ سے بات کرنے سے پہلے صدقہ کرنے کا حکم آیا تو آپ علیہ السلام نے فوراً اس پر عمل کیا اور حضور ﷺ سے بات کرنے سے پہلے صدقہ کر دیا دوسروں کو موقع ہی نہیں ملا۔ اسی لیئے تو حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔

تبصرہ: خط کشیدہ جملے کو پڑھیں یہ دجال کا اپنا گمراہ کن تبصرہ ہے کیونکہ اس سے ہرگز یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ مولا علی قرآن کو سب سے زیادہ جانتے ہیں اور نہ ہی یہ ثابت ہوا کہ حضرت علی قرآن پر سب سے زیادہ عمل کرنے والے تھے۔ اس طرح کے واقعات سے اس طرح کے بیہودہ نتائج اخذ کرنا صرف اس دجال مصنف جیسے مردودوں کا باطل اور گمراہ کن وطیرہ ہے۔ کیونکہ صحابہ کے بارے میں ایسا مردودانہ گمان کرنا صرف ایسے مردودین کا ہی کام ہے۔ کیا یہ مردود اور اس کے ساتھی یہ بات ثابت کر سکتے ہیں کہ کسی صحابی کو حضور ﷺ سے اس آیت کے نزول و نسخ کے دورانیے میں مناجات کی حاجت ہوئی تھی اور وہ اسکی وجہ سے مناجات نہ کر سکا؟ رہی یہ بات کہ حضور مولا علی حضور ﷺ پر سب کچھ قربان کرنے میں تھوڑی سی دیر بھی نہیں کرتے تھے تو یہی کذابین بتلائیں: کون سا صحابی تھا جو ایسا کرنے میں دیر کرتا تھا؟ تمام صحابہ کرام اپنا تن من دھن ہر شے حضور ﷺ پر قربان کرنے کے لیے ہمہ تن ہر وقت تیار رہتے تھے، اور پھر غزوہ تبوک تو ان مردودوں کو بھی یاد ہو گا بتلائیں تو کس نے اپنے گھر کی ہر چیز حتی کہ پہننے کے کپڑے تک مع اپنی ذات کے بار گاہِ رسول ﷺ میں حاضر کر دیا تھا؟ کون تھا جس نے صرف حضور ﷺ کی خاطر حضرت بلال کو آزاد کروایا تھا، کون تھا جس نے مسلمانوں کے لیے کنواں خرید کر وقف کر دیا تھا؟ وہ کون لوگ تھے جنہوں نے اپنی چھوٹی عمروں کے باوجود غزوہ بدر میں شامل ہونے پر زور دیا تھا؟ کون تھے وہ لوگ جو اپنی جانوں اور اموال کے نذرانے لے کر ہر غزوہ میں بار گاہِ رسول ﷺ میں ہمہ تن، ہمہ جان حاضر رہے، کون تھے وہ لوگ جنہوں نے وصالِ رسول ﷺ کے بعد ان کے مشن کو بشد و مد جاری رکھا حتی کہ اسی دجال مصنف جیسے ہزاروں سے جنگیں کیں؟ جنگِ ردہ، منکرینِ زکوٰۃ سے جنگ، فتنۂ ارتداد کی بیخ کنی، جنگِ قادسیہ، قیصر و کسریٰ کے خلاف مہمات جوئی، جن کی وجہ سے ساری دنیا پر اسلام کی سیطرت قائم ہوئی اور یوں مقاصدِ الٰہیہ انجام کو پہنچے: یہ سب کچھ کرنے والے کون تھے۔ لعنتیو! دجالو! ماسخینِ دین! کچھ تو شرم کرو! تم ہر حدِ انسانیت ہی پھاند گئے ہو۔ اپنے لیے کیوں جہنم کو دعوت دے رہے؟ جہنم تو تمہارے استقبال کے لیے پہلے سے ہی تیار کھڑا ہے۔ تمام قارئین اور حلقۂ احباب کو ہم آگاہ کرتے ہیں کہ اسلام کی سربلندی کا سہرا ہرگز ہرگز کسی ایک آدمی کے سر نہیں ہے بلکہ تمام صحابہ اور ان کے بعد آج تک اہلِ ایمان کے سر ہے جنہوں نے جب بھی ضرورت پڑی اللہ و رسول ﷺ پر اپنا سب کچھ قربان کر دیا اور دینِ اسلام کا جھنڈا دنیا کے کونے کونے میں گاڑ دیا۔ لہٰذا ان طاغوتوں کا اعتبار کسی بھی بات میں نہ کریں اور اپنی عقل و دانش کو حرکت میں لائیں اور خود سوچیں اور تمام تر تواریخ عالم کا مطالعہ کریں اور غور کریں کہ جو کچھ یہ لعین کہہ رہے ہیں اس کے درست ہونے کا کوئی امکان موجود ہے؟

صفحہ نمبر: ۱۵۵
حدیث نمبر: ۲۹۹
صحتِ حدیث: صحیح

آیت نمبر 31

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ قف ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ○

پس آپکے پاس علم آجانے کے بعد جو شخص عیسیٰ علیہ السلام کے معاملے میں آپ سے جھگڑا کرے تو آپ فرمادیں کہ آجاؤ ہم (مل کر) اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے آپ کو (اپنے نفس کو) بھی اور تمہیں بھی (ایک جگہ پر) بُلا لیتے ہیں پھر ہم مباہلہ کرتے ہیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجتے ہیں۔

(سورۃ آلِ عمران: آیت ۶۱)

اِس آیتِ مبارکہ کے ذیل میں کثرت کے ساتھ احادیث ملتی ہیں ہر مفسر اور محدث، مورخ، نے اس کے تحت روایات بیان کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ پنجتن پاک عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ امام مسلم اپنی صحیح میں روایت لے کر آئے ہیں۔ یہاں ہم پُوری سند کے ساتھ حدیث بیان کرتے ہیں۔

299 حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ قف ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ﴾ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَ حُسَيْنًا فَقَالَ: أَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي۔

حضرت سعد ابنِ ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیتِ مبارکہ ﴿آجاؤ ہم (مل کر) اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے آپ کو (اپنے نفس

صفحہ نمبر: ۱۵۶
حدیث نمبر: ۳۰۰
صحتِ حدیث: صحیح

کو) بھی اور تمہیں بھی (ایک جگہ پر) بُلا لیتے ہیں پھر ہم مباہلہ کرتے ہیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجتے ہیں﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام، فاطمہ علیہا السلام، اور حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا مولا یہ میری اہل بیت علیہم السلام ہیں۔

(صحیح مُسلم۔ صفحہ ۱۰۵۹، حدیث ۶۲۲۰ دار السلام الریاض)، (امام احمد بن حنبل مُسند: جلد ۱، حدیث ۱۶۰۸)،
(امام نسائی السنن الکبریٰ۔ جلد ۵، حدیث ۸۳۹۹)، (امام حاکم مستدرک، جلد ۳ حدیث ۴۷۱۹)،
(امام بیہقی السنن الکبریٰ، جلد ۷ حدیث، ۱۳۱۷۰، ۱۳۱۶۹)

اسی طرح کی روایت جامع ترمذی میں بھی موجود ہے وہ بھی ہم پوری سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

300 حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ فِي رِوَايَةٍ طَوِيلَةٍ قَالَ: أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ قف ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ﴾ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا وَ فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلِي۔

حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے والد سے ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت ﴿آجاؤ ہم (مل کر) اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے آپ کو (اپنے نفس کو) بھی اور تمہیں بھی (ایک جگہ پر) بُلا لیتے ہیں پھر ہم مباہلہ کرتے ہیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجتے ہیں﴾ اُتری تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام، فاطمہ علیہا السلام اور حسن و حسین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ کو بلایا اور فرمایا مولا یہ میری اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ہیں۔

(جامع ترمذی، صفحہ ۸۴۷ حدیث ۳۷۲۴ دار السلام الریاض)

اِن احادیث سے یہ بات واضح ہوئی کہ جب آیتِ مباہلہ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے حکم دیا کہ اپنے بیٹوں کے طور پر حسن و حسین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ کو لے جائیں اور عورتوں میں پاک بی بی فاطمہ زہرا بتول سلام اللہ علیہا کو لے جائیں اور اپنی جان یعنی نفس و روح کے لیئے مولا علی علیہ السلام کو لے

صفحہ نمبر: ۱۵۷

حدیث نمبر: ۳۰۱

صحتِ حدیث: صحیح

تبصرہ: حدیث کے الفاظ صحیح نقل نہیں کیے گئے۔ حدیث میں "وھو علی ابن اَبی طالب" کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ بلکہ "خاصف النعل، قال: و علي يخصف النعل" جوتا مرمت کرنے والا، کہا: اور علی جوتا مرمت کر رہے تھے۔ حدیث کے الفاظ میں ردوبدل کسی بھی شریف آدمی کو زیب نہیں دیتا۔ مگر افسوس کہ یاسین کو ایسا کرنے کی عادت ہے۔

دیکھیں خط کشیدہ جملہ: تبصرہ انتہائی شیطانی ہے یاسین نامی دجال کو حضور مولا علی کا یاد رہا مگر اس کی توجہ حضور علیہ الصلاۃ و السلام کی طرف نہیں گئی حالانکہ مباہلہ کا سارا معاملہ صرف اور صرف ذات رسول اقدس کے گرد گھومتا ہے۔ لہذا تباہی اگر ہے تو رسول اللہ کی مخالفت یا ان سے مقابلہ آرائی کرنے میں ہے۔ حضور علیہ الصلاۃ و السلام کے مقابل یا برابر بلکہ ان سے بڑھا دینا صرف اور صرف لعنت زدگان کا کام ہو سکتا اہل ایمان کا نہیں۔ یاسین نامی شیطان ہر بات کا مطلب اپنے خبیث ذہن کے مطابق اصل مفہوم و مراد سے ہٹ کر نکالتا ہے۔

جائیں۔ اِس آیتِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مولا علی علیہ السلام نفسِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ایک اور حدیثِ مبارکہ ہم بیان کرتے ہیں جس سے بھی یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے گی کہ مولا علی علیہ السلام نفسِ رسولؐ ہیں۔ حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہیں کہ بنور بیعہ کو خبردار کرتے ہوئے حضورؐ نے فرمایا...؟

301 عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَوَلَا بُعَثَنَّ عَلَيْهِمْ رَجُلاً كَنَفْسِيْ يَنْفُذَ فِيْهِمْ أَمْرِيْ فَيَقْتُلُ الْمَقَاتَلَةَ وَيَسْبِيْ الذُّرِّيَّةِ وَهُوَ عَلِيُّ ابْنَ أَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (قبیلہ بنور بیعہ کو خبردار کرتے ہوئے) فرمایا کہ میں اِن پر ایک ایسے آدمی کو مقرر کروں گا جو میری جان (نفس) کی طرح ہے اور میرا حکم ان پر نافذ کرے گا اور اِن کی اولاد کو قیدی بنائے گا اور وہ علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

(امام نسائی خصائص، صفحہ ۸۱ بیروت لبنان)

امام فخر الدین رازیؒ ہوں، قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ، امام جلال الدین سیوطیؒ علامہ آلوسیؒ ہر ایک مفسر نے لکھا ہے کہ یہ آیتِ مباہلہ جب نازل ہوئی تو آقاؐ نے اپنے ساتھ اِن چار نفوسِ قدسیہ کو لیا اور اہلِ نجران کے ساتھ مباہلے کے لیئے تشریف لے گئے۔ حسنین کریمینؑ آپؐ کے بیٹے بن کر آئے پاک بی بی فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا عورتوں میں سے منتخب ہوئیں اور مولا علی علیہ السلام آپؐ کی جان نفس بن کر گئے۔ اِس پر کسی گھر کا بھی اختلاف نہیں گویا پوری کائنات میں مولائے کائنات علی المرتضیٰ علیہ السلام وہ ہستی ہیں جن کو رسول اللہؐ نے اپنی جان اور اپنے نفس کے طور پر پیش کیا ہے۔ مولا علی علیہ السلام نفسِ رسولؐ ہیں۔ اِس پر بے شمار احادیث موجود ہیں۔ ایک بات یہاں کرنا بے حد ضروری ہے کہ جب نجران کے عیسائیوں نے اِن پانچ کو دیکھا تو مباہلے سے دستبردار ہو گئے۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو تباہ و برباد ہو جاتے۔ نیست و نابود ہو جاتے پتہ چلا جو مولا علی علیہ السلام کے مقابلے میں آئیں وہ تباہ بھی ہوتے ہیں اور حق پر بھی نہیں رہتے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان روایت کیا ہے۔

صفحہ نمبر: ۱۵۸
حدیث نمبر: ۳۰۲
صحتِ حدیث: صحیح

302 قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ إِنَّ الْعَذَابَ قَدْ تَدَلّٰی عَلٰی أَهْلِ نَجْرَانِ وَلَوْ تَلَاعَنُوْا لَمُسِخُوْا قِرَدَةً وَّ خَنَازِیْرَ وَلَا ضْطَرَمَ عَلَیْهِمُ الْوَادِیْ نَارًا وَّ لَا اسْتَأْصَلَ اللّٰهُ نَجْرَانَ وَأَهْلَهٗ حَتَّی الطَّیْرِ عَلَی الشَّجَرِ وَمَا حَالَ الْحَوْلُ عَلَی النَّصَارٰی كُلِّهِمْ حَتّٰی هَلَكُوْا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اہلِ نجران پر عذاب آہی گیا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو اُن کی شکلیں مسخ ہو کر بندروں اور سُوروں جیسی ہو جاتیں اور سارا علاقہ بھڑکتی ہوئی آگ سے بھر جاتا اور اللہ نجران اور اہلِ نجران کو جڑ سے اکھاڑ دیتا یہاں تک کہ درختوں پر پرندے بھی تباہ ہو جاتے اور ایک سال بھی نہ گزرتا کہ سارے عیسائی ہلاک ہو جاتے۔

(قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، جلد ۲ صفحہ ۶۵،۶۶)

حدیث نمبر: ۳۰۳
صحتِ حدیث: صحیح

303 اِسی طرح کی روایت عماد الدین ابنِ کثیر نے بھی اپنی تفسیر میں بیان کی ہے۔

لَرَجَعُوْا لَا یَجِدُوْنَ مَالًا وَّلَا أَهْلًا۔ لوٹ کر اپنے مال اور گھر والوں کو نہ پاتے۔

(امام عماد الدین ابنِ کثیر جلد ۱، ص ۳۷۰)

پتہ چلا مولا علی علیہ السلام کی دُشمنی انسان کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ اُس کو راہِ حق سے گمراہ کر دیتی ہے۔

آیت نمبر 32 33 34

❖ اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝٣

بے شک ہم نے آپؐ کو کوثر (ہر خیر کی کثرت) عطا کر دی ہے۔ پس آپؐ اپنے رب کے لیئے نماز پڑھا کریں اور قربانی دیا کریں بے شک آپؐ کا دشمن ہی بے نسل (ابتر) ہو گا۔

(سورۃ کوثر: آیات ۳،۲،۱)

علی علیہ السلام معبدۂ آلِ رسول ﷺ ہیں

بے شمار مفسرین نے لفظ کوثر کا ترجمہ کوثر، حوضِ کوثر، نہر اور ہر خیر کی کثرت کیا ہے۔ اِس کا انکار نہیں ہے مگر کوثر کا معنٰی شانِ نزول کو دیکھ کر کرنا ہو گا۔ کوثر کا معنٰی کفار کے طعنہ اور الزام کو دیکھ کر کرنا ہو گا۔ ہر ایک مفسر نے اِس سورۃ کا شانِ نزول یہی لکھا ہے کہ جب آقاؐ کے صاحبزادے کا وصال ہو گیا تو کفار، منافقین نے طعنہ دیا معاذ اللہ محمد ﷺ ابتر ہو گیا ہے۔ اس کی نسل ختم ہو گئی ہے اور معاذ اللہ اس کا نام لینے والا اب کوئی نہیں رہے گا۔ کیونکہ دستور اُس وقت بھی یہی تھا اور آج بھی یہی ہے کہ انسان کی نسل ہمیشہ بیٹے سے آگے بڑھتی ہے اِسی لیئے جب آقاؐ کے صاحبزادے کا وصال ہو گیا تو عاص بن وائل بدبخت اور دیگر نے یہی طعنہ دیا کہ اب محمد ﷺ کی آل، اولاد، اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ آگے پروان نہیں چڑھے گی تو اس طعنہ کے رد میں اللہ رب العزت نے سورۃ کوثر کو نازل کیا، یہی شانِ نزول ہر ایک مفسر نے بیان کیا ہے۔

اب شانِ نزول اور طعنہ کو دیکھ کر کوثر کا معنٰی کرنا ہو گا۔ اب یہ نہیں ہو سکتا کہ طعنہ اور الزام تو یہ ہو کہ محمد ﷺ کی معاذ اللہ نسل ختم ہو گئی اور اللہ اس کا جواب یہ دے کہ ہم نے آپؐ کو نہرِ کوثر یا حوضِ کوثر دے دی ہے اس جواب کا کوئی تک نہیں بنتا۔ کیونکہ جس طرح کا سوال ہو اُسی طرح کا جواب دیا جاتا ہے۔ چھوٹا سا بچہ بھی یہ بات جانتا ہے اگر آپ اُس سے پانچ نمازوں کے نام پوچھیں گے تو وہ نمازوں کے نام ہی بتائے گا بے شک وہ غلط بتا دے۔ مگر وہ مہینوں کے نام نہیں بتائے گا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ سوال نمازوں کے نام کا ہے تو وہ نام نمازوں کے ہی بتائے گا۔ تو جب اعتراض والزام اور طعنہ کفار و منافقین یہ دے رہے تھے کہ معاذ اللہ محمد ﷺ کی نسل ختم ہو گئی اس کا نام لینے والا باقی کوئی نہیں رہے گا تو اللہ اِس کا جواب دے کہ ہم نے آپ کو نہر دے دی یہ کوئی تک نہیں بنتا۔

اِس لئے امام فخر الدین رازیؒ، اور امام جلال الدین سیوطیؒ اپنی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کوثر کا معنٰی کثرتِ اولاد بھی ہے۔ اِس لیئے طعنہ کو دیکھ کر کوثر کا معنٰی کرنا ہو گا۔

اگر آپ قرآنِ مجید کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے جس طرح کا طعنہ اور الزام دیا گیا کفار و مشرکین کی طرف سے تو اُسی طرح کا اللہ رب العزت کی طرف سے جواب آیا۔

صفحہ نمبر: ۱۵۹

تبصرہ:

۱۔ یہ پیراگراف (اب شانِ نزول اور طعنہ کو دیکھ کر کوثر کا معنیٰ کرنا ہو گا.......... یہ کوئی تک نہیں بنتا) ثابت کرتا ہے کہ دجال مصنف معاویہ صفت ہے، جس طرح سے معاویہ احادیثِ رسول ﷺ کا مذاق اپنے رنگ میں اڑایا کرتا ہے اسی طرح سے مصنف نہایت بے حیائی سے صحیح احادیثِ رسول کا مضحکہ اڑا رہا ہے، سورہ کوثر میں لفظِ کوثر کی معنوی تعیین رسول اللہ ﷺ نے بہت سے احادیثِ صحیحہ متواترہ میں فرما دی ہے جب کہ مصنف کو اس میں کوئی "تُک" ہی نظر نہیں آیا۔ بلکہ نہایت ڈھٹائی سے اس نے بچوں کی مثال دیکر اللہ اور اس کے رسول ﷺ دونوں کا ابطال کر دیا۔ گویا اس کی نظر میں عاصی بن وائل اور دیگر مشرکین کی طعنہ زنی کا جواب جو اللہ نے دیا اس کی صحیح تعبیر حضور ﷺ نہ کر سکے نعوذ باللہ من ذلك و لعنة الله علی الدجالين۔ حقیقت یہ ہے کہ جواب انتہائی بر محل ہے۔ مصنف پر نفسانی تعصب کے تحت دجالیت و کذابیت کی موٹی پٹی بندھی ہوئی ہے اس لیے کفار کی طعن بازی کی جہات کو نہ سمجھ سکا۔ طعن بازی کی نمایاں جہات جو آپس میں عین مربوط تھیں دو تھیں: نمبر ا: حضور ﷺ کے بیٹوں کے وصال کے بعد آپ کا بغیر بیٹوں کے باپ ہونا۔ نمبر ۲: بے بیٹا باپ ہونے کی وجہ سے اشاعتِ اسلام اور دیگر مقاصدِ دینی میں نتیجتاً متوقع ناکامی پر کفار کی شادکامی یعنی مقاصدِ الٰہیہ کی شکست۔ اس طعنہ کا جواب کثرتِ اولاد کا وعدہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہر ذی علم جانتا ہے کہ آدم سے لے کر سیدنا محمد ﷺ تک دینِ الٰہی کی اشاعت کا سبب اولاد نہیں بنی بلکہ خود نبی اور ان کے پیروکار بنے۔ یاد رکھنے کے لیے ایک نمایاں مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کریم نے حضور ﷺ کو کثرتِ اولاد کی خوشخبری نہیں سنائی بلکہ نہر کوثر اور سید الأنبیاء ﷺ پر قیامت تک ہمیشہ جاری رہنے والے فیوضات و برکات کی بشارت دی۔ مصنف اگر ایمانداری کے ساتھ لفظ "ابتر" کی تمام جہات پر غور کر لیتا تو اسے پتہ چلتا کہ صرف بے بیٹا باپ کو ہی ابتر نہیں کہتے بلکہ عربی زبان میں ابتر اس شخص کو بھی کہتے ہیں جس کے وصال کے بعد اس کے اثرات بھی نہ رہیں حتیٰ کہ وہ بے نام و نشان ہو جائے۔ کتابِ یادداشت جس کا کچھ بھی محفوظ نہ رکھے۔ اگر بات اولاد سے ہی چلتی تو صدیوں پر پھیلی ہوئی پوری دنیا پر نظر دوڑائیں اور غور کریں کہ کتنے مشاہیر ہیں جن کے نام ان کی اولادوں کی وجہ سے زندہ ہیں۔ آپ کو شاید چند ایک نام بھی نہ ملیں۔ اپنے عین قریب دیکھیں حضرت قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ، ان کی کونسی اولاد ہے جس نے انہیں پوری دنیا میں عزت و شہرت کی بلندی پر پہنچا دیا۔ مگر افسوس کہ مصنف پر افضلیت کا بھوت اس بُری طرح

سے سوار ہے کہ وہ عقل و شعور کے ہر زاویہ کو کھو چکا ہے یہی وجہ ہے کہ اسے دیگر آئمہ و بزرگان تو درکنار خود سید المرسلین ﷺ حتی کہ اللہ تعالیٰ بھی نظر نہیں آتا۔ حضور سید المرسلین ﷺ کے عظیم الشان کثیر البرکات مشن کو جاری رکھنے والے اولین امت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی ہیں اور انہی مقدس ہستیوں میں اہلِ بیت کا شمار ہے، صرف ملعونین کا ٹولہ ہے جو اہلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم کو صحابہ کی صف سے بے دخل کیے بیٹھا ہے، یہ بدبختاور کام کسی مسلمان نے کبھی نہیں کیا، کیونکہ اہلِ بیت علیہم السلام کو اگر صفِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے باہر نکال دیا جائے تو ان کے پلے ہی کچھ نہیں رہتا اور نہ تاریخ و دینِ اسلام میں ان کا کوئی مسلمہ کردار رہ جاتا ہے، انہیں جو چار چاند لگے وہ سب سے پہلے ان کی صحابیت کی وجہ سے لگے اور پھر چار چاندنی میں جو اضافہ ہوا وہ ان کے اہلِ بیت ہونے کی وجہ سے ہوا۔ صحابہ کے بعد تابعین و تبع تابعین اور آج تک ظہور پذیر ہونے والے بزرگانِ دین اور علمائے حق ہیں جو سید العالمین علیہ الصلوٰۃ و السلام کے پاکیزہ مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں، اگرچہ دجال یاسین جیسے ہزاروں گزرے جو اپنی رنگ برنگی دسیسہ کاریوں اور افسانہ نگاریوں سے اہلِ ایمان کی راہ میں روڑے اٹکاتے رہے مگر یہ سب دجال ہمیشہ ذلیل و خوار ہو کر ناکام ہوتے رہے اور اہلِ ایمان کو اللہ و رسول ﷺ نے ہمیشہ سربلند رکھا۔

۲. یہ جملے: (اس لیے امام فخر الدین رازی .... کوثر کا معنی کرنا ہو گا) ظاہر کرتے ہیں کہ دجال مصنفِ ھذا کا عمومِ خاص حقائق کو بری حد تک مسخ کر کے پیش کرنا ہے، اور جہاں کہیں اس کی نفس رانی کا سامان مہیانہ ہوتا ہو وہاں جھوٹ گھڑنے، بیہودہ افسانہ تراشی اور افتراء بازی سے باز نہیں آتا، یہاں پر خاص بات یہ ہے کہ اس نے کثرتِ اولاد بمعنی کوثر دو بزرگوں کا حوالہ دیا جن میں سے صرف ایک بزرگ نے کوثر کے دیگر معنوں کے ساتھ تعبیراتی (نہ کہ معنوی) طور پر کثرتِ اولاد کا ذکر کیا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ دیگر تعبیرات مثلاً کثرتِ علمائے دین وغیرہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ جہاں تک دوسرے بزرگ امام سیوطی کا تعلق ہے انھوں نے کہیں بھی لفظِ کوثر کی تعبیر کثرتِ اولاد سے نہیں کی چہ جائے کہ وہ اس کا کوئی ایسا معنی بیان کرتے۔ یہاں پر یہ بھی یاد رکھا جائے عربی لغت میں لفظِ کوثر کا معنی کہیں بھی کثرتِ اولاد نہیں ہے۔

مثلاً کچھ دیر کے لیئے وحی کے نزول میں تاخیر ہوگئی دیر ہوگئی تو کفار و مشرکین اور مخالفین نے طعنہ دیا کہ معاذاللہ محمدؐ کا رب محمدؐ سے روٹھ گیا ہے اور اُس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چھوڑ دیا ہے۔ اب اِس طعنہ اور الزام کا اللہ رب العزت نے جب جواب دیا تو کچھ اس طرح دیا۔

❖ وَالضُّحٰى ۙ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ؕ﴿۳﴾

''قسم ہے چاشت (کی طرح آپؐ کے چہرہ انور) کی اور قسم ہے سیاہ رات (کی طرح آپؐ کی زُلفِ عنبریں) کی جب وہ (آپؐ کے مکھڑے پر بکھر جائے۔ (اور رات ہو جائے) آپؐ کے رب نے آپؐ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی ناراض ہوا''۔

(الضحیٰ: ۱تا۳ آیات)

پتہ چلا کہ اُنہوں نے طعنہ دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ربّ محمدؐ سے ناراض ہوگیا ہے اور اُس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چھوڑ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے جس طرح کا طعنہ تھا اُسی طرح کا جواب دیا اللہ نے فرمایا کہ جھوٹ بولتے ہیں یہ آپؐ کا ربّ نہ آپؐ سے ناراض ہوا ہے اور نہ ہی اُس نے آپؐ کو چھوڑا ہے اِسی طرح جب کفار نے یہ طعنہ دیا کہ معاذاللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دِیوانہ اور مجنوں ہے۔

❖ وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِىْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ؕ﴿۶﴾

''اور (کفار) کہتے ہیں اے وہ شخص جس پر قرآن اُتارا گیا ہے، بے شک تم دیوانے ہو''۔

(سورۃ الحجر: آیت ۶)

گویا اِس آیت میں کفار کا طعنہ بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح اُنہوں نے معاذاللہ آقاؐ کو دِیوانہ کہا اب اللہ جل جلالہٗ نے کفار کے اِس طعنہ کا جواب دیا۔

❖ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ مَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ﴿۲﴾ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ﴿۳﴾ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۙ﴿۵﴾ بِاَيِّىكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿۶﴾

''نُون قلم کی قسم اور اُس مضمون کی قسم جو فرشتے لکھتے ہیں۔ آپؐ اپنے رب کے فضل سے دیوانے نہیں ہیں۔ اور بے شک آپؐ کے لیئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ اور بے شک آپؐ عظیم

صفحہ نمبر: ۱۶۰

تبصرہ: اس صفحہ پر تمام دلائل مغالطہ آمیز ہیں دجال سب کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہا ہے لفظِ کوثر کے معانی پر اور مرادِ الٰہی پر ہم نے تبصرات میں مختصراً لکھ دیا ہے ملاحظہ فرمائیں، تاکہ اس کند ذہن کی دجالی اور مغالطہ آمیزی آپ پر عیاں ہو۔

صفحہ نمبر: ۱۶۱
حدیث نمبر: ۳۰۴
صحتِ حدیث: موضوع

خُلق پر فائز ہیں۔ پس عنقریب آپؐ بھی دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔ کہ تُم میں سے کون دیوانہ ہے"۔

(سورۃ القلم: آیات ۱تا۶)

اِن آیات سے بھی قرآنِ مجید کی نص مل گئی کہ جس طرح کاالزام ہواُسی طرح کاجواب آتا ہے۔ یہاں اُنہوں نے کہاکہ معاذاللہ نبیؐ دیوانہ ہے۔ اللہ رب العزت نے چھ آیات اُتار کر جواب دیا کہ میرا نبیؐ دیوانہ نہیں ہاں مگر میرے نبیؐ کو دیوانہ کہنے والے ہی دِیوانے اور پاگل ہیں۔

کفار نے طعنہ دیا کہ محمد ﷺ کا رب روٹھ گیا ہے اور اُس نے معاذ اللہ محمد ﷺ کو چھوڑ دیا ہے اللہ نے جواب دیا آپؐ کا رب نہ آپؐ سے ناراض ہوااور نہ ہی اُس نے آپؐ کو چھوڑا ہے۔ یہاں طعنہ ہے کہ محمد ﷺ کی نسل ختم ہوگئی اور اللہ جواب دے کہ میں نے نہر دے دی۔ کوئی جوڑ نہیں بنتا تو پھر ثابت ہوا کہ اللہ نے فرمایا کوثر کے ذیل میں اے رسول اللہ ﷺ ہم نے آپؐ کو فاطمہ سلام اللہ علیہا اور علی علیہ السلام عطا کر دیئے ہیں۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بطنِ پاک سے اور علی علیہ السلام کے صُلبِ پاک سے ہم آپؐ کی آل کو اولاد کو اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کو پوری دُنیا میں وہ کثرت دیں گے۔ وہ بقاء اور دوام دیں گے کہ ساری کائنات کو آپؐ کی اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ سے مزین کر دیں گے۔

ثابت ہوا کہ کوثر سے مراد مولا علی علیہ السلام اور فاطمۃ الزھراء سلام اللہ علیہا کی ذواتِ مقدسہ ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی حدیث ہے۔

304 قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ جَعَلَ ذُرِّيَّةَ كُلِّ نَبِيٍّ فِيْ صُلْبِهٖ وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَعَلَ ذُرِّيَّتِيْ فِيْ صُلْبِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ جل جلالہ نے ہر نبی کی ذریت (اولاد) کو اُسی کے صلب میں رکھا ہے اور میری ذریت کو اللہ جل جلالہ نے علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے صلب میں رکھا ہے۔

(امام ابنِ حجر مکی صواعق المحرقہ، صفحہ ۲۴۱ بیروت، لبنان)

گویا اِس حدیثِ پاک سے بھی ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی آل و اولاد اور اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ و نسل کو مولا علی علیہ السلام کے صلب سے آگے بڑھایا ہے۔ یعنی دُنیا میں جو آپؐ کی اہلِ بیت

صفحہ نمبر: ۱۶۲
حدیث نمبر: ۳۰۵
صحتِ حدیث: موضوع

عَلَيْهِمُ السَّلَامُ نظر آ رہی ہے وہ مولا علی علیہ السلام کے صُلبِ پاک سے اور فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کے بطنِ پاک سے ہے، ایک اور حدیثِ پاک میں آپؐ کا ارشاد مبارک کچھ اس طرح سے ہے۔

305 عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لِكُلِّ بَنِي أُمٍّ عُصْبَةٌ يَنْتَمُوْنَ إِلَيْهِمْ إِلاَّ ابْنَيْ فَاطِمَةَ، فَأَنَا وَلِيُّهُمَا وَعُصْبَتُهُمَا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر ماں کی اولاد کا عُصبہ (باپ) ہوتا ہے۔ جس کی طرف وہ منسوب (اُس کے نام سے) ہوتی ہے۔ سوائے فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بیٹوں (اولاد) کے۔ میں ہی اُن کا ولی اور میں ہی اُن کا نسب (باپ) ہوں۔

(امام حاکم مستدرک، جلد ۳ حدیث ۴۷۷۰)

حدیث نمبر: ۳۰۶
صحتِ حدیث: صحیح

پس ثابت ہوا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی آل اولاد، اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ جو دُنیا بھر میں نظر آ رہی ہے وہ مولا علی علیہ السلام کے صُلب سے اور فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کے بطن پاک سے اللہ نے آگے بڑھائی ہے۔ اور حضور ﷺ کا نسب پاک کبھی ختم نہیں ہوگا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

306 عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: كُلُّ نَسَبٍ وَسَبَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلاَّ مَا كَانَ مِنْ سَبَبِي وَنَسَبِي۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا۔ ہر نسب اور رشتہ قیامت کے دِن منقطع ہو جائے گا سوائے میرے نسب اور رشتے کے۔

(امام حاکم مستدرک۔ جلد ۳ حدیث ۴۶۸۴)، (امام احمد بن حنبل فضائل صحابہ۔ جلد ۲ حدیث ۱۰۶۹، ۱۰۷۰)، (امام طبرانی معجم الکبیر، جلد ۳ حدیث ۲۶۳۳، ۲۶۳۴)، (امام طبرانی معجم الاوسط، جلد ۵ حدیث ۵۶۰۶)، (امام بزار مُسند جلد ۱ حدیث ۲۷۴)

مولا علی علیہ السلام کی اولاد سے رسول اللہ ﷺ کی نسل آگے بڑھی۔ اِسی لیئے آقا جب بھی حسن و حسین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ کو مخاطب کرتے تو ہمیشہ بیٹے کہہ کر بُلاتے تھے۔

307 عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ابْنَايَ .مَنْ أَحَبَّهُمَا أَحَبَّنِي۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا۔ حسَن اور حُسین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ میرے بیٹے ہیں جس نے اِن دونوں سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی۔

(امام حاکم مستدرک، جلد ۳ حدیث، ۴۷۷۶)

پتہ چلا کہ حضور ﷺ حسنین کریمین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ کو اسی لئے بیٹے کہہ کر پکارتے تھے کیونکہ آپؐ کی نسل اور اولاد ان سے آگے بڑھنے والی تھی۔ ایک اور روایت میں آپؐ کا ارشاد کچھ یُوں ہے۔

308 عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا خَلَا سَبَبِي وَنَسَبِي وَ كُلُّ وَلَدِ أَبٍ فَإِنَّ عُصْبَتَهُمْ لِأَبِيْهِمْ مَا خَلَا وَلَدِ فَاطِمَةَ فَإِنِّي أَنَا أَبُوْهُمْ وَ عُصْبَتُهُمْ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا ہر حسب و نسب قیامت کے دن منقطع ہو جائے گا سوائے میرے حسب و نسب کے۔ ہر بیٹے کی نسبت باپ کی طرف ہوتی ہے سوائے فاطمہ سلام اللہ علیہا کی اولاد کے اُن کا باپ بھی میں ہوں اور اُن کا نسب بھی میں ہی ہوں۔

(امام عبدالرزاق المصنف، جلد ۶ حدیث۔ ۱۰۳۵۴)،
(امام بیہقی السنن الکبریٰ، جلد ۷ حدیث ۱۳۱۷۲)،
(امام طبرانی معجم الاوسط، جلد ۶ حدیث، ۶۶۰۹)

ثابت ہوا کہ مولا علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا کی اولاد ہی سے حضور ﷺ کی اولاد کو اللہ نے کثرت عطا کی ہے۔

صفحہ نمبر: ۱۶۳
حدیث نمبر: ۳۰۷
صحتِ حدیث: ضعیف منکر

حدیث نمبر: ۳۰۸
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

تبصرہ: حقیقت یہ ہے کہ مصنف یاسین علمِ حدیث سے بے خبر ہے یہی وجہ ہے کہ اسے تھوڑا سا گمان بھی نہیں گزرتا کہ وہ گڈمڈ حوالے دے رہا ہے۔ یہاں پر حوالہ دی گئی کتابوں میں سے کسی میں بھی یہ حدیث اس لفظی ترتیب کے ساتھ نہیں ہے جس ترتیب میں اوپر حدیث بیان کی گئی ہے۔ اس ترتیب و الفاظ کے ساتھ یہ حدیث فضائل صحابہ از احمد بن حنبل میں ہے یا سخاوی کی استجلاب اور بعض دیگر کتبِ حدیث میں بھی ہے کہیں ضعیف، کہیں شدید ضعیف، کہیں موضوع اور کہیں حسن یا صحیح ہے۔ ہاں البتہ یہ ہے کہ حضرت عمر کے طریق سے یہ حدیث جب آتی ہے تو شدید ضعیف ہوتی ہے یا موضوع، تاہم جب دوسرے طرُق سے آتی ہے تو اس کا درجہ صحت بدل بھی جاتا ہے۔ کیونکہ یہ حدیث کثیر الطرق ہے اور متعدد صحابہ سے مروی ہے، لیکن افسوس کہ مصنف کو اس بات کا شعور ہی نہیں ہے۔

صفحہ نمبر: ۱۶۴

آیت نمبر: ۳۵

حدیث نمبر: ۳۰۹

صحتِ حدیث: ضعیف

تبصرہ: آیتِ مودت کے ذیل میں مصنف کی جملوں پر حاشیہ:

جب بات یہی ہے تو مصنف اپنی تعصب زدہ آنکھوں سے پردہ ہٹا کر غور کرے کہ مذکورہ بالا آیت کے ذیل میں "مودت علی واجب ہے" کا عنوان باندھنا انصاف کے تقاضوں کے مطابق ہے۔ پھر قابل افسوس بات یہ ہے کہ مصنف نے اس کے شان نزول اور جائے نزول پر بھی نہیں غور نہیں کیا۔ عین حدیثِ صحیح کے مطابق یہ آیت مکہ معظّمہ میں نازل ہوئی تھی اور اس میں اللہ تعالی نے حضور ﷺ سے فرمایا ہے کہ آپ ﷺ مشرکین قریش کو ان کے ساتھ اپنی قرابت یاد کروائیں تاکہ وہ اس قرابت کے مدِ نظر حضور ﷺ کی اطاعت کریں۔ یہ حدیثِ صحیح بخاری شریف میں واقع ہے اور اس کے علاوہ تمام کتب حدیث اور کتب تفسیر میں بھی مختلف طرق سے وارد ہوئی ہے۔ اس حدیث کے سوا اس آیت کی تفسیر کے تحت وارد شدہ تمام احادیث ضعیف ہیں یا موضوع۔ اب قارئین خود ہی دیکھ لیں احادیث ضعیفہ و موضوعہ پر تکیہ کر کے اس طرح کا عنوان باندھا جا سکتا ہے جیسا کہ مصنف نے باندھا۔ یک طرفہ و کج رویہ سوچ ہمیشہ گمراہی کی طرف دھکیل دیتی ہے۔

آیت نمبر 35

❖ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ

فرمادیں میں اِس (تبلیغِ رسالت) پر تُم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا مگر اپنی قرابت سے محبت چاہتا ہوں۔

(سورۃ الشوریٰ، آیت ۲۳)

مودّتِ علی علیہ السّلام واجب ہے

اس آیتِ کریمہ کے ذیل میں مفسرین و محدثین بے شمار احادیث لے کر آئے ہیں کہ اس آیت میں اللہ رب العزت نے آپؐ کی اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔ اِن میں مولا علیؑ و فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حسن و حسین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اور اِن کی آل اولاد سرِفہرست ہیں۔

309 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَابَتُكَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ؟ قَالَ: عَلِيٌّؑ وَ فَاطِمَةُؑ وَابْنَاهُمَا۔

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ (فرمادیں میں اِس (تبلیغِ رسالت) پر تُم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا مگر اپنی قرابت سے محبت چاہتا ہوں) تو ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ کی وہ کونسی قرابت (آل اولاد) ہے جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا، اور اِن کے دونوں بیٹے۔ (حسن و حسین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ)

(امام احمد بن حنبل فضائلِ صحابہ، جلد ۲ حدیث ۱۱۴۱)، (امام طبرانی معجم الکبیر، جلد ۳، حدیث ۲۶۴۱، ۱۲۲۵۹)، امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد ۹ صفحہ ۱۷۰)

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ملتے ہیں۔

صفحہ نمبر: ۱۶۵

حدیث نمبر: ۳۱۰

صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

تبصرہ: مصنف نے اس حدیث کے تحت میں جن دو حدیث کی کتابوں کا حوالہ دیا ہوا ہے وہاں یہ حدیث موجود نہیں ہے۔ ہاں البتہ تفسیر حداد میں یہ حدیث موجود ہے اور وہاں اس کی اسناد نہیں دی گئی۔ پھر بعض دوسری کتب مثلاً: تفسیر الواحدی، استجلاب ارتقاء الغرف، وغیرہ میں اس کی اسناد موجود ہیں لیکن ان میں مصنف کی تحریر کردہ الفاظ "آل محمد" نہیں ہیں بلکہ "آل حم" کی ترکیب موجود ہے ان الفاظ کے ساتھ بھی یہ حدیث انتہائی ضعیف یعنی شبہ موضوع ہے۔

حدیث نمبر: ۳۱۱

صحتِ حدیث: ضعیف

310 عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: فِيْنَا فِي آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فِي حٰم آيَةٌ لَا يَحْفَظُ مَوَدَّتَنَا إِلَّا كُلُّ مُؤْمِنٍ ثُمَّ قَرَأَ ﴿قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾

مولا علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہم آلِ محمد عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کے بارے میں سورۃ حٰم میں ایک آیت ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ صرف ایمان والے ہی ہماری محبت کی حفاظت کرتے ہیں۔ پھر آپؑ نے یہ آیت پڑھی۔ (فرمادیں میں اِس (تبلیغِ رسالت) پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا مگر اپنی قرابت سے محبت چاہتا ہوں)۔

(امام طبرانی معجم الاوسط، جلد ۲ حدیث ۲۲۳۰)، امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد ۹ صفحہ ۱۷۵)

اِسی طرح کی ایک اور حدیث علامہ شوکانیؒ نے بھی بیان کی ہے۔

311 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ (قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَابَتُكَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ؟ قَالَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَوَلَدَاهُمَا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ (فرمادیں میں اِس (تبلیغِ رسالت) پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا مگر اپنی قرابت سے محبت چاہتا ہوں) تو ہم نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ کے وہ کونسے قرابت دار (اہلِ بیتؑ) ہیں۔ جن سے محبت کرنا ہم پر واجب کیا گیا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ علی علیہ السلام فاطمہ سلام اللہ علیہا اور ان کے دونوں بیٹے (حسن و حسین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ) ہیں۔

(علامہ شوکانی فتح القدیر جلد ۴ صفحہ ۵۳۵)، (امام ابن ابی حاتم رازی تفسیر، جلد ۱۰، ۳۲۷۰)،

(امام جلال الدین سیوطی الدرالمنثور، جلد ۷، صفحہ ۳۵۲)، (امام ثعلبی الکشف والبیان، جلد ۸ صفحہ ۳۰۸)

ایک اور روایت حافظ ابنِ کثیر اپنی تفسیر میں لے کر آئے ہیں اُس کے الفاظ یہ ہیں۔

صفحہ نمبر: ۱۶۶
حدیث نمبر: ۳۱۲
صحتِ حدیث: ضعیف
حدیث نمبر: ۳۱۳
صحتِ حدیث: حسن

312 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ: لَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ نَوَدُّهُمْ؟ قَالَ عَلِيٌّ وَ فَاطِمَةُ وَ أَبْنَاؤُهُمَا۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ نے یہ آیت نازل کی (فرمادیں میں اِس (تبلیغِ رسالت) پر تُم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا مگر اپنی قرابت سے محبت چاہتا ہوں) تو ہم نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کونسے لوگ ہیں جن سے ہم محبت کریں آپؐ نے فرمایا: علی علیہ السلام فاطمہ سلام اللہ علیہا اور ان کے دونوں بیٹے (حسن و حسین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ) ہیں۔

(امام قرطبی جامع الاحکام القرآن، جلد ۱۶ صفحہ ۲۵، ۲۶)، (امام بغوی معالم التنزیل، جلد ۴ صفحہ ۱۲۷)، (امام ابنِ حجر مکی صواعق المحرقہ، جلد ۲ صفحہ ۴۸۹)

امام طبرانی مولا حسنِ مجتبیٰ علیہ السلام کا ایک خطبہ اپنی معجم میں لے کر آئے ہیں۔

313 عَنِ الْحَسَنِ علیہ السلام أَنَّهُ خَطَبَ خُطْبَةً: مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي، وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِي فَأَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثُمَّ تَلاَ. (وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ) (سورۃ یوسف: آیت ۳۸) ثُمَّ قَالَ أَنَا ابْنُ الْبَشِيْرِ، أَنَا ابْنُ النَّذِيْرِ، ثُمَّ قَالَ وَأَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّذِيْنَ افْتَرَضَ اللّٰهُ مَوَدَّتَهُمْ وَمُوَالَاتَهُمْ، فَقَالَ فِيْمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ (قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى) (سورۃ الشوریٰ: آیت ۲۳)۔

حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ اُنہوں نے ایک خطبہ دیا جس کا لُبِ لباب یہ ہے جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو مجھے نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں محمدؐ کا بیٹا حسنؑ ہوں پھر یہ آیت تلاوت کی (اور میں نے تو اپنے باپ دادا ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے دین کی پیروی کر رکھی ہے) سورۃ یوسف: ۳۸) پھر فرمایا میں خوشخبری سُنانے والے نبیؐ کا بیٹا ہوں۔ میں ڈر سُنانے والے نبی کا بیٹا ہوں پھر کہا میں اُن اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ میں سے ہوں جن سے محبت اور دوستی کرنے کو اللہ نے

صفحہ نمبر: ۱۶۷
حدیث نمبر: ۳۱۴
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

واجب کر دیا ہے۔ پھر فرمایا اُس نے (اللہ) محمد ﷺ پر نازل کردہ کتاب میں فرمایا ہے۔ (فرما دیا میں اِس تبلیغِ رسالت پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا مگر اپنی قرابت سے محبت چاہتا ہوں) (سورۃ الشوریٰ: ۲۳)
(امام طبرانی المعجم الاوسط جلد ۲ حدیث ۲۱۵۵)، (امام ہیثمی مجمع الزائد و منبع الفوائد، جلد ۹ صفحہ ۱۴۵، ۱۴۶)

اِسی آیتِ کریمہ کے بارے میں ایک اور روایت ہے جس میں امام زین العابدین علیہ السلام کا فرمان بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے:

314 عَنْ أَبِي الدَّيْلَمِ قَالَ: لَمَّا جِيءَ بِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عليهما السلام أَسِيرًا، فَأُقِيمَ عَلَى دَرَجِ دِمَشْقَ، قَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي قَتَلَكُمْ وَاسْتَأْصَلَكُمْ وَقَطَعَ قَرْنَى الْفِتْنَةِ۔ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عليهما السلام أَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ: أَقَرَأْتَ آلَ حٰم؟ قَالَ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ وَلَمْ أَقْرَأْ آلَ حٰم قَالَ مَا قَرَأْتَ ﴿قُلْ لَّآ أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ (الشوریٰ ۲۳) قَالَ وَإِنَّكُمْ لَأَنْتُمْ هُمْ؟ قَالَ نَعَمْ۔

حضرت ابو الدیلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا جب (کربلا کے بعد) امام علی بن حسین علیہ السلام (امام زین العابدینؓ) کو قیدی (اسیر) بنایا گیا تو اُن کو دمشق کی سیڑھی (زینہ) پر کھڑا کیا گیا تو اہلِ شام میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا (امام زین العابدین علیہ السلام کو) حمد ہے اللہ جل جلالہ کی جس نے تمہیں قتل کیا تمہارا خاتمہ کر دیا اور (معاذ اللہ) فتنہ کی کوکھ کو کاٹ دیا امام علی بن حسین علیہ السلام نے اُس سے فرمایا کیا تُو نے قرآن پڑھا ہے۔؟ اُس نے کہا ہاں، اُنہوں نے فرمایا کیا تُو نے آل حٰم (کی سورتیں) پڑھی ہیں؟ اُس نے کہا جب میں نے قرآن پڑھا ہے تو کیا آل حٰم نہیں پڑھیں؟، اُنہوں نے فرمایا کیا تُو نے قران میں یہ نہیں پڑھا (فرما دیں میں اس تبلیغِ رسالت پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا مگر میری قرابت سے محبت (کی اُمید رکھتا ہوں) وہ کہنے لگا کیا اُن سے مراد آپؑ ہیں؟ اُنہوں نے فرمایا جی ہاں۔

(امام عماد الدین ابن کثیر تفسیر القرآن العظیم، جلد ۳ صفحہ ۵۱۵، ۵۱۶)،
(امام جلال الدین سیوطی الدرّ منثور، جلد ۷ صفحہ ۳۴۷)،

(امام ابن جریر طبری جامع البیان، جلد ۲۰ صفحہ ۴۹۷،۴۹۸، ۴۹۹)،
(امام ثعلبی الکشف والبیان، جلد ۸، صفحہ ۳۱۱)

اِس روایت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ آیت آقا کی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ سے محبت کرنے پر نازل ہوئی اور ان سے مراد مولا علی علیہ السلام اور فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا اور اُنکی اولاد ہے۔ وہ کیسا مومن ہے جو ان سے حسد و بغض رکھے اور خود کو مومن بھی کہے۔ مومن بنے گا ہی وہ جو اِن کی محبت اپنے اُوپر واجب اور لازم کرے گا۔

ایک اور حدیثِ پاک ہے جس کے الفاظ یہ ہیں جس کو ابنِ کثیر اور ابنِ ابی حاتم نے بیان کیا ہے۔

315 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ (سورۃ الشوریٰ: ۲۳) قَالُوْا ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَأْمُرُنَا اللّٰهُ بِمَوَدَّتِهِمْ ؟ قَالَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَوَلَدَاهُمَا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنہوں نے کہا جب یہ آیت اُتری (فرما دیں میں اِس تبلیغ رسالت پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا مگر میری قرابت سے محبت چاہتا ہوں) تو ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہیں جن سے محبت کرنے کا اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دے رہا ہے آپؐ نے فرمایا: علی علیہ السلام فاطمہ سلام اللہ علیہا اور ان کے دونوں بیٹے (حسن وحسین عَلَیْہِمَا السَّلَامُ) ہیں۔

(امام ابن ابی حاتم تفسیر القرآن العظیم۔ جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۷۶، ۳۲۷۷)،
(امام حافظ عماد الدین ابن کثیر، تفسیر جلد ۴ صفحہ ۱۱۵)، (علامہ مبارکپوری تحفۃ الاحوذی۔ ج ۹ صفحہ ۸۹)

یہ آیتِ کریمہ مولا علیؑ اور اُن کی اولاد کے لئے نازل ہوئی۔ اِسی حدیث کو امام ابنِ حجر عسقلانی نے بھی بیان کیا ہے۔

316 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَابَتُكَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ ؟ قَالَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَابْنَاهُمَا وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ۔

صفحہ نمبر: ۱۶۸
حدیث نمبر: ۳۱۵
صحتِ حدیث: ضعیف

تبصرہ: تمام کتب اَحادیث و تفسیر میں حضرت ابن عباس سے بذریعہ طریق ضعیفہ یہی ایک ضعیف حدیث وارد ہوئی، اور یہ ضعیف بھی ساقط ہے کیونکہ یہ ابن عباس سے ہی مروی حدیثِ صحیح کے خلاف ہے۔ مصنف نہ جانے کیونکر اسی ایک ضعیف ساقط کی رٹ لگائے جا رہا ہے۔ صرف حوالہ کردہ کتابوں کے نام بدل دیتا ہے۔ نہ جانے ایک حدیثِ ضعیف و ساقط کو بیان کر کر کے کیا ثابت کرنا چاہتا ہے۔

حدیث نمبر: ۳۱۶
صحتِ حدیث: ضعیف ساقط

صفحہ نمبر: ۱۲۹

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ کی قرابت والے وہ کونسے لوگ ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا اور ان کے دونوں بیٹے حسن اور حسین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ۔

(امام ابنِ حجر عسقلانی، الْكَافِي الشَّافِ فِي تَخْرِيجِ أَحَادِيثِ الْكَشَّافِ صفحہ ۱۴۱ حدیث ۳۵۰ بیروت لبنان)

(علامہ زمخشری، تفسیر الکشاف۔ جلد ۴ صفحہ ۲۱۹)

یہاں ہم ایک بڑی اہم بات بیان کرنا چاہتے ہیں اس آیتِ کریمہ میں اللہ رب العزت نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ اپنی امت کو یہ پیغام دیں کہ وہ آپؐ کی قرابت سے محبت کریں اور مودت کا رشتہ استوار کریں اس آیتِ پاک میں 'الْقُرْبیٰ' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے یہ مؤنث کا واحد صیغہ ہے۔ پتہ چلا اس آیت میں کسی ایک عورت کی محبت، تعظیم اور مودّت کا حکم مل رہا ہے اوپر جو احادیث ہم نے بیان کیں ہیں اُن سے ثابت ہو گیا کہ وہ ایک عورت پاک بی بی سیدہ کائنات فاطمۃ الزھراء سلام اللہ علیہا ہیں اور اُن کے ساتھ جن مردوں کی محبت و مودّت کا حکم مل رہا ہے اُن کی نسبت بھی فاطمۃ الزھراء سلام اللہ علیہا کے ساتھ ہے یعنی ایک مرد مولا علی السلام کی ذات وہ آپؐ کے شوہر ہیں اور دوسرے مرد حسنین کریمین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ہیں وہ آپؐ کے بیٹے ہیں پتہ چلا کہ یہاں اللہ رب العزت نے فاطمۃ الزھراء سلام اللہ علیہا کی مودّت کا حکم دیا اور دیگر اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کی مودّت کی نسبت بھی فاطمۃ الزھراء سلام اللہ علیہا سے رکھی۔

ان کے علاوہ بھی بے شمار احادیث موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیتِ کریمہ مولا علی علیہ السلام و فاطمۃ سلام اللہ علیہا اور ان کی اُولاد سے محبت کرنے کے حکم کے ساتھ نازل ہوئی۔

تبصرہ: اس آیت میں مذکور لفظ: قربیٰ کے بابت یہ کہنا کہ یہ مؤنث کا صیغہ ہے اور اس معنی میں استعمال ہوا ہے مصنف کی جہالت اور لاعلمی کا مظاہرہ ہے، قربیٰ اگرچہ "اقرب" کی تانیث ہے مگر عربی میں اس کی تانیث کا استعمال شاذ و نادر ہے۔ ہمیں تو عربی ادب یا کسی عربی لغت میں اس کا ایسا استعمال ملا نہیں، ہاں البتہ اگر مصنف نے کہیں بطور تانیث اسے مستعمل دیکھا ہو تو ہمیں بھی دکھا کر ہمارے علم میں اضافہ کر دے بلکہ عربی کی اہم ترین لغات: لسان العرب، تاج العروس، اقرب الموارد، القاموس المحیط وغیرہ میں بطورِ تانیث "قُربیٰ" کا ذکر تک نہیں ہے اگرچہ "اقرب" اور "قریب" کا ہے، ہاں البتہ تہذیب اللغۃ میں اس کا بطورِ تانیث ذکر ہے مگر استعمال نہیں، اور یہ ذکر کیسے ہوا ہے قارئین بھی ملاحظہ فرمائیں: *وَ الْقَرِيْبُ وَ الْقَرِيْبَةُ ذُوْالْقَرَابَةِ وَ الْجَمِيْعُ مِنَ النِّسَاءِ قَرَائِبُ، وَ مِنَ الرِّجَالِ أَقَارِبُ، وَ لَوْ قِيْلَ: قُرْبَىٰ لَجَازَ. قُلْتُ: اَلْأَقَارِبُ: جَمْعُ الْأَقْرَبِ، وَ الْقُرْبَىٰ: تَأْنِيْثُ الْأَقْرَبِ*[1][قریب اور قریبہ کا معنی ہے: ذو القرابۃ یعنی رشتہ دار، عورتیں ہوں تو اس کی جمع ہے: قرائِب (قریبہ کی جمع قرائب)، جبکہ مرد ہوں تو جمع ہے: اَقارِب (قریب کی جمع اقارب) اور اگر جمع قُربیٰ کر لی جائے تو بھی عین جائز ہے۔ میں (ازہری) کہتا ہوں: اقارب اقرب کی جمع ہے، جبکہ قربیٰ اقرب کی تانیث ہے] ازہری کے آخری قول کو کسی اہلِ لغت نے نہیں لیا جبکہ پہلے قول کا حوالہ سب نے دیا ہوا ہو، وجہ اس کی واضح ہے کہ قربیٰ بطور تانیث کبھی استعمال نہیں ہوتا۔ جیسا کہ "لجاز" تک آنے والے قول سے ظاہر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عربی میں لفظِ "قُربیٰ" صرف دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے اولاً: بطور اسمِ مصدر جیسا کہ اس آیت میں اور باقی سارے قرآن پاک اور احادیث میں استعمال ہوا ہے ثانیاً: بطور اسم جمع اور اس صورت میں افرادِ قرابت مراد ہوتے ہیں یعنی رشتہ دار، لہٰذا پہلے معنوں میں آیتِ مودت میں موجود قربیٰ کا معنی ہو گا: نسبی رشتہ داری یعنی وہ رشتہ داری جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام قبائلِ عرب سے تھی خصوصًا اہلِ مکہ، اور عموماً اہلِ مدینہ سے۔ مستند اقوالِ علماء کے مطابق آیتِ مودت میں یہی رشتہ داری مراد ہے، پھر اگر دوسرے معنی یعنی اسم جمع کے طور پر لیا جائے گا تو اس سے مراد ہو گا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقرباء، تاہم اس سلسلے میں صرف ایک قول ابن عباس کا ہے جو کہ ابن عباس کے دوسرے مستند قول کے برعکس ہے اس لیے ناقابلِ اعتبار و حجت ہے، اور پھر ابن عباس کا یہ واحد قول جتنی بھی اسناد سے روایت ہوا ہے ان میں سے ہر ایک سند میں لازماً ایک راوی کذاب اور بقیہ راویوں میں

[١] تهذيب اللغة: أبي منصور محمد بن أحمد الأزهري، مادة: قرب، ١٢٤/٩– ١٢٥، تحقيق: عبد السلام محمد هارون، دار المصرية، مصر سنة ١٩٦٤م

سے اکثر مجہول ہوتے ہیں نتیجہ یہ ہے کہ اس قول سے متعلق ہر سند موضوع یا شبہِ موضوع ہے۔ دوسری قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ فیصل قول کے مطابق آیتِ مودت جس سورہ میں واقع ہے وہ مکی سورت ہے اور یہ آیت بھی مکی ہے اور مکی دور میں سیدہ فاطمہ کی شادی نہیں ہوئی تھی لہٰذا ان پر اور آپ کی اولاد پر اس کا اطلاق ممکن نہیں ہے اور اگر اس آیت کو مدنی ہی مان لیا جائے تو بھی مخصوص اہلِ بیت پر اس کا اطلاق ممکن نہیں ہے کیونکہ وقتِ نزولِ آیت کی تعیین امر محال ہے اسلیے کہ ایک روایت بھی موجود نہیں ہے جو اس وقت کا تعین کرے۔ تاہم اگر کوئی شخص تعین کرنے کی کوشش کرے بھی تو اولا وہ غلط بیانی یا کسی افسانہ تراشی کے بل پر ایسا کرے گا جیسا کہ بعض دجالہ: شیعہ اور شیعہ کیش کر رہے ہیں۔ ثانیا یہ کہ تعین کی صورت میں اس آیت کا مصداق بغیرِ تخصیص تمام اہلِ بیت یا رسول اللہ ﷺ کے تمام رشتہ دار ہوں گے۔ کیونکہ جہاں پر ایک من گھڑت حدیث میں سیدہ فاطمہ اور آپ کی اولاد کا اہلِ بیت میں شمار کیا ہے وہیں پر حضرت عباس کا بھی ایک صحیح حدیث میں ذکر موجود ہے۔

ہمارا مقصد آیتِ مؤدت کے صحیح معنٰی کی تعیین اور گمراہ مصنف کی اوہام بازی کی تردید ہے۔ لیکن جہاں تک اہلِ بیت اطہار خصوصاً سیدہ فاطمۃ الزہراء، حضور مولا علی، سیدنا امام حسن اور امامِ عالی مقام حسین علیہم السلام سے محبت کی بات ہے تو وہ فرضِ عین ہے جو کہ اس آیتِ مودت کے علاوہ دیگر قطعی نصوصِ قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ تاہم اس تسلیمِ فریضہ کے باوجود محبتِ اہلِ بیت اطہار کی فرضیت سے جو مقاصد دجالہ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ ہر گز حاصل نہیں ہوتے اور نہ ہو سکتے ہیں۔

کنز البرهان علی أفضلیة علي في القرآن | 170

آیت نمبر 36 تا 39

❖ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ز فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ ۚ﴿۱۹﴾ یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ؕ﴿۲۰﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِیْدُوْا فِیْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ۠﴿۲۲﴾

یہ دو فریق ہیں جو جھگڑ رہے ہیں اپنے رب کے بارے میں تو وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تیار کر دیئے گئے ہیں اُن کے لیئے کپڑے آتشِ جہنم سے انڈیلا جائے گا اُن کے سَروں پر کھولتا ہوا پانی۔ گل جائے گا اُس کھولتے پانی سے جو کچھ اُن کے شِکموں میں ہے اور کھالیں (چمڑیاں) بھی گل جائیں گی۔ اور اُن کو مارنے کے لئے لوہے کے ہتھوڑے (گُرز) ہونگے۔ جب بھی ارادہ کریں گے اس سے نکلنے کا فرطِ رنج والم کے باعث تو اُنہیں لَوٹا دیا جائے گا اس میں اور کہا جائے گا کہ چکھو جلتی ہوئی آگ کا عذاب۔

(سورۃ الحج: آیت ۱۹ تا ۲۲)

قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی یہ مقدس آیات غزوہ بدر کے دو گروہوں کے بارے میں نازل ہوئیں تھیں۔ کفار کی طرف سے عتبٰی، شیبہ، ولید مقابلے کے لیئے آئے تھے اور مولا علیؓ نے ولید کو قتل کیا عتبٰی کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور شیبہ نے حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا تو شیبہ کو بھی مولائے کائنات علی المرتضیٰ علیہ السلام نے واصلِ جہنم کیا اور حضرت عبیدہ بن حارثؓ کو مولا علی علیہ السلام اپنے کندھوں پر اُٹھا کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آئے۔ اِن دو گروہوں کا ذکر کیا ہے۔ یعنی قرآنِ مجید کی یہ آیات بھی مولا علی علیہ السلام کی عظمت و رفعت کا ڈنکا بجا رہی ہیں۔ صحیح مسلم کی آخری دو احادیث میں بھی اِنہیں آیات کا ذکر ہے ہم پوری سند کے ساتھ حدیث بیان کرتے ہیں۔

صفحہ نمبر: ۱۷۱

حدیث نمبر: ۳۱۷

صحتِ حدیث: صحیح

تبصرہ: اندھے متعصب جاہل مصنف نے تینوں ابتدائی کافرین کے قتل کا تمغہ فاسدانہ طریق سے حضور مولا علی علیہ السلام کو دیا، نہ جانے اسے حضرت حمزہ اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم کیوں نظر نہیں آرہے؟ حالانکہ حدیث میں حضور مولا علی کے ساتھ ان کا بھی ذکر ہے لہٰذا یہاں جیسی عظمت و افضلیت مولا علی کو حاصل ہے ویسی ہی دوسرے دو حضرات کو حاصل ہے۔ نکتۂ امتیاز کہاں ہے؟ اور پھر یہ حدیث اثر ہے حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہے۔ جبکہ قرآن پاک کی آیت عموم پر مبنی ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے صحابہ ایک گروہ اور ان کے مقابل دوسرا کفار کا گروہ، اور بس۔ یہی وجہ ہے آیت میں فعل "اختصموا" بصیغہ جمع باندازِ شمول استعمال ہوا ہے لہٰذا آیات میں کسی مبارزت کا ذکر نہیں ہے بلکہ لڑائی کا ذکر ہے۔ مصنف نے اپنی بے مائیگی کی وجہ سے حدیث میں موجودہ لفظ "برزوا" کا ترجمہ "مبارزت کی دعوت" کر دیا جو کہ عربی لغت کے مبادیات تک سے جہالت کی بناء پر ہوا ہے۔

317 حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ! حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُقْسِمُ قَسَمًا إِنَّ: ﴿هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ۡ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ ﴿۱۹﴾ یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِیْدُوْا فِیْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ﴿۲۲﴾﴾ (سورۃ الحج:۱۹تا۲۲) إِنَّهَا نَزَلَتْ فِي الَّذِيْنَ بَرَزُوْا يَوْمَ بَدْرٍ: حَمْزَةَ، وَعَلِيٌّ، وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَعُتْبَةَ، وَشَيْبَةَ ابْنَا رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اِس بات پر قسم اُٹھاتے تھے کہ یہ آیات ﴿یہ دو فریق ہیں جو جھگڑ رہے ہیں اپنے رب کے بارے میں تو وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تیار کر دیئے گئے ہیں اُن کے لیئے کپڑے آتشِ جہنم سے انڈیلا جائے گا اُن کے سَروں پر کھولتا ہوا پانی۔ گَل جائے گا اُس کھولتے پانی سے جو کچھ اُن کے شِکموں میں ہے اور کھالیں (چمڑیاں) بھی گل جائیں گی۔ اور اُن کو مارنے کے لئے لوہے کے ہتھوڑے (گُرز) ہونگے۔ جب بھی ارادہ کریں گے اس سے نکلنے کا فرطِ رنج و الم کے باعث تو اُنہیں لَوٹا دیا جائے گا اس میں اور کہا جائے گا کہ چکھو جلتی ہوئی آگ کا عذاب﴾ اُن کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے غزوہ بدر کے روز ایک دوسرے کو مبارزت کی دعوت دی (اسلامی لشکر سے) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، مولا علی علیہ السلام، عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور (کفار کی طرف سے) ربیعہ کے دونوں بیٹے عُتبہ وشیبہ اور عُتبہ کا بیٹا ولید۔

(امام مُسلم صحیح مُسلم۔ صفحہ ۱۳۱۱، حدیث ۷۵۶۲، ۷۵۶۳۔ دارالسلام الریاض)

یعنی اسلام اور کُفر کا پہلا معرکہ پہلی مبارزت میں تین آنے والے کفار کو واصل جہنم کرنے والی ذات کا نام مولائے کائنات شیرِ خدا علی المرتضیٰ علیہ السلام ہے۔ یہ آیات بھی مولا علی علیہ السلام کی عظمت و افضلیت بیان کر رہی ہیں۔

آیت نمبر 40

❖ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝

پھر ضرور پوچھا جائے گا تم سے اُس دن تمام نعمتوں کے بارے میں۔
(سورۃ التکاثر۔ آیت ۸)

اِس آیتِ کریمہ کے بارے میں ابونعیمؒ روایت بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت مولا علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یعنی قیامت کے دِن مولا علی علیہ السلام کی ولایت کا سوال کیا جائے گا جس کو اس آیت میں نعمت کہا گیا ہے۔

318 قَالَ أَبُوْنُعَيْمٌ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ وَلَايَةِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام

حضرت ابونعیمؒ روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی مولا علی علیہ السلام کی ولایت کو نعمت کہا گیا ہے۔ جن کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

319 قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ''النَّعِيْمِ'' هٰذَا وَلَايَةُ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام

اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا: یہ ''نعمت'' امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت ہے۔

(امام سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودۃ۔ جلد ۱ صفحہ ۱۱۴، ۱۱۵)

نعمت سے مراد مولا علی علیہ السلام کی ولایت ہے اس کا ثبوت قرآنِ مجید کی ایک اور آیتِ کریمہ سے بھی ملتا ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ جب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علی علیہ السلام کی ولایت کا غدیرِ خُم میں اعلان کر دیا تو پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

❖ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ۔

صفحہ نمبر: ۱۷۲
حدیث نمبر: ۳۱۸
صحتِ حدیث: بلاشبہ باطل قول

حدیث نمبر: ۳۱۹
صحتِ حدیث: بلاشبہ باطل

"آج میں نے تمہارے لیئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی"۔

(سورۃ المائدہ: آیت ۳)

گویا اس آیت میں بھی علیؑ کی ولایت کو نعمت کہا گیا اس کی تفصیل آپ پیچھے پڑھ سکتے ہیں۔

(خطیب بغدادی تاریخ بغداد، جلد ۸ صفحہ ۲۹۲)، (امام سیوطی دُرِّ منثور جلد ۲ صفحہ ۲۶۱)

تفصیل آپ پچھلے صفحات پہ پڑھ سکتے ہیں مگر یہاں ہم ایک حدیث ضرور بیان کر دیتے ہیں۔

320 عَنْ أَبُوسَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ: لَمَّا نَصَبَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلِيًّا يَوْمِ غَدِيْرِ خُمٍّ فَنَادٰى لَه' بِالْوَلَايَةِ هَبَطَ جِبْرِيْلَ علیہ السلام بِهٰذَا الْآيَةِ ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ﴾ (سورۃ المائدہ: آیت ۳)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیرِ خُم کے دِن مولا علی علیہ السلام کو کھڑا کر کے اُن کی ولایت کا اعلان فرمایا تو اُس وقت پھر جبریلِ امین علیہ السلام یہ آیت لے کر اُترے۔ (آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی)۔

(امام جلال الدین سیوطی دُرِّ منثور جلد ۲ صفحہ ۲۶۲، ۲۶۱)

اِن آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ جس کو اللہ جل جلالہ اپنی نعمت فرما رہا ہے یہاں اُس سے مراد مولا علی علیہ السلام کی ولایت ہے۔ جس سے میرے مولا علی علیہ السلام کی عظمت اور افضلیت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ساری کائنات پر ثابت ہو رہی ہے۔

علامہ محمود آلوسیؒ بھی فرماتے ہیں کہ "نعیم" سے مراد آلِ محمد عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ہیں۔

321 قَالَ آلُوْسِيُ 'النَّعِيْمِ 'وَهُوَ مُحَمَّدٌ وَعِتْرَتِه عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

امام آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ 'نعیم' سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی عترت علیہ السلام ہے۔

(علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی، جلد ۱۵ صفحہ ۱۱۰)

صفحہ نمبر: ۱۷۳

تبصرہ: مصنف نے اس ضمن میں جو کچھ پہلے کہا اور جو کچھ اب کہہ رہا ہے محض بے ہودہ گوئی ہے اس ضمن میں اس کی بیان کردہ ہر حدیث موضوع ہے۔

حدیث نمبر: ۳۲۰

صحتِ حدیث: متروک موضوع

حدیث نمبر: ۳۲۱

صحتِ حدیث: باطل موضوع

تبصرہ: امام آلوسی نے ایسی کوئی بات بھی نہیں کہی مصنف نے ان پر جھوٹ باندھا ہے جیسا کہ ان کا معمول ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے ایک شیعہ کا قول نقل کیا اور پھر اسے جھٹلایا ہے۔ مصنف کو جھوٹ سے اتنا پیار ہے کہ پوری کتاب جھوٹے افسانوں اور کذب بیانی پر مبنی ہے علم تفسیر و حدیث اور فقہ سے مکمل طور پر ناآشنا ہے اس ڈھٹائی سے نہ صرف جھوٹی روایات بیان کرتا ہے بلکہ اِن اکاذیب کو بزرگوں کے نام بھی آسانی سے کر دیتا ہے جیسا کہ اس نے یہاں "قال آلوسی" کہہ کر کیا ہے یہی طرزِ کذاب اور اندازِ مسخ اپنا کر تمام دنیا اور خصوصاً نوجوانوں اور ناپختہ اور ناواقفوں کو وہ اپنی گمراہی کے اندھیروں میں دھکیلنے کو کوشش کر رہا ہے۔ گمراہ فرقے ہمیشہ سے اپنی گمراہی پھیلانے کا یہی طریق اپنائے ہوئے ہیں۔ اللہ ان سے سب کو بچائے۔ آمین۔

قارئینِ ملحوظِ خاطر رکھیں کہ امام آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی کوئی بات نہیں کی ہے جیسی اِس دجال مصنف نے ان کے سر تھونپی ہے بلکہ امام صاحب نے اسی دجال یاسین جیسے ایک شیعہ دجال کا قول پہلے نقل کیا اور پھر اسے مدلل انداز میں جھٹلایا۔ اس کذاب مصنف نے اپنے پرانے ساتھی دجال کا قول امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام کر دیا تاکہ سب کی آنکھوں میں دھول جھونک سکے۔ لعنة الله على الكذابين الماكرين ابداً الى الآباد۔

322 عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الْحِسَابِ لِلْعِبَادِ يَأْمُرُ الْمَلَكَيْنِ فَيَقِفَانِ عَلَى الصِّرَاطِ فَلَا يَجُوْزُ الصِّرَاطَ أَحَدٌ إِلَّا بِبَرَاءَةٍ فِيْ وِلَايَةِ عَلِيٍّ فَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهُ أَكَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهِ فِي النَّارِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (قیامت کے دن) جب اللہ تعالیٰ بندوں کے حساب سے فارغ ہو جائیگا تو وہ دو فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ پُل صراط پر کھڑے ہو جائیں (تصدیق کرتے جائیں) پُل صراط سے صرف وہی شخص گزر سکے جس کے پاس ولایتِ علی علیہ السلام کی سند ہو گی پس جس کے پاس یہ سند (پروانہ) نہ ہو گی اللہ اُس کو مُنہ کے بَل جہنم میں گرادے گا۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودۃ، جلد ۲ ص ۷۵،۷۶)

323 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِذْكَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَقَامَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ جِبْرَائِيْلَ وَمُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلَى الصِّرَاطِ فَلَا يَجُوْزُهُ أَحَدٌ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ بَرَاءَةٌ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دِن ہو گا تو اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام اور محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پُل صراط پر کھڑا کر دیں گے۔ پس پُل صراط سے وہی شخص گزرے گا جس کے پاس علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کا اجازت نامہ ہو گا۔

(امام موفق بن احمد مکی حنفی، مناقبِ خوارزمی: صفحہ ۳۲۱)

324 عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَنَصَبَ الصِّرَاطَ عَلَى جِسْرِ جَهَنَّمَ مَا زَاهَا أَحَدٌ حَتّٰى كَانَتْ مَعَهُ بَرَاءَةٌ . بِوَلَايَةِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام روایت کرتے ہیں آپؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ اولین اور آخرین کو قیامت کے دن جمع کرے گا اور جہنم کے اُوپر پل صراط

صفحہ نمبر: ۱۷۴
حدیث نمبر: ۳۲۲
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۳۲۳
صحتِ حدیث: بلاشبہ باطل موضوع

حدیث نمبر: ۳۲۴
صحتِ حدیث: باطل موضوع

نصب کرے گا تو اُس کو کوئی (شخص) پار نہ کر سکے گا جب تک اُسکے پاس علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کی سند نہ ہو گی۔

(امام محب طبری، الریاض النضرۃ، جلد ۲: ص ۱۳۰)

آیت نمبر 41

❖ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ

ہم نے ہر چیز گن رکھی ہے ایک بتانے والی (روشن) کتاب میں۔

(سورۃ یٰسین: آیت ۱۲)

325 اس آیتِ کریمہ کے ذیل میں امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپؑ نے فرمایا صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امامِ مبین سے مراد، قرآن ہے یا، تورات وانجیل؟ آپؐ نے مولا علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

❖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هُوَ هٰذَا الْاِمَامِ الَّذِیْ أَحْصِیَ اللّٰهِ فِیْهِ عِلْمِ كُلَّ شَیْءٍ۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ امامِ مبین ہے جس میں اللہ جل جلالہ نے گن رکھا ہے ہر چیز کا علم۔

(امام شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودۃ جلد ۱ صفحہ ۶۷،۶۸)

326 ایک اور روایت میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر پر مولا علی علیہ السلام کے ساتھ تھا راستے میں بے شمار چیونٹیاں نظر آئیں۔ میں نے مولا علی علیہ السلام سے پوچھا دُنیا میں کوئی ایسا شخص ہو گا جو ان چیونٹیوں کی تعداد بتا سکے۔ مولا علی علیہ السلام نے فرمایا ہاں ایک بندہ ہے جو یہ بھی بتا سکتا ہے ان کی تعداد کتنی ہے اور ان میں نر اور مادہ کتنی ہیں حضرت عمار بن یاسرؓ کہتے ہیں میں نے پوچھا وہ کون ہیں؟

صفحہ نمبر: ۱۷۵
حدیث نمبر: ۳۲۶،۳۲۵
صحتِ حدیث: موضوع

❖ مِنْ ذٰلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ عَلِيُّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام يَا عَمَّارُ مَا قَرَأْتُ فِيْ سُوْرَةِ يٰسٓ ﴿وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ﴾ فَقُلْتُ: بَلٰى يَا مَوْلَايَ فَقَالَ أَنَا ذٰلِكَ الْإِمَامُ الْمُبِيْنُ۔

وہ کون شخص ہے؟ پس علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا اے عمار تم نے سورۃ یٰسین کی اس آیت کو نہیں پڑھا۔ (وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ) میں نے کہاہاں میرے مولا میں نے پڑھا ہے۔ آپؑ نے فرمایا میں وہ امام مبین ہوں۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودہ، جلد ا، صفحہ ۷۲)

ان روایات سے ثابت ہوا کہ یہ آیت مولا علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔

آیت نمبر 42

❖ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ

تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے لیئے ظاہر کی گئی ہے تم بھلائی (نیکی) کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

(سورۃ آلِ عمران: آیت ۱۱۰)

اِس آیتِ کریمہ کے تحت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اور بالخصوص مولا علی علیہ السلام کے لیئے نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ مولا علی علیہ السلام سے لے کر آپؑ کے آخری امام محمد مہدی علیہ السلام تک یہ سارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کی رہنمائی کرتے رہیں گے لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے رہیں گے اور بُرائی سے منع کرتے رہیں گے۔ اللہ کے دین کیلیے جان بھی قربان کرتے رہیں گے۔ دیکھا جائے تو ہوا بھی ایسا ہی ہے۔ مولا علی علیہ السلام سے لے کر ہر امام حق شہید ہی ہوا ہے۔ اللہ کے دین کے لیئے لوگوں کو سیدھا راستہ بتاتے رہے۔ کربلا کا معرکہ

آپ کے سامنے ہے۔ یہی خاندان اور گھرانہ ایسا ہے جنہوں نے سب کچھ قربان کر دیا اللہ کے دین پر.
قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں۔

327 وَكَانَ قُطْبُ الْإِرْشَادِ كَمَالَاتِ الْوَلَايَةِ عَلِيٌّ عليه السلام مَا بَلَغَ أَحَدٌ مِّنَ الْأُمَمِ السَّابِقَةِ دَرَجَةَ الْأَوْلِيَاءِ إِلَّا بِتَوَسُّطِ رُوحِهِ ثُمَّ كَانَ بِتِلْكَ الْمَنْصَبِ الْأَئِمَّةُ الْكِرَامُ أَبْنَاؤُهُ إِلَىٰ حَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ عليه السلام وَ مُحَمَّدٌ الْمَهْدِيُّ عليه السلام۔

حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ولایت کے کمالات کے قطب ارشاد ہیں سابقہ اُمم میں سے کوئی بھی آپؑ کی روح کے وسیلہ (واسطہ) کے بغیر درجہ (رتبہ) ولایت کو نہیں پہنچا۔ پھر اس منصب پر آپؑ کی اولاد میں سے فائز ہوئے اور بات امام حسن عسکری اور محمد مہدی عَلَيْهِمَا السَّلَامُ تک جائے گی۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیرِ مظہری، جلد ۵، ص ۷۶)

حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں۔

328 وَقَالَ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِيلَانِيُّ رضي الله عنه: وَوَقْتِيْ قَبْلَ قَلْبِيْ قَدْ صَفَائِيْ وَهُوَ عَلَىٰ ذٰلِكَ الْمَنْصَبِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ. أَفَلَتْ شُمُوْسُ الْأَوَّلِيْنَ وَ شَمْسُنَا أَبَدًا عَلَىٰ أُفُقِ الْعُلَىٰ لَا تَغْرُبُ۔ سیاق و سباق سے ہٹائی ہوئی عبارت۔

مولا علی علیہ السلام کی آل اولاد ہمیشہ اِس منصب پر فائز رہے گی اور قیامت تک رہے گی۔ پہلے تمام لوگوں کے سورج ڈوب گئے ہمارا (آلِ رسولؐ و علیؑ) سورج ہمیشہ اُفق (آسمان) پر چمکتا رہے گا اور کبھی غروب نہیں ہوگا۔ ترجمہ بالکل غلط کر دیا ہے، واہ رے مصنف تیرا مسخ حقائق!

(قاضی ثناءاللہ پانی پتی تفسیر مظہری۔ جلد ۲ صفحہ ۱۱۸، ۱۲۵)

ثابت ہوا کہ قیامت تک مولا علی علیہ السلام کی اولاد بنی نوع انسان کی رُشد و ہدایت کے لیئے محنت کرتی رہے گی لوگوں کو نیکی کا حکم دیتی رہے گی اور بُرائی سے منع کرتی رہے گی۔

لعنتی مصنف صرف بکواس کر رہا ہے اس کی کسی بات سے کوئی بات بھی ثابت نہیں ہوئی بلکہ مردود نے اپنی لعنت میں مزید اضافہ کر لیا ہے۔

صفحہ نمبر: ۱۷۷

حدیث نمبر: ۳۲۷

صحتِ حدیث: مسخ کردہ مردود

تبصرہ: جس قدر مصنف کی گری ہوئی شخصیت ہے اللہ اس سے ہر صاحب ایمان کو پناہ دے۔ عین دجالی شخصیت ہے۔ جہاں چاہتا ہے اپنی طرف سے اضافے کر کے بزرگوں کے نام تھونپ دیتا ہے لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَذَّابِينَ الْوَضَّاعِينَ الْمَرْدُودِينَ إِلَىٰ أَبَدِ الْآبَادِ۔ اندازہ کریں کہ اس عبارت کے آخر میں نشان زدہ الفاظ مشاہدہ کیجیے یعنی: ”و محمد المهدی“ یہ الفاظ قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے نہیں ہیں قاضی صاحب نے ان الفاظ کی جگہ پر ”وَ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلِيْ“[۱] لکھا ہے یاسین دجال نے وہ مقدس الفاظ حذف کر کے اپنی خبیث شیطانی ذہن کے موافق دیگر الفاظ کا اضافہ کر دیا جس سے قاضی صاحب کی رائے مکمل طور باطل ہو گئی۔ گویا علمی صوفیانہ سطح پر وہ جو خوبصورت بات اعلیٰ باطنی سمت پر کر رہے تھے یاسین دجال نے اسے یکسر بدل دیا۔ اور اس نفسانی اضافے سے ساری بات ہی ایک شیطانی ذہن کی اختراع بن گئی۔ اور امتِ مسلمہ کے خیر الامم ہونے کے استدلال کو محض بیہودہ گوئی میں بدل دیا۔ لعنة على هذا الشيطان المردود إلى أبدالآباد۔

حدیث نمبر: ۳۲۸

صحتِ حدیث: مسخ کردہ مردود

تبصرہ: نمبر ۳۲۷، ۳۲۸ کذاب مصنف کی مکذوبات ہیں کیونکہ بات جب اپنے سیاق و سباق سے ہٹا دی جائے تو وہ اس ہٹانے والے کی رائے ہوتی ہے۔ اصل بزرگ کا قول نہیں۔ ان نمبروں پر عبارت اور پھر حضور غوث الثقلین علیہ السلام کا مقدس شعر اور ایک مصرعہ اگرچہ تفسیر مظہری سے ہی لیا گیا ہے مگر دجال یاسین نے اپنی مردود ذہنیت کے مطابق ترجمہ کر کے اصل مقصد کو ہی فوت کر دیا۔ تاہم قارئین یہ ضرور یاد رکھیں کہ قاضی ثناء اللہ نے بات نہایت پتے کی اور اعلی ترین درجے پر کی ہے جو کہ بذات خود ان پر عطائے ربانی کو ظاہر کرتی ہے۔ اگر کوئی اہل ایمان اس سے لطف اندوز ہونا چاہے تو محولہ بالا آیت کے تحت تفسیر مظہری کی اصل عبارت پڑھ لے اور اس کی روانی اور باطنی و نفسیاتی نظم و ضبط پر غور کر لے۔ انشاء اللہ ضرور دل نور سے معمور ہو گا۔

---

[۱] تفسير المظهري: القاضي محمد ثناء الله المظهري، ۱۲۲/۲، تحت الآية: ۱۱۱ من آل عمران، تحقيق: أحمد عزوعناية، دار إحياء التراث العربي، بيروت. لبنان سنة ۲۰۰۴م

صفحہ نمبر: ۱۷۸

حدیث نمبر: ۳۲۹

صحتِ حدیث: موجود

آیت نمبر 43

❖ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝

کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ اور وہ شخص جس کے پاس کتاب (آسمانی) کا علم ہے گواہ کافی ہیں۔

(سورۃ الرعد: آیت ۴۳)

رسالتِ مصطفیٰ ﷺ کے گواہ علی المرتضیٰ علیہ السلام

اس آیتِ کریمہ کے تحت کچھ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ وہ اسلام لانے سے پہلے یہود کے بہت بڑے عالم تھے۔ آقاؐ کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لیئے آئے تھے مگر جب آپؐ کے مکھڑے پر نظر پڑی تو مناظرہ بھول گئے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ کچھ مفسرین نے کہا کہ یہ آیت اُن کے لیئے نازل ہوئی۔ مگر امام فخر الدین رازیؒ اور امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مدنی صحابی ہیں اور یہ آیتِ کریمہ مکی ہے اِس لیئے اِس آیت کا شانِ نزول عبداللہ بن سلامؓ نہیں ہو سکتے۔

329 وَقَوْلُهٗ "وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ" قِيْلَ نَزَلَتْ فِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَهٗ مُجَاهِدٌ هٰذَا قَوْلٌ غَرِيْبٌ لِأَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ مَكِّيَّةٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ إِنَّمَا أَسْلَمَ فِيْ أَوَّلِ مَقْدَمِ النَّبِيِّ الْمَدِيْنَةَ

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ارشاد ہے کہ وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے، کہا گیا یہ آیت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے لیئے نازل ہوئی۔ تو اس پر حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ غریب (ضیف) قول ہے کیونکہ بے شک یہ آیتِ کریمہ مکی ہے اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اُس وقت ایمان لائے جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے۔

(امام حافظ عماد الدین ابنِ کثیر تفسیر ابنِ کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۷۲، ۲۷۳)

حوالہ دادہ کتاب میں موجود ہے مگر مصنف نے اپنی تدلیسی ترجمہ سے اسے ناقابلِ اعتبار بنا دیا۔ تبصرہ ملاحظہ ہو

تبصرہ: افسوس کہ مصنف کا دامن علم حدیث سے بالکل ہی خالی ہے یہی وجہ ہے کہ "غریب" کا ترجمہ (ضعیف) کر دیا حالانکہ حدیث غریب حدیثِ ضعیف نہیں ہوتی، بلکہ کسی راوی کے تفردِ روایت کو ظاہر کرتی ہے اسی لیے حدیثِ غریب کو حدیثِ فرد بھی کہتے ہیں حدیثِ غریب کی غرابت کسی حدیث کی صحت، حسن یا ضعف پر دلالت نہیں کرتی بلکہ ایسی حدیث بالکل صحیح بھی ہوتی ہے اور حسن یا ضعیف بھی۔ مدار صرف راوی ہوتا ہے۔ لہٰذا مصنف نے اپنے پاس سے "غریب" کا ترجمہ "ضعیف" کر کے قارئین کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ تاہم مصنف نے جھوٹ باندھنے کے لیے امام سیوطی اور امام رازی کے مبارک ناموں کا ذکر تو کر دیا اگر انہیں پڑھ بھی لیتا تو اسے اسی ضمن میں صحیح روایات بھی مل جاتیں۔ اور پھر اگر ابن کثیر کے ہی پورے بیان کو پڑھ لیتا تو اسے علم ہو جاتا کہ عبد اللہ بن سلام نے بھی اسلام مکہ شریف میں ہی قبل ہجرتِ رسول قبول کیا تھا، مگر مصنف کو اس بات کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ وہ اپنی کذب بیانی سے حقائق پر پردہ ڈالنے کا مریضانہ حد تک عادی ہے۔ رہی یہ بات کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں اتری ہے تو یہ عقلی و نقلی دلائل کے اعتبار سے صاف جھوٹ ہے اس ضمن میں اگر دلچسپی ہو تو موسوعة التفسير المأثور مع حواشی اسی سورہ رعد کی آیت: ۴۳ کے تحت مطالعہ کر لیں اور اگر مزید کی ضرورت ہو تو تفسیر الثعلبی مخرج پڑھ لیں عین تسلی ہو جائے گی۔

330 وَأَخْرَجَ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ جُبَيْرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ "وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ" أَهُوَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ وَكَيْفَ وَ هٰذِهِ السُّوْرَةُ الْمَكِيَّةُ۔

نقل کی ہے سعید بن منصور اور ابنِ جریر اور ابنِ المنذر اور ابنِ ابی حاتم سے اُنہوں نے حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے، اُن سے پوچھا گیا کہ "مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ" حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے حق میں نازل ہوئی۔ تو اُنہوں نے ارشاد فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ سورۃ تو مکی ہے۔

(امام جلال الدین سیوطی تفسیر دُرّ منثور، جلد ۴ صفحہ ۶۹، ۶۸)

ایک اور روایت میں امام سیوطی ہی بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے لیئے قرآنِ مجید میں کوئی ایک آیت بھی نازل نہیں ہوئی۔

331 وَأَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا نَزَلَ فِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍؓ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْآنِ۔

ابن المنذر حضرت شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے میں قرآن میں کوئی چیز بھی (آیت) نازل نہیں ہوئی۔

(امام جلال الدین سیوطی، دُرِّ منثور، جلد ۴ صفحہ ۷۰، ۶۹)

اِن روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیتِ کریمہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل نہیں ہوئی اور نہ ہی یہ آیت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے لیئے نازل ہوئی ہے کیونکہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی مدینہ میں اسلام لائے تھے اور یہ آیت مکی ہے۔ اس کا حق دار تو وہی ہو سکتا ہے جو مکی بھی ہو اور اُس کے پاس کتاب کا علم بھی ہو یعنی وہ آپؐ کے بعد سب سے بڑا عالم بھی ہو اور وہ ہستی مولا علیؑ کی ذات ہے۔ عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیت مولا علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔

332 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ اِنَّمَا هُوَ عَلِيٌّ لَقَدْ كَانَ عَالِمًا بِالتَّفْسِيْرِ والتَّأْوِيْلِ وَالنَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ۔

صفحہ نمبر: ۱۷۹

حدیث نمبر: ۳۳۰

صحتِ حدیث: صحیح اثر

تبصرہ: یہ صحیح اثر ہے مگر یاد رہے یہ حدیث نہیں ہے۔ یہ سعید ابن جبیر کی رائے ہے جو کہ صحیح آثار کی روشنی میں غلط ہے، تاہم اگر اسی اثر پر غور کیا جائے تو معانی وہ نہیں ثابت ہوتے جو مصنف چاہتا ہے اس لیے کہ ابن جبیر نے یہ نہیں کہا کہ یہ آیت عبد اللہ بن سلام کی بابت نازل نہیں ہوئی بلکہ لفظِ کیف (کیسے) سے شک کا اظہار کیا ہے، ان کے اس شک کی وجہ اسی اثر کے آخری حصہ میں ظاہر ہوتی ہے ملاحظہ فرمائیے: *وَ كَانَ سَعِيْدٌ يَقْرَؤُهَا: ﴿وَ مِنْ عِنْدِهٖ عِلْمُ الْكِتَابِ﴾*[۱] [اور سعید اس آیت کو مَنْ کی بجائے مِنْ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے: اور اسی اللہ کے ہاں سے علمِ کتاب ہے] ثابت ہوا ہے کہ سعید بن جبیر نے عبد اللہ بن سلام کی شان میں اس آیت کے نزول کی بابت شک اس لیے کیا تھا کہ وہ اس آیت کو قراءتِ شاذہ پر پڑھتے تھے اور اس قراءت کے مطابق آیت کے اس حصے کا مصداق صرف اور صرف اللہ ہی ہو سکتا ہے کوئی دوسرا نہیں۔ دوسری بات یہ کہ یہ اثر اختلافِ قراءت کے سلسلے میں وارد ہوا ہے نہ کہ شانِ نزول کے ضمن میں۔ لہٰذا اگر مصنف کی نگاہ میں یہ اثر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی شان میں عدم نزول کو ظاہر کرتا ہے تو اسے یہ بھی علم ہونا چاہیے کہ اس اثر سے مولا علی کی شان میں اس آیت کے نزول کی کسی درجہ پر تصدیق بھی نہیں ہوتی۔ تفاسیر کو دیکھیں تو اسی مقام پر اور بھی صحیح آثار ہیں جو اس اثر کے مخالف ہیں۔ اگر مصنف ان تفاسیر کو دیکھ لیتا جن کے حوالے سے سیوطی نے یہ اثر نقل کیا ہے تو اسے بہت ساری ایسی صحیح یا حسن روایات مل جاتیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن سلام کی شان میں ہوئی تھی اور یہ کہ انھوں نے اسلام بھی قبلِ ہجرت مکہ شریف میں ہی قبول کیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی قارئین یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ صحیح اقوال کے مطابق اس آیت کے مذکورہ حصے کا مصداق یہود و نصاریٰ میں سے وہ لوگ ہیں جو اسلام قبول کر چکے تھے اور انہی میں عبداللہ بن سلام، سلمان فارسی، تمیم داری وغیرہ شامل ہیں۔ الغرض نقلی یا عقلی کسی اعتبار سے بھی پرکھیں یہ آیت حضور مولا علی علیہ السلام کی شان میں ہرگز نہیں ہوئی۔

حدیث نمبر: ۳۳۱

صحتِ حدیث: منکر موضوع

تبصرہ: مصنف حقائق کو بُری طرح سے مسخ کر کے پیش کر رہا ہے۔ اس ضمن میں اس نے جتنی روایات بیان کی ہیں ساری بیہودہ اور انتہائی غیر مستند ہیں، ان اکاذیب سے تو کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا چہ جائیکہ ایسی بات کو ثابت کیا جائے جو اپنی ابتداء سے ہی جھوٹ ہے کیونکہ یہ آیت سب کے

[۱] تفسير الطبري: الإمام أبي جعفر محمد بن جرير الطبري، تحت الآية: ٤٣ من الرعد، رقم:٢٠٥٥٧، ٨٦٤/٦، تخريج و تعليق: إسلام منصور عبد الحميد، دار الحديث، القاهرة سنة ٢٠١٠م

نزدیک مکی ہے۔ اسے مکی تسلیم کرنے پر بھی اس کا مصداق مولا علی کبھی نہیں ہو سکتے۔ مستند تفاسیر پڑھ کر دیکھیے کہ مکہ کی کیا فضاء تھی جب یہ سورت نازل ہوئی۔ کیا حضور مولا علی کے ادراکِ علم حاصل کرنے سے پہلے ہی انہیں عالم الکتاب کے خطاب سے نواز دیا گیا جب قرآن کا نزول ابھی شروع ہوا ہی تھا۔ دجال مصنف ہر بات کو اپنی دجالیت میں بری طرح سے لپیٹے جا رہا ہے اور جھوٹی جعلی روایات اور آثار بیان کیے جا رہا ہے جنہیں صرف اور صرف کوئی جاہل بے ایمان ہی تسلیم کر سکتا ہے۔

حدیث نمبر: ۳۳۲

صحتِ حدیث: موضوع

صفحہ نمبر: ۱۸۰

حدیث نمبر: ۳۳۳

صحتِ حدیث: موضوع باطل

حدیث نمبر: ۳۳۴

صحتِ حدیث: حسن

حضرت ابنِ عباس سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم ہے وہ صرف مولا علی ہیں یقیناً وہ تفسیر و تاویل اور ناسخ و منسوخ کے عالم ہیں۔

(امام شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودة، جلد ۱، ص ۱۰۱)

333 عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْمَسْجِدِ فَرَأَيْتُ ابْنَ الَّذِي (ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ) وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ قَالَ مُحَمَّدُ الْبَاقِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّمَا ذَالِكَ عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ

حضرت عبد اللہ بن عطا فرماتے ہیں کہ میں امام محمد الباقر کے ساتھ مسجد میں تھا تو وہاں عبد اللہ بن سلام کے بیٹے کو دیکھا گیا اور کہا گیا یہ اُس شخص کا بیٹا ہے جس کے لیئے یہ آیت (وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ) نازل ہوئی تو امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بے شک یہ آیت علی ابنِ ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(امام شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودة، جلد ۱، ص ۱۱۲)

اِسی روایت کو امام ثعلبی، امام ابو نعیم صاحبِ حلیۃ الاولیاء اور علامہ ابنِ مغازلی نے بھی بیان کیا ہے کہ یہ آیتِ کریمہ مولا علی کے حق میں نازل ہوئی ہے اور مولائے کائنات ہی وہ ہستی ہیں جو سب سے زیادہ علم والے بھی ہیں اور حکمت والے بھی ہیں۔

مولا علی ہی ایسی ہستی ہیں جو کہ تورات و انجیل و زبور اور قرآنِ مجید کا سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ عبد اللہ ابنِ مسعود سے روایت ہے کہ:

334 عَنْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ مَا مِنْهَا حَرْفٌ إِلَّا لَهٗ ظَهْرٌ وَّ بَطْنٌ وَّ إِنَّ عَلِيًّا عِنْدَهٗ عِلْمُ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ۔

حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود سے روایت ہے کہ بے شک قرآنِ مجید سات قرأتوں (معانی) میں نازل ہوا۔ ہر ایک قرأت (معنٰی) کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ اور بے شک مولا علی علیہ السلام کے پاس قرآن کے ہر حرف کے ظاہر و باطن کا علم ہے۔

(امام ابو نعیم حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء۔ جلد ۱ صفحہ ۶۵)

ایک اور روایت شیخ قندوزی بیان کرتے ہیں۔

181 كنز البرهان على أفضلية علي في القرآن

335 أَنَّ جَمِيْعَ أَسْرَارِ الْكُتُبِ السَّمَاوِيَّةِ فِي الْقُرْآنِ وَجَمِيْعُ مَا فِي الْقُرْآنِ فِي الْفَاتِحَةِ وَجَمِيْعُ مَا فِي الْفَاتِحَةِ فِي الْبَسْمَلَةِ وَجَمِيْعُ مَافِي الْبَسْمَلَةِ فِي بَاءِ الْبَسْمَلَةِ وَجَمِيْعُ مَافِي بَاءِ الْبَسْمَلَةِ فِي النُّقْطَةِ الَّتِيْ تَحْتَ الْبَاءِ قَالَ عَلِيُّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَا النُّقْطَةُ الَّتِيْ تَحْتَ الْبَآءِ۔

تمام آسمانی کتب کے راز واسرار (بھید) قرآنِ مجید میں ہیں اور تمام قرآن کے علوم سورۃ فاتحہ میں ہیں اور فاتحہ کے تمام علوم واسرار بسم اللہ میں ہیں۔ اور بسم اللہ کے تمام علوم بسم اللہ کی با میں ہیں۔ اور بسم اللہ کی با کے تمام علوم و اسرار بسم اللہ کے نیچے والے نقطہ میں ہیں۔ امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں وہ نقطہ ہوں جو بسم اللہ کی با کے نیچے موجود ہے۔

(امام شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودۃ، جلد ا، صفحہ ۱۵)

336 عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام سَلُوْنِي عَنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ آيَةٍ إِلاَّ وَقَدْ عَرَفْتُ بِلَيْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِنَهَارٍ فِيْ سَهْلٍ أَمْ فِيْ جَبَلٍ

حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھ سے اللہ کی کتاب (قرآنِ مجید) کے بارے میں سوال کرو (پوچھ لو) بے شک کوئی بھی آیت ایسی نہیں جس کے بارے میں (متعلق) میں نہ جانتا ہوں کہ وہ دِن کو نازل ہوئی یا رات کو وہ پہاڑ میں نازل ہوئی یا میدان میں (نازل) ہوئی۔

(امام ابنِ سعد طبقات الکبری، جلد ۲ صفحہ ۳۳۵ بیروت لبنان)،
(امام ابنِ حجر مکی صواعق المحرقہ، صفحہ ۱۹۲، ذخائر العقبیٰ صفحہ ۸۱)

337 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ يَقُوْلُ سَلُوْنِيْ إِلاَّ عَلِيًّا۔

صفحہ نمبر: ۱۸۱

حدیث نمبر: ۳۳۵

صحتِ حدیث: بے اصل

تبصرہ: یہ حدیث تو خیر ہے ہی نہیں البتہ اثر ہونا بھی انتہائی مشکوک ہے۔ مصنف چونکہ محض بے ایمان پروپیگنڈسٹ (Propagandist) اور ہر بات میں قارئین کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ اس لیے اس نے اہلِ حق کے اس تبصرہ کو حدیث بنا کر پیش کیا ہے۔ جو کہ سراسر جھوٹ اور بے بنیاد ہے۔ ۳۳۵ پر مندرج تبصرہ مختلف الفاظ میں بعض صوفی یا صوفیانہ مفسرین نے کیا ہے اور یہ اہلِ حق کا مشاہدہ ہے جس کا ثبوت بھی صرف انہیں کے پاس ہے جبکہ مصنف کی طرح کے بے آہنگ و بے ہنگم لوگ اس بات کو سمجھ تک نہیں سکتے۔ رہی بات آخری جملہ کی: "أَنَا النُّقْطَةُ الَّتِيْ تَحْتَ الْبَاءِ" سو یہ جملہ کئی بزرگوں سے صادر ہوا ہے جن میں تقریباً سارے خلفائے راشدین شامل ہیں۔ روح المعانی میں اس جملہ کی نسبت حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے کی گئی ہے جبکہ روح البیان میں اس جملے کی نسبت حضور مولا علی سے کی گئی ہے یہاں پر شیخ قندوزی کی کتاب ینابیع المودۃ سے یہ پوری عبارت نقل کی گئی ہے۔ قندوزی نے یہ عبارت شیخ کمال الدین ابن طلحہ شافعی کی کتاب الدر المنتظم سے نقل کی ہے۔ یہ عبارت اس ترتیب کے ساتھ شیخ کمال الدین کی ہے اور انھوں نے آخری جملے کی نسبت حضرت مولا علی سے کی ہے۔ تاہم نسبت کے لیے انھوں نے کوئی سند پیش نہیں کی اور نہ ہی کسی اور کتاب میں اس کی کوئی سند موجود ہے اور حقیقت یہی ہے کہ اس جملے کی نسبت متعدد بزرگوں سے کی گئی ہے۔ جہاں تک پوری عبارت کا تعلق ہے تو یہی معانی بہت سی تفاسیر میں مختلف بزرگوں کے حوالے سے بیان کیے گئے ہیں۔ اگر کوئی صاحبِ نظر غور کرے تو اسے وجودِ حق کے قطعی ثبوت کے ساتھ ساتھ جلوۂ حق کا بھی مشاہدہ ہو گا۔ تاہم یاد رہے کہ یہ کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ مشاہدۂ حق کا بیانِ لطیف ہے۔ ایک احمق و نابینا آدمی کی گمراہ نظر اس پر پڑ گئی سو اس نے اسے اپنے گھناؤنے مقصد کے لیے استعمال کر لیا۔ حالانکہ اس عبارت کا حوالہ دینے کا یہ محل ہرگز نہ تھا۔

حدیث نمبر: ۳۳۶

صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۳۳۷

صحتِ حدیث: موضوع مکذوب خود ساختہ

تبصرہ: الصواعق میں ایسی کوئی حدیث موجود نہیں ہے لگتا ہے اسے مصنف نے خود گھڑا ہے۔

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا صحابہ رضی اللہ عنھم میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جو یہ کہتا ہو کہ مجھ سے پوچھ لو سوائے علی المرتضیٰ علیہ السلام کے۔

(امام ابنِ حجر مکی صواعق المحرقہ، صفحہ ۱۹۴)

338 قَالَ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ مَا كَانَ أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ يَقُوْلُ: سَلُوْنِيْ غَيْرَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبِ علیہ السلام۔

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگوں میں سے کسی ایک نے بھی یہ نہیں کہا مجھ سے پوچھ لو (جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو) سوائے علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے۔

(امام ابنِ اثیر اُسد الغابۃ فِی معرفۃ الصحابہ، جلد ۴ صفحہ ۲۰)

ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

339 عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: وَاللّٰهِ مَا نَزَلَتْ آيَةٌ إِلاَّ وَقَدْ عَلِمْتُ فِيْمَا نَزَلَتْ وَ أَيْنَ نَزَلَتْ وَعَلَى مَنْ نَزَلَتْ إِنَّ رَبِّيْ وَهَبَ لِي قَلْبًا عَقُوْلًا وِلِسَانًا طَلْقًا۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ کی قسم کوئی آیت ایسی نازل نہیں ہوئی جس کا مجھے علم نہ ہو وہ کس کے بارے میں نازل ہوئی، اور کہاں نازل ہوئی اور کس پر نازل ہوئی۔ بے شک میرے رب نے مجھے سمجھ والا دِل (قلبِ سلیم) عقل و حکمت، اور زبانِ ناطق عطا کی ہے۔

(امام ابو نعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱ صفحہ ۶۶، ۶۷)،
(امام ابنِ سعد طبقات الکبرٰی، جلد ۲ صفحہ ۳۳۸، ۱۰۱)، (امام ابنِ عساکر دمشق الکبیر، جلد ۲ صفحہ ۱۷۶)،
(امام ہندی کنز العمال، جلد ۶ صفحہ ۳۹۵)، (امام ابنِ حجر مکی صواعق محرقہ، صفحہ ۱۲۶)

340 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِذَا بَلَغَنَا شَيْءٌ تَكَلَّمَ بِهِ عَلِيٌّ علیہ السلام مِّنْ فُتْيَا وَ قَضَاءٍ وَّثَبَتَ لَمْ تُجَاوِزْهُ مِنْ غَيْرِهِ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہمارے پاس کوئی ایسی شئے پہنچے گی جسکے بارے میں مولا علی علیہ السلام نے فتویٰ دیا ہو اور فیصلہ کیا ہو اور وہ ثابت ہو جائے (فیصلہ مولا علیؑ نے فرمایا ہے) تو ہم پھر اس مسئلہ کو کسی اور کے پاس نہیں لے جائیں گے۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ حدیث ۹۸۰۳ طبع بیروت لبنان)

صفحہ نمبر: ۱۸۲
حدیث نمبر: ۳۳۸
صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۳۳۹
صحتِ حدیث: حسن

حدیث نمبر: ۳۴۰
صحتِ حدیث: ضعیف

341 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِذَا حَدَّثَنَا ثِقَةٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام بِقِينَا لَا نَعْدُوهَا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی ثقہ (سچا) راوی (حدیث بیان کرنے والا) ہمارے سامنے علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے حدیث بیان (روایت) کرے گا تو ہم اُسی پر ٹھہر جائیں گے۔ اُسے آگے (یعنی کسی اور کے پاس) نہیں لے کر جائیں گے۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ حدیث ۹۸۰۴ طبع بیروت لبنان)

342 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ إِنَّمَا هُوَ عَلِيٌّ علیہ السلام لَقَدْ كَانَ عَالِمًا بِالتَّفْسِيرِ وَالتَّأْوِيلِ وَالنَّاسِخِ وَالْمَنْسُوخِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں آپؓ فرماتے ہیں کہ وہ (شخص) جس کے پاس کتاب (قرآن) کا علم ہے وہ صرف حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ یقیناً وہ (علیؑ) تفسیر و تاویل اور ناسخ و منسوخ کے (سب سے بڑے) عالم ہیں۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۱، ص: ۱۰۳)

343 عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا عَلِيٌّ أَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ۔

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا تمام لوگوں میں علی المرتضیٰ علیہ السلام سُنت کے سب سے بڑے (سب سے زیادہ علم رکھنے والے) عالم ہیں۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ حدیث ۹۸۰۵ طبع بیروت لبنان)

344 وَفِي رِوَايَةٍ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ: أَمَا أَنَّهُ (عَلِيٌّ) أَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ۔

ایک روایت میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا ہاں بے شک وہ (حضرت علیؑ) تمام لوگوں میں سُنت کے سب سے بڑے عالم ہیں (یعنی تمام لوگوں سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

(امام عبدالرؤف المناوی، ذخائر العقبیٰ، ص ۷۸: دار الکتب مصر)

صفحہ نمبر: ۱۸۳
حدیث نمبر: ۳۴۱
صحتِ حدیث: ضعیف

حدیث نمبر: ۳۴۲
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۳۴۳
صحتِ حدیث: حسن

حدیث نمبر: ۳۴۴
صحتِ حدیث: صحیح

345 عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِيْ سُلَيْمَانَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَكَانَ فِيْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَعْلَمُ مِنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُهُ۔

عبدالملک بن ابی سلیمان روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے بڑا عالم (یعنی زیادہ علم رکھنے والا) ہے؟ تو انہوں (عطاء) نے جواب دیا اللہ کی قسم نہیں (علیؑ سے زیادہ علم والے) کو میں نہیں جانتا (اُن سے بڑا عالم میں نے نہیں دیکھا)

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵، حدیث ۹۸۱۱ بیروت لبنان)

346 عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ مَا مِنْهَا حَرْفٌ إِلَّا لَهٗ ظَهْرٌ وَّ بَطْنٌ وَّإِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام عِنْدَهٗ عِلْمُ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ بے شک قرآن سات قراءتوں (معانی) میں نازل ہوا ہے اسکے (قرآن) ہر ایک حرف کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اور بے شک علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے پاس اسکے (قرآن کے ہر ایک حرف) ہر ظاہر اور ہر باطن کا علم ہے۔

(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱، ص ۶۵)

347 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ يَتَعَوَّذُ بِاللّٰهِ مِنْ مُعْضَلَةٍ لَيْسَ لَهَا أَبُوْ حَسَنٍ۔

حضرت سعید بن مُسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے ایسے مسئلہ میں جس میں ابو حسن علیہ السلام (مولا علیؑ کی کنیت) موجود نہ ہوتے۔

(امام احمد بن حنبل فضائل صحابہ، جلد ۲: حدیث ۱۱۰۰)، (امام ابن سعد طبقات الکبریٰ، جلد ۲: ص ۳۳۹)
(امام ہندی کنز العمال، جلد ۵: ص ۸۳۲)، (امام بیہقی شعب الایمان، جلد ۵: ص ۴۸۰)

صفحہ نمبر: ۱۸۴
حدیث نمبر: ۳۴۵
صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۳۴۷،۳۴۶
صحتِ حدیث: حسن

صفحہ نمبر: ۱۸۵

حدیث نمبر: ۳۴۸

صحتِ حدیث: بلا سند مشہور

تبصرہ: حضرت عمرؓ سے اس طرح کا قول کئی دیگر صحابہ کے بارے میں بھی موجود ہے۔ مولا علی علیہ السلام کے بارے میں اس قول کو زیادہ تر شیعہ نے اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے ہوا دی تھی ورنہ اکثر یہ قول گرامر کی کتابوں میں مذکور ہے۔ مصنف نے جو دو حوالے دیے ہیں ان میں سے صرف الاستیعاب میں یہ قول موجود ہے اور وہ بھی بلاسند۔ تاریخ دمشق میں یہ قول موجود نہیں ہے۔ پھر اہم بات یہ ہے کہ اس قول میں کوئی بھی ایسی بات نہیں ہے جو افضلیتِ علی کی دلیل بن سکے۔ گمراہ "ملاں" یاسین خوامخواہ پوری امت میں افتراق و انشقاق پیدا کرنے کے درپے ہے۔

حدیث نمبر: ۳۴۹

صحتِ حدیث: صحیح

تبصرہ: مصنف نے اس صحیح اثر کا پہلا حصہ تو quote کر دیا مگر اگلے حصہ کو حذف کر دیا یعنی: أُبَيٌّ أَقْرَؤُنَا (ابی بن کعب ہم سب میں سے بڑے قاری یعنی ماہر قراءت ہیں) اب قارئین کرام پورے قول کو پڑھ کر اندازہ لگائیں کہ حضرت عمر کیا بات کر رہے ہیں کسی افضلیت کی یا کسی تخصص (Speciality) کی۔ ہوشمند صاحبِ ایمان کے لیے یہی اشارہ کافی ہے۔

حدیث نمبر: ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲

صحتِ حدیث: صحیح

---

348 وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَ كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ: لَوْلاَ عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ۔

ایک اور روایت میں حضرت سعید بن مُسَیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اگر علی علیہ السلام (مشکلات کے حل کیلئے) نہ ہوتے تو عمر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جاتا۔

(امام ابن عبد البر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۲، ۱۱۰۳)،
(امام ابن عساکر تاریخ مدینہ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۶)

349 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَلِيٌّ علیہ السلام أَقْضَانَا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام ہمارے ہاں سب سے بڑے قاضی (سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے) ہیں۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۵: حدیث ۲۱۱۲۲)، (امام ابن أبی شیبۃ المصنف، جلد ۶: حدیث ۳۰۱۲۹)
(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۵۳۲۸)، (امام نسائی السنن الکبریٰ، جلد ۶: حدیث ۱۰۹۹۵)
(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۶۵)

350 عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَقْضٰى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ تمام اہل مدینہ (مدینہ والوں) میں سب سے بڑے فیصلہ کرنے والے (قاضی) علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

(امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۴)

351 عَنْ مُغِيْرَةَ قَالَ: لَيْسَ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَقْوٰى قَوْلًا فِي الْفَرَائِضِ مِنْ عَلِيٍّ علیہ السلام۔

حضرت مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ فرائض (میراث) کے مسائل میں حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر کسی کا (اعلیٰ و مدلل) قول (فتویٰ) نہ ہوتا تھا۔

(امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۵)

352 عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ سَلُوْنِي إِلَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت یحیٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی بھی یہ نہیں کہتا تھا سَلُوْنِي یعنی جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو مجھ سے۔

(امام احمد بن حنبل فضائل صحابہ، جلد ۲: حدیث ۱۰۹۸)، (امام ابن آبی شیبة المصنف، جلد ۵: حدیث ۲۶۴۲۰)
(امام ابن عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۳۹۹)

353 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضي الله عنه قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ يَقُوْلُ: سَلُوْنِي إِلَّا عَلِيٌّ عليه السلام۔

حضرت سعید بن مُسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ایک صحابی رضی اللہ عنہ بھی حضرت علی علیہ السلام کے سوا یہ نہیں کہتا تھا سَلُوْنِي یعنی جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو مجھ سے۔

(امام ذھبی تاریخ الاسلام، جلد ۳، ص ۶۳۸)، (امام ابن حجر مکی الصواعق المحرقة، جلد ۲: ص ۳۷۱)،
(امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء جلد ۱: ص ۱۷۱)

354 عَنْ عَبْدِاللهِ رضي الله عنه: قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَقْضٰى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے کہ تمام مدینہ کے لوگوں میں سے حضرت علی بن آبی طالب علیہ السلام سب سے بہترین فیصلہ کرنے والے (قاضی) ہیں۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۶۵۶)، (امام ابن عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۴)
(امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء جلد ۱: ص ۱۷۱)، (امام ذھبی تاریخ الاسلام، جلد ۳، ص ۶۳۸)

355 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضي الله عنه قَالَ: مَا كَانَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَقُوْلُ: سَلُوْنِي غَيْرَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت سعید بن مُسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ لوگوں میں سے کوئی ایک

صفحہ نمبر: ۱۸۶
حدیث نمبر: ۳۵۳
صحتِ حدیث: صحیح

تبصرہ: نہ جانے ایک ہی حدیث یا اَثر کو بار بار مختلف نمبر اور مختلف حوالے دے کر مصنف ثابت کیا کرنا چاہتا ہے۔ بلاشک و شبہ یہ احمقانہ طریقہ ہے پڑھنے والا ان بتکرار حوالوں اور حدیثوں سے خوش نہیں ہوتا بلکہ مصنف کی تہی ذہنی اس کے سامنے کھل کر آ جاتی ہے۔ اور پھر ایک ہی حدیث یا اَثر کو صرف نئے نمبر دے دے کر لکھتے جانا محض بد استدلالی اور دھوکہ دہی ہے۔

حدیث نمبر: ۳۵۴
صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۳۵۵
صحتِ حدیث: حسن

صفحہ نمبر: ۱۸۷

حدیث نمبر: ۳۵۶

صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: مصنف کا صحیح آثار سے پیٹ نہ بھر سکا اس لیے وضعی روایات پر آ کودا، اور پر لطف بات یہ ہے کہ سعید بن المسیب سے یہ روایت ہے ہی نہیں بلکہ دولابی نے اسے داؤد بن المسیب سے روایت کیا ہے۔ مصنف نے اپنی کذب بیانی کی دھن میں داؤد کی جگہ پر سعید رکھ دیا۔

حدیث نمبر: ۳۵۷

صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۳۵۸

صحتِ حدیث: صحیح

(شخص) بھی ایسا نہیں تھا، حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ جو یہ کہتا ہو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو مجھ سے (سَلُونی کا دعویٰ علی علیہ السلام کے سوا کوئی نہ کرتا)

(امام ابن عبدالبر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۴)، (امام یحیٰ بن معین التاریخ، جلد ۳: حدیث ۶۰۱)

356 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا كَانَ أَحَدٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

حضرت سعید بن مُسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی شخص بھی عالم (یعنی سب سے زیادہ علم والا) نہ تھا۔

(علامہ حافظ الدولابی، الکنٰی والاسماء، جلد ۲: حدیث ۱۰۹۶)

357 عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: وَاللهِ لَقَدْ أُعْطِيَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ تِسْعَةَ أَعْشَارِ الْعِلْمِ، وَأَيْمُ اللهِ لَقَدْ شَارَكَكُمْ فِي الْعُشْرِ الْعَاشِرِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! تحقیق علی بن ابی طالب علیہ السلام کو علم کے نو (۹) حصے دیئے گئے ہیں اللہ کی قسم! تحقیق تم (سب) کو (علم کے) دسویں حصے میں شریک کیا گیا ہے۔

(امام ابن عبدالبر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۴)

358 عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ هُوَ يَخْطُبُ، وَهُوَ يَقُوْلُ: سَلُوْنِي، وَاللهِ لَا تَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ يَكُوْنُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ بِهِ۔

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی علیہ السلام کے پاس (بارگاہ) حاضر ہوا۔ اور وہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور وہ یہ فرما رہے تھے کہ مجھ سے جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو اللہ کی قسم تم قیامت تک کی جس چیز کے بارے میں بھی پوچھو گے میں تو اُسکے بارے میں ضرور بتاؤں گا۔

(امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری، جلد ۸: ص ۵۹۹)، (امام ابن عبدالبر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۷)
(امام عبدالرزاق تفسیر القرآن، جلد ۳: ص ۲۴۱)

359 قَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَام وَأَشَارَ إِلَى صَدْرِهِ إِنَّ هَاهُنَا عُلُومًا جَمَّةً لَوْ وَجَدْتُ لَهَا حَمَلَةً۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: بے شک یہاں (سینہ میں) علوم کا خزانہ جمع ہے کاش اس (خزانہ) کو اُٹھانے والا کوئی پاؤں (تو یہ علم کا خزانہ اُسے عطا کروں)

(امام غزالی احیاء علوم الدین، جلد ۱: ص ۹۹)

360 عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ: لَوْ شِئْتُ لَأَوْقَرْتُ سَبْعِيْنَ بَعِيْرًا مِنْ تَفْسِيْرِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ اگر میں (علیؑ) چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر کروں اور اس سے ستر اُونٹ لاد دُوں۔

(امام جلال الدین سیوطی الاتقان فی علوم القرآن، جلد ۴: ص ۴۹۰)،
(مُلاں علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، جلد ۱: ص ۴۵۳)، (امام غزالی احیاء علوم الدین، جلد ۱: ص ۲۸۹)،
(امام ابن الحاج الفاسی، المدخل، جلد ۲: ص ۳۰۶)

361 عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ: أَلَا أَنَّ هَاهُنَا وَأَشَارَ إِلَى صَدْرِهِ لَعِلْمًا جَمًّا، لَوْ أَصَبْتُ لَهُ حَمَلَةً۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے ایک طویل روایت میں اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، بے شک یہاں (سینہ میں علوم کا خزانہ جمع ہے۔ اگر میں اس خزانے (علم) کو اُٹھانے والے کو پاؤں تو (یہ علم کا خزانہ اُسے عطا کر دُوں)

(امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۵۰: ص ۲۵۲)، (خطیب بغدادی تاریخ بغداد، جلد ۶: ص ۳۷۹)،
(علامہ یعقوبی التاریخ، جلد ۲: ص ۲۰۶)

362 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا أَتَانَا الثَّبْتُ عَنْ عَلِيٍّ لَمْ نَعْدِلْ بِهِ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم کو کسی چیز کا ثبوت حضرت علی علیہ السلام سے مل جاتا تو پھر ہم کسی سے رجوع نہیں کرتے تھے۔

(امام ابن عبد البر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۴)

صفحہ نمبر: ۱۸۸
حدیث نمبر: ۳۵۹
صحتِ حدیث: غیر صحیح

حدیث نمبر: ۳۶۰
صحتِ حدیث: بے سند مشہور

حدیث نمبر: ۳۶۱
صحتِ حدیث: ضعیف

حدیث نمبر: ۳۶۲
صحتِ حدیث: حسن

363 عَنْ قَيْسِ بْنِ السَّكَنِ رضی اللہ عنہ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ عَلَى مِنْبَرِهِ: سَلُوْنِي، فَإِنَّكُمْ لَا تَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ السَّاعَةِ وَلَا عَنْ فِئَةٍ تَهْدِي مِائَةً وَتُضِلُّ مِائَةً إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ۔

حضرت قیس بن السکن رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: مجھ سے سوال کرو تم مجھ سے اپنے اس زمانہ سے لے کر قیامت تک کی جس چیز کے بارے میں پوچھوگے میں تم کو اُسکے بارے میں آگاہ کروں گا اور اگر تم مجھ سے اُس فتنہ کے بارے میں پوچھوگے جو سینکڑوں لوگوں کو ہدایت پر لائے گا اور جو سینکڑوں لوگوں کو گمراہ کرے گا میں تم کو اُسکے بارے میں بھی بتادوں گا۔

(امام ابن آبی شیبۃ المصنف، جلد ۷: حدیث ۳۷۷۳۴)،
(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۴: ص ۱۸۶)

364 عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: لَوْ طُوِيَتْ لِي وِسَادَةٌ لَحَكَمْتُ بَيْنَ أَهْلِ التَّوْرَاةِ بِتَوْرَاتِهِمْ، وَبَيْنَ أَهْلِ الْإِنْجِيْلِ بِإِنْجِيْلِهِمْ، وَلَقُلْتُ فِي الْبَاءِ مِنْ بِسْمِ اللهِ وَقْرَ سَبْعِيْنَ جَمَلًا۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ فرماتے ہیں اگر میرے لئے مسند لگائی جائے تو میں تورات والوں (یہود) کے درمیان تورات کے مطابق فیصلہ کروں گا اور انجیل والوں (عیسائیوں) کے درمیان انجیل کے مطابق فیصلہ کروں گا اور میں بسم اللہ کی صرف "با" کی تفسیر میں وہ کچھ کہوں (لکھوں) جس سے ستر اُونٹ لادے جائیں۔

(امام زرقانی شرح الزرقانی فی المواهب الدنیة، جلد ۱: ص ۳۹)

365 عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: سَلُوْنِي عَنْ كِتَابِ اللهِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ آيَةٍ إِلَّا وَقَدْ عَرَفْتُ بِلَيْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِنَهَارٍ فِي سَهْلٍ أَمْ فِي جَبَلٍ۔

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مجھ سے اللہ کی کتاب (قرآن) کے بارے میں جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو۔ بے شک اُس میں (قرآن)

صفحہ نمبر: ۱۸۹
حدیث نمبر: ۳۶۳
صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۳۶۴
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۳۶۵
صحتِ حدیث: صحیح

کی کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں جس کا مجھے علم (معرفت) نہ ہو کہ وہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو، میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ (غار) میں۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۳۹۸)، (امام ابن سعد طبقات الکبریٰ، جلد ۲: ص ۳۳۸)
(امام ابنِ عبد البر جامع بیان العلم وفضلہ، جلد ۱: ص ۱۱۴)

366 عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: سَلُوْنِي قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُوْنِي، سَلُوْنِي عَنْ طُرُقِ السَّمَاءِ، فَإِنِّي أَعْرَفُ بِهَا مِنْ طُرُقِ الْأَرْضِ۔

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مجھ سے پوچھو (یعنی سوال کرو) اس سے پہلے کہ تم مجھ کو اپنے درمیان نہ پاؤ۔ مجھ سے آسمان کے راستوں کے بارے میں پوچھو بے شک میں اُنہیں زمین کے راستوں سے بڑھ کر جانتا ہوں۔

(امام ذھبی المنتقی من منھاج الاعتدال، جلد ۱: ص ۳۴۲)

367 عَنْ ضِرَارُ بْنُ ضَمْرَةَ الْكِنَانِيُّ رضي الله عنه فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: إِنَّ عَلِيًّا كَانَ وَاللهِ، بَعِيْدَ الْمَدٰى، شَدِيْدَ الْقُوٰى، يَقُوْلُ فَصْلًا وَيَحْكُمُ عَدْلًا، يَتَفَجَّرُ الْعِلْمُ مِنْ جَوَانِبِهٖ، وَتَنْطِقُ الْحِكْمَةُ مِنْ نَوَاحِيْهِ۔

حضرت ضرار بن ضمرہ کنانی رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم، بے شک حضرت علی علیہ السلام دُور اندیش، بہت زیادہ قوت (طاقت) والے، قولِ فیصل والے، اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے والے تھے۔ اُن کے پہلوؤں سے علم پھوٹتا تھا اور اُنکے جوانب (اطراف) سے حکمت بولتی تھی۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۵)،
(امام ابو نعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۸۴)

368 عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَكَانَ فِي أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَحَدٌ أَعْلَمَ مِنْ عَلِيٍّ عليه السلام؟ قَالَ: لَا وَاللهِ مَا أَعْلَمُهٗ۔

صفحہ نمبر: ۱۹۰
حدیث نمبر: ۳۶۶
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۳۶۷
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

حدیث نمبر: ۳۶۸
صحتِ حدیث: صحیح

صفحہ نمبر: ۱۹۱
حدیث نمبر: ۳۶۹، ۳۷۰
صحتِ حدیث: حسن

عبدالملک بن ابی سُلیمان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم میں کوئی حضرت علی علیہ السلام سے بڑھ کر بھی علم والا تھا؟ اُنہوں (عطاء) نے فرمایا نہیں اللہ کی قسم میں ایسے کسی صحابی کو نہیں جانتا (جو حضرت علیؑ سے بڑھ کر علم رکھتا ہو)۔

(امام ابن أبی شیبۃ المصنف، جلد ۶، حدیث ۳۲۱۰۹)(امام محب طبری ذخائر العقبیٰ، جلد ۱: ص ۷۸)، (امام ابن عبد البر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۴)

369 عَنْ نَصِيْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْأَحْمَسِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ: وَاللهِ مَانَزَلَتْ آيَةٌ إِلَّا وَقَدْ عَلِمْتُ فِيْمَا نَزَلَتْ وَأَيْنَ نَزَلَتْ وَعَلٰى مَنْ نَزَلَتْ، إِنَّ رَبِّي وَهَبَ لِي قَلْبًا عَقُوْلًا وَلِسَانًا طَلْقًا۔

حضرت نصیر بن سلیمان الاحمسی اپنے والد سے اور وہ مولا علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مولا علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم میں (قرآن کی) ہر آیت کا علم رکھتا ہوں کہ وہ (آیت) کسی کے بارے میں نازل ہوئی، اور کہاں نازل ہوئی، اور کس موقع پر نازل ہوئی۔ بے شک میرے ربّ نے مجھے فہم و فراست والا دل اور فصاحت و بلاغت والی زبان عطا کی ہے۔

(امام ابن سعد طبقات الکبریٰ، جلد ۲: ص ۳۳۸)، (امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۶۸)

370 عَنْ جَحْدَبِ التَّيْمِيِّ قَالَ، سَمِعْتُ عَطَاءً، قَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها عَلِيٌّ عليه السلام أَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ۔

حضرت جحذب التیمی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے سنا کہ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: علی علیہ السلام تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سنتِ (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا علم رکھنے والے ہیں۔

(امام بخاری التاریخ الکبیر، جلد ۲، حدیث ۲۳۷۷، جلد ۳: حدیث ۷۶۷)، (امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۸)

صفحہ نمبر: ۱۹۲

حدیث نمبر: ۳۷۱

صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

حدیث نمبر: ۳۷۲

صحتِ حدیث: ضعیف

حدیث نمبر: ۳۷۳

صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

371 عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام أَرْسَلَهُ إِلَى زَيْدِ بْنِ صُوحَانَ، فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي مَا عَلِمْتُكَ لَبِذَاتِ اللهِ عَلِيمٌ، وَ إِنَّ اللهَ لَفِي صَدْرِكَ عَظِيمٌ۔

حضرت شعبی، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اُنکو زید بن صوحان کی طرف روانہ کیا تو اُنہوں (عبد اللہ بن عباسؓ) نے کہا اے امیر المومنین (مولا علیؑ) بے شک میں آپؑ کو اللہ کی ذات کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا جانتا ہوں اور بے شک اللہ تعالیٰ (کی حقیقت و معرفت) آپ کے سینہ مبارک میں سب سے زیادہ ہے۔

(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۷۲)

372 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَأَقْضَى أُمَّتِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری اُمت کے سب سے بڑے قاضی (قرآن و حدیث سے فیصلہ کرنے والے) علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

(امام طبرانی المعجم الصغیر، جلد ۱: حدیث ۵۵۶)، (امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۷: ص ۱۱۲)

373 عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ رضی اللہ عنہ أَعْلَمُ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میری ساری اُمت میں میرے بعد سب سے بڑا عالم (علم والا) علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے۔

(امام دیلمی مُسند الفردوس، جلد ۱: حدیث ۱۴۹۱)، (امام ہندی کنز العمال، جلد ۱۱: حدیث ۳۲۹۷۷)

374 عَنْ هُبَيْرَةَ قَالَ: خَطَبَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ علیہ السلام فَقَالَ: لَقَدْ فَارَقَكُمْ رَجُلٌ بِالْأَمْسِ لَمْ يَسْبِقْهُ الْأَوَّلُونَ بِعِلْمٍ، وَلَا يُدْرِكُهُ الْآخِرُونَ. كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَبْعَثُهُ بِالرَّايَةِ، جِبْرِيلُ عَنْ يَمِينِهِ، وَ مِيكَائِيلُ علیہ السلام عَنْ شِمَالِهِ لَا يَنْصَرِفُ حَتَّى يُفْتَحَ لَهُ۔

حضرت هُبیره رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ امام حسن بن علی علیہ السلام نے ہم کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا! تحقیق گذشتہ کل تم سے وہ شخص (مولا علیؑ) جدا ہو گیا ہے جن سے نہ تو پہلے لوگ (علم میں سبقت حاصل کر سکے اور نہ ہی بعد میں آنے والے اُنکے علمی مقام کو پا سکیں گے (اس کا ادراک نہ کر سکیں گے) جب رسول اللہ ﷺ اُن کو اپنا جھنڈا دے کر (جنگ پر) بھیجتے تھے تو جبریل علیہ السلام اُنکی دائیں اور میکائیلؑ اُنکی بائیں طرف ہوتے تھے وہ (مولا علیؑ) فتح حاصل کرنے تک واپس نہیں پلٹتے تھے۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ا، حدیث ۱۷۱۹)، (امام طبرانی المعجم الاوسط، جلد ۲: حدیث ۲۱۵۵)

375 سُئِلَ الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ الْبَصْرِيُّ رضی اللہ عنہ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام فَقَالَ: كَانَ عَلِيٌّ وَاللهِ سَهْمًا صَائِبًا مِنْ مَرَامِي اللهِ عَلَى عَدُوِّهِ، وَرَبَّانِيُّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَذَا فَضْلِهَا وَذَا سَابِقَتِهَا، وَذَا قَرَابَتِهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ بِالنَّوْمَةِ عَنْ أَمْرِ اللهِ وَلَا بِالْمَلُومَةِ فِي دِينِ اللهِ وَلَا بِالسَّرُوقَةِ لِمَالِ اللهِ، أَعْطَى الْقُرْآنَ عَزَائِمَهُ فَفَازَ مِنْهُ بِرِيَاضٍ مُونِقَةٍ۔

حضرت حسن بن ابوالحسن البصری رضی اللہ عنہ سے حضرت علی بن ابی طالبؑ کے بارے میں سوال کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم حضرت علی علیہ السلام اللہ کے دشمنوں پر اللہ کے پھینکے ہوئے تیروں میں سے ایک (تیر) تھے اور وہ (علیؑ) اِس اُمت کے عالمِ ربانی اور صاحبِ افضلیت اور سبقت لے جانے والے، اور رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ قرابت والے، اور (علیؑ) اللہ کے امر (حکم) سے غافل نہ تھے اور نہ ہی اللہ کے دین (اسلام) میں ملامت زدوں میں سے تھے، اور نہ ہی اللہ کے مال

صفحہ نمبر: ۱۹۳
حدیث نمبر: ۳۷۴
صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۳۷۵
صحتِ حدیث: ضعیف، لكن الأثر هو الألطف

کو چُرانے والوں میں سے تھے، اُنہوں (علیؑ) نے قرآن کو اپنے عزائم (ارادے) سونپ دیئے اور اُس میں سے رونق والے باغات کے ساتھ سُر خرو (کامیاب) ہوئے۔

(امام ابن عبد البر، الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۱۰)

376 عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الطُّفَيْلِ رضي الله عنه قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام وَ هُوَ يَخْطُبُ وَ هُوَ يَقُوْلُ: سَلُوْنِي، فَوَاللهِ، لَا تَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ يَكُوْنُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلاَّ أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ، وَسَلُوْنِي عَنْ كِتَابِ اللهِ، فَوَاللهِ مَامِنْهُ آيَةٌ إِلاَّ وَأَنَا أَعْلَمُ بِلَيْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِنَهَارٍ أَمْ بِسَهْلٍ أَمْ بِجَبَلٍ. فَقَامَ ابنِ الْكَوَّاءِ، وَأَنَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ عَلِيٍّ عليه السلام وَهُوَ خَلْفِي، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ الْبَيْتَ الْمَعْمُوْرَ، مَا هُوَ؟ قَالَ: ذَاكَ الضُّرَاحُ فَوْقَ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ تَحْتَ الْعَرْشِ، يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

حضرت وهب بن عبد اللہ بن ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے دیکھا وہ فرمارہے تھے مجھ سے سوال کرو اللہ کی قسم قیامت تک جس چیز کے بارے میں تم کوئی سوال کروگے میں تم کو اُسکے بارے میں بتادوں گا۔ اور مجھ سے اللہ کی کتاب (قرآن) کے بارے میں سوال کرو اللہ کی قسم کوئی ایک آیت ایسی نہیں جس کا مجھے علم نہ ہو وہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو، میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر، ابنِ الکواء کھڑے ہوئے، راوی کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؑ اور اُنکے درمیان بیٹھا تھا اور وہ میرے پیچھے تھے، (اب الکواء نے پوچھا کیا آپؑ بیت المعمور کے بارے میں جانتے ہیں؟ مولا علی علیہ السلام نے فرمایا وہ ایک سوراخ ہے۔ جو سات آسمانوں کے اُوپر اور عرش کے نیچے ہے اُس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں مگر وہ قیامت تک دوبارہ واپس نہیں آسکیں گے۔

(امام محمد بن عبد اللہ آزرقی، اخبار مکۃ، جلد ۱: ص ۵۰)

صفحہ نمبر: ۱۹۴
حدیث نمبر: ۳۷۶
صحتِ حدیث: صحیح

377 عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ مَرْفُوعًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلِيٌّ علیہ السلام بَابُ عِلْمِي وَ مُبَيِّنٌ لِأُمَّتِي، مَا أُرْسِلْتُ بِهِ مِنْ بَعْدِي، حُبُّهُ إِيْمَانٌ وَ بُغْضُهُ نِفَاقٌ، وَالنَّظَرُ إِلَيْهِ رَأْفَةٌ، وَ مَوَدَّتُهُ عِبَادَةٌ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی علیہ السلام میرے علم کا دروازہ ہے اور جو (دین) دے کر مجھے بھیجا گیا ہے، میرے بعد میری اُمت کیلئے اُسکی (دین) وضاحت کرنے والا ہے۔ اُس (علیؑ) کی محبت ایمان ہے اور اُس (علیؑ) کا بُغض نفاق ہے اور اس (علیؑ) کی طرف دیکھنا بھی باعثِ آرام و سکون ہے اور اس (علیؑ) کی مودّت عبادت ہے۔

(امام ہندی کنزالعمال، جلد ۱۱: حدیث ۳۲۹۸۱)، (امام دیلمی مُسند الفردوس، جلد ۳: حدیث ۴۱۸۱)
(امام ابنِ حجر مکی الصواعقِ المحرقة، جلد ۲: ص ۳۵۸ بیروت، لبنان)

378 عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَا دَارُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں علم کا گھر ہوں اور علی علیہ السلام اُس کا دروازہ ہے۔

(امام محب الدین طبری، ذخائر العقبیٰ و مناقب ذوي القربیٰ، جلد ۱: ص ۷۷)

379 عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ النَّخْعِيِّ قَالَ: لَمَّا بُوْيِعَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ وَ هُوَ وَاقِفٌ بَيْنَ يَدَيِ الْمِنْبَرِ۔ إِذَا نَحْنُ بَايَعْنَا عَلِيًّا فَحَسْبُنَا، أَبُوْ حَسَنٍ مِمَّا يُخَافُ مِنَ الْفِتَنِ، وَجَدْنَاهُ أَوْلَى النَّاسِ بِالنَّاسِ أَنَّهُ، أَطَبُّ قُرَيْشٍ بِالْكِتَابِ وَبِالسُّنَنِ، وَإِنَّ قُرَيْشًا مَا تَشُقُّ غُبَارَهُ، إِذَا مَا جَرٰى يَوْمًا عَلَى الضُّمَّرِ الْبُدْنِ، وَفِيْهِ الَّذِي فِيْهِمْ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ، وَمَا فِيْهِمْ كُلُّ الَّذِي فِيْهِ مِنْ حَسَنٍ۔

حضرت ابواسحاق، حضرت اسود بن یزید النخعی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب

صفحہ نمبر: ۱۹۵

حدیث نمبر: ۳۷۷
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۳۷۸
صحتِ حدیث: حسن

حدیث نمبر: ۳۷۹
صحتِ حدیث: ضعیف

صفحہ نمبر: ۱۹۶
حدیث نمبر: ۳۸۰
صحتِ حدیث: صحیح

حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کی رسول اللہ ﷺ کے منبر پر بیعت کی گئی تو حضرت خزیمہ بن ثابت نے منبر کے سامنے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھ کر سنائے۔

جب ہم نے مولا علی علیہ السلام کی بیعت کی تو ہم نے یقین کیا کہ ابوالحسن علیہ السلام (مولا علیؑ) اُن افراد میں سے ہیں جن سے فتنے خوف کھاتے ہیں۔

ہم نے اِن کو (حضرت علیؑ) تمام لوگوں سے بڑھ کر لوگوں کے قریب پایا بے شک وہ (مولا علیؑ) قریش میں سے سب سے بڑھ کر کتاب و سنت کے عالم تھے۔

بے شک قریش اُن کی (مولا علیؑ) راہ کی دھول تک بھی نہیں پہنچ سکتے جب وہ کسی روز طاقت والے گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں، ان (مولا علیؑ) میں ہر طرح کی خیر (بھلائی) موجود ہے۔ جبکہ باقی تمام قریش میں وہ خوبیاں (صفات) نہیں پائی جاتیں جو ان (مولا علیؑ) میں پائی جاتی ہیں۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۵۹۵)

380 عَنْ بَسَّامِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الصَّيْرَفِيِّ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: رَأَيْتُ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: سَلُوْنِي قَبْلَ أَنْ لَا تَسْأَلُوْنِي، وَلَنْ تَسْأَلُوْا بَعْدِي مِثْلِي، قَالَ: فَقَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ فَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، مَا ﴿وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝﴾ قَالَ: الرِّيَاحُ، قَالَ: فَمَا ﴿فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝﴾ قَالَ: السَّحَابُ، قَالَ: فَمَا ﴿فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝﴾ قَالَ: السُّفُنُ، قَالَ: فَمَا ﴿فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝﴾ قَالَ: الْمَلَائِكَةُ، قَالَ: فَمَنْ ﴿الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝۲۸ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۭ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝۲۹﴾ قَالَ مُنَافِقُوْا قُرَيْشٍ۔

حضرت بسام بن عبد الرحمٰن الصیرفی حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں میں نے دیکھا امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام منبر پر کھڑے ارشاد فرما رہے تھے مجھ سے

صفحہ نمبر: ۱۹۷
حدیث نمبر: ۳۸۱
صحتِ حدیث: حسن

سوال کرو قبل اس کے کہ تم مجھ سے سوال نہ کر سکو اور نہ ہی میری مثل میرے بعد سوال کر سکو گے وہ (راوی) کہتے ہیں پس اس پر ابن الکواء کھڑے ہوئے اور کہا۔ اے امیر المومنین علیہ السلام:
(قسم ہے اڑا کر بکھیر نے والیوں کی سورۃ الذاریات: ۱) اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ (مولا علیؑ) نے فرمایا **"ہوائیں"** پھر پوچھا (بوجھ اُٹھانے والیاں سورۃ الذاریات: ۲)" سے کیا مراد ہے۔ فرمایا (مولا علیؑ) **"بادل"** اور پھر پوچھا "آہستہ آہستہ چلنے والیاں (سورۃ الذاریات: ۳)" سے کیا مراد ہے؟ آپ (مولا علیؑ) نے جواب دیا **"کشتیاں"** پھر پوچھا (اور کام تقسیم کرنے والے سورۃ الذاریات: ۴) سے کیا مراد ہے؟ جواب فرمایا **"فرشتے"** پھر پوچھا (وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا اور اُنہوں نے اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اُتار دیا، وہ دوزخ ہے جس میں ڈالیں جائیں گے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔ (سورۃ ابراہیم: ۲۸تا۲۹)، اس سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپؑ (مولا علیؑ) نے جواب دیا اس سے قریش کے **منافقین** مراد ہیں۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۲: حدیث ۳۷۳۶)، (امام طبری جامع البیان فی تفسیر القرآن، جلد ۱۳: ص ۲۲۱)

381 عَنْ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي بِخَطِّ يَدِهِ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ: أَوَمَا تَرْضَيْنَ أَنِّي زَوَّجْتُکِ أَقْدَمَ أُمَّتِي سِلْمًا، وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا، وَأَعْظَمَهُمْ حِلْمًا۔

حضرت ابو عبد الرحمٰن ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کی کتاب میں اُنکے ہاتھ سے لکھی ہوئی یہ حدیث پائی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ بتول زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا: کیا تم (فاطمہ سلام اللہ علیہا) اس پر راضی نہیں ہو کہ میں نے تیری شادی (نکاح) اُس شخص (مولا علیؑ) سے کی ہے جو میری ساری اُمت میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے اور اُن (اُمت) میں سب سے زیادہ **علم** والا ہے، اور اُن سب سے بڑا **حلم** (نرم مزاج) والا ہے۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۵: حدیث ۲۰۳۲۲)، (امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد ۲۰ حدیث ۵۳۸)، (امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد ۹: ص ۱۰۱)

382 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: زَوَّجْتُكِ يَا بُنَيَّةُ، أَعْظَمَهُمْ حِلْمًا، وَأَقْدَمَهُمْ سِلْمًا وَ أَكْثَرَهُمْ عِلْمًا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے میری بیٹی (فاطمہ سلام اللہ علیہا) میں نے تیری شادی اُس شخص (حضرت علیؑ) سے کی ہے جو سب سے بڑا حلم (نرم مزاج) والا ہے سب سے پہلے قبول اسلام (اعلان) کرنے والا ہے اور سب سے زیادہ اُن میں (ساری اُمت) سے علم والا ہے۔

(امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۱۳۲)

383 عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ علیہا السلام أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: زَوَّجْتُكِ أَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ، وَأَقْدَمَهُمْ سِلْمًا، وَأَفْضَلَهُمْ حِلْمًا۔

حضرت مسروق اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ مجھ سے حضرت فاطمۃ الزہراء علیہا السلام نے یہ حدیث بیان کی کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اُن (فاطمہ بتول علیہا السلام) سے ارشاد فرمایا: (اے بیٹی) میں نے تیری شادی اُس شخص (مولا علیؑ) سے کی جو تمام ایمان والوں میں سب سے زیادہ علم والا ہے۔ اور اُن میں (ایمان والوں) سے سب سے پہلے اسلام لانے (اعلانِ اسلام) والا ہے اور حلم (نرم مزاج) میں اُن (ایمان والوں) سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔

(امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۱۳۲)

384 عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِفَاطِمَةَ علیہا السلام زَوَّجْتُكِ أَقْدَمَهُمْ سِلْمًا، وَأَعْظَمَهُمْ حِلْمًا، وَ أَكْثَرَهُمْ عِلْمًا۔

حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا سے ارشاد فرمایا (اے بیٹی) میں نے تیری شادی اُس شخص (حضرت علیؑ) سے کی ہے جو میری اُمت میں سب سے پہلے قبولِ اسلام (اعلان) کرنے والا ہے اور اُن (میری اُمت) میں سب سے بڑا حلم (نرم مزاج) والا ہے اور اُن (میری اُمت) میں سب سے زیادہ علم والا ہے۔

(امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۱۳۳)

صفحہ نمبر: ۱۹۸
حدیث نمبر: ۳۸۲
صحتِ حدیث: ضعیف

حدیث نمبر: ۳۸۳، ۳۸۴
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

385 عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ لِفَاطِمَةَ علیہا السلام: أَمَا تَرْضَيْنَ أَنِّي زَوَّجْتُكِ أَقْدَمَهُمْ سِلْمًا، وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا، وَأَفْضَلَهُمْ حِلْمًا، وَاللهِ إِنَّ ابْنَيْكِ لَمِنْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد (حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا سے ارشاد فرمایا (اے بیٹی) کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میں نے تیری شادی اُس شخص (حضرت علیؑ) سے کی ہے جو (میری ساری اُمت میں) سب سے پہلے اسلام (اعلانِ اسلام) لانے والا ہے۔ اور اُن میں (ساری اُمت میں) سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اللہ کی قسم: بے شک تیرے بیٹے (حسنؑ و حسینؑ) جنت کے نوجوانوں میں سے ہیں۔

(امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۱۳۲)

386 عَنْ أَبِي صَالِحِ الْحَنَفِيِّ عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْحَسَنِ، لَقَدْ شَرِبْتَ الْعِلْمَ شُرْبًا، وَنَهِلْتَهُ نَهْلًا۔

حضرت ابو صالح حنفی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوالحسن علیہ السلام (مولا علیؑ کی کنیت) تم کو علم مبارک ہو، تحقیق تم علم سے خوب سیراب ہوئے ہو اور تم نے (چشمۂ علم) سے خوب جی بھر کر پیا ہے۔

(امام ابو نعیم حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۶۵)

387 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْمَدِينَةَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اُس کا دروازہ ہے، پس جو اس شہر میں داخل ہونا چاہتا ہے اُس کو چاہیے کہ وہ اس (مولا علیؑ) دروازے سے آئے۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۶۳۷)، (امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد ۱۱: حدیث ۱۱۰۶۱)

صفحہ نمبر: ۱۹۹

حدیث نمبر: ۳۸۵
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۳۸۶
صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

حدیث نمبر: ۳۸۷
صحتِ حدیث: حسن

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۳۷۹)، (خطیب بغدادی تاریخ بغداد، جلد ۷: ص ۱۷۲)
(امام ابنِ عدي الكامل، جلد ۵: ص ۶۷)

388 عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ: يَقُوْلُ: أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا: میں علم کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اُس کا دروازہ ہے، پس جو علم حاصل کرنا چاہتا ہے اُس کو چاہیے کہ وہ اس (مولا علیؑ) دروازے پر آئے۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۶۳۹)، (امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۳۷۹)
(خطیب بغدادی تاریخ بغداد، جلد ۴: حدیث ۲۱۸۶)، (امام ابنِ عدي الكامل، جلد ۳: ص ۴۱۲)

389 عَنِ الْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَأَنْتَ بَابُهَا يَا عَلِيُّ كَذَبَ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَدْخُلُهَا مِنْ غَيْرِ بَابِهَا۔

حضرت أصبغ بن نباتہ رضی اللہ عنہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور اے علی علیہ السلام تم اُس کا دروازہ ہو، جس نے یہ خیال کیا کہ وہ اس شہرِ علم میں دروازے (علیؑ) کے بغیر داخل ہو جائے گا تو اُس نے جھوٹ بولا، (علیؑ) کے بغیر کوئی محمد ﷺ تک نہیں پہنچ سکتا)

(امام جلال الدین سیوطی، الآلي، المصنوعة، جلد ۱: ص ۳۰۷)

اِن ساری روایات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ یہ آیتِ کریمہ مولا علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی اور علی علیہ السلام ہی وہ شخصیت میں جن کے پاس کتاب کا علم ہے۔

میں فقیر محمد یاسین قادری یہاں ایک بات کرنا بے حد ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے فرمایا کہ مجھے ملکہ بلقیس کا تخت چاہیے جس کا ذکر قرآنِ مجید کی سورۃ نمل میں موجود ہے۔

صفحہ نمبر: ۲۰۰
حدیث نمبر: ۳۸۸
صحتِ حدیث: حسن / حسن لغیرہ

حدیث نمبر: ۳۸۹
صحتِ حدیث: موضوع

❖ قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ
عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ
اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ
طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۣ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ
اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾

(سورۃ النمل، آیات ۳۸ تا ۴۰)

فرمایا (سلیمان علیہ السلام) اے دربار والو تم میں سے کون اُس (ملکہ) کا تخت میرے پاس لا سکتا ہے قبل اِس کے کہ وہ فرمانبردار ہو کر میرے پاس آجائیں۔ ایک قوی ہیکل جِنّ نے کہا میں اُسے آپ کے پاس لا سکتا ہوں قبل اس کے آپؑ اپنے مقام سے اُٹھیں، بے شک میں اس پر طاقتور اور امانت دار ہوں۔ (پھر) ایک ایسے شخص نے کہا جس کے پاس (آسمانی) کتاب کا کچھ علم تھا کہ میں اسے آپؑ کے پاس لا سکتا ہوں قبل اس کے کہ آپؑ کی نگاہ آپؑ کی طرف پلٹے۔ جب سلیمانؑ نے تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شُکر کرتا ہوں یا کفرانِ نعمت کرتا ہوں اور جو شُکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کیلئے شُکر کرتا ہے اور جو ناشُکری کرتا ہے تو میرا پروردگار بے پرواہ (اور) کرم کرنے والا ہے۔

اِن آیات مقدسہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اُس بندے کہ پاس کتاب کا تھوڑا سا علم تھا تو اُس کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ نو سو میل کی مسافت پر پڑا تخت آنکھ جھپکنے سے پہلے سلیمان علیہ السلام کے سامنے لا سکتا ہے تو میرے مولا علی علیہ السلام کی طاقت اور اختیار کا کیا عالم ہو گا آپؑ کے پاس کتاب کا تھوڑا علم نہیں تھا بلکہ سارا علم تھا۔ میں اگر یہ کہوں کہ علم مولا علی علیہ السلام کے در پر آکر خیرات مانگتا ہے۔ تو یہ غلط نہ ہو گا۔ اِسی لیئے تو میں کہتا ہوں کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد علی علیہ السلام جیسا کوئی اور نہیں۔

صفحہ نمبر: ۲۰۲
حدیث نمبر: ۳۹۰
صحتِ حدیث: صحیح

آیت نمبر 44

❖ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝

بس اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے (رسول اللہ ﷺ) کی اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ تم سے ہر قسم کے گناہ کا مَیل (رجس) دور کر دے اور تمہیں طہارت دے کر بالکل صاف کر دے۔

(سورۃ الاحزاب: آیت ۳۳)

نفاست و طہارتِ علی المرتضیٰ علیہ السلام

اِس آیتِ کریمہ کے ذیل میں ہم احادیث سے ثابت کرتے ہیں کہ یہ آیت مولا علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسن علیہ السلام، حسین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔ ہم پوری سند کے ساتھ حدیث بیان کرتے ہیں۔

390 حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَبِيبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ رض فَدَعَا فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَ حُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَ عَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَجَلَّلَهُ بِكِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ: ''اللَّهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا'' قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: وَأَنَا مَعَهُمْ يَانَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ: أَنْتِ عَلَى مَكَانِكِ وَأَنْتِ عَلَى خَيْرٍ۔

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ (پروردہ رسول اللہ ﷺ) سے روایت ہے۔

صفحہ نمبر: ۲۰۳
حدیث نمبر: ۳۹۱
صحتِ حدیث: ضعیف

جب یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی (بس اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے (رسول اللہؐ کی) اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ تم سے ہر قسم کے گناہ کا مَیل (رجس) دُور کر دے اور تمہیں طہارت دے کر بالکل پاک صاف کر دے) اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حسن اور حسین عَلَیْہِمَا السَّلَامُ کو بلایا اور اُن پر چادر پھیلا دی (ڈھانپ لیا) اور علی علیہ السلام کو اپنی پُشت مبارک کے پیچھے کھڑا کر کے اُن پر بھی چادر پھیلا دی۔ پھر فرمایا اے ہمارے اللہ یہ میری اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ ہے اِن سے ہر قسم کے گناہ کا میل (رجس) دُور کر دے اور انہیں طہارت سے نواز کر پاک صاف کر دے۔

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اے اللہ کے نبیؐ میں بھی ان کے ساتھ آ جاؤں (چادر کے نیچے) آپؐ نے فرمایا۔ تم اپنی جگہ پر رہو اور تم خیر پر ہی ہو۔

(امام ترمذی، جامع ترمذی صفحہ ۸۲۷، حدیث ۳۲۰۵، مطبوعہ دار السلام الریاض، السعودیہ)،
(امام ترمذی، جامع ترمذی صفحہ ۸۵۹ حدیث ۳۷۸۷، مطبوعہ دار السلام الریاض السعودیہ)،
(امام حاکم مستدرک، جلد ۳ حدیث ۴۷۰۵)

امام ترمذی اپنی جامع میں ایک اور روایت ان الفاظ کے ساتھ لائے ہیں ہم پوری سند کے ساتھ حدیث بیان کرتے ہیں۔

391 حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَمُرُّ بِبَابِ فَاطِمَةَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ إِذَا خَرَجَ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ يَقُولُ: الصَّلَاةَ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾

حضرت انس ابنِ مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (جب یہ آیت نازل ہوئی تو) رسول اللہ ﷺ چھ ماہ تک نمازِ فجر کے وقت حضرتِ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کے دروازے پر آ کر فرماتے نماز کا وقت ہو گیا اے اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ اور پھر یہ آیت پڑھتے (بس اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے (رسول اللہ ﷺ کی) اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ تم سے ہر قسم کے گناہ کا مَیل (رجس) دُور کر دے اور تمہیں طہارت دے کر بالکل صاف کر دے۔)

(امام ترمذی، جامع ترمذی، صفحہ ۸۲۷، حدیث ۳۲۰۶، مطبوعہ دار السلام الریاض السعودیہ)،

صفحہ نمبر: ۲۰۴
حدیث نمبر: ۳۹۲
صحتِ حدیث: صحیح

ایک اور روایت اِسی آیتِ کریمہ کے بارے میں ہم بیان کرتے ہیں جس کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ہم پُوری سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

392 حَدَّثَنَا أَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ: قَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها: خَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعَرٍ أَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قَالَ: ﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾

(سورۃ الاحزاب: آیت ۳۳)

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپؓ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت باہر تشریف لائے آپؐ نے (سیاہ رنگ کی اُون کے کجاووں سے منقش) چادر اوڑھ رکھی تھی۔ حضرت حسن بن علی علیہ السلام آئے تو آپؐ نے اُنہیں چادر میں داخل کر لیا، پھر حضرت حُسین علیہ السلام آئے تو وہ خود چادر میں داخل ہو گئے اور پھر حضرت سیدہ فاطمۃ الزھراء سلام اللہ علیہا آئیں تو آپؐ نے اُنہیں بھی چادر میں داخل کر لیا پھر حضرت علی علیہ السلام آئے تو آپؐ نے اُن کو بھی چادر میں داخل کر لیا پھر آپؐ نے یہ آیتِ مبارکہ پڑھی۔

(بس اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ تم سے ہر قسم کے گناہ کا میل (رجس) دُور کر دے اور تمہیں طہارت دے کر بالکل صاف کر دے۔)

(امام مسلم صحیح صفحہ ۱۰۶۷ حدیث ۶۲۶۱، ۲۴۲۴ مطبوعہ دارالسلام ریاض)،
(امام ابن ابی شیبۃ المصنف: جلد ۶ حدیث ۳۶۱۰۲)،
(امام ابنِ راھویہ مسند، جلد ۳ حدیث ۱۲۷۱)

صفحہ نمبر: ۲۰۵
حدیث نمبر: ۳۹۳
صحتِ حدیث: صحیح

ایک اور روایت اِس آیتِ کریمہ کے بارے میں حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اِن الفاظ میں روایت کرتی ہیں۔

393 عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي بَيْتِهَا فَأَتَتْهُ فَاطِمَةُ بِبُرْمَةٍ فِيْهَا خَزِيْرَةٌ فَدَخَلَتْ بِهَا عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا: ادْعِي زَوْجَكِ وَابْنَيْكِ قَالَتْ: فَجَاءَ عَلِيٌّ وَالْحُسَيْنُ وَالْحَسَنُ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَجَلَسُوْا يَأْكُلُوْنَ مِنْ تِلْكَ الْخَزِيْرَةِ وَهُوَ عَلٰى مَنَامَةٍ لَهُ عَلٰى دُكَّانٍ تَحْتَهُ كِسَاءٌ لَهُ خَيْبَرِيٌّ قَالَتْ: وَ أَنَا أُصَلِّي فِي الْحُجْرَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْآيَةَ ۔﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ (سورۃ الاحزاب: آیت ۳۳) قَالَتْ: فَأَخَذَ فَضْلَ الْكِسَاءِ فَغَشَّاهُمْ بِهٖ ثُمَّ أَخْرَجَ يَدَهٗ فَأَلْوٰى بِهَا إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ: أَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَ خَاصَّتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَ طَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا، أَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا، قَالَتْ: فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي الْبَيْتَ فَقُلْتُ: وَأَنَا مَعَكُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ إِنَّكِ إِلٰى خَيْرٍ، إِنَّكِ إِلٰى خَيْرٍ۔

اُم المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضور نبی اکرم ﷺ اُن کے گھر (اُمّ سلمہ علیہا السلام) تشریف فرما تھے۔ حضرت سیدہ فَاطِمَۃُ الزَّہرَاء علیہا السلام آپؐ کے پاس ہانڈی میں خزیرہ (گوشت اور روٹی سے بنا سالن) لے کر آئیں آپؐ نے اُن سے فرمایا اپنے شوہر (علیؑ) اور بیٹوں (حسن و حسین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ) کو بلاؤ پس حضرت علیؑ اور حسین اور حسن عَلَيْهِمَا السَّلَامُ آ گئے اور داخل ہو کر آپؐ کے پاس بیٹھ کر اُس خزیرہ سے کھانے لگے۔ آپؐ بالا خانہ پر اپنی خوابگاہ میں تشریف فرما تھے آپؐ کے نیچے آپؐ کی خیبری چادر تھی۔ (اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا) کہتی ہیں کہ میں حجرہ میں نماز پڑھ رہی تھی پس اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے یہ آیت نازل کی۔

(بس اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے (رسول اللہ ﷺ کی) اہلِ بیت عَلَیہِمُ السَّلَامُ تم سے ہر قسم کے گناہ کا مَیل (رجس) دُور کردے اور تمہیں طہارت دے کر بالکل صاف کردے۔)

(سورۃ الاحزاب: آیت ۳۳)

آپؐ نے چادر کا بچا ہوا حصہ لیا اور اُس سے اُنہیں ڈھانپ دیا پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ مبارک چادر سے باہر نکالا اور اُسے آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا اے اللہ یہ میری اہلِ بیت عَلَیہِمُ السَّلَامُ ہے اور میرے خاص کردہ ہیں (منتخب کردہ) پس تُو ان سے رجس کو دُور کردے اور ان کو اچھی طرح سے بالکل پاک صاف کردے۔ اے اللہ یہ میری اہلِ بیت عَلَیہِمُ السَّلَامُ ہے اور میرے منتخب کردہ ہیں پس تُو ان کو طہارت دے کر بالکل پاک صاف کردے (ہر قسم کے گناہ کا مَیل دُور کردے) حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنھا کہتی ہیں کہ میں نے حجرہ کے اندر اپنا سر داخل کیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں بھی آپؐ لوگوں کے ساتھ آجاؤں تو آپؐ نے فرمایا بے شک تُو (بھی) خیر پر ہی ہے، بے شک تو خیر پر ہی ہے۔

(امام احمد بن حنبل مسند، جلد ۶ حدیث ۲۶۵۵۱، امام احمد بن حنبل فضائلِ صحابہ جلد ۲ حدیث ۹۹۴، امام طبرانی معجم الکبیر جلد ۳ حدیث ۲۶۶۶، امام ابنِ عساکر تاریخ مدینة و دمشق جلد ۱۳، صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴)

اِس حدیث مبارک سے یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ آیت مولا علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔ اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ اِن جیسا کائنات میں کوئی اور نہیں ہو سکتا کیونکہ اُم المومنین اُمِ سلمہ رضی اللہ عنھا نے جب چادر کے نیچے آنے کی اجازت مانگی تو حضورؐ نے اجازت نہیں دی بلکہ فرمایا کہ تُو جہاں کھڑی ہے وہ بھی اچھی جگہ اور اعلیٰ مقام ہے یعنی میری زوجیت میں ہو یہ فضیلت کیا کم ہے مگر اِس چادرِ تطہیر کے نیچے نہیں آسکتی پتہ چلا جو چادر تطہیر کے نیچے آئے ہیں وہ پوری کائنات میں سب سے افضل و اعلیٰ ہستیاں ہیں۔

ایک اور روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

394 عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ مَعَهُ عَلِيٌّ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ حَسَنٌ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ حُسَیْنٌ عَلَیْهِ السَّلَامُ آخِذٌ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِیَدِهِ، حَتّٰى دَخَلَ فَأَدْنٰى عَلِیًّا وَ فَاطِمَةَ فَأَجْلَسَهُمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَ أَجْلَسَ حَسَنًا وَ حُسَیْنًا كُلَّ وَاحِدٍ

صفحہ نمبر: ۲۰۶

حدیث نمبر: ۳۹۴

صحتِ حدیث: حسن صحیح

تبصرہ: مصنف بے تکے انداز میں حوالے دیتا ہے۔ چاہیے تھا کہ سند نہیں تو متن کا تقابل تو کر لیتا مگر افسوس کہ اسے تو جنون ہے کہ تابڑ توڑ بدل بدل کے ایک ہی مضمون کی حدیثوں کے حوالے جڑ دوں۔ اب حال یہ ہے کہ اوپر والی حدیث مسند احمد میں "حسن" ہے جبکہ مستدرک میں "صحیح" ہے اس لیے میں نے صرف ان دو کے مطابق حکم لگا دیا۔

صفحہ نمبر: ۲۰۷

حدیث نمبر: ۳۹۵

صحتِ حدیث: ضعیف

مِنْهُمَا عَلٰى فَخِذِهٖ۔ ثُمَّ لَفَّ عَلَيْهِمْ ثَوْبَهٗ أَوْ قَالَ كِسَاءً ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ۔ ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ (سورۃ الاحزاب: آیت ۳۳) وَقَالَ: أَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَأَهْلُ بَيْتِي أَحَقُّ۔

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے تو آپؐ کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام اور حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام بھی ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئے یہاں تک کہ آپؐ (حجرہ میں) داخل ہوئے تو آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو نزدیک کر کے سامنے بٹھالیا اور حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام ہر ایک کو اپنی ران پر بٹھالیا پھر آپؐ نے اُنہیں اپنے کپڑے یا چادر سے ڈھانپ لیا اور پھر یہ آیت تلاوت کی (اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے (رسول اللہ کی) اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کہ تم سے دُور کر دے ہر قسم کی ناپاکی کو اور تمہیں پوری طرح سے پاک و صاف کر دے) آپؐ نے فرمایا اے اللہ یہ میری اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ہے اور میری اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ زیادہ حق دار ہے۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۴ حدیث ۱۷۰۲۹)، (امام ابنِ ابی شیبۃ المصنف، جلد ۶ حدیث ۳۲۱۰۳)، (امام طبرانی معجم الکبیر جلد ۳ حدیث ۲۶۷۰)، (امام بیہقی السنن الکبریٰ، جلد ۲ حدیث ۲۶۹۰)، (امام حاکم المستدرک جلد ۲ حدیث ۳۵۵۹)

ایک اور روایت جس کو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اِس کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔

395 عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ (سورۃ الاحزاب: آیت ۳۳) قَالَ: نَزَلَتْ فِي خَمْسَةٍ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ، وَالْحَسَنِ، وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے اس فرمان (اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے (رسول اللہؐ) کی اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ تم سے دُور کر دے ہر قسم کی ناپاکی کو اور تمہیں

تبصرہ: قارئین اس حدیث کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر اس حدیث کے معنی و مفہوم دیگر نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہیں۔ یہ حدیث اس لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے کہ اس میں لفظِ "خَمسہ" استعمال ہوا اور اس خمسہ میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل ہیں یعنی جنہیں ہم "پنجتن پاک" کہتے ہیں۔ امام طبری نے اسی آیتِ تطہیر کے تحت میں ایسی کئی احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کی ہیں اور اسی طرح سے دیگر علمائے حق خصوصًا امام طحاوی رضی اللہ عنہ نے بھی جن سے نفوسِ خمسہ میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شمول بطریقِ اول ثابت ہے۔ اور اس ضمن میں ہمارے لیے امام طحاوی رضی اللہ عنہ کی بات آخری ہے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بطریقِ اول خمسہ میں شامل ہو کر اسے ایسی وحدت بنا دیتے ہیں کہ کائنات بھر میں اللہ کے بعد صرف یہی وحدت قابلِ توجہ اور لائقِ ترکیز رہ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اہلِ حق نے، جن میں حضرت عبداللہ بن عمر اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما وغیرہ شامل ہیں، حضور مولا علی علیہ السلام سے کسی بھی دوسرے شخص کا مفاضلہ جائز یا مناسب نہ سمجھا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل وہ بھی اسی وحدت میں شامل ہیں لہٰذا اگر ایک فردِ وحدت کا مقابلہ یا مفاضلہ کسی دوسرے سے کیا جائے گا تو گویا یہ مفاضلہ پوری وحدت سے ہو گا اُس وحدت سے جس کے رکنِ رکین خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور کسی صاحبِ ایمان کی یہ جراَت نہیں ہو سکتی کہ کائنات بھر میں وہ کسی کا مقابلہ یا مفاضلہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرے۔ اس بات سے ہمارا مقصد کسی پر کسی کی افضلیت ثابت کرنا نہیں ہے اور نہ ہی ہم افضلیت کے گھٹیا چکروں میں پڑنے والے ہیں، یہ چکر وہاں ہوتا ہے جہاں کوئی نکتۂ افضلیت موجود ہو اور یہ نکتہ تب ابھرے گا جب کوئی مدِّ مقابل موجود ہو جب کوئی مدِّ مقابل ہی موجود نہ ہو تو کہاں کی افضلیت؟ کہاں کا مفاضلہ؟ کہاں کا مقابلہ؟ اور کہاں سے یہ چکر؟ ہو سکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں آئے کہ علمائے امت مفاضلہ تو کرتے آئے ہیں! تو صرف ایسے حضرات کے لیے ہماری وضاحت یہ ہے کہ علمائے حق میں سے کسی نے کبھی بھی مذکورہ بالا وحدت یا فردِ وحدت سے کسی کا مقابلہ و مفاضلہ نہیں کیا۔ جب کبھی مفاضلہ واقع ہوا ہے تو بطریقِ انفراد ہوا ہے یعنی فردِ وحدتِ ملت نہیں بلکہ فردِ ملت کے طور پر ہوا ہے۔ اس لطیف فرق کو سمجھنے کے لیے علامہ اقبال رضی اللہ عنہ کے اس مصرعہ پر ذرا غور کریں:

عبد چیزے عبدہ چیزے دگر

"عبد (بندہ) بھی ہے مگر عبدہ (اس کا بندہ) کچھ اور ہے"

اسی فرق کو حالیؔ نے ایک جگہ پر بڑے خوبصورت

انداز میں سمجھایا ہے ذرا دیکھیے:

ہم جس کو ڈھونڈتے ہیں وہ ہے بات ہی کچھ اور
عالم میں تجھ سے لاکھ سہی تو مگر کہاں

اگر کسی دوست کو اس لطیف نکتہ کی سمجھ آ گئی ہو تو امید ہے وہ افضلیت کے ان اندھیر چکروں سے باہر آ جائے گا اور نورِ ہدایت پالے گا اور اگر کسی کی ضد انہی اندھیر چکروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہنے کی ہے تو پھر ہدایت دینا اللہ و رسول ﷺ کا کام ہے ہماری صرف کوشش ہی ہو سکتی ہے۔ تاہم اتنی بات ضرور کہہ دیتا ہوں کہ گزشتہ پندرہ سو سال سے علماء نے امت کو انہی اندھیر چکروں میں ڈالا ہوا ہے اور ابھی تک روشنی کی ایک کرن بھی نہیں لا سکے بلکہ پوری امت انہی اندھیر چکروں میں ایسی چکرائی کہ اسے اپنی شدھ بدھ نہ رہی اور بکھر کر پارہ پارہ ہو گئی، صرف وہی خوش نصیب باریاب ہوئے جنہوں نے وحدتِ عظمٰی کی انتہائی لطافتوں اور نزاکتوں کا ادراک کرتے ہوئے افضلیت کے ان اندھیر چکروں میں پڑنے کی بجائے سب کے لیے ملّی پیار محبت کو عام کیا، اپنی ذات کو پہچانا اور اس پہچان نے انہیں معرفتِ الٰہیہ کے بلند ترین مقام پر پہنچا دیا اور اسی طرح سے وہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ عَرَفَ رَبَّهُ (جس نے خود کو پہچان لیا اس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا) کے انوارات و تجلیاتِ الٰہیہ کی ناقابلِ پیمائش پہنائیوں میں گم ہو کر آفاقِ عالمین پر آفتابِ درخشاں بن کر چمکے۔ قارئین کرام! ہماری کسی سے نہ کوئی بحث نہ کوئی تکرار! صرف عرض ہے کہ ہماری ان گزارشات پر غور ضرور کر لیں اور امید ہے کہ اگر سنجیدگی سے غور کیا گیا تو اللہ و رسول ﷺ ضرور راہِ ہدایت کی سبیل پیدا فرما دے گا۔ اللہ سب کو ہدایت عطا فرما دے، آمین ثم آمین!

کنز البرھان علی افضلیۃ علی فی القرآن — 208

پوری طرح سے پاک وصاف کر دے) کے بارے فرماتے ہیں کہ یہ پانچ ذواتِ مقدسہ کے بارے میں نازل ہوئی: رسول اللہ ﷺ حضرت علی علیہ السلام، حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا، اور حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام۔

(امام طبرانی معجم الاوسط جلد ۳ حدیث ۳۴۵۶)، (امام طبرانی معجم الصغیر، جلد ۱ حدیث ۳۷۵)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی اِس روایت کے مطابق یہ آیتِ کریمہ پنجتن پاک کے لئے اللہ رب العزت نے نازل کی ہے اور پنجتن پاک میں مولا علی علیہ السلام کا دوسرا نمبر ہے۔ اِسی لیئے رسول اللہ ﷺ نے اِن چار نفوسِ قدسیہ کو فرمایا تھا کہ تم لوگ جب بھی چاہو جس حالت میں بھی ہو اللہ کے گھر یعنی مسجد نبوی میں آ سکتے ہو اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ نے اِن کو ایسا پاک وصاف کیا ہے کہ یہ کبھی ناپاک ہوتے ہی نہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ حدیث ارشاد فرما کر مولائے کائنات علی علیہ السلام کی نفاست و طہارت پر مہر ثبت کر دی۔

396 حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ: يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يُجْنَبُ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَ غَيْرُكَ۔

(پوری سند کے ساتھ حدیث ہم نے روایت کر دی)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مولا علی علیہ السلام سے فرمایا اے علی علیہ السلام کسی شخص کیلئے حلال نہیں تیرے اور میرے سوا کہ وہ حالتِ جنابت (ظاہراً) میں اِس مسجد (نبوی) میں رہے۔

(امام ترمذی جامع، صفحہ ۸۴۸، حدیث ۳۷۲۷ مطبوعہ دار السلام ریاض)، (امام بزار مُسند جلد ۴، حدیث ۱۱۹۷، امام ابویعلی مسند، جلد ۲، حدیث ۱۰۴۲)، (امام بیہقی السنن الکبریٰ، جلد ۷، حدیث ۱۳۱۸۱)

ایک اور روایت ہے جس میں پنجتن پاک کا ذکر ہے۔

صفحہ نمبر: ۲۰۸
حدیث نمبر: ۳۹۶
صحتِ حدیث: ضعیف

397 عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلَا لَا يَحِلُّ هٰذَا الْمَسْجِدُ لِجُنُبٍ وَلَا لِحَائِضٍ إِلَّا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ أَلَا قَدْ بَيَّنْتُ لَكُمُ الْأَسْمَاءَ أَنْ لَا تَضِلُّوْا۔

اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبر دار (آگاہ ہو جاؤ) کسی جنبی اور حائضہ کے لیئے یہ مسجد حلال نہیں سوائے (مگر) رسول اللہ ﷺ علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کے۔ آگاہ ہو جاؤ (جان لو) تحقیق میں نے نام تم کو بتا دیئے ہیں تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔

(امام بیہقی السنن الکبریٰ جلد ۷ حدیث ۱۳۱۷۸، ۱۳۱۷۹)

ایک اور روایت جس کو بھی اُم المومنین اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں اُس کے الفاظ یہ ہیں۔

398 عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ أَنْ يُّجْنِبَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ إِلَّا أَنَا وَعَلِيٌّ علیہ السلام۔

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی ایک کے لیئے بھی جائز نہیں کہ وہ اس مسجد میں جنابت کی حالت میں داخل ہو۔ سوائے میرے اور علی علیہ السلام کے (یعنی میں اور علیؑ کسی بھی حالت میں مسجد میں آ سکتے ہیں)

(امام طبرانی معجم الکبیر جلد ۲ صفحہ ۳۵۰، ۳۵۱)

ایک اور روایت ہے اُس کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔

399 عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلَا إِنَّ مَسْجِدِيْ هٰذَا حَرَامٌ عَلٰى كُلِّ حَائِضٍ مِنَ النِّسَاءِ وَكُلِّ جُنُبٍ مِنَ الرِّجَالِ إِلَّا عَلٰى أَهْلِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ عَلِيٍّ وَّ فَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔

صفحہ نمبر: ۲۰۹
حدیث نمبر: ۳۹۷
صحتِ حدیث: ضعیف

حدیث نمبر: ۳۹۸، ۳۹۹
صحتِ حدیث: موضوع

اُم المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے آپؐ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبر دار (آگاہ ہو جاؤ) بے شک میری یہ مسجد (نبوی) حرام ہے عورتوں پر جو حیض والی ہیں اور مردوں پر جو جنبی ہیں سوائے اھلِ محمدؐ اور آلِ محمد عَلَیْہِمُ السَّلَامُ اور اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ محمد ﷺ علی علیہ السلام اور فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کے۔

(امام جلال الدین سیوطی مسند فاطمة الزھراء صفحہ ۱۲۳، ۱۲۴)، (امام ہندی کنز العمال جلد ۱۲، صفحہ ۴۵)

پنجتن پاک کا گھرانہ ہی ایسا ہے کہ نجس اِن سے دُور کر دیا گیا ہے یہ کسی بھی حالت میں ناپاک نہیں ہوتے۔

اِسی لیئے تاجدارِ کائنات کا فرمان ہے۔

400 قَالَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ إِنَّ إِبْنَتِيْ فَاطِمَةٌ حُوْرَاءِ آدَمِيَّةَ لَمْ تَحِضْ وَلَمْ تَطْمُثْ۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا انسانی حُور ہے اور حیض و نفاس سے پاک ہے۔

(امام یوسف بن اسماعیل نبہانی الشرف المو بد لآل محمد صفحہ ۱۷)

اِسی طرح ایک اور روایت جس کو امام جلال الدین سیوطیؒ نے بھی خصائص الکبریٰ میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ کی بیٹی سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا پاک ہیں۔

401 إِبْنَتُهُ فَاطِمَةٌ أَنَّهَا كَانَتْ لَا تَحِيْضُ وَكَانَتْ إِذَا وَلَدَتْ طَهَرَتْ مِّنْ نِفَاسِهَا بَعْدَ سَاعَةٍ حَتَّى لَا تَفُوْتُهَا صَلَاةٌ وَكَذٰلِكَ سُمِيَّتِ الزَّهْرَاءَ سَلَامُ اللهِ عَلَيْهَا۔

اُن کی (رسول اللہ ﷺ) بیٹی فاطمة الزھراء سلام اللہ علیہا حیض سے پاک تھیں اور بچے کی ولادت سے ایک ساعت بعد نفاس سے پاک ہو جاتیں یہاں تک کہ آپؑ کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی اِسی لیئے آپؑ کا نام زہراء سلام اللہ علیہا ہے۔

(امام یوسف بن اسماعیل نبہانی الشرف المو بد لآلِ محمد۔ صفحہ ۷۳، ۷۴)

پتہ چلا یہ گھرانہ ایسا ہے اِس گھر کا ہر ایک فرد پاک ہے صاف ہے طاہر و مطاہر ہے۔ علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر سے اللہ نے نجس و رجس کو دُور کر دیا ہے اور اِن کو ایسا پاک کر دیا ہے جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔ یہاں ایک اور نقطہ ہم بیان کرنا چاہتے ہیں۔

صفحہ نمبر: ۲۱۰

حدیث نمبر: ۴۰۰

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۴۰۱

تبصرہ: نبہانی نے سیوطی کی خصائص سے یہ عبارت نقل کی ہے امام سیوطی نے کس حدیث کی بناء پر یہ بات کہی ہے بسیار کوشش کے باوجود پتہ نہ چل سکا، اس باب میں یقیناً کوئی صحیح یا حسن حدیث نہیں ہے لیکن افسوس کہ کوئی ضعیف حدیث بھی نہ مل سکی جو سیوطی کے اس بیان کو قابلِ قبول بنا دیتا بلکہ جتنی بھی احادیث اس باب میں وارد ہیں اللآلی میں سیوطی نے انہیں خود موضوع قرار دیا۔

برسبیلِ تذکرہ اس آیت کی روشنی میں جس آیت کا ذکر چل رہا ہے۔
اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید میں مشرک کی پہچان ایسے بیان کی فرمایا:

❖ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ

"اے ایمان والو! بے شک مشرکین سراپا نجاست ہیں"۔ (سورۃ توبہ: آیت ۲۸)

اِس آیتِ کریمہ میں اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ مشرک کی پہچان یہ ہے کہ وہ نجس ہوتا ہے یعنی پلید، ناپاک، ہوتا ہے اِس کا مطلب جس کے نجس قریب آ جائے وہ مشرک ہوتا ہے۔ اب حضور نبی اکرم ﷺ کی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کے بارے میں ارشاد ہوا۔

❖ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا

(سورۃ الاحزاب: آیت ۳۳)

"بس اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے (رسول اللہ ﷺ کی) اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ تم سے ہر قسم کے گناہ کا مَیل (رجس) دُور کر دے اور تمہیں طہارت دے کر بالکل صاف کر دے"۔

پتہ چلا نجس ناپاکی جس کے قریب ہو وہ مشرک جس سے دُور ہو وہ حضور ﷺ کی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ ہے تو اِس کا مطلب یہ ہوا کہ نجس اور رجس وہ ہے جو آقا کی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ سے دُور ہو جائے بے شک وہ مفتی ہو علامہ ہو، حاجی ہو، زاہد، عابد، متقی، پرہیز گار ہو مگر جو حضور نبی اکرم ﷺ کی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ سے دُور ہو جائے اللہ اور قرآن کی نظر میں وہی نجس اور رجس ہے۔ وہی پلید اور ناپاک ہے یا جس کو خود اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ دُور کر دیں وہی پلید اور نجس ہیں۔ اِسی لیئے ہم آج تک کہتے ہیں یزید پلید یزید پلید اِسی لیئے ہوا اُس نے خود کو آقا کی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ سے جو دُور کر لیا۔ اب ہم کو سوچنا ہو گا کہ ہم کہاں کھڑے ہیں ہمارے دِلوں میں آپ کی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کی محبت ہے یا بغض ہے۔

اِسی آیتِ کریمہ کے ذیل میں حضرت حکیم بن سعد رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں۔

صفحہ نمبر: ۲۱۱

تبصرہ: احمق مصنف کے اس تبصرے سے ثابت ہوا کہ مصنف اور اس کے تمام دجال ساتھی مشرک و نجس ہیں کیونکہ ان کے اپنے قول کے مطابق نجس یا رجس سے پاک صرف اہل بیت اطہار ہیں باقی سب آلودہ ہیں اب کوئی اور تو مشرک و نجس ہو یا نہ ہو لیکن دجال مصنف اور اس کے ساتھی ضرور مشرک و نجس ہونگے ذرا مزید آگے دیکھیں یہ خود اپنے بقول یہی کچھ ثابت ہیں۔

402 عَنْ حَكِيمِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: ذَكَرْنَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: فِيهِ نَزَلَتْ ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (سورۃ الاحزاب: آیت ۳۳)

حضرت حکیم بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کا ذکر اُم المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے سامنے (پاس) کیا تو اُنہوں (اُمِّ سلمہؓ) نے فرمایا: اُن کے بارے میں (علیؑ) یہ آیت نازل ہوئی۔ (بس اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے (رسول اللہؐ کی) اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ تم سے ہر قسم کے گناہ کا مَیل (رجس) دُور کردے اور تمہیں طہارت دے کر بالکل صاف کردے۔)

(امام ابنِ جریر طبری جامع البیان فی تفسیر القرآن جلد ۸ صفحہ ۱۸۱)

ایک اور روایت بیان کرتے ہیں۔

403 عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: إِنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي بَيْتِي ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (سورۃ الاحزاب: آیت ۳۳) قَالَتْ: وَأَنَا جَالِسَةٌ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم، أَلَسْتُ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ؟ فَقَالَ إِنَّكِ عَلٰى خَيْرٍ، أَنْتِ مِنْ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَتْ: وَفِي الْبَيْتِ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَعَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ، وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَقَالَ: اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا۔

اُم المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا بے شک یہ آیتِ کریمہ میرے گھر میں نازل ہوئی تھی (اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے (رسول اللہؐ کی) اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ تم سے دُور کردے ہر قسم کی ناپاکی کو اور تمہیں پوری طرح سے پاک و صاف کردے) اُنہوں نے کہا میں دروازے کے پاس بیٹھی تھی میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں اہلِ بیتؑ میں سے

صفحہ نمبر: ۲۱۲

حدیث نمبر: ۴۰۲

صحتِ حدیث: ضعیف

تبصرہ: یہ حدیث کافی لمبی ہے جس میں صرف علی علیہ السلام ہی نہیں بلکہ سیدہ فاطمہ، حسن، حسین علیہم السلام سب شامل ہیں۔ نہ جانے اس دجال مصنف کو کیا مسئلہ ہے کہ اس نے بقیہ اہل بیت کے نام چھپانے کے لیے حدیث پوری بیان ہی نہ کی۔ شاید یہ دجال کوئی نفسیاتی مریض ہے۔

حدیث نمبر: ۴۰۳

صحتِ حدیث: حسن

نہیں۔؟ آپؑ نے فرمایا بے شک تو خیر پر ہے تم رسول اللہؐ کی ازواج میں سے ہو آپؐ فرماتی ہیں۔ اُس وقت گھر میں رسول اللہ ﷺ علی علیہ السلام فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسن و حسین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ تھے۔ پس آپؐ نے انہیں چادر میں ڈھانپ لیا اور فرمایا اے اللہ یہ میری اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ہیں پس تُو ان سے ہر قسم کی ناپاکی کو دُور کر دے اور انہیں بالکل پاک وصاف کر دے۔

(امام ابن اثیر، جامع الاصول، جلد ۹ حدیث ۶۷۰۲)

ایک اور روایت ہے جو صحاح ستہ میں موجود ہے ہم پوری سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں جس کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

404 حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَلَّلَ عَلَى الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَلِيٍّ وَ فَاطِمَةَ كِسَاءً ثُمَّ قَالَ: "اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَ حَامَّتِي أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا" فَقَالَتْ: أُمُّ سَلَمَةَ ؓ وَأَنَا مَعَهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ إِنَّكِ عَلَى خَيْرٍ۔

حضرت اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام اور مولا علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اپنی چادر سے ڈھانپ لیا پھر فرمایا اے اللہ یہ میری اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ہے اور میرے حامی ہیں تُو ان سے ہر قسم کی ناپاکی کو دُور کر دے اور ان کو پاک وصاف کر دے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں بھی ان کے ساتھ آ جاؤں یا رسول اللہ ﷺ؟ آپؐ نے فرمایا بے شک تو (بھی) خیر پر ہے۔

(امام ترمذی جامع ترمذی صفحہ ۸۷۴ حدیث ۳۸۷۱، مطبوعہ دار السلام، الریاض)

ایک اور روایت اِسی آیتِ کریمہ کے بارے میں ہے جس کو ابو جمیلہ نے روایت کیا ہے۔ ہم اُسے بیان کرتے ہیں تاکہ مزید ہماری بات کو تقویت مل جائے۔

405 عَنْ أَبِي جَمِيْلَةَ، أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ علیہ السلام حِيْنَ قُتِلَ عَلِيٌّ اسْتُخْلِفَ فَبَيْنَمَا هُوَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ إِذْ وَثَبَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَطَعَنَهُ بِخِنْجَرٍ فِي وَرِكِهِ،

صفحہ نمبر: ۲۱۳
حدیث نمبر: ۴۰۴
صحتِ حدیث: حسن صحیح

حدیث نمبر: ۴۰۵
صحتِ حدیث: صحیح

فَتَمَرَّضَ مِنْهَا أَشْهُرًا ثُمَّ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ، فَقَالَ: يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ، اتَّقُوا اللّٰهَ فِينَا فَإِنَّا أُمَرَاؤُكُمْ وَضِيفَانُكُمْ وَنَحْنُ أَهْلُ الْبَيْتِ الَّذِي قَالَ اللّٰهُ (إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا) (سورۃ الاحزاب: آیت ۳۳) فَمَا زَالَ يَوْمَئِذٍ يَتَكَلَّمُ حَتَّى مَا يُرَى فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا بَاكِيًا۔

حضرت ابو جمیلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب حضرت علی علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو حضرت حسن بن علی علیہ السلام کو خلیفہ چُنا گیا وہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے ایک آدمی نے چھلانگ لگائی آپؑ پر اور خنجر سے اُن کے کولہے (پیٹھ) پر ضرب لگائی (وار کیا) اِسی مرض کی وجہ سے وہ کئی ماہ بستر پر رہے۔ پھر (ایک دِن صحت یاب ہونے کے بعد) وہ منبر پر کھڑے ہوئے لوگوں سے خطاب کیا پس فرمایا اے عراق والو: تم ہمارے معاملے میں اللہ سے ڈرو بے شک ہم تمہارے امیر ہیں اور تمہارے مہمان ہیں اور ہم ہی وہ اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ہیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے (اللہ تو یہی چاہتا ہے اے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ تم سے دور کر دے ہر قسم کی ناپاکی کو اور تمہیں پوری طرح سے پاک و صاف کر دے) اُس دِن وہ مسلسل گفتگو فرماتے رہے حتیٰ کہ سوائے رونے والوں کے مسجد میں کوئی نظر نہ آیا۔

(امام طبرانی معجم الکبیر، جلد ۳ حدیث ۲۷۶۱)، امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد جلد ۹ صفحہ ۱۸۰، ۱۸۱)، (امام ذہبی سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحہ ۲۶۸)، (امام ابن کثیر تفسیر القرآن العظیم جلد ۳ صفحہ ۴۸۵)، (امام حلبی سیرۃ الحلبیۃ، جلد ۳ صفحہ ۳۵۵)، امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۱۳ صفحہ ۲۶۵)

ایک اور روایت ہے جس کو علامہ شوکانیؒ نے روایت کیا ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں۔

406 عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم فِي بَيْتِهَا عَلَى مَنَامَةٍ لَهُ عَلَيْهِ كِسَاءٌ خَيْبَرِيٌّ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ بِبُرْمَةٍ فِيهَا خَزِيرَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم: أُدْعِي زَوْجَكِ وَابْنَيْكِ حَسَنًا وَ حُسَيْنًا، فَدَعَتْهُمْ فَبَيْنَمَا هُمْ يَأْكُلُونَ إِذْ

صفحہ نمبر: ۲۱۴

حدیث نمبر: ۴۰۶

صحتِ حدیث: صحیح

تبصرہ: ایک ہی مفہوم یا ایک ہی حدیث کو نمبر اور کتاب کا نام بدل بدل کر دیے جانا نہ کسی علمیت کو ظاہر کرتا اور نہ قوتِ استدلال کو، اب نہ جانے مصنف کا اس بیہودہ کھیل سے مقصد کیا ہے؟ اور ویسے بھی شوکانی کا یہاں حوالہ ہی بھی بے تکا ہے، کیونکہ شوکانی نے اپنی بحث میں ایک صحیح حدیث کو بطور استدلال پیش کیا ہے جبکہ انھوں نے اس کی کوئی سند بیان نہیں کی۔ اور حوالہ ہمیشہ کسی مسند کتابِ حدیث کا ہوتا ہے۔

نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ۔ ﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ (سورۃ الاحزاب: آیت ۳۳) فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ بِفَضْلَةِ كِسَائِهِ فَغَشَّاهُمْ إِيَّاهَا، ثُمَّ أَخْرَجَ يَدَهُ مِنَ الْكِسَاءِ وَأَلْوَى بِهَا إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا، قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي فِي السِّتْرِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ أَنَا مَعَكُمْ؟ فَقَالَ إِنَّكِ إِلَى خَيْرٍ، مَرَّتَيْنِ۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں اپنی خواب گاہ میں تشریف فرماتے آپ پر خیبری چادر تھی۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا ہانڈی میں خزیرہ (روٹی اور گوشت کا بنا سالن) لے کر حاضر ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم (فاطمہ سلام اللہ علیہا) اپنے شوہر (علیؑ) اور دونوں بیٹوں حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کو بُلا لاؤ۔ پس اُنہوں نے اُن (سب) کو بُلا لیا تو اُن کے کھانا تناول کرنے کے دوران رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے (رسول اللہ ﷺ کی) اہلِ بیت عَلَیہِمُ السَّلَامُ تم سے دور کر دے ہر قسم کی ناپاکی کو اور تمہیں پوری طرح سے پاک وصاف کر دے)

پس نبی پاکؐ نے اپنی چادر کا بچا ہوا حصہ پکڑا اور اُس سے اُن (سب) کو ڈھانپ لیا۔ پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ مبارک چادر سے باہر نکالا اور اُسے آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا۔ اے اللہ یہ میری اہلِ بیت عَلَیہِمُ السَّلَامُ ہیں اور میرے خاص ہیں پس تُو ان سے ہر قسم کی ناپاکی دُور کر دے اور انہیں بالکل پاک وصاف کر دے آپؐ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے پردے سے اپنا سر باہر نکال کر عرض کی۔ کیا میں بھی آپؐ کے ساتھ آجاؤں؟ آپؐ نے فرمایا بے شک تم خیر پر ہی ہو دو مرتبہ فرمایا۔

(علامہ شوکانی فتح القدیر، جلد ۴ صفحہ ۲۷۹، ۲۸۰)

ایک اور روایت اِسی آیتِ کریمہ کے ذیل میں ہم بیان کرتے ہیں جس کو ابنِ جریر اور ابنِ کثیر نے روایت کیا ہے۔

407 عَنْ أَبِي الدَّيْلَمِ، قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ (زَيْنَ الْعَابِدِيْنَ) لِرَجُلٍ مِنَ الشَّامِ: أَمَا قَرَأْتَ فِي الْأَحْزَابِ: ﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾(سورۃ الاحزاب: آیت ۳۳) فَقَالَ: نَعَمْ وَلَأَنْتُمْ هُمْ؟ قَالَ: نَعَمْ۔

حضرت ابی الدیلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن حسین علیہ السلام (زین العابدین علیہ السلام) نے ایک شام (ملک) کے شخص سے فرمایا۔ کیا تُو نے سورۃ الاحزاب میں یہ آیت پڑھی ہے۔ (اللہ تو یہی چاہتا ہے اے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ تم سے دُور کر دے ہر قسم کی ناپاکی کو اور تمہیں پوری طرح سے پاک وصاف کر دے)۔

پس اُس نے کہا ہاں کیا آپؑ ہی وہ (اہلِ بیتِ رسولؐ) ہیں؟ اُنہوں نے فرمایا ہاں (ہم ہی رسولؐ کی وہ اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ہیں۔)

(امام ابنِ جریر طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، جلد ۲۰ صفحہ ۱۶،۱۵)،
(امام ابنِ کثیر تفسیر القرآن العظیم، جلد ۳ صفحہ ۴۷۰،۴۷۱)

اِن تمام احادیث سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ یہ آیتِ کریمہ اِن چار نفوسِ قدسیہ کی شان میں نازل ہوئی مولا علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا اور مولا حسن و حسین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اور یہ بھی واضح ہو گیا اِن سے ہر قسم کا گناہ ہو، یا نجس ہو دُور ہے اور اتنا دُور ہے کہ اِن کے قریب آ نہیں سکتا اور یہ پاک لوگ پاک ہی دُنیا میں آئے اور پاک ہی دُنیا میں رہے اور پاک ہی دُنیا سے ظاہرًا تشریف لے کر گئے۔ تو اِن جیسا کائنات میں کون ہو سکتا ہے جو اِن کی برابری کا سوچے ان کے برابر بھی کوئی نہیں ہو سکتا اِن سے افضل ہونا تو ناممکن بات ہے۔ اِسی لیئے میں فقیر محمد یاسین قادری یہ کہتا ہوں کہ حضور نبی اکرمؐ کے بعد جو افضل و اعلیٰ ذات ہے وہ مولا علی علیہ السلام کی ذات ہے۔

صفحہ نمبر: ۲۱۶
حدیث نمبر: ۴۰۷
صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

صفحہ نمبر: ۲۱۷

تبصرہ: اہل بیت میں مولا علی سر فہرست نہیں ہیں بلکہ بذاتِ خود سید کائنات ﷺ ہیں اور آپ کے بعد آپ ﷺ کی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء ہیں اور پھر ان مقدس ترین ہستیوں کے بعد ہے جسے کوئی رکھنا چاہے رکھ لے۔ دجال مصنف اپنے جنون میں گم گشتہ حفظِ مراتب کیے بغیر بیہودہ گوئی کرتا جا رہا ہے۔ اس شیطان کی توجہ تو علمائے حق کے اس اجماع کی طرف بھی نہ گئی جس کے مطابق سیدہ فاطمہ زہراء اور آپ کے بھائی اِبراہیم بالاتفاق تمام خلفائے راشدین سے افضل ہیں، لعنتی! کچھ تو اللہ ورسول ﷺ کا خیال کرلے۔

حدیث نمبر: ۴۰۸، ۴۰۹

صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

---

217 — كَنْزُ الْبُرْهَانِ عَلٰى أَفْضَلِيَّةِ عَلِيٍّ فِي الْقُرْآنِ

آیت نمبر 45

❖ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَه' فِيْهَا حُسْنًا ؕ

''اور جو شخص نیکی کمائے گا ہم اُس کیلئے اُس میں اُخروی ثواب اور بڑھا دیں گے''۔

(سورۃ الشوریٰ: آیت ۲۳)

ذاتِ علی علیہ السلام منبعِ حسنات ہے

اِس آیتِ کریمہ کے بارے میں بے شمار روایات موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیت اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کے لئے نازل ہوئی اور اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ میں مولائے کائنات علی علیہ السلام سرِ فہرست ہیں۔

408 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فِي قَوْلِهٖ: ﴿وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَه' فِيْهَا حُسْنًا﴾ (سورۃ الشوریٰ: آیت ۲۳) قَالَ: اَلْمَوَدَّةُ لِآلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ جل جلالہ کے اس فرمان کے بارے میں (اور جو شخص نیکی کمائے گا ہم اُس کے لئے اُس میں اُخروی ثواب اور بڑھا دیں گے) اُنہوں نے فرمایا: اس سے مراد آلِ محمد عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کی مودت (محبت) ہے۔

(امام ثعلبی الکشف والبیان، جلد ۸ صفحہ ۳۱۲، ۳۱۳)

امام قرطبیؒ نے بھی اِس روایت کو اِن الفاظ میں بیان کیا ہے۔

409 قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ﴿وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً﴾ (سورۃ الشوریٰ: آیت ۲۳) قَالَ: اَلْمَوَدَّةُ لِآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ (نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا) أَيْ نُضَاعِفُ لَهُ الْحَسَنَةَ بِعَشْرٍ فَصَاعِدًا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ﴾ قَالَ قَتَادَةُ: غَفُوْرٌ لِلذُّنُوْبِ شَكُوْرٌ لِلْحَسَنَاتِ۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے (اور جو شخص نیکی کمائے گا) اس کے بارے میں فرمایا اس سے مراد آلِ محمدؑ کی محبت ہے (ہم اُس کے لیئے اُس میں اُخروی ثواب اور بڑھا دیں گے) یعنی ہم اُس شخص کو دس گناہ بلکہ اس سے زیادہ نیکیاں دیں گے (بے شک اللہ غفور اور شکور ہے) قتادہ نے کہا ہے: وہ گناہ بخشنے والا اور نیکیوں پر مہربانی فرمانے والا ہے۔

(امام قرطبی الجامع لأحکام القرآن جلد ۱۶ صفحہ ۲۳، ۲۴)

امام جلال الدین سیوطیؒ بھی اپنی تفسیر میں اِس آیتِ کریمہ کے بارے میں یہ روایت لے کر آئے ہیں۔

410 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ (وَ مَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً) قَالَ: اَلْمَوَدَّةُ لآلِ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ عنہ اس آیت (اور جو شخص نیکی کمائے گا) کے بارے میں فرماتے ہیں۔

اس سے مراد آلِ محمد عَلَیْهِمُ السَّلَامُ کی محبت ہے۔

(امام جلال الدین سیوطی الدر منثور جلد ۷ صفحہ ۳۴۷، ۳۴۸)

اِسی آیتِ کریمہ کے بارے میں ایک اور روایت اِن الفاظ کے ساتھ ہے۔ جس کو امام حسکانی نے روایت کیا ہے۔

411 عَنِ السُّدِّيِّ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰی: (وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً) قَالَ: اَلْمَوَدَّةُ لِآلِ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ۔

حضرت السدیؒ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے اِس فرمان (اور جو شخص نیکی کمائے گا) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ آلِ محمد عَلَیْهِمُ السَّلَامُ کی محبت ہے۔

(امام حافظ حاکم حسکانی شواہد التنزیل، جلد ۲ حدیث ۸۴۵)

ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

صفحہ نمبر: ۲۱۸
حدیث نمبر: ۴۱۰، ۴۱۱
صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

412 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى: (وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً) قَالَ: الْمَوَدَّةُ لِأَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے اِس فرمان (اور جو شخص نیکی کمائے گا) کے بارے میں روایت کیا ہے اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ سے محبت ہے۔

(امام حافظ حاکم حسکانی شواہد التنزیل جلد ۲ حدیث ۸۵۵)

413 عَنِ ابْنُ غَالِبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: فِي مَحَبَّتِنَا أَهْلَ الْبَيْتِ نَزَلَتْ:

﴿وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا﴾ (سورۃ الشوریٰ: آیت ۲۳)

حضرت ابنِ غالب حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے فرمایا ہم اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ سے محبت کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (اور جو شخص نیکی کمائے گا ہم اُس کے لئے اُس میں اُخروی ثواب اور بڑھادیں گے۔)

(امام حافظ حاکم حسکانی شواہد التنزیل جلد ۲ حدیث ۸۵۴، ۸۵۵)

یہاں اِک اور بات قارئین کی نذر کرتے ہیں کہ جب ہم اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دُعا کرتے ہیں تو اکثر ہم قرآنِ مجید کی سورۃ البقرہ کی یہ آیت ۲۰۱ پڑھتے ہیں۔

❖ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

"اے ہمارے پروردگار ہم کو دُنیا میں بھلائی (حسنہ) عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی (حسنہ) سے نواز اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ"۔

(سورۃ البقرہ: آیت ۲۰۱)

گویا ہم دُنیا اور آخرت میں اللہ رب العزت سے حسنہ طلب کرتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حسنہ بڑی اہم نیکی ہے جس کو اللہ کی بارگاہ سے ہم مانگتے ہیں جس حسنہ کو ہر نمازی، حاجی، صائم، سخی، زاہد وعابد، متقی اور پرہیزگار، اللہ رب العزت سے طلب کرتا ہے وہ حسنہ مولا علی علیہ السلام اور آلِ رسولؐ کی محبت ہے۔ اگر مولا علی علیہ السلام اور آلِ رسولؐ کی محبت نہیں اگر یہ حسنہ انسان کے پاس نہیں تو پھر کوئی حسنہ بھی انسان کیلئے نفع مند نہیں، چاہے وہ نماز، روزہ، حج، زکوۃ، صدقات وخیرات، عبادات

صفحہ نمبر: ۲۱۹
حدیث نمبر: ۴۱۲
صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

حدیث نمبر: ۴۱۳
صحتِ حدیث: موضوع

اور دیگر اعمال اور حسنات ہی کیوں نہ ہوں، مولا علی علیہ السلام سے محبت و مودّت اور تعظیم و توقیر والا رشتہ نہیں تو دنیا میں بھی ہلاکت ہے اور آخرت میں بھی ہلاکت ہے۔

یہاں فقیر اپنی اِسی بات کو ثابت کرنے کیلئے حدیثِ رسولؐ بیان کرتا ہے تاکہ ہماری بات کو دلائل و براہین سے تقویت مل جائے۔

414 عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حُبُّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام حَسَنَةٌ لَا يَضُرُّ مَعَهَا سَيِّئَةٌ وَبُغْضُهُ سَيِّئَةٌ لَا تَنْفَعُ مَعَهَا حَسَنَةٌ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کی محبت وہ نیکی (حسنہ) ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی بُرائی نقصان نہیں پہنچا سکتی اور اُس کا (علیؑ) بُغض وہ بُرائی ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی (حسنہ) نفع نہیں پہنچا سکتی۔

امام موفق بن احمد مکی حنفی خوارزمی مناقبِ خوارزمی، صفحہ ۷۶)،
(امام دیلمیؒ مسند الفردوس، جلد ۲ حدیث ۲۷۲۵ بیروت، لبنان)

اس حدیثِ پاک سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مولا علی علیہ السلام اور آلِ رسولؐ کی محبت و مودّت اور تعظیم و توقیر ہی وہ حسنہ اور نیکی ہے جو دُنیا میں بھی کام آتی ہے اور عزت کا باعث بنتی ہے اور قیامت کے دن بھی یہی حسنہ اور نیکی کام آئے گی اور بخشش کا ذریعہ بنے گی اور مولا علی علیہ السلام اور آلِ رسولؐ کا بغض ایسا گناہ اور برائی ہے جو دُنیا میں بھی ذِلت کا باعث بنتا ہے اور قیامت کے روز بھی ہلاکت اور عذاب کا ذریعہ بن جائے گا اِس لیئے ہم کو اس دُنیا میں مولا علی علیہ السلام اور اہلِ بیتِ اطہار عَلَيْهِمُ السَّلَامُ سے محبت و مودّت کا رشتہ استوار کرنا چاہیے تاکہ ہم حشر کے روز تاجدارِ کائناتؐ کا سامنا کرتے ہوئے شرمندہ نہ ہوں۔

صفحہ نمبر: ۲۲۰
حدیث نمبر: ۴۱۴
صحتِ حدیث: کذب موضوع

صفحہ نمبر: ۲۲۱
حدیث نمبر: ۴۱۵
صحتِ حدیث: باطل موضوع

آیت نمبر 46

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۵۸

اور جب ہم نے کہااِس شہر میں داخل ہو جاؤ، اور اس میں جہاں سے چاہو جی بھر کر کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا اور یہ کہتے جانا (اے ہمارے رب) ہم گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں تو ہم بخش دیں گے تمہاری خطاؤں کو اور ہم زیادہ دیں گے نیکو کاروں کو۔

(سورۃ البقرہ: آیت ۵۸)

اِس آیتِ کریمہ میں بنی اِسرائیل کو گناہوں کی بخشش کے لیئے دروازۂ حطہ سے سجدہ کرتے ہوئے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے گزرنے کا اللہ حکم دے رہا ہے۔ جس طرح ہمارے ہاں خانہ کعبہ ہے اِسی طرح بنی اسرائیل کے لیئے دروازۂ حطہ تھا۔ کچھ منافقین نے دروازۂ حطہ سے گزرتے وقت حطه کی جگہ حِنْطَةٌ کہنا شروع کر دیا اِس کا معنیٰ گندم ہے۔ اللہ نے اُن منافقین کو طاعون کی بیماری میں مبتلا کر دیا اور دو پہر تک ۷۰ ہزار لوگ مر گئے۔ جنہوں نے دروازۂ حطه کا مذاق اُڑایا تھا۔ اِسی طرح نوح علیہ السلام کی قوم کے لیئے نجات کا راستہ نوح علیہ السلام کی کشتی تھی اور اِسی طرح اُمّت محمدؐ کے لیئے کشتی نوح اور دروازۂ حطہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اور بالخصوص مولا علی علیہ السلام ہیں۔ نوح علیہ السلام کی کشتی سے منہ موڑنے والے بھی ہلاک ہو گئے دروازۂ حطہ کا مذاق اُڑانے والے بھی ہلاک ہو گئے اِسی طرح آقا کی اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کے دشمن بھی تباہ و برباد ہی ہونگے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے۔

415 قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَأَنَّ مَثَلَ أَهْلِ بَيْتِيْ فِيْكُمْ مَثَلُ بَابِ حِطَّةٍ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ مَنْ دَخَلَهٗ غُفِرَ لَهٗ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور میری اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کی مثال تُم میں بنی اسرائیل کے دروازۂ حطہ کی ہے جو اِس میں داخل ہو گا (وہ) بخش دیا جائے گا۔

(امام ابنِ حجر مکی صواعق المحرقہ صفحہ: ۲۳۳)

اِسی طرح ایک اور حدیثِ مبارکہ ہے جس کو عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔اِس روایت میں آقا علیہ السلام نے مولا علی علیہ السلام کو دروازۂ حطہ فرمایا ہے۔

416 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلِيٌّ بَابُ حِطَّةٍ مَنْ دَخَلَ مِنْهُ كَانَ مُؤْمِنًا وَمَنْ خَرَجَ مِنْهُ كَانَ كَافِرًا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا علی علیہ السلام دروازۂ حطہ (کی طرح) ہے، جو شخص اِس میں داخل ہوا وہ مومن ہے اور جو شخص اِس سے باہر نکل گیا (یعنی اِس سے منہ موڑ لیا) وہ کافر ہے۔

(امام جلال الدین سیوطی جامع الصغیر، جلد ۲ صفحہ ۱۷۶، ۱۷۷)

اِس حدیثِ پاک سے پتہ چلا کہ جس کے دِل میں مولا علی علیہ السلام کی محبت ہے وہ مومن ہے اور جس کے دِل میں مولا علی علیہ السلام کا بغض ہے وہ منافق اور کافر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ آقا علیہ السلام نے مومن اور منافق کی پہچان ہی مولا علی علیہ السلام سے کروائی ہے۔ اِسی فارمولے اور کسوٹی پر صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم مومن اور منافق میں تمیز کیا کرتے تھے۔

جامع ترمذی میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس کو ہم پوری سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

417 حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي هَارُوْنَ الْعَبْدِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: إِنَّا كُنَّا لَنَعْرِفُ الْمُنَافِقِيْنَ نَحْنُ مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپؓ فرماتے ہیں کہ ہم انصار کی جماعت منافقین کی پہچان حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے بغض سے کرتے تھے۔

(امام ترمذی جامع، صفحہ ۸۴۶ حدیث ۳۷۱۷ مطبوعہ دار السلام ریاض)، (امام ابو نعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء جلد ۶ صفحہ ۲۹۴، ۲۹۵)

صفحہ نمبر: ۲۲۲
حدیث نمبر: ۴۱۶
صحتِ حدیث: باطل موضوع

حدیث نمبر: ۴۱۷
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

صفحہ نمبر: ۲۲۳
حدیث نمبر: ۴۱۸
صحتِ حدیث: صحیح

پتہ چلا صحابہ رضی اللہ عنہم مولا علی علیہ السلام سے محبت کرنے والے کو مومن اور اُن سے بغض رکھنے والے کو منافق سمجھتے تھے۔

اِس پر کوئی اعتراض کر سکتا ہے کہ یہ تو صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل ہے ہم نہیں مانتے تو اِس پر میں فقیر محمد یاسین قادری درِ آھلِ بیتؑ کا نوکر اور منگتا۔ یہاں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث صحاح ستہ سے بیان کرتا ہوں جن میں تاجدارِ کائنات حضرت محمدِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوٹوک فرمایا ہے کہ میرے بھائی علی علیہ السلام سے محبت کرنے والا ہی مومن ہوتا ہے اوراِس سے بغض رکھنے والا منافق ہوتا ہے۔ میں یہ احادیث پوری سند کے ساتھ بیان کرتا ہوں تاکہ کسی خارجی اور ناصبی کو شک کی گنجائش نہ رہے۔

418 حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَىٰ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زِرٍّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُ لَعَهِدَ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِلَيَّ: "أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلاَّ مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضَنِي إِلاَّ مُنَافِقٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: قسم ہے اُس کی (اللہ کی) جس نے دانے کو پھاڑا اور جاندار پیدا کیئے۔ حضور نبیٔ اُمّیؐ کا میرے ساتھ عہد (وعدہ) ہے صرف مومن ہی مجھ سے محبت کرے گا اور صرف منافق ہی مُجھ سے بُغض رکھے گا۔ (اس کو امام مُسلم نے روایت کیا ہے)

(امام مسلم صحیح، ص ۵۰ حدیث ۷۸، ۱۳۱، دار السلام الریاض)، (امام ابنِ حبان صحیح، جلد ۱۵ حدیث ۶۹۲۴)،
(امام نسائی السنن الکبرٰی، جلد ۵ حدیث ۸۱۵۳)، (امام ابنِ ابی شیبة المصنف، جلد ۶ حدیث ۳۲۰۶۴)،
(امام ابویعلٰی مسند، جلد ۱ حدیث ۲۹۱)، (امام بزار مُسند، جلد ۲ حدیث، ۵۶۰)،
(امام ابنِ ابی عاصم السنة، جلد ۲ حدیث ۱۳۲۵)

ایک اور روایت ہے جس کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں۔

صفحہ نمبر: ۲۲۴
حدیث نمبر: ۴۱۹
صحتِ حدیث: صحیح لغیرہ

419 حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبِي النَّصْرِ، عَنِ الْمُسَاوِرِ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا فَسَمِعْتُهَا تَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ ''لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلَا يُبْغِضُهُ مُؤْمِنٌ''۔

اُم المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ کوئی منافق علی علیہ السلام سے محبت نہیں کر سکتا اور کوئی مومن اُس (علیؑ) سے بُغض نہیں رکھ سکتا۔

(امام ترمذی جامع، صفحہ ۸۴۶، حدیث، ۳۷۱۷ مطبوعہ دار السلام ریاض)

(امام ابویعلیٰ مُسند، جلد ۱۲ حدیث ۶۹۳۱)، (امام طبرانی معجم الکبیر، جلد ۲۳ حدیث ۸۸۶)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِن احادیث مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ مومن صرف وہ ہے جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے اور وہ منافق ہے جو علی علیہ السلام سے بغض رکھتا ہے۔ بغض دِل کی بیماری ہے مگر چھپتی نہیں آج تک کوئی چھپا نہیں سکا چہرے سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ جس شخص کا چہرہ ذکرِ علی علیہ السلام سن کر اور علی علیہ السلام کے فضائل، مناقب، اور خصائص سن کر بارونق نہیں ہوتا اُس کے چہرے پر مسرت اور خوشی کے آثار ظاہر نہیں ہوتے تو سمجھ لو کہ وہ شخص پکا منافق ہے۔ اور اگر ذکرِ علی علیہ السلام سُن کر کسی کے چہرے پر رونق آجائے خوشی آجائے مسرت آجائے اُس کا دِل ٹھنڈا ہو جائے تو سمجھ لیں کہ وہ شخص پکا مومن ہے۔ پتہ چلا حُبِ علی علیہ السلام ایمان ہے اور بُغضِ علیؑ نفاق ہے۔ حُبِ علیؑ ایمان کی شرط ہے۔ حُب کا ایک معروف معنٰی ہے دانہ، بیج، دانہ پودے کی یا درخت کی اصل ہوتا ہے دانہ سے ہی پودا، فصل، اور درخت پروان چڑھتا ہے۔ لغت کی کوئی بھی کتاب اُٹھا لیں آپ حُب کا معنٰی آپ کو بیج اور دانہ ملے گا۔ مسلم شریف کی جو حدیث ہم نے بیان کی ہے اُس میں بھی حُب کا لفظ دانہ کے لیئے استعمال ہوا ہے۔

❖ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ ''اور قسم ہے اُس کی جس نے دانے کو چیرا (پھاڑا)''

قرآنِ مجید میں بھی حُب دانے کے معنٰی میں استعمال ہوا ہے۔ سورۃ بقرہ میں اِس طرح دانے کے معنٰی میں استعمال ہوا ہے۔

❖ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ۔

''اُن کی مثال دانے کی سی ہے جس سے سات بالیاں اُگیں''۔

(سورۃالبقرہ: آیت ۲۶۱)

یعنی قرآن و حدیث سے ثابت ہو گیا کہ حُب کا معنٰی دانہ، بیج بھی ہے اب اگر کوئی شخص صبح سے لے کر شام تک اپنے کھیت میں پانی دے، مٹی کو نم کرے زرخیز کرے کیاریاں بنائے باڑ لگوائے، کھاد ڈالے مگر اُس میں حُب یعنی دانہ، بیج نہ ڈالے تو کچھ بھی نہیں اُگے گا اِس لیئے کہ دانہ اور بیج ہی تو فصل اور پودے کی اصل اور معبداء تھا جب وہ ہی نہیں ڈالا تو کچھ بھی نہیں اُگے گا۔

یہی مثال انسان کے ایمان کے پودے کی ہے جب تک انسان اپنے مَن کی کھیتی پر علی علیہ السلام کی حُب کا دانہ اور بیج نہیں ڈالے گا بے شک اِس کھیتی کو نماز کے ذریعے نم کرے، روزہ کے ذریعے پانی دے صدقہ و خیرات کے ذریعہ سے باڑ لگوالے مگر جب تک علی علیہ السلام کی حُب کا دانہ نہیں ڈالے گا ایمان کا پودا اُگ نہیں سکتا۔ ایمان نام ہی علی علیہ السلام کی محبت کا ہے۔ اِسی لئے ہر صحابی رضی اللہ عنہ مولا علی علیہ السلام کی محبت سے ہی مومن اور منافق کی تمیز کرتا تھا آج بھی مومن اور منافق کی پہچان علی علیہ السلام کی ذات سے ہی ہو گی اگر دیکھو کہ کوئی ذکرِ علی علیہ السلام سے خوش ہو رہا ہے تو سمجھ لینا کہ وہ مومن ہے اور اگر کسی کو ذکرِ علی علیہ السلام سے جلن ہو رہی ہے تو سمجھ جانا کہ وہ پکا منافق ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم صحابہ رضی اللہ عنہم بھی علی علیہ السلام کی محبت سے ہی مومن اور منافق کی پہچان کیا کرتے تھے۔

420 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ: وَاللّٰهِ مَا كُنَّا نَعْرِفُ مُنَافِقِيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا بِبُغْضِهِمْ عَلِيًّا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ (ظاہراً زمانہ) میں اپنے اندر منافقین کو حضرت علی علیہ السلام کے بُغض کی وجہ سے پہچان لیتے تھے۔

(امام طبرانی معجم الاوسط، جلد ۴ حدیث ۴۱۵۱)، (امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد ۲ صفحہ ۲۵۰، ۲۵۱)

پتہ چلا اس آیتِ کریمہ میں جو دروازۂ حطہ میں داخلے کا حکم آیا ہے اُمتِ محمد ﷺ میں وہ دروازہ مولا علی علیہ السلام کی ذات ہے۔

صفحہ نمبر: ۲۲۵

تبصرہ: اس جاہل شخص جس کا نام یاسین ہے کو کسی سرکس میں ہونا چاہیے تھا جہاں اس کا بے تُکا ناچ دیکھ کر سب بغلیں بجاتے، اہلِ علم میں اس کا کیا کام؟ قارئین خود اوپر دی گئی دو مثالوں کو نوٹ کریں کہ ان میں بیج / دانہ کے لیے لفظ حَبّ / حَبّة استعمال ہوا ہے یا لفظِ حُبّ۔ یاد رہے کہ حُبّ کا معنی کبھی بیج نہیں ہوتا، حُبّ کا معنی بیج بنانا یہ مصنف کی لاعلمی و بیوقوفی کا نتیجہ ہے۔

ملاں یاسین کو مشورہ ہے کہ دوسروں پر طعن زنی کرنے سے پہلے اپنے نام نہاد ایمان کا جائزہ لے لے کیونکہ منافقت کی بھی کئی شکلیں ہیں اور ملاں یاسین اور اس کے ساتھیوں میں یہ شکلیں بکثرت موجود ہیں۔ قارئین کے ذہین میں رہنا چاہیے کہ مولا علی کو چاہنے والوں کے دو گروہ حدیثِ صحیح میں بیان کیے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک جنتی ہو گا اور دوسرا جہنمی۔ ملاں یاسین اور اس کے ساتھی دوسرے گروہ میں ہیں۔ یاد رہے۔

حدیث نمبر: ۴۲۰

صحتِ حدیث: ضعیف جدا

صفحہ نمبر: ۲۲۵

تبصرہ: برائے آخری پیراگراف

نعوذ باللہ لعنة اللهِ على المشوهين للحقائق كأمثال الدجال ياسين

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اپنی تفسیر میں مولا علی علیہ السلام سے روایت کردہ فرمان لے کر آئے ہیں جس کے الفاظ کچھ یُوں ہیں۔

421 قَالَ عَلِيّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام: إِنَّمَا مَثَلُنَا فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ كَسَفِيْنَةِ نُوْحٍ وَ كَبَابِ حِطَّةٍ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ۔

حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بے شک ہماری مثال اِس اُمت میں کشتیٔ نوح علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے دروازۂ حطہ کی طرح ہے۔

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی، جلد ا صفحہ ۴۶۰، ۴۶۱)

دروازۂ حطہ "اَریحا" بستی کا سات دروازوں میں سے ایک تھا جس میں سے گزرنے سے سارے گناہ معاف ہو جاتے تھے۔ قربان جاؤں مولا علی علیہ السلام کی افضلیت پر پتہ چلا جس کے دِل میں مولا علی علیہ السلام کی محبت آ جائے اُسکے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اِسی لیئے میرے آقاؐ نے فرمایا کہ علی علیہ السلام دروازۂ حطہ ہے۔

آیت نمبر 47

❖ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

اور تُم سب مل کر اللہ کی رسی کو (مضبوطی) سے تھام لو اور تفرقہ نہ ڈالو۔

(سورۃ آلِ عمران: آیت ۱۰۳)

اللہ کی رسّی علی المرتضیٰ علیہ السلام ہیں

اِس آیتِ کریمہ میں حبل اللہ یعنی اللہ کی رسی سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ ہیں اور آقاؐ کی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ میں مولا علی علیہ السلام سرِفہرست ہیں۔ امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں۔

صفحہ نمبر: ۲۲۶
حدیث نمبر: ۴۲۱
صحتِ حدیث: صحیح

صفحہ نمبر: ۲۲۷

حدیث نمبر: ۴۲۲

صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: قارئین خصوصاً نوٹ کریں کہ یہ دجال مصنف جہاں کہیں بھی اہل بیت کی بات ہو وہاں صرف مولا علی کو لے کر بیٹھ جاتا ہے اور ہمیشہ یہ کہتا ہے کہ سرِفہرست علی ہیں اب یہ دجال ہی بتائے کہ اس بات پر کونسی نص ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ اہل بیت میں سرِفہرست مولا علی ہیں۔ پھر اگر قارئین نے آخری خطبۂ رسول ﷺ پڑھا ہو تو اس خطبہ کے مشمولات کے بابت جو کچھ یہ دجال مصنف کہہ رہا ہے اسی سے اندازہ لگالیں کہ یہ کتنا بڑا کذاب اور افسانہ کار ہے۔ اور یہیں سے اس کی ساری کتاب کے بارے میں تخمینہ کرلیں۔ اور آپ اس کذابِ اکبر کو پوری کتاب میں ہر کہیں جھوٹ بکتے ہوئے ہی دیکھیں گے۔

422 عَنِ الْإِمَامِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ يَعْنِي جَعْفَرِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ: نَحْنُ حَبْلُ اللّٰهِ الَّذِي قَالَ: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾

(سورۃ آلِ عمران: آیت ۱۰۳)

حضرت امام جعفر بن محمد علیہ السلام یعنی امام جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا کہ ہم (رسول اللہ ﷺ کی اہلِ بیت علیہم السلام) اللہ کی رسی ہیں جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا (تم سب مل کر اللہ کی رسی کو تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔)

(امام ثعلبی الکشف والبیان جلد ۳ صفحہ ۱۶۱، ۱۶۲)

اِس سے ثابت ہوا کہ آخری خطبہ میں اِسی لیئے آقاؐ نے یہ فرمایا تھا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں اِن کو تھام لینا ایک قرآن اور دوسری میری اہلِ بیتؑ تو اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ میں سرِفہرست مولائے کائنات علی علیہ السلام ہیں۔

آخری خطبہ میں آقاؐ نے یہی حکم فرمایا کہ میں جس کام کے لیئے آیا تھا وہ میں نے کر دیا ہے۔ تم لوگ لات، منات، آگ، پتھروں، ستاروں کی عبادت کرنے والے تھے میں نے تم کو توحید کا تصور دیا ہے خُدا کی معرفت دی ہے۔ تم ماں کو جا کر منڈیوں میں فروخت کرنے والے تھے میں نے ماں کے قدموں تلے جنت رکھ دی ہے۔ بیٹی کو پیدا ہوتے ہی تم دفن کرنے والے تھے میں نے بیٹی کو گھر کے لئے رحمت کر دیا ہے۔ کعبہ کا برہنہ ہو کر تم طواف کرنے والے تھے کعبہ کو میں نے بتوں سے پاک کر کے تمہارے لیئے سجدہ گاہ کر دیا ہے۔ ذرہ ذرہ سی بات پر ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے والے تھے میں نے تم کو بھائی بھائی کر دیا ہے تمہارے اخلاق کو سنوارا ہے کردار کو سنوارا ہے، تمہاری گُفتار کو سنوارا ہے تم کو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کلمہ، دین دیا ہے۔ تم کو اشرف المخلوقات ہونے کا احساس دلایا ہے۔ تُم کو جہنم سے نکال کر جنت کے راستے پہ ڈال دیا ہے۔ غریب کو امیر کے ساتھ کھڑا کر دیا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

صفحہ نمبر: ٢٢٨
حدیث نمبر: ٤٢٣
صحتِ حدیث: حسن غریب

تم کو سنوارنے پر جو کچھ میرے ساتھ ہوا میرے راستے میں گڑھے کھودے گئے کانٹے بچھائے گئے۔ میرے پاؤں لہولہان ہوئے باپ دادا کا وطن چھوڑا خندقیں کھودیں، دندان وُر خسار زخمی کروائے مگر اس کے باوجود میں تم کو ایمان کی دولت سے مالا مال کر کے اب میں جا رہا ہوں۔ دو چیزیں تم کو دے کر جا رہا ہوں اگر اِن کا دامن تھام لو گے تو تم کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے ایک اللہ کی کتاب قرآن ہے اور دوسری میری اہلِ بیت عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ ہے۔ پتہ چلا آپؐ کے فرمان کے مطابق انسان کو رُشد و ہدایت اِن دو سے ملے گی اِن دونوں کا دامن تھامنے سے ہدایت کی دولت نصیب ہو گی۔ ہدایت یافتہ فقط وہ ہوئے جنہوں نے اِن دو کا دامن تھام لیا اور جنہوں نے اِن دو سے مُنہ موڑ لیا، رشتہ توڑ لیا چہرہ پھیر لیا وہ گمراہ ہو گئے۔ اگر ہم تاریخ کے اوراق میں غوطہ زنی کریں تو یہ بات بالکل اظہر من الشمس ہو جائے گی کہ وہ لوگ جو صراطِ مستقیم پر چلے وہی انعام یافتہ لوگوں کی صف میں آئے جنہوں نے اہلِ بیت عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ کا دامن تھام لیا جنہوں نے اِن سے مُنہ موڑ لیا ربط توڑ لیا وہ نماز پڑھ کر بھی حج و عمرہ کر کے بھی زکوٰۃ دے کر دین ظاہرًا اپنا کر بھی گمراہ ہی رہے۔ ہدایت اُن سے چھِن گئی۔ یہاں میں فقیر محمد یاسین قادری غلامِ درِ اہلِ بیتِ النبیؐ پوری سند کے ساتھ احادیث بیان کرتا ہوں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آقاؐ ہم کو یعنی اُمت کو اپنی اہلِ بیت عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ کا دامن تھامنے کا حکم دے کر گئے۔ تاکہ میرے مضمون پر دلائل کی مہر ثبت ہو جائے۔

423 حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوْفِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَسَنِ (هُوَ الْأَنْمَاطِيُّ) عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَام عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي حَجَّتِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ''يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي''۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا حج میں عرفہ کے روز وہ (رسول اللہؐ) اپنی اُونٹنی قصواء پر سوار ہیں خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ میں نے اُن کو یہ فرماتے ہوئے سُنا۔

صفحہ نمبر: ۲۲۹
حدیث نمبر: ۴۲۴
صحتِ حدیث: صحیح

اے لوگو بے شک میں (تحقیق) تمہارے اندر (ایسی چیزیں) چھوڑے جارہا ہوں۔ اگر تم اُن کو تھامے (پکڑے) رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ کی کتاب (قرآن) اور میری عترت میری اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ ہیں۔

(امام ترمذی جامع، صفحہ ۸۵۹ حدیث ۳۷۸۶، مطبوعہ دارالسلام الریاض)،
(امام طبرانی معجم الاوسط، جلد ۵ حدیث ۴۷۵۷)، امام طبرانی معجم الکبیر، جلد ۳ حدیث ۲۶۸۰)

اس حدیثِ پاک سے ثابت ہو گیا کہ آپؐ قرآن اور اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کو تھامنے کا حکم دے کر گئے۔ ہدایت کو ان دونوں کے ساتھ منسوب کر دیا۔ ایک اور روایت ہے۔

424 حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ والْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ''إِنِّي تَارِكٌ فِيْكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِي، أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الْآخَرِ: كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِي فِيْهِمَا''۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک میں تمہارے اندر ایسی چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں اگر تم اُن کو پکڑے (تھامے) رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اِن میں سے ایک دوسری سے بڑی (اعلیٰ) ہے۔ اللہ کی کتاب (قرآن) جو آسمان سے لے کر زمین تک لٹکی ہوئی رسی ہے۔ اور میری عترت میری اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ ہیں۔ اور یہ دونوں کبھی بھی جُدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوضِ کوثر پر آئیں گے۔ پس دیکھو کہ تم کیا ان سے میرے بعد سلوک کرتے ہو۔

(امام ترمذی جامع، صفحہ ۸۵۹، حدیث ۳۷۸۸، مطبوعہ دارالسلام الریاض)، امام احمد بن حنبل مسند، جلد ۳ حدیث ۱۱۱۱۹، ۱۱۲۲۷، ۱۱۵۷۸)، (امام حاکم المستدرک، جلد ۳ حدیث ۴۵۷۶، امام ابن ابی شیبة المصنف، جلد ۶ حدیث ۳۰۰۸۱)، (امام نسائی السنن الکبریٰ، جلد ۵ حدیث ۸۱۴۸)، (امام ابو یعلیٰ مسند، جلد ۲ حدیث ۱۰۲۷، ۱۱۴۰)

اِسی طرح ایک اور طویل روایت ہے جس کو امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں روایت کیا ہے ہم اِس کو اپنے موضوع کے مطابق بیان کرتے ہیں پوری سند کے ساتھ۔

425 حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ، جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ، قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي أَبُو حَيَّانَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ حَيَّانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَاءٍ يُدْعَىٰ خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ. فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ أَثْنَىٰ عَلَيْهِ، وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ: ''أَمَّا بَعْدُ، أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ! فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَأُجِيْبَ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدَىٰ وَالنُّوْرُ، فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهِ'' فَحَثَّ عَلَىٰ كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ، ثُمَّ قَالَ ''وَأَهْلُ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دِن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خطاب کرنے کے لیئے خُم تلاب پر کھڑے ہوئے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ پس اللہ کی حمد وثناء اور وعظ وذکر کے بعد فرمایا، اے لوگو بے شک میں ایک اِنسان ہوں عنقریب میرے اللہ کا پیغام لانے والا فرشتہ میرے پاس آئے گا (اپنے وصال کی بات کی) اور میں اُس کو لبیک کہوں گا۔ اور میں تم میں دو بھاری (عظیم وزنی) چیزیں چھوڑے جارہاہوں۔ اُن میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نُور ہے پس اللہ کی کتاب کو پکڑ لو اور تھام لو۔ آپؐ نے اللہ کی کتاب پر اُبھارا اور ترغیب دلائی اور پھر فرمایا اور میری اہلِ بیت عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ، میں تمہیں اپنی اہلِ بیتؑ کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ میں تمہیں اپنی اہلِ بیت عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنی اہلِ بیتؑ کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔

(امام مسلم صحیح مسلم، صفحہ ۱۰۶۱ حدیث ۶۲۲۵، ۲۴۰۸ مطبوعہ دار السلام الریاض)،

صفحہ نمبر: ۲۳۰
حدیث نمبر: ۴۲۵
صحتِ حدیث: صحیح

صفحہ نمبر: ۲۳۱
حدیث نمبر: ۴۲۶
صحتِ حدیث: ضعیف

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۴ حدیث، ۱۹۲۶۵)، (امام بیہقی السنن الکبریٰ، جلد ۲ حدیث ۲۶۷۹)، (امام ابن حِبّان صحیح، جلد ۱ حدیث۔ ۱۲۳)

ایک اور روایت ہے جس میں آ قاؐ نے ساتھ مولا علی علیہ السلام کی ولایت کو بھی شامل کیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

426 عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي تَارِكٌ فِيْكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا إِنِ اتَّبَعْتُمُوْهُمَا وَهُمَا: كِتَابُ اللّٰهِ وَأَهْلُ بَيْتِي عِتْرَتِي ثُمَّ قَالَ: أَتَعْلَمُوْنَ أَنِّي أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالُوْا: نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لوگو بے شک میں تُم میں دو بھاری چیزیں (دو امر والی) چھوڑے جا رہا ہوں اگر تُم ان دونوں کی اتباع کرو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، اللہ کی کتاب (قرآن) اور میری اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ میری عترت پھر فرمایا کیا تُم جانتے ہو بے شک میں مومنین کی جانوں سے بڑھ کر عزیز ہوں۔ آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا وہ بولے (صحابہؓ) جی ہاں تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں علی علیہ السلام بھی اُس کا مولا ہے۔

(امام حاکم مستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۵۷۷)

اِس حدیثِ مبارکہ سے یہ بھی پتہ چل رہا ہے کہ جہاں آ قاؐ نے قرآن اور اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کو پکڑنے کی بات کی ہے وہیں مولا علی علیہ السلام کی ولایت کی گواہی کا بھی اعلان کیا ہے مومن ہونے کے لیئے۔

ایک اور روایت ہے جس کو امام احمد بن حنبلؒ اپنی مسند میں لے کر آئے ہیں اِس میں خلیفتین کا لفظ استعمال کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔

427 عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم إِنِّي تَارِكٌ فِيْكُمْ خَلِيْفَتَيْنِ: كِتَابَ اللّٰهِ حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَوْ مَابَيْنَ السَّمَآءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي وَإِنَّهُمَا لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک میں تُم میں دو خلیفہ (جانشین نائب) چھوڑے جارہا ہوں۔ اللہ کی کتاب جو کہ آسمان اور زمین کے درمیان لٹکی ہوئی رسی جیسی ہے اور میری عترت میری اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اور بے شک یہ دونوں جُدا نہیں ہو سکتیں یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر اکٹھے آکر ملیں گے۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۵ حدیث ۲۱۶۱۸)، (امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد جلد ۹ صفحہ ۱۵۲)

428 عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم إِنِّي مَقْبُوْضٌ، وَإِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ: كِتَابَ اللّٰهِ وَأَهْلَ بَيْتِي وَإِنَّكُمْ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُمَا۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک میرا (ظاہرًا) وصال (وفات) ہونا ہے اور بے شک میں تم میں دو بھاری (وزنی، عظیم) چیزیں چھوڑے جارہا ہوں اللہ کی کتاب اور میری اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بے شک تم ان کا دامن پکڑنے کے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے۔

(امام بزار مسند، جلد ۳ حدیث ۸۶۴)، (امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد ۹ صفحہ ۱۵۱)

امام طبرانیؒ معجم الکبیر میں اِن الفاظ کے ساتھ یہ حدیثِ پاک لے کر آئے ہیں۔

429 عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وآله وسلم: انْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِي فِي الثَّقَلَيْنِ، فَنَادَى مُنَادٍ: وَمَا الثَّقَلَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم قَالَ: كِتَابُ اللّٰهِ طَرَفٌ بِيَدِ اللّٰهِ وَطَرَفٌ بِأَيْدِيْكُمْ فَاسْتَمْسِكُوْا بِهِ لَا تَضِلُّوْا، وَالْآخَرُ عِتْرَتِي

صفحہ نمبر: ۲۳۲
حدیث نمبر: ۴۲۷
صحتِ حدیث: حسن

حدیث نمبر: ۴۲۹،۴۲۸
صحتِ حدیث: ضعیف

وَإِنَّ اللَّطِيْفَ الْخَبِيْرَ نَبَّأَنِي أَنَّهُمَا لَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ، سَأَلْتُ رَبِّي ذٰلِكَ لَهُمَا، فَلَا تَقَدَّمُوْهُمَا فَتَهْلِكُوْا، وَلَا تَقْصُرُوْا عَنْهُمَا فَتَهْلِكُوْا، وَلَا تُعَلِّمُوْهُمْ فَإِنَّهُمْ أَعْلَمُ مِنْكُمْ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تُم دیکھنا کہ میرے بعد تم دو عظیم (بھاری، اعلیٰ) چیزوں سے کیسا سلوک کرتے ہو۔ایک ندا دینے والے نے ندا (آواز) دی۔ وہ دو بھاری چیزیں کیا ہیں یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کی کتاب (قرآن) جس کا ایک سِرا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سِرا تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ پس تُم اِسے تھامے رہو گے تو گمراہ نہیں ہو گے۔ اور دوسری چیز میری عترت (اہلِ بیتؑ) ہے۔ اور بے شک لطیف خبیر رب نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں چیزیں (قرآن و اہلِ بیتؑ) کبھی بھی جُدا نہیں ہوں گی۔ یہاں تک کہ یہ میرے پاس حوض (کوثر) پر (اکٹھے) آئیں گے۔ میں نے اپنے رب سے اِن دونوں کے لیئے یہی مانگا ہے۔ تم لوگ اِن دونوں پر پیش قدمی (پہل، آگے نہ بڑھنا) نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور نہ ہی اِن سے پیچھے رہنا (پھر بھی) ہلاک ہو جاؤ گے اور نہ تُم اِن کو پڑھانا کیونکہ وہ تُم سے زیادہ جانتے ہیں۔

(امام طبرانی معجم الکبیر، جلد ۵ حدیث ۴۹۷۱)، (امام جلال الدین سیوطی الدر منثور، جلد ۲ صفحہ ۲۸۳، ۲۸۴)

انہیں الفاظ میں امام ابنِ ابی شیبۃ بھی اپنی المصنف میں حدیث لے کر آئے ہیں جس میں بھی آقاؐ نے قرآن اور اپنی اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کا دامن تھام لینے کا حُکم ارشاد فرمایا ہے۔

430 عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي أُوْشِكُ أَنْ أُدْعٰى فَأُجِيْبَ وَإِنِّي تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ: كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِي، كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، وَإِنَّ اللَّطِيْفَ الْخَبِيْرَ أَخْبَرَنِي أَنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْنِي بِمَ تَخْلُفُوْنِي فِيْهِمَا۔

صفحہ نمبر: ۲۳۳

حدیث نمبر: ۴۳۰

صحتِ حدیث: ضعیف

تبصرہ: مصنف چونکہ علم حدیث کے بارے میں تقریباً صفر ہے اسے یہ معلوم ہی نہیں کہ حدیث کے حوالہ میں کیا چیز مد نظر رکھی جاتی ہے۔ قارئین کے لیے عرض ہے کہ یہ حدیث بالاصل صحیح ہے مگر اپنے زوائد کے ساتھ ضعیف، ضعیف جدا، یا موضوع ہو جاتی ہے کیونکہ اس حدیث میں اپنی مرضی سے دجالی اضافے ہیں جو کہ باطل ہیں۔

صفحہ نمبر: ۲۳۴
حدیث نمبر: ۴۳۱
صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بے شک مجھے لگتا ہے (یقین ہے) کہ عنقریب مجھے بُلا لیا جائے گا (وصال کا اشارہ) اور میں اِس بُلانے پر لبیک کہوں گا۔ اور بے شک میں تم میں دو بھاری (وزنی، عظیم) چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اللہ کی کتاب اور میری عترت اللہ کی کتاب زمین سے لے کر آسمان تک لٹکی ہوئی رسی کی طرح ہے اور میری عترت میری اہلِ بیت عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ ہے۔ اور بے شک لطیف خبیر (رب) نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ ہرگز جُدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض پر آئیں گے۔ میرے بعد تم ان دونوں سے برتاؤ کرنے میں مجھے نگاہ میں رکھو۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۳ حدیث ۱۱۱۴۷)، (امام ابنِ ابی شیبة المصنف، جلد ۶ حدیث، ۳۱۶۷۹)، (امام طبرانی معجم الکبیر، جلد ۳ حدیث ۲۶۷۸، ۲۶۷۹)، (امام طبرانی معجم الاوسط، جلد ۳ حدیث ۳۴۳۹)، (امام طبرانی معجم الصغیر، جلد ۱ حدیث ۳۶۳)، (امام ابو یعلیٰ مُسند، جلد ۲ حدیث ۱۰۲۱)، (امام دیلمی مُسند الفردوس، جلد ۱ حدیث ۱۹۴)، (امام ابنِ جعد مسند، جلد ۱ حدیث ۲۷۱۱)، (امام ابنِ ابی عاصم السُنّة۔ جلد ۲ حدیث ۷۵۳)

ایک اور روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

431 عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: الْزِمُوْا مَوَدَّتَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ عَلَيْهِم السَّلَام. فَإِنَّهُ مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ يَوَدُّنَا دَخَلَ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِنَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يَنْفَعُ عَبْدًا عَمَلُهُ إِلَّا بِمَعْرِفَةِ حَقِّنَا۔

حضرت امام حسین بن علی علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہم اہلِ بیت عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ کی محبت کو تھام (پکڑ) لو بے شک وہ شخص جو اللہ تعالیٰ سے ملا اور وہ ہم سے (اہلِ بیتؑ) محبت کرتا ہو جنت میں داخل ہو گا ہماری (اہلِ بیتؑ) شفاعت سے۔ اور اُس (اللہ) کی قسم جس کے ہاتھ میں میری (رسول اللہؐ) جان ہے۔ کسی بندے کو اُس کا عمل فائدہ نہیں دے گا جب تک وہ ہمارا حق نہ پہچان لے (یعنی اُس کی معرفت نہ حاصل کرے۔

(امام طبرانی معجم الاوسط، جلد ۲ حدیث ۲۲۳۰)، (امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد ۹ صفحہ ۱۷۰، ۱۷۱)

صفحہ نمبر: ۲۳۵
حدیث نمبر: ۴۳۲
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۴۳۳
صحتِ حدیث: ضعیف جدا منکر

ایک اور روایت ہے۔

432 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اَلنُّجُوْمُ أَمَانٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنَ الْغَرَقِ وَأَهْلُ بَيْتِي أَمَانٌ لِأُمَّتِي مِنَ الْإِخْتِلَافِ. فَإِذَا خَالَفَتْهَا قَبِيْلَةٌ مِنَ الْعَرَبِ اخْتَلَفُوْا فَصَارُوْا حِزْبَ إِبْلِيْسَ۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ستارے امان ہیں زمین والوں کے لیے (اُن کو) غرق ہونے سے بچانے والے ہیں۔ اور میری اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ امان ہیں میری اُمت کے لئے اُن کو اختلافات سے بچانے والے ہیں۔ اور جب کوئی قبیلہ اُن کی (اہلِ بیتؑ) مخالفت کرتا ہے عرب میں سے بھی اختلاف میں پڑ جاتا ہے تو وہ شیطان (ابلیس) کی جماعت (گروہ) میں سے ہو جاتا ہے۔

(امام حاکم مستدرک، جلد ۳ حدیث ۴۷۱۵)

ایک اور روایت ہے جس میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کے دامن کو پکڑنے ان کے ساتھ تعلق جوڑنے اور ان کی معیت میں آنے کا حکم مل رہا ہے۔

433 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِيْ مَثَلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَ فِيْهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے۔ جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا (منہ موڑ لیا) وہ غرق ہو گیا۔

(امام حاکم مستدرک، جلد ۳ حدیث ۴۷۲۰)، (امام دیلمی مسند الفردوس، جلد ۱ حدیث ۹۱٦)،
(امام بزار مسند، جلد ۹ حدیث ۳۹۰۰)، (امام طبرانی معجم الکبیر، جلد ۱۲ حدیث ۲٦۳۸، ۲۳۸۸، ۲٦۳٦)،
(امام طبرانی معجم الاوسط، جلد ۴ حدیث ۳۴۷۸، جلد ۵ حدیث ۵۵۳٦)،
(امام طبرانی معجم الصغیر، جلد ۱ حدیث ۳۹۱ جلد ۲ حدیث ۸۲۵)،
(امام ہیثمی مجمع الزائد و منبع الفوائد، جلد ۹ صفحہ ۱٦٦، ۱٦۷)

صفحہ نمبر: ۲۳۶

تبصرہ: مذکورہ بالا کسی بھی حدیث سے ثابت نہ ہوا کہ یہ آیت اہل بیت یا مولا علی کے بارے میں نازل ہوئی۔ دجال مصنف اپنے ساتھیوں کے طرح سے ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اور ہر بات پر بے تکے دلائل لاتا ہے۔


کنز البرہان علیٰ أفضلیۃ علیٍ فی القرآن 236

اِن ساری احادیثِ مبارکہ سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ یہ آیتِ مبارکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی اہلِ بیت عَلَیْهِمُ السَّلَامُ کے دامن کو تھامنے کے حکم کے لیئے نازل ہوئی اللہ کی رسی سے مراد آپؐ کی اہلِ بیتؑ ہے اور اہلِ بیت عَلَیْهِمُ السَّلَامُ میں مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام سرِ فہرست ہیں۔ اور یہی بات میں فقیر محمد یاسین قادری ثابت کر رہا ہوں اِسی پر دلائل دے رہا ہوں کہ مولا علی علیہ السلام کی ذات ایسی ہستی ہیں کہ اِن کی ضرورت ہر مومن کو پڑی اور پڑے گی اِن کے بغیر بالکل بھی گزارہ نہیں ہو سکتا۔ علی علیہ السلام جیسا حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد اللہ نے کوئی اور بنایا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ بات سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور بُغضِ حیدرِ کرارؓ سے محفوظ رکھے اور ایمان کی دولت سے مالامال کرے۔

اہم نقطہ

اِن احادیثِ مبارکہ سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ میرے بعد قرآن اور میری اہلِ بیتؑ کا دامن تھام لینا تاکہ تم کو ہدایت کی دولت نصیب ہو۔ پتہ چلا اہلِ بیت عَلَیْهِمُ السَّلَامُ وہ مقدس ذوات ہیں جن کا دامن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہ پکڑیں تو اُن کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی تو پھر عام آدمی کی کیا اوقات ہے ثابت ہوا جو اہلِ بیت عَلَیْهِمُ السَّلَامُ کا دامن چھوڑ دے وہ حاجی، نمازی، سخی، زاہد و عابد، تو ہو سکتا ہے مگر ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ہدایت اہلِ بیت عَلَیْهِمُ السَّلَامُ کی غلامی سے ملتی ہے۔

آیت نمبر 48 تا 66

❖ اِنَّ الۡاَبۡرَارَ يَشۡرَبُوۡنَ مِنۡ كَاۡسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوۡرًا ۞ عَيۡنًا يَّشۡرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوۡنَهَا تَفۡجِيۡرًا ۞ يُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ وَيَخَافُوۡنَ يَوۡمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسۡتَطِيۡرًا ۞ وَيُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسۡكِيۡنًا وَّيَتِيۡمًا وَّاَسِيۡرًا ۞ اِنَّمَا

تبصرہ: صفحہ ۲۳۶ پر "اہم نقطہ" پر حاشیہ:

لعنتی مصنف صاف صاف حقائق کو مسخ کر رہا ہے۔ اگر حکم اہل بیت کا دامن ہی پکڑے رکھنے کا ہے تو بتایئے حضور ﷺ کا کیا منصب ہے؟ کیا ان کا دامن پکڑنے کی نوبت ختم ہوگئی؟ کیا یہ خبیث باطن شخص یہ سمجھتا ہے کہ حضور ﷺ اپنے وصال کے ساتھ ہی ختم ہو گئے اور اہلِ بیت کا دامن پکڑے رکھیں کہ اہلِ بیت کو کبھی وصال لاحق نہ ہو گا؟ یہ ملعون شخص کس حساب سے من گھڑت باتیں بنائے جارہا ہے! اس نجس منہ میں جو نجاست بھی آتی ہے اسے دوسروں پر اچھالنا شروع کر دیتا ہے۔ یاد رہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور ﷺ کے دامنِ اقدس سے مُتَشَبِّث (جُڑے/چمٹے ہوئے/مضبوطی سے پکڑے ہوئے) تھے، ہیں اور ہمیشہ رہیں گے انہیں کسی اور دامن سے جڑنے کی ہرگز ضرورت نہ تھی، نہ ہے اور نہ کبھی ہو گی اور اگر ان میں سے کوئی ایک شخص بھی دامانِ رسول ﷺ کے مقابل میں کسی اور دامن کا تصور بھی کرلیتا تو اسی وقت دین سے خارج ہو جاتا، لہٰذا کسی ایک بھی صحابی نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ یہ لعینوں کا سردار مصنف کہہ رہا ہے کہ اگر صحابہ اہلِ بیت کا دامن نہ پکڑیں تو انہیں بھی "ہدایت نصیب نہیں ہوتی" لَعۡنَةُ اللّٰهِ وَ الۡمَلٰئِكَةِ وَ النَّاسِ أَجۡمَعِيۡنَ عَلَى الدَّجَّالِيۡنَ الۡمُشَوِّهِيۡنَ الۡكَذَّابِيۡنَ إِلَى أَبَدِ الۡآبَادِ۔ اِس دجال اور اِس جیسے دوسرے دجالوں نے دین کو تو مذاق بنا دیا اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ و رسول ﷺ کو بھی ٹھٹھا کی جا بنا دیا، اگر اہل بیت کے دامن سے تشبُّث صحابہ کے لیے بھی برائے ہدایت ضروری تھا تو کیا اللہ نے اپنے رسول سیدنا محمد ﷺ کی رسالت کا کوئی ڈرامہ رچایا تھا؟ ہزارہا لعنتیں ان دجالین خبثاء پر لحہ بہ لحہ تا ابد الآباد، ان طاغوتوں نے تو اسلام کے پورے سٹرکچر (Structure) کو ہی ادھیڑ کر رکھ دیا۔ قارئین اور میرے احباب یہ بات مضبوطی سے پلے باندھ لیں کہ حضور ﷺ کے دامن سے تشبُّث (چمٹنا، جڑے رہنا) ہی نجات کا ذریعہ ہے اور یہی دامانِ الٰہی ہے۔ اس دامن کے سوا کائنات بھر میں اول سے لے آخر تک اگر کوئی بھی شخص کسی بھی اور دامن کا تصور بالانفراد کرلے تو وہ اسی وقت دینِ اسلام سے خارج ہو جائے گا اور حتمی طور پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنمی ہو جائے گا۔ لہٰذا دامانِ رسول ﷺ کو ایسی مضبوطی سے پکڑو کہ کسی طرف سے اگر کوئی للچاوا بھی آ جائے تو اس دامن سے لحہ بھر کے لیے بھی دوری نہ ہونے پائے یہی

ایمان، یہی دین، یہی اسلام اور یہی سب کچھ ہے اس کے سوا ہر شے ہیچ، ہر شے کوئی، ہر شے اور۔ پھر اس کے بعد دیکھیں کہ اِس دامانِ لاانتہاء نے کن کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور وہ لوگ، خواہ وہ کوئی بھی ہوں، جو اس دامانِ مقدس میں لپٹے ہوئے ہوں وہ قابلِ صد احترام و ادب ہیں کیونکہ وہ اپنی قلب و نگاہ میں وہ نورِ رشدوہدایت سمیٹے ہوئے ہیں کہ جس سے جو بھی مستنیر ہو جاتا ہے وہ اسی دامانِ مقدس میں لپٹ جاتا ہے۔ یاد رکھیں دامن صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے دامانِ محمد رسول اللہ ﷺ۔ تمام کائنات اپنے ہر رنگِ تخلیق میں ہمیشہ ازل الآزال سے اسی دامن کی محتاج، اسی دامن کی متمنی اور اسی دامن کی متلاشی رہی ہے اور تاابدالآباد رہے گی، خواہ وہ صدیوں پر محیط گزشتہ ہو، حال ہو یا ابدالآباد سے بھی آگے پھیلا ہوا مستقبل۔ اسی سے ابتداء اسی پر انتہاء، کچھ اِدھر نہ کچھ اُدھر، وہی اِدھر وہی اُدھر، ہر طرف، ہر طرف سے بے نیاز۔ اس بات پر غور کریں، سمجھنے کی کوشش کریں اور ہمیشہ یاد رکھیں تاکہ دجالوں کی نت نئی چالوں سے بچ سکیں۔ ہم نے شاید اس بات کی کہیں پہلے بھی نشاندہی کی ہے کہ یہ دجال

نُطۡعِمُکُمۡ لِوَجۡهِ اللّٰهِ لَا نُرِیۡدُ مِنۡکُمۡ جَزَآءً وَّلَا شُکُوۡرًا ۝۹ اِنَّا نَخَافُ مِنۡ
رَّبِّنَا یَوۡمًا عَبُوۡسًا قَمۡطَرِیۡرًا ۝۱۰ فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الۡیَوۡمِ وَلَقّٰهُمۡ
نَضۡرَةً وَّسُرُوۡرًا ۝۱۱ وَجَزٰهُمۡ بِمَا صَبَرُوۡا جَنَّةً وَّحَرِیۡرًا ۝۱۲ مُّتَّکِـِٕیۡنَ فِیۡهَا
عَلَی الۡاَرَآئِكِ ۚ لَا یَرَوۡنَ فِیۡهَا شَمۡسًا وَّلَا زَمۡهَرِیۡرًا ۝۱۳ وَدَانِیَةً عَلَیۡهِمۡ
ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتۡ قُطُوۡفُهَا تَذۡلِیۡلًا ۝۱۴ وَیُطَافُ عَلَیۡهِمۡ بِاٰنِیَةٍ مِّنۡ فِضَّةٍ وَّاَکۡوَابٍ
کَانَتۡ قَوَارِیۡرَا۠ ۝۱۵ قَوَارِیۡرَا۠ مِنۡ فِضَّةٍ قَدَّرُوۡهَا تَقۡدِیۡرًا ۝۱۶ وَیُسۡقَوۡنَ فِیۡهَا
کَاۡسًا کَانَ مِزَاجُهَا زَنۡجَبِیۡلًا ۝۱۷ عَیۡنًا فِیۡهَا تُسَمّٰی سَلۡسَبِیۡلًا ۝۱۸ وَیَطُوۡفُ
عَلَیۡهِمۡ وِلۡدَانٌ مُّخَلَّدُوۡنَ ۚ اِذَا رَاَیۡتَهُمۡ حَسِبۡتَهُمۡ لُؤۡلُؤًا مَّنۡثُوۡرًا ۝۱۹ وَاِذَا
رَاَیۡتَ ثَمَّ رَاَیۡتَ نَعِیۡمًا وَّمُلۡکًا کَبِیۡرًا ۝۲۰ عٰلِیَهُمۡ ثِیَابُ سُنۡدُسٍ خُضۡرٌ
وَّاِسۡتَبۡرَقٌ ۫ وَّحُلُّوۡۤا اَسَاوِرَ مِنۡ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰهُمۡ رَبُّهُمۡ شَرَابًا طَهُوۡرًا ۝۲۱ اِنَّ
هٰذَا کَانَ لَکُمۡ جَزَآءً وَّکَانَ سَعۡیُکُمۡ مَّشۡکُوۡرًا ۝۲۲

بے شک نیک لوگ ایسے جام پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہو گی۔ ایک چشمہ ہے جس سے خدا کے (نیک) بندے پیا کریں گے اور جہاں چاہیں گے اسے (چشمہ کو) چھوٹی چھوٹی نہروں کی شکل میں بہا کر لے جائیں گے۔ جو (بندگانِ خُدا) نذریں پوری کرتے ہیں اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی بہت پھیل جانے والی ہے۔ اور (اپنا) کھانا اللہ کی محبت میں محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں۔ (کہتے ہیں کہ) بے شک ہم تو صرف اللہ کی خوشنودی کیلئے تمہیں کھلا رہے ہیں، نہ تم سے کوئی بدلہ چاہیے اور نہ ہی تم سے شکر گزاری کی خواہش رکھتے ہیں۔ ہمیں تو اپنے ربّ سے اُس دِن

اور اس کے تمام ساتھی شروعِ زمانہ سے لیکر آج تک ہمیشہ ہمیشہ حرف در حرف جھوٹ بولتے ہیں حد یہ ہے کہ اگر ان کے ہاتھ کوئی صحیح حدیث لگ بھی جائے تو یہ اسے اپنے بیانِ نانجار سے اس قدر مسخ کر دیتے ہیں کہ وہ حدیث وضعی ہو جاتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ بے شمار ایسی احادیث ہیں جو ہیں تو صحیح مگر مختلف ادوار میں آنے والے دجال نام نہاد محدثین نے ان کے آگے پیچھے اتنے اضافے کر دیے ہیں کہ وہ حدیثیں منکر و موضوع کی سطح پر آ گئی۔ اگرچہ صحت رنگ محدثین انہیں بخوبی پہچان لیتے ہیں لیکن عوام بار بار دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ اس لیے سب کے لیے ضروری ہے کہ ہمیشہ ان شیاطین دجالین سے اللہ و رسول ﷺ کی پناہ مانگا کریں اور جو حدیث بھی ایسی نظر سے گزرے جو خفی یا جلی طور پر اللہ و رسول ﷺ کے انکار یا تنقیص پر مبنی ہو یا وہ دینِ اسلام کی بنیادیات سے متصادم ہو اسے فوراً رد کر دیں خواہ اس پر صحت کے کتنے ہی غلاف چڑھائے گئے ہوں۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ دجال خواہ آج کا ہو یا صدیوں پرانا ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اور اس کی کوئی بات اگر آپ کو سچی بھی لگے تو بھی نظرانداز کر دیں تاکہ آپ کا ایمان سلامت رہے۔

کا خوف رہتا ہے جو بہت سیاہ بد نما کر دینے والا ہے۔ پس اللہ اُنھیں اُس دن کی سختی سے بچالے گا۔ اور اُنہیں رونق و تازگی اور سرور و مسرّت بخشے گا۔ اس بات کی جزاء جو اُنہوں نے صبر کیا ہے جنّت اور (جنت کی) ریشمی پوشاک عطا کرے گا۔ یہ لوگ اس میں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہونگے، نہ وہاں دھوپ کی تپش پائیں گے اور نہ سردی کی شدّت۔ اور سائے اُن پر جھک رہے ہوں گے اور اُن کے گچھے جھک کر لٹک رہے ہوں گے اور (غلام) اُن کے گرد چاندی کے برتن اور شیشے کے گلاس لیئے پھرتے ہوں گے۔ شیشے بھی چاندی کے ہوں گے جن کو اُنہوں نے ٹھیک ٹھیک اندازہ سے بھرا ہو گا۔ اور اُنہیں وہاں ایسے جام پلائے جائیں گے جن میں زنجبیل کی آمیزش ہو گی۔ اس میں ایک ایسا چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل رکھا گیا ہے اور اُن کے اِردگرد ایسے بچے گھومتے رہیں گے جو ہمیشہ اسی حال میں رہیں گے، جب آپ اُنہیں دیکھیں گے تو اُنہیں بکھرے ہوئے موتی گمان کریں گے۔ اور جب آپ نظر ڈالیں گے تو وہاں نعمتیں اور بڑی سلطنت دیکھیں گے۔ ان پر باریک ریشم کے سبز اور دبیز اطلس کے کپڑے ہوں گے، اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا رب انہیں پاکیزہ شراب پلائے گا۔ بے شک یہ تمہارا صلہ ہو گا اور تمہاری محنت مقبول ہو چکی ہے۔

(سورۃ الدھر: آیات ۵تا۲۲)

مولا علی علیہ السلام وارثِ فردوس ہیں

سورۃ الدھر کی اِن آیاتِ مقدسہ کے بارے میں آپؐ کی بے شمار احادیثِ مبارکہ ہیں کہ یہ آیات مولا علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئیں۔ یہ بھی روایات ملتی ہیں کہ مولا علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسن و حسین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اور فضّہ رضی اللہ عنہا کیلئے یہ آیات نازل ہوئیں۔

صفحہ نمبر: ۲۳۸

تبصرہ: طاغوت مصنف بالکل جھوٹ بول رہا ہے بے شمار چھوڑ کوئی ایک صحیح حدیث بھی نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ آیات مولا علی کی شان میں نازل ہوئیں آیات کا مزاج واضح طور پر بتا رہا ہے کہ یہ ہمیشہ مؤمنین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

434 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا﴾ نَزَلَتْ فِي عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ عليها السلام وَجَارِيَةٍ لَهُمَا اسْمُهَا فِضَّةُ رض۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا اللہ رب العزت کے اس فرمان (آیت) (اور وہ اپنا کھانا اللہ کی محبت میں مسکین کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں) کے بارے میں کہ یہ حضرت علی علیہ السلام، حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اور اُن کی خادمہ جس کا نام فضہ رض ہے اِن کے بارے میں ہے (یہ آیت اِن کے لیئے نازل ہوئی ہے۔)

(امام قرطبی جامع الاحکام القرآن، جلد ۱۹ صفحہ ۱۲۸، ۱۲۹)

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں۔

435 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه فِي قَوْلِهِ ﴿وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾ قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام وَفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے اِس فرمان (اور وہ اپنا کھانا اللہ کی محبت میں کھلاتے ہیں مسکین کو اور یتیم کو اور قیدی کو) کے بارے میں وہ فرماتے ہیں یہ آیت حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے بارے میں نازل ہوئی۔

(امام واحدی البسیط، صفحہ ۷۱)

ایک اور طویل روایت ہے جس کو ہم بیان کرتے ہیں۔

436 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه: أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ مَرِضَا. فَعَادَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم فِي نَاسٍ مَعَهُ فَقَالُوْا. يَا أَبَا الْحَسَنِ لَوْ نَذَرْتَ عَلَى وَلَدِكَ فَنَذَرَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ عليها السلام وَفِضَّةُ جَارِيَةٌ لَهُمَا، إِنْ بَرَآمِمَّا بِهِمَا أَنْ يَصُوْمُوْا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَشُفِيَا وَمَا مَعَهُمْ شَيْءٌ فَاسْتَقْرَضَ عَلِيٌّ مِنْ شَمْعُوْنَ الْخَيْبَرِيِّ الْيَهُوْدِيِّ

صفحہ نمبر: ۲۳۹

حدیث نمبر: ۴۳۴

صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: ذرا اس معاویہ خُو مصنف کی درندگی اور مکاری دیکھیں کہ امام قرطبی نے اس حدیث کی وضعیت ظاہر کے لیے تین خوفناک لفظ لکھے ہیں اور یہاں درندے نے اسی قرطبی کے حوالے سے یہ من گھڑت افسانہ یہاں لکھ دیا۔ قارئین کے لیے عرض ہے اس مضمون کے تحت جتنے بھی قصے کہانیاں دجالین نے گھڑے ہیں سب کی سب من گھڑت، باطل اور موضوع ہیں۔

حدیث نمبر: ۴۳۵

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۴۳۶

صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: قارئین مذکورہ بالا نام نہاد حدیث افسانہ کو توجہ سے پڑھیں۔ آپ کو اس افسانہ کے پلاٹ میں واقعاتی ترتیب خود بتا دے گی کہ یہ تراشیدہ قصہ کیونکر حدیث ہو سکتا ہے۔

ثَلَاثَ أَصْوُعٍ مِنْ شَعِيرٍ فَطَحَنَتْ فَاطِمَةُ علیہا السلام صَاعًا وَ اخْتَبَزَتْ خَمْسَةَ أَقْرَاصٍ عَلَى عَدَدِهِمْ فَوَضَعُوهَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ لِيُفْطِرُوا، فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ سَائِلٌ فَقَالَ. السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِسْكِينٌ مِنْ مَسَاكِينِ الْمُسْلِمِينَ أَطْعِمُونِي أَطْعَمَكُمُ اللهُ مِنْ مَوَائِدِ الْجَنَّةِ فَآثَرُوهُ وَبَاتُوا لَمْ يَذُوقُوا إِلاَّ الْمَاءَ وَأَصْبَحُوا صِيَامًا فَلَمَّا أَمْسَوْا وَوَضَعُوا الطَّعَامَ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَقَفَ عَلَيْهِمْ يَتِيمٌ، فَآثَرُوهُ، وَ وَقَفَ عَلَيْهِمْ أَسِيرٌ فِي الثَّالِثَةِ فَفَعَلُوا مِثْلَ ذٰلِکَ۔ فَلَمَّا أَصْبَحُوا أَخَذَ عَلِيٌّ بِيَدِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَ أَقْبَلُوا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَلَمَّا أَبْصَرَهُمْ وَهُمْ يَرْتَعِشُونَ كَالْفِرَاخِ مِنْ شِدَّةِ الْجُوعِ، قَالَ مَا أَشَدَّ مَا يَسُوءُنِي مَا أَرَى بِكُمْ وَقَامَ فَانْطَلَقَ مَعَهُمْ، فَرَأَى فَاطِمَةَ علیہا السلام فِي مِحْرَابِهَا قَدِ الْتَصَقَ ظَهْرُهَا بِبَطْنِهَا وَغَارَتْ عَيْنَاهَا فَسَاءَهُ ذٰلِکَ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ وَقَالَ: خُذْهَا يَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، هَنَّأَکَ اللّٰهُ فِي أَهْلِ بَيْتِکَ، فَأَقْرَأَهُ السُّورَةَ۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن دونوں کی عیادت کی لوگ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ لوگوں نے کہا اے ابو الحسن (مولا علی علیہ السلام کی کُنیت ہے) آپ اپنے بچوں (کی صحت یابی) کے لئے نذر مان لیں۔ پس نذر مان لی۔ حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اور اُن کی خادمہ حضرت فِضّہ رضی اللہ عنہا نے اُن دونوں کے لئے (حسنؑ و حُسینؑ) کہ یہ دونوں بیماری سے صحت یاب ہوگئے تو وہ تین دِن روزے رکھیں گے۔ وہ دونوں شفایاب ہوگئے مگر اُن کے پاس کچھ نہ تھا۔ اِس لیئے مولا علی علیہ السلام نے خیبر کے یہودی شمعون سے تین صَاع جو (گندم) قرض لیئے۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے ایک صاعَ جو کو پیس کر گھر والوں کی تعداد کے مطابق پانچ روٹیاں پکائیں۔ پس اُنہوں نے افطاری کے لیئے روٹیاں

صفحہ نمبر: ۲۴۱
حدیث نمبر: ۴۳۷
صحتِ حدیث: موضوع

اپنے سامنے رکھیں ہی تھیں کہ اِک سائل نے آواز دی۔ تم پر سلام ہو اے محمدؐ کے گھر والو۔ میں مساکین مسلمانوں میں سے ایک مسکین ہوں مجھے کھانا کھلا دو اللہ تم کو جنت کے دستر خوانوں (کھانوں) میں سے کھلائے گا۔

اُنہوں نے اُس کو فوقیت دی (روزہ پانی سے افطار کر لیا) اور رات صرف پانی پی کر گزاری۔ دِن کو وہ پھر روزے سے رہے جب شام ہوئی اُنہوں نے کھانا (روٹیاں) اپنے سامنے رکھا تو پھر ایک یتیم اُن کے پاس کھانے کی آس پر آگیا، تو اُنہوں نے اُس کو اپنے اوپر فوقیت دی (اُس کو کھانا کھلا دیا خود بھوکے رہے) پھر تیسرے روز ایک قیدی آگیا تو اُنہوں نے پہلے کی طرح ہی کیا۔ پس جب صبح ہوئی تو حضرت علی علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ پکڑے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حاضر ہوگئے۔ جب آپؐ نے اُن کو دیکھا تو وہ بھوک کی شدت سے پرندے کے بچوں کی طرح بھوک سے تڑپ رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا (پوچھا) کیا بات ہے کہ میں تم کو اس شدت کی بھوک کی حالت میں دیکھ رہا ہوں۔ آپؐ اُٹھے اور اُن کے ساتھ چل دیئے تاکہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو جا کر دیکھیں آپؐ نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو محراب میں دیکھا جن کی پشت مبارک اُن کے شکم مبارک سے (بھوک کی وجہ سے) لگ چکی تھی اور اُن کی (فاطمہ سلام اللہ علیہا) آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمگین ہوگئے پس جبریلؑ نازل ہوئے اور عرض کی اے محمدؐ یہ آیات پڑیں اللہ نے آپ کی اہلِ بیت عَلَيۡهِمُ السَّلَامُ کے بارے میں آپ کو خوشخبری دی ہے پس اُنہوں نے آپؐ پر اس سورت کو پڑھ کر سُنایا۔

(علامہ زمخشری تفسیر الکشاف جلد ۴ صفحہ ٦٦٨، ٦٦٩)

ایک اور روایت ہے۔

437 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى (وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا) أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام۔

صفحہ نمبر: ٢٤٢

تبصرہ: کتابوں کے نام بدل بدل کر لانے سے جھوٹ سچ نہیں ہو سکتا۔ اصل یہ ہے کہ افسانہ ایک ہی ہے اور وہ ہے سفید جھوٹ، تمام تفاسیر اور بہت سی کتبِ حدیث میں یہ خود تراشیدہ افسانہ قارئین کو جھوٹ سے بچانے کے لیے دہرایا گیا ہے۔

حدیث نمبر: ٤٣٨

صحتِ حدیث: موضوع

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان (اور وہ اپنا کھانا اللہ کی محبت میں مسکین کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں) کے بارے میں وہ کہتے ہیں بے شک یہ آیتِ کریمہ علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔

(امام بغوی معالم التنزیل، جلد ٤ صفحہ ٤٢٥، ٤٢٦)

438 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى (وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهِ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا) نَزَلَتْ فِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام آجَرَ نَفْسَهُ لِيَسْقِيَ نَخْلًا بِشَيْءٍ مِنْ شَعِيْرٍ لَيْلَةً حَتّٰى أَصْبَحَ فَلَمَّا قَبَضَ الشَّعِيْرَ طَحَنَ ثُلُثَهُ وَاصْلَحُوْا مِنْهُ شَيْئًا يَأْكُلُوْنَهُ فَلَمَّا اسْتَوٰى أَتٰى مِسْكِيْنٌ فَأَخْرَجُوْهُ إِلَيْهِ ثُمَّ عَمِلَ الثُّلُثَ الثَّانِي فَلَمَّا تَمَّ أَتٰى يَتِيْمٌ فَأَطْعَمُوْهُ. ثُمَّ عَمِلَ الثُّلُثَ الْبَاقِيَ فَلَمَّا اسْتَوٰى جَاءَ أَسِيْرٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَأَطْعَمُوْهُ وَطَوَّوْا يَوْمَهُمْ ذٰلِكَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَاتُ۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (اور وہ اپنا کھانا اللہ کی محبت میں مسکین کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں) یہ (آیت) علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی۔ اُنہوں نے کچھ جو (گندم) کے بدلے کھجور کے باغوں کو سیراب کر کے رات سے صبح تک مزدوری کی۔ پس جب اُنہوں نے جو (گندم) لئے تو اُس کا ایک تہائی حصہ پیس کر اور اس میں سے کچھ آٹا کھانے کے لئے تیار کرنے لگے۔ جب کھانا (روٹیاں) تیار ہو گیا تو ایک مسکین آیا (کھانا طلب کیا) تو اُنہوں نے وہ کھانا اُسے دے دیا۔ پھر اُنہوں نے (مولا علیؑ) نے دوسری تہائی (جو) سے ایسا کیا جب وہ تیار ہوا تو ایک یتیم آیا (اُس نے طلب کیا) تو اُنہوں نے وہ کھانا اُسے کھلا دیا۔ پھر اُنہوں نے باقی تہائی (جو) کو پکایا جب وہ پوری طرح سے تیار ہو گیا (پک گیا) تو ایک مشرک قیدی آیا (اُس نے کھانا طلب کیا) پس اُنہوں نے وہ (کھانا) اُسے کھلا دیا اور اُس دن بھی بھوکے رہے۔ پس یہ آیات نازل ہوئیں۔

(امام ابنِ جوزی زاد المسیر، جلد ٨ صفحہ ٤٣٠، ٤٣١)

ایک اور روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

439 عَنِ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهِ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا﴾ قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام وَ فَاطِمَةَ علیہا السلام بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حضرت ابنِ مردویہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اللہ کے اِس فرمان (اور وہ اپنا کھانا اللہ کی محبت میں مسکین کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں) کے بارے میں۔ اُنہوں نے کہا یہ آیتِ کریمہ حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بارے میں نازل ہوئی۔

(امام جلال الدین سیوطی الدّر منثور، جلد ۸ صفحہ ۳۶۸، ۳۶۹)، (علامہ شوکانی فتح القدیر، جلد ۵ صفحہ ۳۴۵، ۳۴۶)

440 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى (وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهِ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا) نَزَلَتْ فِي عَلِيٍّ علیہ السلام وَ فَاطِمَةَ علیہا السلام وَجَارِيَةٍ لَهُمَا اسْمُهَا فِضَّةُ رض۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان (اور وہ اپنا کھانا اللہ کی محبت میں مسکین کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں) کے بارے میں یہ آیت حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اور اُن کی خادمہ حضرتِ فضّہ رض کے حق میں نازل ہوئی۔

(امام ابو حفص الحنبلی اللُّبَابِ، صفحہ ۴۸)

اِن روایات سے یہ بات بالکل واضح ہو رہی ہے کہ مولا علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حسن و حسین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اور بی بی فضّہ رضی اللہ عنہا کی شان میں اللہ نے یہ سورۃ الدھر کو نازل کیا ہے۔ اور اِن کو جنت اور جنت کے ریشمی لباس کا مالک بنا دیا ہے۔

441 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ مَرِضَا فَعَادَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي نَاسٍ فَقَالُوْا: يَا أَبَا الْحَسَنِ، لَوْ نَذَرْتَ عَلٰى وَلَدَيْكَ. فَنَذَرَ عَلِيٌّ وَ فَاطِمَةُ علیہا السلام وَ فِضَّةُ رض جَارِيَةٌ لَهُمَا صَوْمَ ثَلَاثٍ إِنْ بَرَئَا فَشُفِيَا وَمَا مَعَهُمْ

صفحہ نمبر: ۲۴۳

حدیث نمبر: ۴۳۹

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۴۴۰

صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: کذاب مصنف نے "اللباب" کے حوالہ سے یہ قول نقل کر دیا، مگر مذکورہ بالا جملے سے دو تین سطریں چھوڑ کر اسی واقعہ کے بارے میں ابن عادل نے لکھا ہے کہ یہ قصہ جھوٹ ہے، لیکن وہ جو تین سطریں کذاب نے چھوڑ دیں ان سات صحابہ بشمول خلفائے راشدین کا ذکر ہے کہ ان سات کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی جبکہ اس سے ایک سطر پہلے ابن عادل نے اسے منعم بن ورقاء انصاری کی شان نزول کی بابت بتایا ہے۔ اور یہی باقی تفاسیر کا ہے۔

حدیث نمبر: ۴۴۱

صحتِ حدیث: موضوع

شَيءٌ فَاسْتَقْرَضَ عَلِيٌّ مِنْ شَمْعُوْنَ الْخَيْبَرِيِّ ثَلَاثَةَ أَصْوُعٍ مِنْ شَعِيْرٍ فَطَحَنَتْ فَاطِمَةُ علیہا السلام صَاعًا وَاخْتَبَزَتْ خَمْسَةَ أَقْرَاصٍ فَوَضَعُوْهَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ لِيُفْطِرُوْا. فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ مِسْكِيْنٌ فَآثَرُوْهُ وَبَاتُوْا وَلَمْ يَذُوْقُوْا إِلَّا الْمَاءَ. وَأَصْبَحُوْا صِيَامًا فَلَمَّا أَمْسَوْا وَوَضَعُوْا الطَّعَامَ وَقَفَ عَلَيْهِم يَتِيْمٌ فَآثَرُوْهُ. ثُمَّ وَقَفَ عَلَيْهِمْ فِي الثَّالِثَةِ أَسِيْرٌ فَفَعَلُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ بِهٰذِهِ السُّوْرَةِ وَقَالَ: خُذْهَا يَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هَنَّأَكَ اللّٰهُ فِي أَهْلِ بَيْتِكَ۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں (صحابہؓ) کے ساتھ اُن کی عیادت کی۔ لوگوں (صحابہؓ) نے کہا اے ابا الحسن علیہ السلام آپ اپنے بچوں (کی صحت یابی) کے لئے نذر مان لیں۔ پس حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حضرت فضّہ رضی اللہ عنہا اُن کی خادمہ نے اُن کے شفایاب ہونے پر تین روزوں کی منت مان لی۔ جب وہ اِس بیماری سے شفایاب ہوئے تو گھر میں کچھ نہ تھا تو حضرت علی علیہ السلام نے خیبر کے یہودی شمعون سے تین صاع جو (گندم) قرض لیئے۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے ایک صاع جو (گندم) کو پیس کر پانچ روٹیاں پکائیں۔ جب اُنہوں نے افطار کے لئے اُن روٹیوں کو سامنے رکھا تو ایک مسکین نے اُن سے سوال کیا (آواز لگائی) تو اُنہوں نے اُس کو ترجیح دی (روٹیاں اُس کو دیدیں) اور رات پانی پر گزار لی۔ دن بھر وہ پھر سارے روزے سے رہے جب رات ہوئی اور انہوں نے اپنے سامنے کھانا (روٹیاں) رکھا تو ایک یتیم نے صدا لگائی (کھانے کے لیئے) پس اُنہوں نے اُسے (یتیم) خود پر ترجیح دی (کھانا اُسے کھلا دیا) او تیسرے دِن ایک قیدی نے سوال کیا تو اُنہوں نے اُس کے ساتھ بھی یہی عمل کیا پس جبریل علیہ السلام یہ سورت لے کر نازل ہوئے اور کہنے لگے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آیات لے لیں (پکڑ لیں) اللہ نے آپؐ کی اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کے بارے میں آپؐ کو خوشخبری دی ہے۔

(امام بیضاوی انوار التنزیل واسرار التاویل: جلد ۵ صفحہ ۳۲۷)

صفحہ نمبر: ۲۴۵
حدیث نمبر: ۴۴۲
صحتِ حدیث: موضوع

ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

442 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ (وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ أَسِيْرًا) وَذٰلِكَ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام نَوْبَةً أَجَّرَ نَفْسَهُ يَسْقِي نَخْلًا بِشَيْءٍ مِنْ شَعِيْرٍ لَيْلَةً حَتّٰى أَصْبَحَ وَ قَبَضَ الشَّعِيْرَ وَطَحَنَ ثُلُثَهُ فَجَعَلُوْا مِنْهُ شَيْئًا لِيَأْكُلُوْا يُقَالُ لَهُ الْخَزِيْرَةُ فَلَمَّا تَمَّ إِنْضَاجُهُ أَتَى مِسْكِيْنٌ فَأَخْرَجُوْا إِلَيْهِ الطَّعَامَ ثُمَّ عَمَلَ الثُّلُثَ الثَّانِيَ فَلَمَّا تَمَّ إِنْضَاجُهُ أَتَى يَتِيْمٌ فَسَأَلَ فَأَطْعَمُوْهُ ثُمَّ عَمَلَ الثُّلُثَ الْبَاقِيَ. فَلَمَّا تَمَّ إِنْضَاجُهُ أَتَى أَسِيْرٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَأَطْعَمُوْهُ وَطَوَّوْا يَوْمَهُمْ ذٰلِكَ. فَأُنْزِلَتْ فِيْهِ هٰذِهِ الْآيَةُ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان ((اور وہ اپنا کھانا اللہ کی محبت میں مسکین کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں) کے بارے میں کہ حضرت علی علیہ السلام کو کوئی مسئلہ درپیش ہوا تو اُنہوں نے کچھ جو (گندم) کے بدلے (عوض) کھجور کے باغات میں رات سے لے کر صبح تک مزدوری کی۔ اُنہوں نے جو (مزدوری) کے جو لیئے اُس کا ایک تہائی حصہ پیس کر اُس سے خزیرہ کھانے کے لیئے بنانے لگے۔ جب وہ پک کر تیار ہو گیا تو ایک مسکین آیا (اُس نے سوال کیا) تو اُنہوں نے (مولا علیؑ) اُسے کھانا دے دیا۔ پھر اُنہوں نے دوسرے تہائی سے ایسا کیا جب یہ بھی تیار ہو گیا تو ایک یتیم آ گیا (صدا لگانے والا بن کر) تو اُنہوں نے (مولا علیؑ) وہ کھانا اُسے (یتیم) کھلا دیا۔ پھر اُنہوں نے باقی تہائی (جو) کو پکا کر کھانا تیار کیا (یعنی کھانا پک گیا) تو ایک مشرک قیدی (کھانا مانگنے) آیا۔ پس اُنہوں نے اُسے (قیدی) کھانا کھلا دیا اور خود اُس دِن بھوکے رہے۔ پس اِس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(امام واحدی اَسباب النزول صفحہ ۳۲۹،۳۳۰)

اِس روایت سے بھی یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ یہ آیات اہلِ بیتِ اطہار عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اور بالخصوص مولا علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئیں۔

443 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ مَرِضَا فَعَادَهُمَا جَدُّهُمَا مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَمَعَهُ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَعُمَرُ رضی اللہ عنہ وَعَادَهُمَا مَنْ عَادَهُمَا مِنَ الصَّحَابَةِ، فَقَالُوْا لِعَلِيٍّ: يَا أَبَا الْحَسَنِ لَوْ نَذَرْتَ عَلٰى وَلَدَيْكَ. فَنَذَرَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ علیہا السلام وَجَارِيَةٌ لَهُمَا۔ إِنْ بَرَآ مِمَّا بِهِمَا أَنْ يَصُوْمُوْا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ شُكْرًا فَأَلْبَسَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْغُلَامَيْنِ ثَوْبَ الْعَافِي وَلَيْسَ عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَلِيْلٌ وَلَا كَثِيْرٌ. فَانْطَلَقَ عَلِيٌّ علیہ السلام إِلٰى شَمْعُوْنَ الْيَهُوْدِيِّ الْخَيْبَرِيِّ فَاسْتَقْرَضَ مِنْهُ ثَلَاثَةَ أَصْوُعٍ مِنْ شَعِيْرٍ فَجَاءَ بِهَا فَقَامَتْ فَاطِمَةُ علیہا السلام إِلٰى صَاعٍ فَطَحَنَتْهُ وَخَبَزَتْ مِنْهُ خَمْسَةَ أَقْرَاصٍ عَلٰى عَدَدِهِمْ وَصَلّٰى عَلِيٌّ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَتَى الْمَنْزِلَ فَوُضِعَ الطَّعَامُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَوَقَفَ بِالْبَابِ سَائِلٌ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ بَيْتِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ أَنَا مِسْكِيْنٌ مِنْ مَسَاكِيْنِ الْمُسْلِمِيْنَ أَطْعِمُوْنِي أَطْعَمَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ مَوَائِدِ الْجَنَّةِ فَآثَرُوْهُ وَبَاتُوْا لَمْ يَذُوْقُوْا شَيْئًا إِلَّا الْمَاءَ وَأَصْبَحُوْا صِيَامًا ثُمَّ قَامَتْ إِلٰى صَاعٍ آخَرَ فَطَحَنَتْهُ وَصَلّٰى عَلِيٌّ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَتَى الْمَنْزِلَ فَوُضِعَ الطَّعَامُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَوَقَفَ يَتِيْمٌ بِالْبَابِ وَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ. يَا أَهْلَ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَتِيْمٌ مِنْ أَوْلَادِ الْمُهَاجِرِيْنَ أَطْعِمُوْنِي أَطْعَمَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ مَوَائِدِ الْجَنَّةِ، فَآثَرُوْهُ وَمَكَثُوْا يَوْمَيْنِ وَلَيْلَتَيْنِ لَمْ يَذُوْقُوْا شَيْئًا إِلَّا الْمَاءَ الْقَرَاحَ. وَأَصْبَحُوْا صِيَامًا فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ قَامَتْ فَاطِمَةُ علیہا السلام إِلَى الصَّاعِ الثَّالِثِ وَطَحَنَتْهُ وَخَبَزَتْ وَصَلّٰى عَلِيٌّ علیہ السلام مَعَ

صفحہ نمبر: ۲۴۶

حدیث نمبر: ۴۴۳

صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: دجال مصنف کو پتہ نہیں کیا ہوا کہ اس نے کتابوں کے بدل بدل کر حوالے دینے یہاں پر بند کر دیے حالانکہ تقریباً ہر تفسیر کی کتاب میں یہ افسانہ بشرح و بسط درج ہے مگر افسوس کہ مصنف ایک موضوع روایت کو ویسے ہی بھول گیا حالانکہ وہ بھی اسی ضمن میں تھی وہ موضوع افسانہ حضور مولا علی کے نام کیا گیا ہے جیسے کہ ابن عباس کے نام کیا گیا ہے شاید کسی دجال نے گزشتہ کسی صدی میں سوچا ہو گا کہ "بھئی! اتنے ٹائیٹ پلاٹ کا حامل افسانہ صرف ابن عباس سے ہی کیوں منسوب ہو؟ اسے علی سے بھی منسوب ہونا چاہیے کہ پلاٹ کا نمایاں کردار تو ہے ہی وہ" یہ سوچ کر اس کذاب نے حضور مولا علی پر افترا باندھ کر ان کے نام بھی یہ افسانہ کر دیا۔

النَّبِيِ ﷺ الْمَغْرِبَ فَأَتَى الْمَنْزِلَ فَوُضِعَ الطَّعَامُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَوَقَفَ أَسِيْرٌ بِالْبَابِ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَاأَهْلَ بَيْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَنَا أَسِيْرُ مُحَمَّدٍ ﷺ أَطْعِمُوْنِي أَطْعَمَكُمُ اللّٰهُ. فَآثَرُوْهُ وَبَاتُوا لَمْ يَذُوْقُوا إِلَّا الْمَاءَ الْقَرَاحَ فَلَمَّا أَصْبَحُوْا أَخَذَ عَلِيٌّ عليه السلام الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَأَقْبَلُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَآهُمْ يَرْتَعِشُوْنَ كَالْفَرَاخِ مِنْ شِدَّةِ الْجُوْعِ. قَالَ: يَا أَبَا الْحَسَنِ. مَا أَشَدُّ مَا يَسُوْءُنِي مَا أَرَى بِكُمْ. وَقَامَ فَانْطَلَقَ إِلٰى فَاطِمَةَ علیہا السلام فَرَآهَا فِي مِحْرَابِهَا قَدِ الْتَصَقَ بَطْنُهَا بِظَهْرِهَا وَغَارَتْ عَيْنَاهَا مِنْ شِدَّةِ الْجُوْعِ. فَرَقَّ لِذٰلِكَ وَسَاءَهُ ذٰلِكَ فَهَبَطَ جِبْرِيْلُ عليه السلام فَقَالَ: خُذْهَا يَا مُحَمَّدُ ﷺ هَنَّأَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي أَهْلِ بَيْتِكَ. قَالَ وَمَا أَخُذُ يَا جِبْرِيْلُ؟ فَأَقْرَأَهُ: ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾ السُّوْرَةَ- وَفِي رِوَايَةٍ ﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ﴾ إِلٰى آخِرِهِ-

حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن اور حسین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بیمار ہوئے تو اُن کے نانا جان حضرت محمدؐ نے اِن دونوں کی (حسنینؑ) عیادت کی اور اُن کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہؓ میں سے اور نے بھی اُن کی (حسنینؑ) عیادت کی۔ اُنہوں نے مولا علی علیہ السلام سے کہا اے ابو الحسنؑ (مولا علیؑ کی کُنیت) آپ اپنے بیٹوں کے لیئے نذر مان لیں (شفاء کے لیئے)۔ تو حضرت علی علیہ السلام۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اور اُن کی خادمہ (فِضّہؓ) نے نذر مان لی کہ اگر یہ دونوں (حسنینؑ) صحت یاب ہو گئے تو وہ شکرانہ کے تین دن کے روزے رکھیں گے۔ تو اللہ نے ان دونوں بچوں (حسنینؑ) کو صحت عطا کر دی تو اُس وقت آلِ محمد عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کے پاس کم یا زیادہ کچھ بھی نہ تھا۔ تو حضرت علی علیہ السلام خیبر کے یہودی شمعون کے پاس گئے اور اُس سے تین صاع جو (گندم) بطور قرض لے آئے۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے ایک صاع جو کو پیس کر گھر والوں کی تعداد کے برابر پانچ روٹیاں پکائیں۔ حضرت علیؑ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی معیت میں نمازِ مغرب ادا کی پھر گھر آ گئے تو اُن کے سامنے کھانا رکھا گیا۔ اُسی وقت ایک سائل نے دروازے پر صدا لگائی (آواز دی) اے

محمدؐ کے گھر والو تم پر سلام۔ میں ایک مسکین ہوں تم مجھے کھانا کھلاؤ اللہ تمہیں جنت کے دستر خوان (کھانوں) سے کھلائے گا۔ اُنہوں نے اُس کو ترجیح دی (کھانا اُس کو کھلا دیا) اور رات پانی پی کر گزار لی اور صبح پھر روزے رکھ لیئے۔ پھر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے دوسرا صاع لیا اور اُسے پیس لیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کی اور اپنے گھر چلے آئے تو اُن کے سامنے کھانا رکھا گیا تو اُسی وقت ایک یتیم آ گیا اُس نے دروازے پہ کھڑے ہو کر آواز دی اے محمدؐ کے گھر والو تم پر سلامتی ہو۔ میں مہاجر مسلمانوں میں سے ایک یتیم ہوں تم مجھے کھلاؤ اللہ تم کو جنت کے کھانوں (دستر خوان) سے کھلائے گا۔ پس اُنہوں نے (اہلِ بیتؑ) اُسے اپنے اوپر ترجیح دی اور دو دِن اور دو راتیں اُنہوں نے سوائے پانی کے کچھ نہ کھایا اور اگلے دِن پھر روزے رکھ لیئے۔ جب تیسرے دِن حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے جَو کے تہائی حصہ کو لیا اور اُسے پیس کر اُس کی روٹیاں پکائیں۔ اور حضرت علی علیہ السلام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کر کے گھر چلے آئے تو اُن کے سامنے کھانا رکھا گیا تو اُسی وقت ایک قیدی دروازے پر آ گیا۔ اور اُس نے آواز لگائی۔ اے محمدؐ کے گھر والو تم پر سلام ہو۔ میں محمدؐ کے ہاں قیدی ہوں تم مجھے کھلاؤ اللہ تم کو کھلائے گا۔ پس اُنہوں نے اُسے اپنے اُوپر ترجیح دی اور رات پانی پر ہی گزار لی۔ جب صُبح ہوئی تو حضرت علی علیہ السلام نے حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام کے ہاتھ تھامے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔ جب آپؐ نے اُنہیں دیکھا تو وہ شدتِ بھوک سے چوزوں (محض مثال کے لیئے) کی طرح تڑپ رہے تھے۔

آپؐ نے فرمایا اے ابوالحسنؑ کیا بات ہے کہ میں تمہیں اس حالت میں دیکھ رہا ہوں۔ اور آپؐ اُٹھ کر اُن کے ساتھ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی طرف چل دیئے۔ آپؐ نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو محراب میں پایا جن کی پشت مبارک اُن کے شکم مبارک سے لگ چکی تھی۔ اور اُن کی آنکھیں بُھوک کی شدت سے اندر دھنسی ہوئی تھیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر آپؐ آبدیدہ ہوئے اور دل پر بوجھ آ گیا۔ اُسی وقت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آیات لے لیں۔ اللہ نے آپؐ کے گھر والوں کے بارے میں آپؐ کو خوشخبری دی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اے جبریل علیہ السلام میں کیا لُوں؟ تو اُنہوں نے آپؐ کے سامنے (هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ) یعنی سورۃ الدھر کی تلاوت کی۔ اور ایک روایت میں ہے۔ (اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ) سے لے کر آخری آیت تک تلاوت کی۔

(علامہ آلوسی روح المعانی، جلد ۲۹ صفحہ ۱۵۵، ۱۵۶)

صفحہ نمبر: ۲۴۹
حدیث نمبر: ۴۴۴
صحتِ حدیث: موضوع

آیت نمبر 67 تا 71

❖ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾

اُسی نے دو سمندر رواں کیئے جو آپس میں مِل جاتے ہیں۔ اُن دونوں کے درمیان ایک آڑ (پردہ) ہے وہ حد سے تجاوز نہیں کر سکتے۔ پس تُم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اُن دونوں (سمندروں) سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں۔ پس تُم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(سورۃ الرحمٰن: آیات ۱۹ تا ۲۳)

یہ آیاتِ مقدسہ مولا علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا اور امام حسن علیہ السلام و امام حسین علیہ السلام کی شان بیان کر رہی ہیں۔ عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

444 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى (مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ) قَالَ: عَلِيٌّ وَ فَاطِمَةُ علیہا السلام ﴿بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ﴾ النَّبِيُّ ﴿يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ﴾ قَالَ: اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان (اُسی نے دو سمندر رواں کیئے جو آپس میں مل جاتے ہیں) کے بارے میں کہ اِن سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں اور (ان دونوں کے درمیان ایک آڑ (پردہ) ہے وہ حد سے تجاوز نہیں کر سکتے) اِس سے مراد حضور نبی اکرمؐ ہیں اور (ان دونوں سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں) ان سے مراد امام حسن اور امام حسین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ہیں:

(امام جلال الدین سیوطی الدر منثور، جلد ۶ صفحہ ۱۵۸، ۱۴۲)، (امام حافظ حاکم حسکانی، شواہد التنزیل، جلد ۲ صفحہ ۲۰۹، حدیث ۹۱۹)، (شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، صفحہ ۱۳۸)، (امام ثعلبی تفسیر الکشف والبیان، جلد ۴ صفحہ ۲۸۹)، (امام شبلنجی نور الابصار صفحہ ۱۰۱) (امام ابو نعیم اصفہانی، ما نزل من القرآن فی علی، صفحہ ۲۳۶)

صفحہ نمبر: ۲۵۰
حدیث نمبر: ۴۴۵
صحتِ حدیث: صحیح

ان آیاتِ مقدسہ سے پتہ چلتا ہے کہ مولا علی علیہ السلام اور حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے نکاح مبارکہ سے ان کے ملاپ سے امام حسن و حسین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ پیدا ہوئے اور ان سے آقا کی نسلِ پاک آگے پروان چڑھی۔

آیت نمبر 72

❖ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝

بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔اے ایمان والو تم بھی اُن پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام (بھی) بھیجا کرو۔

(سورۃ الاحزاب: آیت ۵۶)

درود علی علیہ السلام پر

اس آیتِ کریمہ میں اللہ نے حکم دیا ہے رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنے کا آپ سے پوچھا گیا آقا درود کیسے پڑھیں اور کن پر پڑھیں تو آپ نے اپنے ساتھ اپنی اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ پر درود پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا تو اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ میں مولا علی علیہ السلام سرِ فہرست ہیں۔اس پر دلائل دیتے ہوئے میں فقیر محمد یاسین قادری صحاح ستہ سے پوری سند کے ساتھ احادیث بیان کرتا ہوں تاکہ میری بات کو قرآن و حدیث کے دلائل مل جائیں۔

445 حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا أَبُو فَرْوَةَ مُسْلِمُ بْنُ سَالِمٍ الْهَمْدَانِيُّ: قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِيسَى: سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ: لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ: أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقُلْتُ: بَلَى

صفحہ نمبر: ۲۵۱
حدیث نمبر: ۴۴۶
صحتِ حدیث: صحیح

فَأَهْدِهَا لِي. فَقَالَ سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ؟ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ. قَالَ قُوْلُوْا: أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ. إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت کعب بن عُجرہ رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو (اُنہوں نے) فرمایا کیا میں تم کو ایک تحفہ (ہدیہ) نہ دوں جس کو میں نے نبی اکرم ﷺ سے سُنا ہے۔ میں نے کہا کیوں نہیں مجھے وہ ضرور دیں پس اُنہوں نے ارشاد فرمایا ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم آپ پر اور آپ کی اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ پر درود کیسے بھیجا کریں بے شک اللہ نے ہم کو یہ سکھادیا ہے کہ ہم آپ پر سلام کیسے بھیجیں تو آپ نے فرمایا یُوں کہا کرو: اے اللہ درود بھیج حضرت محمد ﷺ پر اور محمدؐ کی آلؑ پر جیسے تُو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل عَلَيْهِمُ السَّلَامُ پر بے شک تُو بہت تعریف والا اور بزرگی والا ہے، اے اللہ برکت نازل کر حضرت محمد ﷺ پر اور محمدؐ کی آلؑ پر جیسے تُو نے برکت نازل کی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل عَلَيْهِمُ السَّلَامُ پر بے شک تُو بڑی تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔

(امام بخاری صحیح بخاری، صفحہ ۵۶۴ حدیث ۳۳۷۰ مطبوعہ دار السلام الریاض)،
(امام دارمی السنن، جلد ۱ حدیث ۱۳۴۲)

446 أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُجَمِّعُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ قُوْلُوْا:

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ أَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

حضرت موسیٰ بن طلحہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی یا رسول اللہؐ ہم آپؐ پر کیسے درود بھیجیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا یوں کہا کرو: اے اللہ درود بھیج حضرت محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر جیسے تُو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو بہت تعریف والا اور بزرگی والا ہے اے اللہ برکت نازل کر حضرت محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر جیسے تُو نے برکت نازل کی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تُو بڑی تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔

(امام نسائی السنن نسائی، صفحہ ۱۸۰، حدیث ۱۲۹۱ مطبوعہ دار الاسلام الریاض)

447 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِإِبْنِ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلٰى قَالَ: لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ: أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً؟ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا: قَدْ عَرَفْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ قُوْلُوْا: أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

صفحہ نمبر: ۲۵۲
حدیث نمبر: ۴۴۷
صحتِ حدیث: صحیح

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میری ملاقات حضرت کعب بن عُجرہ سے ہوئی اُنہوں نے فرمایا کیا میں تم کو ایک تحفہ نہ دوں؟ (اک روز) رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے پس ہم نے آپ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ آپ پر سلام کیسے پڑھنا ہے اِس کا تو ہم کو پتہ چل گیا ہے مگر آپ پر درود کیسے پڑھنا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا، یوں کہا کرو، اے اللہ تُو درود بھیج حضرت محمد ﷺ پر اور محمدؐ کی آلؑ پر جیسے تُو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آلؑ پر بے شک تو بہت تعریف والا اور بزرگی والا ہے اے اللہ تُو برکت نازل کر حضرت محمدؐ پر اور محمدؐ کی آلؑ پر جیسے تُو نے برکت نازل کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آلؑ پر بے شک تُو بڑی تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔

(امام مسلم صحیح مسلم صفحہ ۱۷۳ حدیث ۴۰۶،۶۶ مطبوعہ دارالسلام الریاض)

448 أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: قَالَ لِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً: قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَرَفْنَا كَيْفَ السَّلَامُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ تُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مُجھ سے کعب بن عُجرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں آپ کو ایک تحفہ نہ دُوں؟ ہم نے عرض کی یارسول اللہ آپ پر سلام کیسے پڑھنا ہے اِس کا تو ہمیں پتہ چل گیا ہے مگر آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ (پڑھیں) آپ نے ارشاد فرمایا، یوں کہا کرو۔ اے اللہ تُو محمدؐ پر درود بھیج اور محمدؐ کی آل پر جیسے تُو نے درود بھیجا آلِ ابراہیمؑ پر بے شک تُو بڑی تعریف والا ہے اور بڑی بزرگی والا ہے۔ اے اللہ تُو برکت نازل کر حضرت محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر جیسے تُو نے برکت نازل کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تُو بڑی تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔

صفحہ نمبر: ۲۵۳
حدیث نمبر: ۴۴۸
صحتِ حدیث: صحیح

(امام نسائی السنن النسائی صفحہ ۱۸۰ احدیث ۱۲۹۰ مطبوعہ دار السلام الریاض)،
(امام نسائی السنن النسائی صفحہ ۱۷۹ احدیث ۱۲۸۸ مطبوعہ دار السلام الریاض)

449 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ : قَالَ: قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ : أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ۔ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ هُوَ الَّذِي كَانَ أُرِيَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ۔ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ لَهُ بَشِيْرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللّٰهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُوْلُوْا: أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ. وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور نبی اکرمؐ ہمارے پاس تشریف لائے۔ بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے (حضورؐ کی بارگاہ میں) عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ نے ہمیں آپؐ پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ پس ہم کس طرح آپؐ پر درود پڑھیں؟ رسول اللہ ﷺ خاموش ہوگئے حتی کہ ہم نے سوچا کاش اُس نے سوال نہ کیا ہوتا پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس طرح کہا کرو اے اللہ تُو محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر رحمت فرما۔ جیسا کہ تُو نے آلِ ابراہیمؑ پر رحمت نازل فرمائی ہے۔ اور محمد ﷺ اور آلِ محمدؐ پر برکت نازل فرما جیسا کہ تُو نے آلِ ابراہیمؑ پر تمام جہانوں میں برکت نازل فرمائی ہے۔ بے شک تُو بڑی تعریف والا اور بڑی بزرگی والا ہے۔ اور سلام پڑھو جس طرح تم کو معلوم ہے۔

(امام مُسلم صحیح، صفحہ ۱۷۳ احدیث، ۶۵، ۴۰۵ مطبوعہ دار السلام الریاض)،
(امام اَبی داؤد السنن، صفحہ ۱۴۹ احدیث ۹۸۰ مطبوعہ دار السلام الریاض)

صفحہ نمبر: ۲۵۴
حدیث نمبر: ۴۴۹
صحتِ حدیث: صحیح

صفحہ نمبر: ۲۵۵

حدیث نمبر: ۴۵۰

صحتِ حدیث: حسن

تبصرہ: یہ دجال مصنف کا اپنا ذہنی فساد ہے آلِ محمد میں پہلے نمبر مولا علی نہیں بلکہ سیدہ فاطمہ وغیرہ آتے ہیں، شیطان اپنی نگاہ میں پتہ نہیں کیا ظاہر کرنا چاہتا ہے ہاں البتہ اپنی شیطنت میں اھل بیت اور رسول اللہ ﷺ کی متواتر گستاخی پر گستاخی کیے جارہا ہے اور ان پر ان باتوں کا الزام تھونپے جارہا ہے جن سے اہل بیت کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

حدیث نمبر: ۴۵۱

صحتِ حدیث: صحیح

ایک اور حدیث پاک ہے جس کے الفاظ کچھ یُوں ہیں:

450 حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ: قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ۔

حضرت عُقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں اِسی خبر (یعنی حضور ﷺ پر درود پڑھنے کے بارے میں) کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یُوں کہا کرو اے اللہ تُو رحمت نازل فرما محمد ﷺ نبیٔ اُمّی پر اور محمد ﷺ کی آلؑ پر۔

(امام اَبی داوُد السنن، صفحہ ۱۴۹ حدیث ۹۸۱ مطبوعہ دار السلام الریاض)

اِن ساری احادیثِ مقدسہ سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ جب بھی صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ سے درود پڑھنے کے بارے میں پوچھتے تو رسول اللہ ﷺ ہمیشہ یہی فرماتے محمد ﷺ اور محمدؐ کی آل عَلَیْہِمُ السَّلَامُ پر درود پڑھو۔ اور جب آلِ محمد عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کی بات ہوتی ہے تو مولا علی علیہ السلام پہلے نمبر پر آتے ہیں۔

ایک اور روایت ہے جس کے الفاظ کچھ یُوں ہیں پوری سند کے ساتھ پیشِ خدمت ہے۔

451 أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ خَارِجَةَ قَالَ: أَنَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ: صَلُّوا عَلَيَّ وَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ وَقُولُوا: أَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ۔

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا مجھ پر درود بھیجو اور دُعا میں کوشش کرو اور یوں کہا کرو اے اللہ تُو محمد ﷺ اور محمدؐ کی آل پر رحمت نازل فرما (درود بھیج)۔

صفحہ نمبر: ۲۵۶
حدیث نمبر: ۴۵۲
صحتِ حدیث: صحیح

(امام نسائی السنن، صفحہ ۱۸۰ حدیث، ۱۲۹۳ مطبوعہ دار السلام الریاض)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ دُعا بھی تب قبول ہوتی ہے جب ہم رسول اللہ ﷺ اور ان کی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ پر درود پڑھتے ہیں۔ امام دیلمی اور ابنِ حجر مکی یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

452 قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الدُّعَاءُ مَحْجُوْبٌ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ أَهْلِ بَيْتِهٖ۔

رسول اللہؐ کا ارشاد مبارک ہے۔ جب تک محمد ﷺ اور آپؐ کی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ پر درود نہ پڑھا جائے تو دُعا قبولیت سے رُک جاتی ہے۔

(امام ابن حجر مکی الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۴۵)

بلکہ آپؐ اور آپؐ کی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ پر جب تک درود نہ پڑھا جائے۔ نماز بھی قبول نہیں ہوتی اِسی بات کو امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کچھ یُوں بیان فرمایا ہے۔

- يَا أَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حُبُّكُمْ۔
- فَرْضٌ مِّنَ اللّٰهِ فِي الْقُرْآنِ أَنْزَلَهٗ۔
- كَفَاكُمْ مِّنْ عَظِيْمِ الْقَدْرِ أَنَّكُمْ۔
- مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلٰوةَ لَهٗ۔

اے اہلِ بیتِ رسول اللہ ﷺ تمہاری محبت کو اللہ نے قرآنِ مجید میں فرض اور واجب کر دیا ہے۔ تمہاری عظمت و افضلیت کے لیئے اِتنا ہی کافی ہے جو نمازی آپ پر درود نہ پڑھے اللہ اُس کی نماز ہی قبول نہیں کرتا۔

(دیوان شافعی: صفحہ ۱۱)

ثابت ہوا کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ نے درود پاک حضور ﷺ اور آپؐ کی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ پر پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ شریعتِ مصطفی ﷺ میں درود پڑھنے کا حکم آپؐ اور آپؐ کی اہلِ بیتؑ پر ہے۔ اور صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم پوچھتے تھے حضورؐ اُن کو بتارہے ہیں کہ تم مجھ پر اور میری اہلِ بیتؑ پر درود پڑھو اُن کو شاملِ درود حضور نبی اکرم ﷺ نے نہیں کیا بلکہ وہ تو پڑھنے والے ہیں اُن کو پڑھنے کا حکم مل

صفحہ نمبر: ۲۵۷
حدیث نمبر: ۴۵۳
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۴۵۴
صحتِ حدیث: صحیح

رہا ہے۔ پتہ چلا صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کا مقام بہت بلند ہے۔ مگر اُن کا مقام و مرتبہ حضورؐ کی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کے بعد کا ہے۔ اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ تو وہ اعلیٰ ذواتِ مقدسہ ہیں جن پر درود پڑھنے کا صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کو حکم مل رہا ہے۔ یہ بات ماننا پڑے گی کہ حضور ﷺ کی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ جیسی عظمت اور افضلیت کسی اور کو نہیں ملی۔ اور مولا علی علیہ السلام حضور ﷺ کی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ میں پہلے نمبر پر ہیں اِس کا مطلب ہے جب تک مولا علی علیہ السلام پر درود نہ پڑھا جائے تو نماز مکمل نہیں ہوتی صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کی بھی یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ علی علیہ السلام جیسا کائنات میں حضور ﷺ کے بعد اور کوئی نہیں۔ درود پاک کے حوالے سے آپؐ کا ایک اور فرمان ہے۔

453 قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَقَدْ صَلَّتِ الْمَلَائِکَةُ عَلَيَّ وَ عَلِيٍّ سَبْعِ سِنِيْنَ۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھ پر اور علی علیہ السلام پر فرشتوں نے سات برس (درود کی آیت نازل ہونے سے پہلے) درود پڑھا ہے۔

(اِمام عبدالرؤف المناوی کنوز الحقائق جلد ۲ صفحہ ۶۵)

امام ترمذی نے اپنی جامع میں یہ حدیث اس سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ جس میں حضورؐ نے اپنی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

454 أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰہِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيْکٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى نَبِيَّ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: کَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْکَ يَا نَبِيَّ اللّٰہِ ﷺ؟ قَالَ: قُوْلُوْا: أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّکَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، وَ بَارِکْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّکَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ۔

حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اللہ کے نبیؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی اے رسول اللہؐ ہم آپؐ پر درود کیسے بھیجیں؟ (پڑھیں) آپؐ نے ارشاد

فرمایا۔ تم یوں کہا کرو۔ اے اللہ تُو رحمت (درود) نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمدؐ کی آل پر جیسا کہ تُونے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تُو بڑی تعریف والا اور بڑی بزرگی والا ہے۔ اور برکت نازل فرما حضرت محمدؐ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر جیسا کہ تُونے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تُو بڑی تعریف والا اور بڑی بزرگی والا ہے۔

(امام نسائی السنن، صفحہ ۱۸۰ حدیث ۱۲۹۲ مطبوعہ دار السلام الریاض)

ایک اور حدیثِ پاک ہے جس کو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں۔

455 أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ - وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ - عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا التَّسْلِيْمُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: قُوْلُوْا: أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ -

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی۔ یا رسول اللہؐ آپؐ کی بارگاہ اقدس میں سلام عرض کرنا تو ہم کو معلوم ہو چکا ہے اب آپؐ پر درود کس طرح پڑھیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا تم یوں کہا کرو۔ اے اللہ تُو حضرت محمدؐ پر رحمت نازل فرما جو تیرے (محبوب) بندے بھی ہیں اور تیرے رسول بھی ہیں۔ جیسا کہ تُونے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر۔ اور تُو برکت نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمدؐ کی آل پر جیسا کہ تُونے برکت نازل کی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر۔

(امام نسائی السنن۔ صفحہ ۱۸۰، ۱۸۱ حدیث ۱۲۹۴ مطبوعہ دار السلام الریاض)

456 حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوْسَى الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ: أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ

صفحہ نمبر: ۲۵۸
حدیث نمبر: ۴۵۵، ۴۵۶
صحتِ حدیث: صحیح

الأَنْصَارِيّ۔ وَعَبْدُاللهِ بْنُ زَيْدٍ الَّذِي كَانَ أُرِيَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ۔ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: أَتَانَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيْرُ ابْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللهُ أَنْ نُصَلِّي عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي؟ عَلَيْكَ، قَالَ: فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: قُوْلُوا: أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ وَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عُلِّمْتُمْ۔ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہماری طرف رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے آپؐ سے عرض کی (یارسول اللہؐ) اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے آپؐ پر درود پڑھنے کا تو ہم آپؐ پر درود کیسے پڑھیں؟ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ اُس کو یہ سوال ہی نہیں پوچھنا چاہیے تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

تم یوں کہا کرو۔ اے اللہ تو حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما اور حضرت محمدؐ کی آل پر جیسا کہ تُو نے رحمت نازل فرمائی۔

حضرت ابراہیمؑ پر اور حضرت ابراہیمؑ کی آل پر اور تُو برکت نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر جیسا کہ تُو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیمؑ پر اور حضرتِ ابراہیمؑ کی آل پر سب جہانوں میں بے شک تُو بڑی تعریف والا اور بڑی بزرگی والا ہے اور سلام پڑھو جس طرح تم کو معلوم ہے۔

(امام ترمذی جامع، صفحہ ۷۳۱، حدیث ۳۲۲۰ مطبوعہ دار السلام الریاض)

پوری صحاح ستہ سے ہم نے احادیث بیان کر دی ہیں اس بات پر کہ اِس آیتِ کریمہ میں جو ایمان والوں کو درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد ہے کہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ اور آپؐ کی اہلِ بیتِ اطہار عَلَیہِمُ السَّلَامُ پر درود و سلام پڑھیں اور جب اہلِ بیت عَلَیہِمُ السَّلَامُ کا ذکر آئے گا تو مولائے کائنات مولا علی علیہ السلام کا ذکر سب سے پہلے آئے گا۔

تو پھر میں فقیــر محمد یاسین قادری یہ بات ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں کہ ایمان والوں کو مولا علی علیہ السلام پر درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور کوئی مائی کا لال مولا علی علیہ السلام کو اہلِ بیت عَلَیہِمُ السَّلَامُ سے خارج نہیں کر سکتا۔

اِس سے بڑھ کر مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کی کیا دلیل ہو گی جس درود کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے کہ اللہ بھی پڑھتا ہے اُس کے فرشتے بھی پڑھتے ہیں اور اے ایمان والو تم بھی پڑھو اِس کا مطلب ہے کہ جہاں اللہ ایمان والوں کا ذکر کر رہا ہے تو اِس کے پہلے مخاطب صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم ہیں اللہ اُن کو حکم دے رہا ہے کہ تم سب میرے مصطفیٰؐ اور اِس کی اہلِ بیت عَلَیہِمُ السَّلَامُ پر درود و سلام پڑھو۔ ایک طبقہ درود پڑھنے والوں کا بن گیا دوسرا طبقہ جن پر درود پڑھنا ہے اُن کا بن گیا اب یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ جن پر درود پڑھا جائے وہ انسانیت میں اعلیٰ وارفع ہوتے ہیں۔

ہم نے انہی پر اکتفاء کیا ہے ورنہ اس موضوع پر ان کے علاوہ بے شمار احادیث موجود ہیں۔

آیت نمبر 73 تا 79

❖ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی ﴿۲﴾ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ﴿۳﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰی ﴿۴﴾ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰی ﴿۵﴾ ذُوْمِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰی ﴿۶﴾ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ﴿۷﴾

قسم ہے روشن ستارے کی جب وہ نیچے اُترے۔ تمہارے صاحب (آقاؐ) نہ کبھی راہ بھولے اور نہ کبھی راہ سے بھٹکے۔ وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے۔ اُن کا کلام سراسر وحی ہوتا ہے جو اُنہیں

صفحہ نمبر: ۲۶۱
حدیث نمبر: ۴۵۷
صحتِ حدیث: موضوع باطل

کی جاتی ہے۔ اُنہیں بڑی قوت والے نے تعلیم دی ہے۔ جو حُسن مطلق ہے پھر اُس نے ظہور کا ارادہ فرمایا۔ اور وہ سب سے اُونچے کنارے پر تھے۔ (سورۃ النجم: آیات ۱تا۷)

قرآنِ مجید کی آیات کے ظاہری معانی بھی ہوتے ہیں اور باطنی بھی اِسی لیئے مفسرینِ عظام نے ایک ایک آیت کے ذیل میں بے شمار احادیث اور روایات بیان کی ہیں تا کہ زیادہ سے زیادہ علم اور معرفتِ قرآن پڑھنے والوں کو حاصل ہو سکے۔ اِن آیاتِ مقدسہ کے ذیل میں ابنِ عساکر ایک روایت لے کر آئے ہیں۔

457 حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہم کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آسمان سے ایک ستارہ ٹوٹ کر گرا تو آپؐ نے فرمایا:

❖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ انْقَضَّ هٰذَا النَّجْمُ فِيْ مَنْزِلِهٖ فَهُوَ الْوَصِيُّ مِنْ بَعْدِيْ۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ یہ ستارہ جس کے گھر گرے گا وہ میرے بعد میرا وصی ہو گا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ سُن کر ایک شخص دیکھنے کے لیئے کھڑا ہوا۔

❖ فَنَظَرُوْا فَإِذَا الْكَوْكَبُ قَدِ انْقَضَّ فِيْ مَنْزِلِ عَلِيٍّ۔

پس اُنہوں نے دیکھا کہ وہ ستارا مولا علی علیہ السلام کے گھر مبارک میں گرا۔

❖ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ غَوَيْتَ فِيْ حُبِّ عَلِيٍّ؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذِهِ الْآيَاتِ ﴿وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝ ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ۝ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝﴾ (سورۃ النجم: آیات ۱تا۷)

کچھ لوگ بُولے (جو تازہ تازہ مسلمان ہوئے تھے) یا رسول اللہؐ کیا آپؐ علیؑ کی محبت میں اتنا آگے بڑھ گئے ہیں؟ (معاذاللہ) پس پھر اللہ تعالیٰ نے (اُن لوگوں کو جواب دینے کے لیے) یہ آیات نازل کیں۔ (قسم ہے روشن ستارے کی جب وہ نیچے اُترے۔ تمہارے صاحب (آقاؐ) نہ کبھی راہ

بُھولے اور نہ کبھی راہ سے بھٹکے۔ وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے۔ اُن کا کلام سراسر وحی ہوتا ہے جو اُنہیں کی جاتی ہے۔ اُنہیں بڑی قوت والے نے تعلیم دی ہے۔ جو حُسن مطلق ہے پھر اُس نے ظہور کا ارادہ فرمایا۔ اور وہ سب سے اُونچے کنارے پر تھے۔)

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق، جلد ۴۵ صفحہ ۲۹۸، ۲۹۹)،
(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۲ صفحہ ۶۱، ۶۲)

کچھ مفسرین نے النجم سے مراد حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ پاک کو بھی لیا ہے اور حضور نبی اکرمؐ کے سفرِ معراج کا ذکر کیا ہے۔ اِس کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اِسی لئے میں فقیر محمد یاسین قادری درِ علی المرتضیٰ علیہ السلام کا خادم اور غلام پہلے ہی یہ عرض کر چکا ہوں کہ قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی آیات اپنے اندر بے شمار معانی اور مفاہیم سموئے ہوئے ہیں۔ جتنا کسی کا ظرف ہو اُتنا اُس کو مل جاتا ہے۔

آیت نمبر 80

❖ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۟

اور اللہ ایمان والوں کے لئے جنگ (احزاب، خندق) میں کافی ہو گیا، اور اللہ بڑی قوت والا عزت والا ہے۔

(سورۃ الاحزاب: آیت ۲۵)

علی علیہ السلام کی لڑائی ہی اللہ کی لڑائی ہے

یہ آیتِ کریمہ غزوہ خندق کے موقع پر مولا علی علیہ السلام کی شجاعت و بہادری پر، جو عمرو ابن عبدود کو مولا علی علیہ السلام نے قتل کیا تھا کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب عمرو ابن عبدود نے مسلمانوں کو للکارا تھا تو اُس کے مقابلے کے لیئے مولا علی علیہ السلام اُٹھے تھے جب حضرت علی علیہ السلام نے اُس کو قتل کیا تو اُس پر رسول اللہ ﷺ نے بھی ایک تاریخ ساز جملہ ارشاد فرمایا۔

458 عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمُبَارَزَةُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام لِعَمْرِو بْنِ عَبْدِ وُدٍّ يَوْمَ الْخَنْدَقِ أَفْضَلُ مِنْ أَعْمَالِ أُمَّتِي إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے وہ اُن کے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے جو عمرو ابن عبد ود سے لڑائی کی علی علیہ السلام کی جنگ خندق میں ایک ضربت میری تمام اُمت کی قیامت تک کے اعمال سے افضل ہے۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودۃ، صفحہ ۴۶، ۱۰۹)

مولا علی علیہ السلام کی یہ ضرب اور نیکی ایسا کارنامہ ہے جو اسلام کی تاریخ میں سنہری حروف میں موجود ہے۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کی غیرت کو للکارتا تھا اِسی لیئے آپؐ نے اُس کافر کے قتل پر مولا علی علیہ السلام کی شان میں یہ تاریخ ساز جملے ارشاد فرمائے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے علی علیہ السلام کی شجاعت و بہادری پر یہ جملے ارشاد فرمائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی آیات کا آنا بنتا تھا تو اِسی لیئے اللہ رب العزت نے مولا علی علیہ السلام نے جو اسلام کی اور رسول اللہ ﷺ کی مدد کی اللہ نے اِس مدد کو اپنی مدد کہہ کر مولا علی علیہ السلام کی عظمت ورفعت اور افضیلت کا اعلان کر دیا۔ یہ آیتِ کریمہ اس موقع پر نازل ہوئی۔ اہلِ سُنت کی بے شمار تفاسیر اور تواریخ کی کتب میں یہ روایات موجود ہیں۔

459 عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا قَتَلَ عَلِيٌّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ وُدٍّ يَوْمَ الْخَنْدَقِ أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: "وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ" بِعَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے جنگِ خندق والے دِن عمرو بن عبد ود کو قتل کیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت (اور اللہ ایمان والوں کے لیئے (جنگِ خندق میں) کافی ہوگیا علی ابنِ اَبی طالب علیہ السلام کے لیئے نازل کی۔ (یعنی اُن کی شان میں)

(امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق، جلد ۲ صفحہ ۴۲۰، ۴۲۱)، (امام ذہبی میزان الاعتدال، جلد ۲ صفحہ ۳۸۰، ۳۸۱)، (امام جلال الدین سیوطی الدر منثور، جلد ۵ صفحہ ۲۰۹) (علامہ حافظ ابوالقاسم حاکم حسکانی، شواہد التنزیل جلد ۲ صفحہ ۴)

صفحہ نمبر: ۲۶۳

حدیث نمبر: ۴۵۸

صحتِ حدیث: موضوع باطل

حدیث نمبر: ۴۵۹

صحتِ حدیث: موضوع مکذوب مردود مختلق

تبصرہ: یہ حدیث کہیں موجود نہیں ہے نہ حوالہ دادہ کتب میں اور نہ ان کے علاوہ کسی اور کتاب میں، بدبخت ملاں یاسین نے اس کی ساخت و بافت خود کی ہے لعنة الله و الناس أجمعين على الكذابين المختلقين المتمردين إلي يوم الدين۔

460 حَدَّثَنَا لُؤْلُؤُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُقْتَدِرِيُّ فِي قَصْرِ الْخَلِيفَةِ بِبَغْدَادَ، حَدَّثَنَا أَبُو الطَّيِّبِ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْمِصْرِيُّ بِدِمَشْقَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْخَشَّابُ بِتِنِّيسَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: لَمُبَارَزَةُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَام لِعَمْرِو بْنِ عَبْدِ وُدٍّ يَوْمَ الْخَنْدَقِ أَفْضَلُ مِنْ أَعْمَالِ أُمَّتِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

حضرت بہز بن حکیمؓ اپنے والد سے، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنگِ خندق کے دن حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کا عمرو بن عبدود کو جنگ کیلئے پکارنا قیامت تک میری امت کے تمام اعمال سے افضل ہے۔

(امام حاکم المستدرک جلد ۳، حدیث 4327)

461 فَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ الشَّعْرَانِيُّ حَدَّثَنَا جَدِّي حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قُتِلَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ وُدٍّ قَتَلَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَام إِسْنَادُ هٰذَا الْمَغَازِي صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ۔

ابنِ شہاب کہتے ہیں خندق کے دن مشرکین میں سے عمرو بن عبدود قتل کیا گیا اور اس کو حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے قتل کیا تھا۔ اس غزوہ کی سند شیخین کے معیار کے مطابق صحیح ہے۔

(امام حاکم المستدرک جلد ۳، حدیث ۴۳۲۸)

462 حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: كَانَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ وُدٍّ

صفحہ نمبر: ۲۶۴
حدیث نمبر: ۴۶۰
صحتِ حدیث: موضوع باطل

حدیث نمبر: ۴۶۱
صحتِ حدیث: حسن

حدیث نمبر: ۴۶۲
صحتِ حدیث: ضعیف

ثَالِثَ قُرَيْشٍ، وَكَانَ قَدْ قَاتَلَ يَوْمَ بَدْرٍ حَتَّى أَثْبَتَتْهُ الْجِرَاحَةُ. وَلَمْ يَشْهَدْ أُحُدًا. فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْخَنْدَقِ خَرَجَ مُعْلِمًا لِيَرَى مَشْهَدَهُ. فَلَمَّا وَقَفَ هُوَ وَ خَيْلُهُ، قَالَ لَهُ عَلِيٌّ: يَا عَمْرُو قَدْ كُنْتَ تُعَاهِدُ اللهَ لِقُرَيْشٍ أَنْ لَا يَدْعُو رَجُلٌ إِلَى خَلَّتَيْنِ إِلَّا قَبِلْتَ مِنْهُ أَحَدَهُمَا. فَقَالَ عَمْرٌو: أَجَلْ. فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ عليه السلام: فَإِنِّي أَدْعُوكَ إِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَ إِلَى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ وَالْإِسْلَامِ. فَقَالَ: لَا حَاجَةَ لِي فِي ذٰلِكَ. قَالَ: فَإِنِّي أَدْعُوكَ إِلَى الْبَرَازِ، قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، لِمَ؟ فَوَاللهِ مَا أُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَكَ. فَقَالَ عَلِيٌّ: لٰكِنِّي وَاللهِ أُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَكَ. فَحَمِيَ عَمْرٌو فَاقْتَحَمَ عَنْ فَرَسِهِ فَعَقَرَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ فَجَاءَ إِلَى عَلِيٍّ، وَقَالَ: مَنْ يُبَارِزُ؟ فَقَامَ عَلِيٌّ وَهُوَ مُقَنَّعٌ فِي الْحَدِيْدِ، فَقَالَ: أَنَا لَهُ يَا نَبِيَّ اللهِ فَقَالَ: إِنَّهُ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ وُدٍّ اجْلِسْ. فَنَادَى عَمْرٌو: أَلَا رَجُلٌ؟ فَأَذِنَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم فَمَشَى إِلَيْهِ عَلِيٌّ عليه السلام وَهُوَ يَقُوْلُ: لَا تَعْجَلَنَّ فَقَدْ أَتَاكَ مُجِيْبٌ صَوْتَكَ غَيْرُ عَاجِزٍ ذُوْنُبْهَةٍ وَبَصِيْرَةٍ وَالصِّدْقُ مَنْجَا كُلِّ فَائِزٍ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أُقِيْمَ عَلَيْكَ نَائِحَةَ الْجَنَائِزِ مِنْ ضَرْبَةٍ نَجْلَاءَ يَبْقَى ذِكْرُهَا عِنْدَ الْهَزَاهِزِ فَقَالَ لَهُ عَمْرٌو: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: ابْنُ مَنْ؟ قَالَ: ابْنُ عَبْدِ مَنَافٍ أَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام. فَقَالَ: عِنْدَكَ يَا ابْنَ أَخِي مِنْ أَعْمَامِكَ مَنْ هُوَ أَسَنُّ مِنْكَ فَانْصَرِفْ فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُهَرِيْقَ دَمَكَ. فَقَالَ عَلِيٌّ: لٰكِنِّي وَاللهِ مَا أَكْرَهُ أَنْ أُهَرِيْقَ دَمَكَ فَغَضِبَ. فَنَزَلَ فَسَلَّ سَيْفَهُ كَأَنَّهُ شُعْلَةُ نَارٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ نَحْوَ عَلِيٍّ مُغْضَبًا وَاسْتَقْبَلَهُ عَلِيٌّ بِدَرَقَتِهِ فَضَرَبَهُ عَمْرٌو فِي الدَّرَقَةِ فَقَدَّهَا. وَأَثْبَتَ فِيهَا السَّيْفَ وَأَصَابَ

رَأْسَهُ فَشَجَّهُ، وَضَرَبَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى حَبْلِ الْعَاتِقِ، فَسَقَطَ وَ ثَارَ الْعَجَاجُ. فَسَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التَّكْبِيْرَ. فَعَرَفَ أَنَّ عَلِيًّا قَتَلَهُ. فَثَمَّ يَقُوْلُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَعَلَيَّ يَقْتَحِمُ الْفَوَارِسُ هٰكَذَا عَنِّي وَ عَنْهُمْ أَخِّرُوا أَصْحَابِي الْيَوْمَ يَمْنَعُنِي الْفِرَارُ حَفِيْظَتِي وَمُصَمِّمٌ فِي الرَّأْسِ لَيْسَ بِنَابِي إِلَّا ابْنَ عَبْدٍ حِيْنَ شَدَّ إِلَيْهِ وَ حَلَفْتُ فَاسْتَمِعُوْا مِنَ الْكِتَابِ إِنِّي لَا صُدِّقُ مَنْ يُهَلِّلُ بِالتُّقٰى رَجُلَانِ يَضْرِبَانِ كُلَّ ضَرَّابٍ فَصَدَرْتُ حِيْنَ تَرَكْتُهُ مُتَجِدًّا لَا كَالْجَذَعِ بَيْنَ دَكَادِكِ وَرَوَابِي وَ عَفَفْتُ عَنْ أَثْوَابِهِ وَلَوْ أَنَّنِي كُنْتُ الْمُقْطَرِيْزِنُ أَثْوَابِي عَبَدَ الْحِجَارَةَ مِنْ سَفَاهَةِ عَقْلِهِ وَ عَبَدْتُ رَبَّ مُحَمَّدٍ ﷺ بِصَوَابٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَحْوَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ وَوَجْهُهُ يَتَهَلَّلُ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هَلَّا أَسْلَبْتَهُ دِرْعَهُ فَلَيْسَ لِلْعَرَبِ دِرْعًا خَيْرًا مِنْهَا. فَقَالَ: ضَرَبْتُهُ فَاتَّقَانِي بِسَوْءَتِهِ وَ اسْتَحْيَيْتُ ابْنَ عَمِّي أَنِ اسْتَلَبَهُ وَ خَرَجَتْ خَيْلُهُ مُنْهَزِمَةً حَتّٰى أُقْحِمَتْ مِنَ الْخَنْدَقِ۔

حضرت ابنِ اسحاق روایت کرتے ہیں کہ: عمرو بن عبد ود قریش کا ثالث تھا، اس نے بدر کا معرکہ لڑا تھا اور اس میں زخمی بھی ہوا تھا پھر یہ اُحد میں نہیں آیا تھا۔ جب خندق کا موقع آیا تو یہ اپنے جنگی جواہر دکھانے کیلئے اعلان کرتا ہوا نکلا، جب وہ اپنے گھوڑے سمیت کھڑا ہوا، تو حضرت علی علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اے عمرو! تو نے قریش سے عہد کر رکھا ہے کہ کوئی آدمی بھی اس سے دو چیزیں مانگے گا تو، تُو اس کی ایک قبول کرلے گا، عمرو نے کہا: جی ہاں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تجھے اللہ اس کے رسولؐ اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اُس نے کہا: مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تو پھر میں تجھے جنگ کی دعوت دیتا ہوں۔ اُس نے کہا: اے میرے چچا کے

بیٹے! کیوں؟ خدا کی قسم! میں تجھے قتل نہیں کرنا چاہتا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: لیکن تجھے قتل کرنا مجھے بہت پسند ہے۔ وہ آگ بگولا ہو گیا، وہ گھوڑے کو حقیر جانتے ہوئے اس سے نیچے اترا اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور حضرت علی علیہ السلام کی طرف بڑھنے لگا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کے ساتھ کون لڑے گا؟ حضرت علی علیہ السلام لوہے کا لباس پہنے ہوئے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ساتھ میں لڑوں گا۔ آپ نے فرمایا: یہ عمرو بن عبدوُدّ ہے تم بیٹھ جاؤ۔ عمرو نے پھر آواز دی: کیا کوئی مرد نہیں ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو اجازت دے دی۔ حضرت علی علیہ السلام درج ذیل اشعار پڑھتے ہوئے اس کی طرف بڑھے۔

تُو جلد بازی نہ کر، بے شک تیرا اعلان و دعویٰ قبول کرنے والا آ گیا ہے اور وہ عاجز نہیں ہے جو کہ دانائی، بصیرت اور سچائی والا ہے۔ بے شک میں امید رکھتا ہوں کہ میں تجھ پر جنازوں پہ رونے والیاں کھڑی کر دوں گا۔ ایسی چوڑی (بھاری) ضرب کے ساتھ جس کا ذکر جنگوں میں باقی رہے گا۔

عمرو بولا! تم کون ہو؟ آپؑ نے فرمایا: میں علیؑ ہوں۔ اُس نے کہا: کس کا بیٹا؟ آپؑ نے فرمایا: عبدِ مناف کی اولاد میں سے میں ابو طالبؑ کا بیٹا ہوں۔ اُس نے کہا: میرے چچا کے بیٹے تمہارے پاس تمہارے چچا موجود ہیں جو تم سے بڑے بھی ہیں۔ اس لئے تم واپس چلے جاؤ، کیونکہ میں تمہارا خون بہانا اچھا نہیں سمجھتا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا لیکن خدا کی قسم تیرا خون بہانا مجھے ہرگز ناپسند نہیں ہے، اُس کو شدید غصہ آ گیا۔ اُس نے تلوار لہرائی گویا کہ آگ کا شعلہ ہو پھر وہ بہت غصے کی حالت میں حضرت علی علیہ السلام کی جانب بڑھا۔ حضرت علیؑ نے اپنی ڈھال اس کے آگے کر دی عمرو نے ڈھال پر تلوار ماری تو یہ تلوار کو چیرتی ہوئی آپؑ کے سر تک پہنچی جس سے آپؑ کے سر میں زخم ہو گیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے اُس کے کندھے کی رگ پر وار کیا اور وہ گر گیا اور گرد و غبار پھیل گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کی آواز سنی تو سمجھ گئے کہ علی علیہ السلام نے اُس کو (عمرو بن عبدود) مار ڈالا ہے۔ اس موقع پر حضرت علی علیہ السلام نے یہ اشعار پڑھے۔

اے علیؑ! جنگجو ہمیں یوں حقیر جانتے ہیں اور میرے ان ساتھیوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو جو میرے پیچھے ہیں۔

صفحہ نمبر: ۲۶۸
حدیث نمبر: ۴۶۳
صحتِ حدیث: بلاشک وشبہ یقیناً واہی

آج میرے جذبۂ حمیت نے مجھے فرار سے روکا اور میرے سر کا زخم میرے لئے کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔

مگر اب عبد ود کو جب مارا تو میں نے قسم کھائی تو تم غور سے کتاب سنو
دو سخت لڑائی کرنے والوں میں سے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں جو متقی ہو

جب میں نے اُس کو زمین پر ٹپکایا (روندا) ہوا چھوڑا تو وہ ایسا ہو گیا جیسے انسانی دھڑ سخت زمین اور محتاجی کے درمیان ہو۔

اور میں اس کے کپڑوں سے بچ کر رہا اگر میں ان کو اتار لیتا تو میرے کپڑوں کے برابر ہوتے۔ وہ اپنی بے وقوفی (جہالت) کی وجہ سے پتھروں کی عبادت کرتا ہے اور میں محمد ﷺ کے برحق ربّ کی (ٹھیک اور برحق) عبادت کرتا ہوں۔

پھر حضرت علی علیہ السلام، رسول اللہ ﷺ کی طرف آئے، تو اُن کا چہرہ چمک رہا تھا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے اس کی زرہ کیوں نہ اتار لی؟ کیونکہ اس کی زرہ سے اچھی زرہ پورے عرب میں نہیں ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اس پر ضرب لگائی، اس نے اپنا لاشہ مجھ سے بچانے کی کوشش کی۔ تو مجھے اس بات سے حیاء آئی کہ میں اپنے چچا کے بیٹے (مرے ہوئے) کی زرہ اتاروں اور اُس کا گھوڑا واپس بھاگا تو خندق میں جا گرا۔

(امام حاکم المستدرک جلد ۳، حدیث 4329)

نوٹ: عرب میں رواج تھا بزرگوں کو چچا کہہ کر بلایا جاتا تھا۔ ورنہ وہ مولا علیؑ کے سگے چچا کا بیٹا نہیں تھا۔

463 حَدَّثَنَا أَبُوْبَكرِ بْنُ دَارِمٍ الْحَافِظُ حَدَّثَنَا الْمُنْذِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اللخَمِيُّ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا يَحْيىٰ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِبَادِ بْنِ هَانِءٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ لَمَّا قَتَلَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام عَمْرِ و بْنِ عَبْدِ وُدٍّ أَنْشَأَتْ أُخْتُهُ عَمْرَةُ بْنَتُ عَبْدِ وُدٍّ تَرْثِيْهِ فَقَالَتْ:

صفحہ نمبر: ۲۶۹
حدیث نمبر: ۴۶۴، ۴۶۵
صحتِ حدیث: ضعیف

لَوْ كَانَ قَاتِلُ عَمْرٍ و غَيْرَ قَاتِلِهٖ   بَكَيْتُهٗ مَا قَامَ الرُّوْحُ فِيْ جَسَدِيْ
لٰكِنْ قَاتِلُهٗ مَنْ لَا يُعَابُ بِهٖ   وَكَانَ يُدْعٰى قَدِيْمًا بَيْضَةَ الْبَلَدِ

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے عمرو بن عبدود کو قتل کر دیا تو اس کی بہن عمرہ بنتِ عبدود نے اس پر مرثیہ پڑھتے ہوئے یہ اشعار کہے:
اگر عمرو کو علیؑ کے علاوہ کسی اور نے قتل کیا ہوتا تو میں ساری زندگی اُس پر روتی، لیکن اس کا قاتل وہ ہے جس پر کوئی عیب نہیں لگایا جاسکتا اور وہ اوّل دن سے شہر کا باعزت آدمی شمار ہوتا ہے۔
(امام حاکم المستدرک جلد ۳، حدیث ۴۳۳۰)

نوٹ: مولا علیؑ اتنے پاک ہیں کہ دُشمن بھی آپکی طہارت کی گواہی دیتے ہیں۔

464 وَسَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْعُطَارِدِيُّ سَمِعْتُ يَحْيٰى بْنَ آدَمَ يَقُوْلُ مَا شَبِهْتُ قَتْلَ عَلِيٍّ عَمْرًا إِلَّا بِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَهَزَمُوْهُمْ بِإِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ۔

یحیٰ بن آدم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت علی علیہ السلام کے عمرو کو قتل کرنے کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ بھی تشبیہ دی جاسکتی ہے:

❖ فَهَزَمُوْهُمْ بِإِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ۔ (البقرہ:۲۵۱)
”تو انہوں نے ان کو بھگا دیا اللہ کے حکم سے اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو“

(امام حاکم المستدرک جلد ۳، حدیث ۴۳۳۰)

465 أَخْبَرَنَا أَبُوْ جَعْفَرَ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَلَاثَةَ مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا بْنُ لَهِيْعَةَ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَقُتِلَ مَنْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ مِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيِّ ثُمَّ مِنْ بَنِيْ مَالِكِ بْنِ حَسْلٍ عَمْرُوْ بْنُ عَبْدِ وُدِّ بْنِ نَصْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ حَسْلٍ قَتَلَهٗ عَلِيٌّ

بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ ذَكَرْتُ فِي مَقْتَلِ عَمْرٍو بْنِ عَبْدِ وُدٍّ مِنَ الْأَحَادِيْثِ الْمُسْنَدَةِ وَمَعًا عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَ مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ وَمُحَمَّدٌ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ يَسَارٍ مَا بَلَغَنِي لِيَتَقَرَّرَ عِنْدَ الْمُنْصِفِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ وُدٍّ لَمْ يَقْتُلْهُ وَلَمْ نَشْتَرِكْ فِي قَتْلِهِ غَيْرَ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِنَّمَا حَمَلَنِي عَلٰى هٰذَا الْإِسْتِقْصَآءِ فِيْهِ قَوْلُ مَنْ قَالَ مِنَ الْخَوَارِجِ إِنَّ مُحَمَّدٌ بْنُ مَسْلِمَةَ أَيْضًا ضَرَبَهُ ضَرْبَةً وَأَخَذَ بَعْضَ السُّلْبِ وَ وَاللّٰهِ مَا بَلَغَنَا هٰذَا عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَ التَّابِعِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ كَيْفَ يَجُوْزُ هٰذَا وَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ مَا بَلَغَنَا أَنِّي تَرَفَّعْتُ عَنْ سَلْبِ بْنِ عَمِّي فَتَرَكْتُهُ وَهٰذَا جَوَابُهُ لِأَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِحَضْرَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنگِ خندق کے دن بنی عامر بن لوئی پھر مالک بن حسل میں سے عمرو بن عبدود بن نسر بن مالک بن حسل کو قتل کیا گیا۔ اس کو حضرت علی علیہ السلام نے قتل کیا تھا اور عمرو بن عبدود کے قتل کے متعلق میں نے مُسند احادیث ذکر کر دی ہیں، ان تمام روایات سمیت جو حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ اور محمد بن اسحاق بن یسار رضی اللہ عنہ ایسے اہلِ علم کے حوالے سے مُجھ تک پہنچی ہیں، تاکہ مُنصف کا نقطہ نظر واضح ہو جائے کہ عمرو بن عبدود کو صرف حضرت علی علیہ السلام نے ہی قتل کیا تھا، اس کے قتل میں ہم کسی کو حضرت علی علیہ السلام کا شریک نہیں سمجھتے۔ یہ وضاحت کرنے کی ضرورت خوارج کے اس قول کی وجہ سے پیش آئی ''محمد بن مسلمہ نے بھی اس کو ایک ضرب ماری تھی اور اس کی سلب کا کچھ حصّہ بھی اس کو ملا تھا'' خدا کی قسم! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کے حوالے سے بھی ہم تک یہ بات نہیں پہنچی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ حضرت علی علیہ السلام خود فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا کے بیٹے کی سلب خود چھوڑی

تھی اور یہ بات حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات کے جواب میں فرمائی۔

(امام حاکم المستدرک جلد ۳، حدیث 4331)

میں فقیر محمد یاسین قادری درِ علی المرتضیٰ علیہ السلام کا منگتا یہی بات دُنیا کو بتانا چاہتا ہوں قرآن و حدیث کے دلائل سے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد جو ذات سب سے افضل و اعلیٰ ہے جس نے اسلام کے لیئے اپنی خدمات پیش کی ہیں وہ مولا علی علیہ السلام کی ذات ہے۔

آیت نمبر 81

❖ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

اور لوگوں میں کوئی شخص ایسا بھی ہوتا ہے جو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بھی بیچ ڈالتا (فروخت کر دیتا) ہے اور اللہ بندوں پر بڑی مہربانی فرمانے والا ہے۔

(سورۃ البقرہ ۲: آیت ۲۰۷)

اِس آیتِ کریمہ کے بارے میں معلوم کرنے کے لئے جب کتبِ تاریخ اور تفاسیر کا مطالعہ کیا تو پتہ چلا کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ نے اللہ رب العزت کے حکم پر ہجرت کرنے کا فیصلہ کیا تو ہجرت کی رات جب کفارِ مکہ نے آپؐ کو قتل کرنے (معاذ اللہ) کا ارادہ کیا اور تلواریں لے کر آپؐ کو معاذ اللہ شہید کرنے کے ارادہ سے آپؐ کے گھر کی طرف آئے اور گھر کو گھیر لیا تو حضور نبی اکرم ﷺ نے اُس وقت مولا علی علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علی علیہ السلام میرے بستر پر میری چادر اوڑھ کر سو جاؤ اور کل میرے پاس جو لوگوں کی امانتیں پڑی ہوئی ہیں وہ واپس کر کے تم بھی ہجرت کر کے مدینہ آ جانا۔ تو اُس وقت رسول اللہ ﷺ کے بستر پر آپؐ کی چادر اوڑھ کر سونا اِس حال میں کہ صاحبِ بستر پر حملہ کرنے کے لئے کفار باہر تلواریں لیکر کھڑے ہوں یہ ایک قسم کا جان قربان کرنے کے مترادف ہے جو مولا علی علیہ السلام نے کیا مولا علی علیہ السلام بغیر کسی ڈر کے خوف و خطرہ کے صرف اللہ کے دین کے لئے

اللہ کی رضا کے لیئے اُس بستر مبارک پر رسول اللہ ﷺ کی چادر اوڑھ کر سو گئے۔ اِس منظر کو قرآن نے اِس آیتِ کریمہ میں بیان کیا ہے کہ لوگوں میں سے ایک شخص ایسا بھی ہے جس نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کی بلکہ بغیر کسی خوف و خطر کے اُس بستر مبارک پر سو گئے۔ جب کفار نے دیکھا کہ یہ محمد ﷺ کے بستر مبارک پر محمدؐ نہیں یہ تو علی المرتضیٰ علیہ السلام ہیں تو وہ بڑے مایوس اور ناکام ہو کر واپس لوٹ گئے یہاں میں فقیر محمد یاسین قادری ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ جب بھی رسول اللہؐ پر مشکل وقت آیا۔ ہجرت کی رات آپؐ کے بستر مبارک پر سونا ہو، یا غزوہ اُحد کا وہ مشکل دِن جب آپؐ تنہا کھڑے ہیں پاس اور کوئی بھی نہیں ساتھ دینے والا اُس وقت بھی مولا علی علیہ السلام کی ذات پاک رسول اللہ ﷺ کی محافظ بن کر آپؐ کے اردگرد اپنی جان قربان کرنے کی نیت سے کفار سے تنہا لڑائی کرتے نظر آتی ہے جس منظر کو دیکھ کر جبریل امین علیہ السلام نے بھی کہا تھا یا رسول اللہؐ علی علیہ السلام کی صورت میں یہ اللہ کی سب سے بڑی مدد ہے۔

اِس آیتِ کریمہ کے ذیل میں ہم چند روایات پیشِ خدمت کرتے ہیں۔

466 عَنِ السُّدِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ﴾ فِي عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام حِيْنَ هَرَبَ النَّبِيُّ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ إِلَى الْغَارِ وَنَامَ عَلِيٌّ عَلٰى فِرَاشِ النَّبِيِّ ﷺ

حضرت سُدی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا یہ آیتِ کریمہ (اور لوگوں میں کوئی شخص ایسا بھی ہوتا ہے جو اللہ کی رضا کے لیئے اپنی جان بیچ ڈالتا ہے) علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی جب حضور نبی اکرم ﷺ مشرکین کے شر سے بچنے کے لئے غار (ثور) کی طرف تشریف لے گئے اور علی علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے بستر مبارک پر سو گئے۔

467 وَفِي رِوَايَةٍ: لَمَّا نَامَ عَلِيٌّ فِرَاشَهُ قَامَ جِبْرَائِيْلُ عِنْدَ رَأْسِهِ وَ مِيْكَائِيْلُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَجِبْرَائِيْلُ عليه السلام يُنَادِيْ بَخٍّ بَخٍّ مَنْ مِثْلُكَ يَا ابْنَ أَبِي طَالِب عليه السلام؟ يُبَاهِي اللّٰهَ بِكَ الْمَلَائِكَةُ۔

صفحہ نمبر: ۲۷۲
حدیث نمبر: ۴۶۶
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۴۶۷
صحتِ حدیث: کذب موضوع

ایک اور روایت میں ہے جب علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر مبارک پر سوئے تو جبریلِ امین علیہ السلام سرہانے کی طرف اور میکائیلؑ پاؤں کی طرف کھڑے ہوگئے اور جبریلِ امین علیہ السلام نے بلند آواز سے ندا دی مبارک ہو مبارک ہو اے علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام آپؑ جیسا (جان قربان کرنے والا) کون ہے؟ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مخاطب کر کے آپؑ (علیؑ) پر فخر کر رہا ہے۔

(امام سبط ابنِ جوزی، تذکرۃ الخواص، صفحہ ۲۱)، (امام فخر الدین رازی تفسیر الکبیر، جلد ۵ صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴ مطبوعہ تہران)،

(امام غزالی احیاء العلوم، جلد ۳ صفحہ ۲۳۷)، (علامہ شبلنجی نور الابصار، صفحہ ۸۵، ۸۶)،

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، باب ۲۱، صفحہ ۱۰۴، ۱۰۵)،

(امام حُسین بن محمد بن حسن دیار بکری، تاریخ الخمیس، جز اوّل، صفحہ ۳۶۷)

ثابت ہوا کہ پوری کائنات میں مولا علی علیہ السلام جیسا کوئی نظر نہیں آئے گا۔ آپ علیہ السلام نے پیدائش سے لے کر آپؑ کے وصال مبارک تک کوئی بھی پریشانی ہو، لڑائی ہو جنگ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنہا نہیں چھوڑا، مولا علی علیہ السلام ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناصر بن کر ہمیشہ اُن کے ساتھ رہے۔ مولا علی علیہ السلام کی خدمات یہ اعلان کر رہی ہیں کہ حضور نبی اکرمؐ کے بعد علی علیہ السلام جیسا کوئی نہیں۔

آیت نمبر 82 تا 83

❖ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾

اور سبقت لے جانے والے (یہ) پیش قدمی کرنے والے ہیں۔ یہی لوگ (اللہ کے) مقرب ہوں گے۔

(سورۃ الواقعہ: آیات ۱۰، ۱۱)

پہلے مومن اور نمازی علی علیہ السلام ہیں

اِن آیاتِ مقدسہ کے بارے میں تفاسیر میں بے شمار روایات اور احادیثِ مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ مولا علی علیہ السلام ہی سبقت لے جانے والے ہیں۔ ایمان میں اوّل، نماز پڑھنے میں اوّل

صفحہ نمبر: ۲۷۴
حدیث نمبر: ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰
صحتِ حدیث: موضوع باطل

اور اللہ اور رسولؐ کے دین کی خاطر جہاد کرنے میں اوّل اور سب سے سبقت لے جانے والے ہیں۔
بے شمار کتبِ اہلِ سنت میں روایات موجود ہیں۔

468 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلِيٌّ وَ فِيْهِ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ﴾

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپؓ نے فرمایا کہ وہ پہلا شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی وہ علی ابنِ اَبی طالب علیہ السلام ہیں اور اُن کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی (اور سبقت لے جانے والے پیش قدمی کرنے والے ہیں)

469 وَفِي رِوَايَةٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَابِقُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ﴾

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا کہ اِس اُمت میں سبقت لے جانے والے علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہیں اور پھر آپؓ نے یہ آیت تلاوت کی (اور سبقت لے جانے والے پیش قدمی کرنے والے ہیں۔)

(امام جلال الدین سیوطی الدر منثور جلد ۶ صفحہ ۱۷۱)، (امام طبرانی معجم الکبیر، جلد ۳ صفحہ ۱۱۲)، (امام سبط ابنِ جوزی تذکرۃ الخواص، باب ۲ صفحہ ۲۱، ۲۰)، (امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۱ صفحہ ۱۱۷ حدیث ۱۴۱، ۵۹)، (شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، باب ۳۸ صفحہ ۱۳۴، ۱۳۵)

470 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: السُّبَّقُ ثَلَاثَةٌ: السَّابِقُ إِلَى مُوْسٰى، يُوْشَعُ بْنُ نُوْنٍ وَالسَّابِقُ إِلَى عِيْسٰى صَاحِبُ يَاسِيْنَ، وَالسَّابِقُ إِلَى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ سبقت لے جانے والے تین (افراد) ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف (ایمان میں پہل کرنے میں) سبقت لے جانے والے حضرت یوشع بن نون ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سبقت لے جانے

صفحہ نمبر: ۲۷۵

حدیث نمبر: ۴۷۲

صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۴۷۳

صحتِ حدیث: ضعیف

حدیث نمبر: ۴۷۱

صحتِ حدیث: صحیح مگر بوجہ کٹاؤ باطل

والے صاحبِ یاسین ہیں اور حضور نبی اکرمؐ کی طرف سبقت لے جانے والے علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

(امام طبرانی معجم الکبیر، جلد ۱۱ حدیث ۱۱۱۵۲)، (امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد ۹ صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲)، (امام جلال الدین سیوطی الدر منثور، جلد ۵ صفحہ ۴۹۰، ۴۹۱)

471 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضي الله عنه قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ۔

حضرت ابو حمزہ رضی اللہ عنہ جو انصار میں سے تھے روایت کرتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام اسلام (ایمان) لائے۔

(امام ترمذی جامع، صفحہ ۸۴۹ حدیث ۳۷۳۵ مطبوعہ دار السلام الریاض)، (امام طبرانی معجم الکبیر، جلد ۱۱ حدیث ۱۲۱۵۱)، امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد ۹ صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲)

472 عَنْ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رضي الله عنه قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم عَلِيٌّ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلے اسلام (ایمان) لانے والے حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

(امام احمد بن حنبل مسند جلد ۴ صفحہ ۳۶۶، ۳۶۷)، (امام حاکم مستدرک جلد ۳ حدیث ۴۶۶۳)، (امام ابنِ ابی شیبۃ المصنف، جلد ۶ حدیث ۳۲۱۰۶)

473 عَنْ سَلْمَانَ رضي الله عنه قَالَ: أَوَّلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ وُرُوْدًا عَلَى نَبِيِّهَا أَوَّلُهَا إِسْلَامًا، عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اِس اُمت میں سب سے پہلے حوضِ کوثر پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے اور سب سے پہلے اسلام لانے والے علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

(امام طبرانی معجم الکبیر، جلد ۶ حدیث ۶۱۷۴)، (امام ابنِ ابی شیبۃ المصنف، جلد ۷ حدیث ۳۵۹۵۴)، (امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد۔ جلد ۹ صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲)

تبصرہ: مذکورہ حدیث دی گئی سند کے ساتھ صرف ترمذی شریف میں ہے مگر مصنف نے کمالِ بے ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حدیث کا آخری حصہ حذف کر دیا۔ اس طرح کی بددیانتی اور دجالیت کرنا مصنف یاسین کا شعار ہے۔ اس کے علاوہ حوالہ دادہ کتب یعنی معجم الکبیر اور مجمع الزوائد میں یہ حدیث موجود نہیں ہے۔ اس طرح سے کتربیونت سے دجال یاسین نے صحیح حدیث کو باطل میں بدل دیا۔ قارئین کی دلچسپی کے لیے امام ترمذی کی یہی حدیث پوری بیان کر دیتا ہوں اور پھر آپ خود اندازہ کر لیں اولاً: دجال مصنف نے کس طرح سے حذف کے ذریعہ سے صحیح حدیث کو باطل بنا دیا؛ ثانیاً: امام ترمذی نے کسی کی اولیتِ اسلام کو تسلیم کیا۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے:

۞حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ، يَقُولُ: «أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ». قَالَ: عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، - فَذَكَرْتُ ذَلِكَ - لِإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، فَأَنْكَرَهُ وَقَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: " هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو حَمْزَةَ اسْمُهُ: طَلْحَةُ بْنُ يَزِيدَ "۞[1]

[محمد بن بشار اور محمد بن مثنیٰ دونوں نے ہم سے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ محمد بن جعفر نے ہم سے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ شُعبہ نے عمرو بن مُرَّہ سے، اس نے ابو حمزہ سے، جو کہ انصار میں سے ایک مرد ہے، ہمیں حدیث بیان کی: کہا کہ میں نے زید بن ارقم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: "علی سب سے پہلے اسلام لایا"، عمرو بن مرہ نے کہا کہ میں نے ابراہیم نخعی سے اس بات کا ذکر کیا تو انھوں نے اس بات کا انکار کر دیا اور کہا کہ: ابو بکر صدیق سب سے پہلے اسلام لایا: "یہ حدیث حسن صحیح ہے؛ اور ابو حمزہ کا نام طلحہ بن یزید ہے"]

[1] سنن الترمذي: أبي عيسى محمد بن عيسى الترمذي، كتاب المناقب، باب: ٢١، رقم: ٣٧٣٥، ج/ص: ٦٤٢/٥، تحقيق: أحمد محمد شاكر، مكتبة مصطفىٰ البابي الحلبي، مصر سنة ١٩٧٥م

ہم نے بے کم و کاست پوری حدیث درج کر دی ہے اب قارئین حقیقتِ حال کا خود اندازہ کر لیں، اور اس کے ساتھ ہی اس دجال مصنف کی ناپاک ذہنیت اور حماقت کا بھی اندازہ کریں کہ حدیث کا آخری حصہ کیونکر حذف کیا گیا؟ کیا حدیث اس دجال مصنف کے نقطۂ نگاہ کو ثابت کرتی ہے

یا صاف طور پر جھٹلاتی ہے؟ اور پر لطف بات یہ ہے کہ اسی حدیث سے عین پہلے امام ترمذی قبولِ اسلام میں اولیت کی بابت مسلمانوں کے درمیان اختلاف کا ذکر کر رہے ہیں، اختلاف کا ذکر کرنے کے فوراً بعد یہ حدیث لاتے ہیں۔ اس بے ہودہ مصنف کو اگر حضرت ابو بکر صدیق اور سیدہ خدیجہ کبریٰ علیہا السلام کی اولیتِ اسلام سے اس قدر کینہ آمیز ضد و وحشت تھی تو اسے چاہیے تھا کہ ابن عباس کی حدیث بیان کرتا کیونکہ حدیثِ ابن عباس میں صرف حضور مولا علی علیہ السلام کی اولیتِ اسلام کا ذکر ہے، کینہ اندوزی کی ضرورت پڑتی نہ کتربیونت کی۔ایمان داری کی ایمان داری اور بددیانتی کی بددیانتی! یعنی: Honesty in dishonesty پر ملاں جی کو یہ بات کون سمجھائے؟

صفحہ نمبر: ۲۷۶

حدیث نمبر: ۴۷۴

صحتِ حدیث: صحیح مگر کٹ کردہ

حدیث نمبر: ۴۷۵

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۴۷۶

صحتِ حدیث: منکر ضعیف جدا

حدیث نمبر: ۴۷۷

صحتِ حدیث: ضعیف

276 کَنْزُ الْبُرْهَانِ عَلٰی أَفْضَلِیَّةِ عَلِیٍّ فِی الْقُرْآنِ

ایک اور روایت جس کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں۔

474 وَكَانَ أَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ (رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

جو سب سے پہلے شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے وہ علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام تھے۔

(امام بیہقی السنن الکبرٰی، جلد ٦ صفحہ ۲۰۶، ۲۰۷)

475 عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ لِعَلِيٍّ: يَا عَلِيُّ أَنْتَ أَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِيْ وَصَدَّقَ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی علیہ السلام سے یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اے علی علیہ السلام تم سب سے پہلے مُجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی۔

(امام محب طبری الریاض النضرۃ، جلد ۲ صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰ بیروت، لبنان)

476 عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِعَلِيٍّ: يَا عَلِيُّ علیہ السلام أَنْتَ أَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا وَ أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ إِسْلَامًا وَّ أَنْتَ مِنِّيْ مَنْزِلَةَ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى علیہ السلام۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا اے علیؑ تُو ایمان لانے میں سب سے پہلا مومن ہے اور اسلام قبول کرنے میں سب سے پہلا مسلمان ہے اور میرے ہاں تیرا وہی مقام و مرتبہ ہے جو ہارونؑ کا موسیٰ علیہ السلام کے ہاں تھا۔

(امام محب طبری الریاض النضرۃ، جلد ۲ صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹)

477 عَنْ حَبَّةَ الْعُرَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ: أَنَا أَوَّلُ رَجُلٍ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حضرت حبہ عُرنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔

صفحہ نمبر: ۲۷۷

حدیث نمبر: ۴۷۸، ۴۷۹

صحتِ حدیث: ضعیف

حدیث نمبر: ۴۸۰

صحتِ حدیث: حسن مگر بریدہ

تبصرہ: یہاں پر پھر گزشتہ کی طرح سے حسن حدیث کو آخر سے کاٹ کر باطل کر دیا ہے، اپنی بدفطرتی سے کہیں پر یہ دجال مصنف باز نہیں آتا۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ بہت بڑا کذاب ہے اور یہ طبعِ کذاب اسے کہیں ٹکنے نہیں دیتی ورنہ اچھی خاصی صحیح حدیث کی قطع و برید کر کے اسے باطل نہ کرتا۔ سننِ کبری میں یہ حدیث واقع ہے: اور اس کے آخری حصہ میں علی کی اولیتِ صلاۃ کا انکار اور ابوبکر کی اولیتِ صلاۃ کا اقرار ہے، دیکھیے سنن کبری میں حدیث نمبر: ۱۲۲۸۵، ج-۶ق، ی ب فتح الترکی۔ اور یہ وہی ترمذی کی حدیث ہی ہے جس کے بارے میں نے پہلے تفصیل سے بات کی ہے۔

(امام محب طبری الریاض النضرۃ، جلد ۲ صفحہ ۱۱۲)، (امام شیبانی الآحاد والمثانی، جلد ۱، حدیث ۱۷۹)
(امام احمد بن حنبل مسند، جلد ا حدیث ۱۱۹۱)، (امام ابنِ ابی شیبۃ المصنف: جلد ۶ حدیث ۳۲۰۸۵)

478 حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَابِسٍ عَنْ مُسْلِمٍ الْمُلَائِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَصَلَّى عَلِيٌّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیر کے دِن حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی اور منگل کے دِن حضرت علی علیہ السلام نے نماز پڑھی۔

(امام ترمذی جامع، صفحہ ۸۴۸ حدیث ۳۷۲۸، مطبوعہ دار السلام الریاض)، (امام حاکم مستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۵۸۷)،
(امام عبدالرؤف المناوی فیض القدیر، جلد ۴ صفحہ ۳۵۴، ۳۵۵)

479 عَنْ مُجَاهِدٍ رضی اللہ عنہ فِي رِوَايَةٍ طَوِيلَةٍ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ صَلَّى عَلِيٌّ علیہ السلام۔

حضرت مجاہدؒ ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام نے نماز ادا کی۔

(امام ابنِ سعد طبقات الکبریٰ، جلد ۳ صفحہ ۲۰، ۲۱)

480 عَنْ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَلِيُّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے نماز ادا کی۔ (پڑھی)

(امام بیہقی السنن الکبریٰ، جلد ۶ صفحہ ۲۰۵، ۲۰۶)

481 عَنْ أَبِي حَمْزَةَ رضی اللہ عنہ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ علیہ السلام۔

حضرت ابوحمزہ رضی اللہ عنہ جو انصاری شخص ہیں سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا: سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام ایمان لائے۔

حدیث نمبر: ۴۸۱

صحتِ حدیث: صحیح مگر کٹ کردہ

تبصرہ: نمبر ۴۸۱ پر وہی حدیث ہے جس کا تفصیلی ذکر ہم نے نمبر ۴۷۱ کے تحت تبصرات میں کر دیا ہے۔ دجال مصنف نے یہاں پر وہی آخری حصہ کاٹ دیا ہے جس میں علی کی اولیتِ اسلام کا انکار اور ابوبکر کی اولیتِ اسلام کا اقرار ہے۔ یہ حدیث ترمذی میں ہے بقیہ حوالہ دی گئی کتابوں یعنی معجم کبیر اور مجمع الزوائد میں یہ حدیثِ زید بن ارقم نہیں ہے بلکہ ابن عباس کی حدیث ہے جیسا کہ میں نے پہلے بتایا تھا کہ حدیثِ ابن عباس میں صرف علی کی اولیتِ اسلام کا ذکر ہے۔ مگر کتابوں کے حوالوں کے جنون میں دجال نے ہرگز نہیں دیکھا کہ حدیث کس سے مروی ہے؟ یہ حدیث دجال نے کتربیونت کر کے ایک ہی باب میں دوسری دفعہ بیان کر دی ہے صرف نمبرنگ میں اضافہ کی خاطر، اور پوری کتاب میں اس نے یہی کام کیا ہے۔

(امام ترمذی جامع، صفحہ ۸۴۹، حدیث ۳۷۳۵ مطبوعہ دار السلام الریاض)
(امام طبرانی معجم الکبیر، جلد ۱۱: حدیث ۱۲۱۵۱)، (امام ہیثمی مجمع الزوائد، جلد ۹، ص ۱۰۲)

482 عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضي الله عنه قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلِيٌّ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے رسول اللہ کے ساتھ (پر) ایمان لانے والے حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

(امام احمد بن حنبل مُسند: جلد ۴، صفحہ ۳۶۷، ۳۶۸)، (امام حاکم مستدرک: جلد ۳، حدیث ۴۶۶۳)،
(امام ابن أبي شيبة المصنف: جلد ۶، حدیث ۳۲۱۰۶)، (امام طبرانی معجم الکبیر: جلد ۲۲، حدیث ۱۱۰۲)

483 عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاعَلِيُّ لَكَ سَبْعُ خِصَالٍ لَا يُحَاجُّكَ فِيْهِنَّ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. أَنْتَ أَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاللّٰهِ إِيْمَانًا وَ أَوْفَاهُمْ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ أَقْوَمُهُمْ بِأَمْرِ اللّٰهِ وَأَرْأَفُهُمْ بِالرَّعِيَّةِ وَأَقْسَمُهُمْ بِالسَّوِيَّةِ وَأَعْلَمُهُمْ بِالْقَضِيَّةِ وَأَعْظَمُهُمْ مَزِيَّةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی علیہ السلام تیرے لیئے سات ایسی فضیلتیں ہیں جن میں تجھ سے قیامت کے دن تک کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تُو ایمان والوں میں سے سب سے پہلے اللہ پر ایمان لایا۔ اللہ کے عہد کو سب سے زیادہ پورا کرنے والا ہے اور اللہ کے امر (حکم) کو سب سے زیادہ قائم کرنے والا ہے اور رعایا میں سب سے زیادہ عدل و انصاف والا ہے اور سب سے زیادہ برابری (انصاف) کے ساتھ تقسیم کرنے والا اور فیصلہ کرنے میں سب سے زیادہ علم (بصیرت) والا اور قیامت کے دن (اللہ کے ہاں) سب سے زیادہ فضیلت والا ہے۔

(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء: جلد ۱، صفحہ ۶۵، ۶۶)

اس حدیثِ مبارکہ سے یہ بات بالکل رُخِ روشن کی طرح واضح ہو رہی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سب سے پہلے مومن بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے افضل بھی ہیں اگر اللہ اور اُسکے رسول ﷺ کے ارشادات سے انسان افضل نہیں ہوتا تو پھر کیسے ہوتا ہے پوری دُنیا میں مولا علی علیہ السلام کی

صفحہ نمبر: ۲۷۸
حدیث نمبر: ۴۸۲
صحتِ حدیث: شاذ / ضعیف جدا

حدیث نمبر: ۴۸۳
صحتِ حدیث: موضوع

صفحہ نمبر: ۲۷۹

حدیث نمبر: ۴۸۴

صحتِ حدیث: شاذ / ضعیف

تبصرہ: مستدرک کی حدیث صحیح ہے مگر مصنف نے حسبِ عادت اس کے آخری حصہ کو حذف کر دیا لہٰذا اسے شاذ یعنی ضعیف و مردود بنا دیا جبکہ سنن کبری اور خصائص میں یہ حدیث ہے ہی شاذ۔

حدیث نمبر: ۴۸۵

صحتِ حدیث: ضعیف

تبصرہ: یہ جملہ فسادی مصنف نے اپنے پاس سے اضافہ کیا ہے حدیث میں ایسی کوئی بات موجود نہیں اور نہ ہی امام حنبل نے کوئی ایسی بات کہی ہے، اس لعنتی کو جب اولیت کی بات ہوئی تو مرد و عورت کا فرق یاد آ گیا کیونکہ یہاں کوئی اور چارہ نہ تھا اس لیے تفریق مرد و زن میں پڑ گیا، شکر ہے مولوی کی نظر سیدہ فاطمۃ الزہرا کی طرف نہیں اٹھی ورنہ دجال اس مقدسہ کے ساتھ اپنے جنون میں پتہ نہیں کیا کرتے۔

حدیث نمبر: ۴۸۶

صحتِ حدیث: موضوع

ذات ایسی ہے جن کی افضلیت پر سب سے زیادہ احادیثِ مبارکہ موجود ہیں اور یہی بات امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے بھی ارشاد فرمائی ہے۔ جس پر راقم الحروف دلائل کے انبار لگا رہا ہے۔

484 عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں بے شک سب سے پہلے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (پر) ایمان لایا وہ حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۶۶۳)

(امام بیہقی السنن الکبرٰی، جلد ۶، صفحہ ۲۰۵)، (امام نسائی خصائصِ علیؑ: صفحہ ۳)

485 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ بَعْدَ خَدِيْجَةَ سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْهَا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبری سلام اللہ علیہا کے بعد سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام ایمان لائے۔

(یعنی عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ) اور مردوں میں سے حضرت علی علیہ السلام ایمان لائے۔

(امام احمد بن حنبل مُسند: جلد ۱، حدیث ۳۰۶۲)، (امام محب طبری، الریاض النضرۃ: جلد ۲، صفحہ ۱۰۹)

486 عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ لِعَلِيٍّ: يَا عَلِيُّ أَنْتَ أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِي وَصَدَّقَ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی علیہ السلام سے فرماتے ہوئے سُنا۔ اے علی علیہ السلام تم سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی۔

(امام محب طبری الریاض النضرۃ: جلد ۲، صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰ بیروت لبنان)

487 عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَوَّلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وُرُوْدًا عَلٰى نَبِيِّهَا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَوَّلُهَا إِسْلَامًا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اِس اُمت میں سب سے پہلے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس (حوضِ کوثر پر) حاضر ہونے والے۔ اسلام لانے (اعلان کرنے) میں سب سے پہلے حضرت علی ابنِ اَبی طالب علیہ السلام ہیں۔

(امام ابنِ أبی شیبة المصنف: جلد ۷، حدیث ۳۵۹۵۴، بیروت، لبنان)، (امام شیبانی الآحاد والمثانی جلد ۱: حدیث ۱۷۹)، (امام طبرانی معجم الکبیر: جلد ۶، حدیث ۶۱۷۴)، (امام ہیثمی مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: جلد ۹ ص ۱۰۲، ۱۰۱)، (امام محب طبری الریاض النضرة، جلد ۲: ص ۱۱۰)

488 عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: إِنِّي سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام يَقُوْلُ: أَنَا الصِّدِّيْقُ الْأَكْبَرُ اٰمَنْتُ قَبْلَ أَنْ يُّؤْمِنَ أَبُوْبَكْرٍ وَّ أَسْلَمْتُ قَبْلَ أَنْ يُّسْلِمَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ۔

حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت علی ابنِ اَبی طالب علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا: میں صدیق اکبر ہوں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پہلے ایمان لایا ہوں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پہلے میں نے اسلام قبول کیا۔

(امام محب طبری الریاض النضرة: جلد ۲، صفحہ ۱۱۰، بیروت لبنان)، (ذخائر العقبٰی، ص ۵۸)

489 عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ أَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جو سب سے پہلے (رسول اللہؐ) پر ایمان لائے علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام تھے۔

(امام بیہقی السنن الکبرٰی: جلد ۶، صفحہ ۲۰۷، ۲۰۶)

صفحہ نمبر: ۲۸۰

حدیث نمبر: ۴۸۷
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۴۸۸
صحتِ حدیث: منکر ضعیف جدا

حدیث نمبر: ۴۸۹
صحتِ حدیث: شاذ / ضعیف

صفحہ نمبر: ۲۸۱
حدیث نمبر: ۴۹۰
صحتِ حدیث: مرسل صحیح

490 عَنْ حَسَنُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ الْبَصْرِيُّ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ بَعْدَ خَدِيْجَةَ علیہا السلام۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجۃ الکبرٰی سلام اللہ علیہا کے بعد سب سے پہلے حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ایمان لائے۔

(امام بیہقی السنن الکبرٰی: جلد ۶، صفحہ ۲۰۷،۲۰۶)

حدیث نمبر: ۴۹۱، ۴۹۲
صحتِ حدیث: ضعیف

491 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ صَلَّى عَلِيٌّ علیہ السلام۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے نماز پڑھی۔

(امام ترمذی جامع: صفحہ ۸۴۹ حدیث ۳۷۳۴ مطبوعہ دار السلام الریاض)

492 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بَعْدَ خَدِيْجَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ عَلِيٌّ وَقَالَ مَرَّةً أَسْلَمَ۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جس شخص نے حضرت خدیجۃ الکبرٰی سلام اللہ علیہا کے بعد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی وہ علی علیہ السلام ہیں اور (ایک بار پھر) فرمایا (حضرت خدیجۃؓ کے بعد جو سب سے پہلے اسلام لائے) وہ بھی علی علیہ السلام ہیں۔

(امام احمد بن حنبل مُسند: جلد ۱، حدیث ۳۵۴۲)، (امام محمد طیالسی مُسند: جلد ۱، حدیث ۲۷۵۳)
(امام ابنِ عبد البر الاستیعاب جلد ۳، ص ۲۰۰)، امام ابنِ اثیر اُسد الغابۃ جلد ۴، ص ۱۰۲)

حدیث نمبر: ۴۹۳
صحتِ حدیث: منکر ضعیف جدا

493 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أُسْتُنْبِئَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَوْمَ الْأَثْنَيْنِ وَصَلَّى عَلِيٌّ يَوْمَ الثَّلَاثِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ پیر کے دن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت عطا ہوئی اور منگل کے دن حضرت علی علیہ السلام نے نماز پڑھی۔

(امام محب طبری الریاض النضرۃ: جلد ۲، صفحہ ۱۱۱،۱۱۰)

494 عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَأَخُوْ رَسُوْلِهِ ﷺ وَأَنَا الصِّدِّيْقُ الْأَكْبَرُ لَا يَقُوْلُهَا بَعْدِيْ إِلَّا كَذَّابٌ صَلَّيْتُ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِ سِنِيْنَ۔

حضرت عباد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میں اللہ کا بندہ ہوں اور اُس کے رسولؐ کا بھائی ہوں اور میں صدیقِ اکبر ہوں میرے بعد اس (صدیقِ اکبر) کا دعوٰی کوئی جھوٹا ہی کرے گا۔ میں نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی ہے۔

(امام ابنِ ماجہ السنن: صفحہ ۱۹، حدیث ۱۲۰، مطبوعہ دار السلام الریاض)

495 عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: صَلَّيْتُ قَبْلَ أَنْ يُّصَلِّيَ النَّاسُ سَبْعَ سِنِيْنَ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کے نماز پڑھنے سے سات سال پہلے نماز پڑھی۔

(امام محب طبری ذخائر العقبٰی، صفحہ ۵۹)

496 عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ خَدِيْجَةُ أَوَّلُ مَنْ صَدَّقَ وَعَلِيٌّ أَوَّلُ مَنْ صَلّٰى إِلَى الْقِبْلَةِ۔

حضرت حکم بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجۃ الکبرٰی سلام اللہ علیہا وہ ہستی ہیں جو (حضور نبی اکرم ﷺ) کی سب سے پہلے (نبوت کی) تصدیق کرنے والی ہیں اور حضرت علی علیہ السلام وہ (ہستی) ہیں جو سب سے پہلے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والے ہیں۔

(امام محب طبری، الریاض النضرۃ: جلد ۲، صفحہ ۱۱۲، ۱۱۱)

497 عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مَا أَعْرِفُ أَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ عَبْدَ اللّٰهِ بَعْدَ نَبِيِّنَا غَيْرِيْ عَبَدْتُ اللّٰهَ قَبْلَ أَنْ يَّعْبُدَهُ أَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ تِسْعَ سِنِيْنَ۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں اِس اُمت میں سے کسی ایک شخص کو نہیں جانتا جو ہمارے نبی اکرم ﷺ کے بعد میرے سوا جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہو میں نے اِس اُمت کے ہر شخص کی عبات سے نو سال پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔

(امام نسائی خصائص علیؑ: صفحہ ۳۰)

صفحہ نمبر: ۲۸۲
حدیث نمبر: ۴۹۴، ۴۹۵
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۴۹۶
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

حدیث نمبر: ۴۹۷
صحتِ حدیث: موضوع

صفحہ نمبر: ۲۸۳

حدیث نمبر: ۴۹۸

صحتِ حدیث: ضعیف جدا

حدیث نمبر: ۴۹۹

صحتِ حدیث: ضعیف

تبصرہ: مصنف نے ایک ہی نمبر کے تحت چار آثار کو جمع کر دیا، تاہم ہر اثر ضعیف ہے یا ضعیف جدا۔ اکثر شبہ موضوع اور بعض بالکل موضوع ہیں، اکثر میں محمد بن عمر واقدی آیا ہے اور واقدی کی حدیث بہر حال ناقابل قبول ہے کیونکہ اکثر نے انہیں "کذاب" کہا ہے۔

تبصرہ: اھل حق تو حضور مولا علی کا موازنہ کسی سے نہیں کرتے، کذاب مصنف اور اس کے ساتھی دجالین ہی یہ گھناؤنا کام کرتے ہیں دجال مصنف جس کام سے دوسروں کو روک رہا ہے وہی کام خود کیے جا رہا ہے، یہ مردود مولا علی کے فضائل نہیں بیان کر رہا بلکہ پوری کتاب میں مولا علی کا دوسروں سے موازنہ، مقابلہ اور مفاضلہ کیے جا رہا ہے کتنا بڑا منافق اور ننگِ اہل بیت اطہار ہے۔ اس لعنتی نے اھلِ بیت اطہار علیہم الصلاۃ و السلام کو کہاں لا کھڑا کیا ہے؟ شیاطین صدیوں سے یہی کام کرتے چلے آ رہے ہیں۔

498 عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْأَثْنَيْنِ وَصَلَّتْ خَدِيجَةُ اٰخِرَ يَوْمِ الْأَثْنَيْنِ وَصَلَّى عَلِيٌّ يَوْمَ الثَّلَاثِ۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے پیر کے دن نماز پڑھی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے اُسی دن پیر کے دن کے آخری حصہ میں نماز پڑھی اور حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے منگل کے دن نماز پڑھی۔

(امام محب طبری الریاض النضرۃ: جلد ۲، صفحہ ۱۰)، (امام محب طبری ذخائر العقبیٰ، صفحہ ۵۸)

499 عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ صَلَّى عَلِيٌّ وَهُوَ ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ: أَسْلَمَ عَلِيٌّ وَهُوَ ابْنُ تِسْعِ سِنِيْنَ وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام حِيْنَ دَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْإِسْلَامِ كَانَ ابْنَ تِسْعِ سِنِيْنَ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ زَيْدٍ وَيُقَالُ: دُوْنَ تِسْعِ سِنِيْنَ وَلَمْ يَعْبُدِ الْأَوْثَانَ قَطُّ لِصِغَرِهٖ۔

حضرت مجاھد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام نے نماز پڑھی اور وہ دس سال کے تھے اور محمد بن عبد الرحمٰن زُرارہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جب حضرت علی علیہ السلام نے اسلام قبول کیا وہ نو سال کے تھے اور حضرت حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے (وہ فرماتے ہیں) جب حضور نبی اکرم ﷺ (حضرت علی علیہ السلام کو اسلام کی دعوت دی تو وہ نو سال کے تھے، حضرت حسن بن زید فرماتے ہیں کہا جاتا ہے حضرت علی علیہ السلام نو سال سے کم عُمر میں اسلام لائے مگر اُنہوں (حضرت علی علیہ السلام) نے بچپن میں بھی کبھی بتوں کی پوجا (عبادت) نہیں کی تھی۔

(امام ابن سعد طبقات الکبریٰ: جلد ۳، صفحہ ۲۱،۲۰)

یہ روایت چیخ چیخ کر اعلان کر رہی ہے مولائے کائنات علی علیہ السلام کا کسی سے کوئی موازنہ نہیں بنتا ہے مولا علی علیہ السلام وہ ذات ہیں جو بچپن میں بھی اللہ کی ہی عبادت کرتے تھے جبکہ بے شمار لوگ بچپن تو

دور کی بات ہے جوانی میں بھی بتوں کی پوجا کرتے رہے تو پھر مولا علی علیہ السلام کا مقابلہ دوسرے لوگوں سے کیسے کیا جا سکتا ہے اِسی لیئے تو میں نوکرِ اہلِ بیت عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ محمد یاسین قادری اس بات کے دلائل و براہین دے رہا ہوں کہ تاجدارِ کائنات کے بعد سب سے افضل و اعلیٰ ذات مولا علی علیہ السلام کی ہے۔

500 عَنْ حَبَّةَ الْعُرَنِيِّ رضی اللہ عنہ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ:إِنِّي سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ لَا أَعْتَرِفُ أَنَّ عَبْدًا لَكَ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ عَبَدَكَ قَبْلِيْ غَيْرَ نَبِيِّكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَقَدْ صَلَّيْتُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ النَّاسُ سَبْعًا۔

حضرت حبہ عرنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا، اے اللہ میں نہیں جانتا(یعنی میں ہی جانتا ہوں) کہ مجھ سے پہلے اِس اُمت کے کسی اور شخص نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا تیری عبادت کی ہو یہ بات تین بار دہرائی پھر فرمایا تحقیق میں نے تمام لوگوں کے نماز پڑھنے سے سات سال پہلے نماز پڑھی ہے۔

(امام احمد بن حنبل مُسند: جلد ۱، حدیث ۷۷۶)،(امام محمد طیالسی مُسند: جلد ۱ حدیث ۱۸۸)،
(امام ہیثمی مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: جلد ۹، صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲)

501 عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ إِيَاسِ بْنِ عَفِيْفٍ الْكِنْدِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ: كُنْتُ امْرَأً تَاجِرًا فَقَدِمْتُ الْحَجَّ فَأَتَيْتُ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ لِأَبْتَاعَ مِنْهُ بَعْضَ التِّجَارَةِ وَكَانَ امْرَأً تَاجِرًا. فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَعِنْدَهٗ بِمِنًى، إِذْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ خِبَاءٍ قَرِيْبٍ مِنْهُ فَنَظَرَ إِلَى الشَّمْسِ. فَلَمَّا رَآهَا مَالَتْ. يَعْنِي قَامَ يُصَلِّي قَالَ: ثُمَّ خَرَجَتِ امْرَأَةٌ مِنْ ذٰلِكَ الْخِبَاءِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ ذٰلِكَ الرَّجُلُ. فَقَامَتْ خَلْفَهٗ تُصَلِّي. ثُمَّ خَرَجَ غُلَامٌ حِيْنَ رَاهَقَ الْحُلُمَ مِنْ ذٰلِكَ الْخِبَاءِ فَقَامَ مَعَهٗ يُصَلِّي. قَالَ: فَقُلْتُ لِلْعَبَّاسِ رضی اللہ عنہ: مَنْ هٰذَا يَا عَبَّاسُ رضی اللہ عنہ؟

صفحہ نمبر: ۲۸۴

تبصرہ: تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی کا کوئی مقابلہ و مفاضلہ نہیں ہے اس لیے دجال مصنف کے ایسے جملے محض اس کے غلیظ اندر کے آئینہ دار ہیں یاد رہے کہ جب سرورِ کائنات سے کسی کا بھی مقابلہ، موازنہ اور مفاضلہ ہے ہی ممنوع تو پھر یہ کہنا قطعی طور پر موجبِ عذابِ الٰہی ہے کہ فلاں شخص نبی پاک کے بعد افضل ہے کیونکہ "افضل" صیغہ تفصیل ہے اور صرف مقابلہ و مفاضلہ کے وقت استعمال ہوتا ہے یہ تصورات مخفی ہوں یا ظاہر۔ اس ضمن میں جتنی بھی احتیاط ہو بہتر ہے کہ اسی میں ایمان کا تحفظ ہے۔

حدیث نمبر: ۵۰۰

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۵۰۱

صحتِ حدیث: ضعیف جدا

قَالَ هَذَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ابْنُ أَخِي قَالَ: فَقُلْتُ: مَنِ الْمَرْأَةُ؟ قَالَ: هَذِهِ امْرَأَتُهُ خَدِيجَةُ ابْنَةُ خُوَيْلَدٍ قَالَ: قُلْتُ مَنْ هَذَا الْفَتَى؟ قَالَ: هَذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ابْنُ عَمِّهِ قَالَ: فَقُلْتُ: فَمَا هَذَا الَّذِي يَصْنَعُ؟ قَالَ: يُصَلِّي وَهُوَ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَلَمْ يَتْبَعْهُ عَلَى أَمْرِهِ إِلَّا امْرَأَتُهُ وَابْنُ عَمِّهِ هَذَا الْفَتَى وَهُوَ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَيُفْتَحُ عَلَيْهِ كُنُوزُ كِسْرَى وَقَيْصَرَ قَالَ: فَكَانَ عَفِيفٌ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ يَقُوْلُ: وَأَسْلَمَ بَعْدَ ذَلِكَ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ لَوْكَانَ اللّٰهُ رَزَقَنِيَ الْإِسْلَامَ يَوْمَئِذٍ فَأَكُونَ ثَالِثًا مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت اسماعیل بن ایاس بن عفیف کندی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے جدِ اعلیٰ (دادا) سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک تاجر تھا میں حج کیلئے مکہ آیا پھر عباس بن عبد المطلب علیہ السلام سے ملاقات کے لیئے گیا تاکہ اُن سے کچھ سامانِ تجارت خریدوں کیونکہ وہ بھی ایک تاجر تھے اللہ کی قسم بے شک میں اُنکے ساتھ منیٰ میں تھا جب ایک شخص اپنے قریبی خیمہ سے نکلا پس اُس نے سورج کی طرف دیکھا پھر جب اُس نے سورج کو ڈوبتے (ڈھلتے) ہوئے دیکھا تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ وہ (راوی) کہتے ہیں پھر اُسی خیمہ میں سے ایک عورت نکلی جس سے وہ شخص نکلا تھا اُسکے پیچھے نماز پڑھنے کیلئے کھڑی ہو گئی۔ پھر اُسی خیمہ میں سے قریبِ بلوغت ایک لڑکا نکلا وہ بھی اُسی شخص کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ وہ (راوی) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ کون ہے اے عباس رضی اللہ عنہ؟ اُنہوں نے (عباسؓ) نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب میرے بھائی کا بیٹا ہے، وہ (راوی) کہتے ہیں میں نے پوچھا یہ عورت کون ہے؟ اُنہوں نے (عباسؓ) نے کہا یہ اُسکی بیوی خدیجہ سلام اللہ علیہا بنتِ خویلد ہے۔ وہ (راوی) کہتے ہیں میں نے پوچھا یہ لڑکا کون ہے؟ اُنہوں نے (عباسؓ) نے کہا یہ اُس کے چچا کا بیٹا علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے۔ وہ (راوی) کہتے ہیں میں نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہیں؟ اُنہوں نے کہا یہ نماز پڑھ رہے ہیں اور وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ بے شک وہ نبیؐ ہے۔ حالانکہ اُس کی کوئی اِتباع

صفحہ نمبر: ۲۸۶

تبصرہ: جی ہاں موضوعات و اکاذیب اور ضعیفات کے انبار لگا دیے ہیں، اب ظاہر ہے ان جھوٹوں پر کوئی دجال مصنف جیسا ہی اعتبار کر سکتا ہے کوئی ہوشمند انسان اس دجال کاری کے قریب بھی نہیں پھٹکے گا۔ اور اللہ سب کو ملاعین و شیاطین سے محفوظ و مامون کرے۔

نہیں کرتا سوائے اُسکی بیوی اور اُسکے چچا کے بیٹے اس لڑکے کے اور وہ یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ عنقریب کسریٰ و قیصر کے خزانے اُن پر کھول دیئے جائیں گے (راوی) نے کہا عفیف رضی اللہ عنہ جو کہ اشعث بن قیس کے بیٹے ہیں فرماتے ہیں کہ وہ اسکے بعد اسلام لائے پس اُس کا اسلام لانا اچھا ہے مگر کاش اللہ مجھ کو اُس دن اسلام کی دولت سے نواز دیتا تو میں علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ تیسرا اسلام قبول کرنے والا بن جاتا۔

(امام احمد بن حنبل مُسند: جلد ا، حدیث ۱۷۸۷)، (امام ابنِ عبد البر الاستیعاب: جلد ۳، صفحہ ۱۰۹۵)، (امام محمد ضیاء مقدسی الاحادیث المختارہ: جلد ۸، حدیث ۶۴۷۹)، (امام محب طبری الریاض النضرۃ: جلد ۲، صفحہ ۱۱۲، ۱۱۱)، (امام احمد رضا خان بریلوی فتاوٰی رضویہ: جلد ۲ صفحہ ۱۸۰، ۱۷۹، ۱۸۴، ۱۸۳)

اس حدیثِ مبارکہ سے اُن لوگوں کے عقائد و نظریات کا خاتمہ ہو گیا بلکہ اُنکے عقائد سمندر میں ڈوب گئے جو معاذ اللہ کہتے ہیں علی علیہ السلام کا چوتھا نمبر اِس حدیثِ پاک سے بات واضح ہو چکی، حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اِن تینوں کے سوا کوئی اور اِنکا ساتھ دینے والا نہیں مولا علیؑ پر کسی اور کو ترجیح دینے سے پہلے اُن لوگوں کو یہ حدیث پڑھ لینی چاہیے بلکہ یہاں ہم نے احادیثِ مبارکہ کے انبار لگا دیئے ہیں جن سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مولا علی علیہ السلام کا پہلا نمبر ہے چوتھا نہیں ہے۔ اور یہاں ہم نے صحاح ستہ سمیت اُمھاتُ الکتب سے احادیثِ مبارکہ بیان کی ہیں، پہلا مومن بھی اور پہلا نمازی بھی مولائے کائنات علی المرتضیٰ علیہ السلام کی ذات ہے، دوسروں کیلیئے نہ ابھی نماز تھی نہ ہی اُن کو ایمان کی خبر تھی مولا علی علیہ السلام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کیا کرتے تھے۔ اِس سے بڑھ کر مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کی دلیل کیا ہو گی کہ جب دوسرے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کر رہے تھے تو مولا علی علیہ السلام آپؐ کی تصدیق کر رہے تھے جب لوگ بتوں کے آگے سجدہ ریز تھے مولا علی علیہ السلام اللہ کی بارگاہ میں سر جھکا رہے تھے۔

یہاں جو حدیثِ پاک ہم نے بیان کی ہے جس میں ارشاد ہے کہ مولا علی علیہ السلام نے اپنے بچپن میں بھی کبھی بُتوں کے آگے اپنا سر نہیں جھکایا تھا اسلام کا اعلان کرنے سے بھی پہلے شرک نہیں کیا، کر بھی کیسے سکتے تھے جن کی پرورش اور تربیت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی ہو، کچھ لوگ اُن لوگوں کو مولا

علی علیہ السلام پر فوقیت دیتے ہیں جو کئی سال بعد اسلام کی مخالفت کر کر کے لڑائیاں لڑ لڑ کر کہیں جا کر مسلمان ہوئے اُن کا مولا علی علیہ السلام سے کیا موازنہ بنتا ہے بلکہ اُنکے ساتھ مولا علی علیہ السلام کا موازنہ کرنے والے پرلے درجے کے جاہل بھی ہیں اور گمراہ بھی ہیں۔

502 مولا علی علیہ السلام کی اوّلیت اور افضلیت پر یہ دلیل تواُن لوگوں کیلئے کے ٹو پہاڑ ہے، جو لوگ مولا علی علیہ السلام پر کسی اور کو اولیت دیتے ہوئے کہتے ہیں علی علیہ السلام کا چوتھا نمبر امام احمد رضا خان بریلویؒ لکھتے ہیں ابنِ عساکر کے حوالے سے یہی حضرت عفیف رضی اللہ عنہ والی روایت میں کہ مولا علی علیہ السلام سب سے پہلے مومن بھی ہیں اور سب سے پہلے نمازی بھی ہیں۔

❖ وَلَمْ يُسْلِمْ مَعَهٗ غَيْرُ هٰؤُلَآءِ الثَّلٰثَةِ۔

''اِن تین کے سوا کسی نے اسلام قبول نہیں کیا تھا''

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲، صفحہ ۸۴، ۱۱۸۳)

اِس کا مطلب احمد رضا خان بریلویؒ کو ماننے والوں کو شرم آنی چاہیے علی علیہ السلام کا چوتھا نمبر کہنے سے پہلے ،اِن دلائل کو اللہ کے فضل سے کوئی رد نہیں کر سکے گا۔ جو ترمذی میں امام ترمذی کی ذاتی رائے کے حوالے سے لوگ بات کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مردوں میں پہلے ایمان لائے وہ اِس حوالے سے ہے کہ اُنکی عُمر زیادہ تھی جب وہ ایمان لائے مگر حضرت علی علیہ السلام سے پہلے وہ بھی ایمان نہیں لائے، احادیثِ مبارکہ میں مولا علی علیہ السلام کی ذات ایسی ہے جن کو نفسِ رسولؐ ہونے کا اعزاز حاصل ہے جب آپؑ تاجدارِ کائنات کے نفس ہوگئے تو پھر اس سے بڑھ کر افضلیت اور کیا ہوگی۔ اُن لوگوں کے حسد و بغض اور جہالت پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ افضل ہونے کیلئے فضائل و مناقب کا زیادہ ہونا ضروری نہیں میں اُن سے پوچھتا ہوں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں یا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جو سات نبوی میں ایمان لائے یا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ یہ سارے مولائے کائنات کے بعد ایمان لائے مولا علی علیہ السلام ان سے پہلے مومن بھی تھے اور نمازی بھی تھے تو پھر یہ حضرات مولا علی علیہ السلام سے افضل کیسے ہوگئے ترتیبِ خلافت، ترتیب فضیلت نہیں ہے ورنہ اِس فارمولے کو مان لیں تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ افضلیت میں آخری نبیؐ ماننا پڑے گا۔

صفحہ نمبر: ۲۸۷

حدیث نمبر: ۵۰۲

صحتِ حدیث: باطل استدلال و بیہودہ گوئی

تبصرہ: نمبر ۵۰۲ پر نہ کوئی حدیث ہے نہ اثر، دجال مصنف نے اپنی ہی بیہودہ گوئی پر نمبر لگا دیا کیونکہ قارئین کو جُھل دینے کے اس دجال کے نزدیک نمبر نگ بہت ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ ہر بات پر نمبر حدیث کا دیتا ہے بلکہ ایک ہی حدیث کو بار بار لاتا ہے مگر نمبر اس پر نیا دیتا ہے۔

کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ سب سے آخر میں مبعوث ہوئے ہیں تو اس کا کیا مطلب ہے کہ آپؐ معاذ اللہ افضلیت میں بھی آخری ہیں کوئی مسلمان ایسا سوچ بھی نہیں سکتا بالکل اِسی طرح ظاہری خلافت میں مولا علی علیہ السلام چوتھے خلیفہ راشد ہیں اِس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ معاذ اللہ فضیلت اور افضلیت میں بھی آپؑ کا چوتھا نمبر ہے۔ مولائے کائنات علی علیہ السلام وہ ہیں جن کا ایمان میں، اسلام میں نماز میں، جہاد میں، اعلان میں سب سے پہلا نمبر ہے۔

ایک اور بات کچھ لوگ کرتے ہیں کہ مولا علی علیہ السلام نے پہلے تین خلفاء کے ساتھ مل کر کام کیا ہے اُنکی معاونت کی ہے تو لہٰذا حضرت علی علیہ السلام اُنکے ماتحت کام کرتے تھے اس لیئے وہ تینوں خلفاء مولا علی علیہ السلام سے افضل ہیں، اس دلیل کا میں غلام اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ محمد یاسین قادری رد کرتا ہوں کہ حضرت طالوت ایک مومن بادشاہ تھا اُسکی حکومت میں کئی انبیاء اکرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ نے حضرت داؤد علیہ السلام نے بالخصوص اُنکے ماتحت کام کیا ہے تو اسکا کیا مطلب ہے کہ معاذ اللہ حضرت طالوت انبیاء اکرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ سے افضل ہو گئے تھے بالکل نہیں کسی کی حکومت میں کسی کے غلط کیئے ہوئے فیصلوں کو درست کرنے کا ہرگز مطلب نہیں ہوتا کہ بادشاہ ہی افضل ہوتا ہے، مولا علی علیہ السلام جو کہ سب سے زیادہ علم والے تھے حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کئی فیصلے حضرت عُمر رضی اللہ عنہ سے غلط ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے علم کے مطابق ٹھیک کیئے مگر شریعت کے منافی ہو گئے جو مولا علی علیہ السلام نے درست کیئے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ کہتے تھے اے علی علیہ السلام اگر آپؑ نہ ہوتے تو عُمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔

اس کا یہ مطلب ہے کہ مولا علی علیہ السلام سب سے زیادہ علم والے، حکمت والے، شجاعت والے، زھد، ورع، تقوٰی، طہارت، نفاست، بلاغت ہر لحاظ سے سب سے آگے تھے اِسی لیئے تینوں خلفاء مولا علی علیہ السلام کے محتاج رہے، یہ کوئی دلیل نہیں کہ مولا علی علیہ السلام اُنکے ماتحت کام کرتے تھے تو وہ سب مولا علی علیہ السلام سے افضل ہو گئے۔

بلکہ یہ تو مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ ساری دُنیا کو مولا علی علیہ السلام کی ضرورت پڑی ہے کوئی ایک روایت بھی ایسی نہیں ملے گی کہ مولا علی علیہ السلام یا اُنکے کسی بیٹے نے علم

صفحہ نمبر: ۲۸۸

تبصرہ: یہ سارا صفحہ دجال مصنف کی بونگیوں، مغالطہ آمیز، بحثوں بدبختانہ بیہودگیوں لامحدود لعنتوں سے بھرا ہوا ہے۔ یہاں پر اس دجال کا کفر و ضلال ننگا ہو کر سامنے کھڑا ہو گیا ہے۔

دجال مصنف عظیم الشان صحابہ کرام کے خلاف اپنے بغض و عناد کا لاوا اُگل رہا ہے، لیکن مَیں قارئین کو حقیقت یاد دلا دوں کہ تمام صحابہ کرام بشمول مولا علی ایک دوسرے سے بڑھ کر تھے۔ اوپر اِس اَلعَنُ الناس مصنف نے جتنی بھی مولا علی کی صفات گنوائی ہیں ہر صحابی اپنی اپنی شان کے مطابق انہی صفات کا مظہرِ اتمّ تھا، کوئی کسی سے کم نہ تھا، علم و حکمت ہو یا فکر و تدبر، زہد و تقویٰ ہو یا حیاء داری و پاسداری، وفاداری بشرطِ استواری ہو یا استقامت، طہارت و نفاست ہو کہ شجاعت و جانبازی، مروتِ بے مثال ہو کہ محبتِ لایزال، اخوتِ لاجواب ہو کہ انسانیتِ فیضیاب، غرض کوئی بھی وصف و خوبی ہو اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی مثال آپ تھے۔ دجال مصنف جتنا بھی بکواس کر رہا ہے جتنا بھی صحابہ کرام اور خلفائے راشدین علیہم السلام کے خلاف اپنا نجاست آمیز زہر اُگل رہا ہے اس سب کچھ کے لیے عُرفی کا ایک شعر یاد رکھیں:

عرفی تو میندیش زغوغائے رقیباں
آوازِ سگاں کم نہ کند رزقِ گدا را

[اے عرفی تو دشمنوں کے بے ہنگم شور شرابے کی فکر نہ کر کہ کتّوں کے بھونکنے سے فقیر کا رزق کم نہیں ہوتا]

بس اچھی طرح سے سمجھ لیجیے کہ سارے جہانوں کے دجال مل کر اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے خلاف اپنے بغض و عناد کا گند اچھالتے رہیں تو یہ سب کچھ انہی کے اوپر پڑے گا صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں ذرہ برابر فرق بھی نہ پڑے گا، لاہوتی قوت ہمیشہ ان کے ساتھ رہے گی جبکہ ناسوتی جہنم ان تمام دجالوں کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی آتش فشانی سے استقبال کرے گا، کرتا رہا ہے اور علی الدوام کرتا رہے گا۔

جہنمی مصنف کو حفظِ مراتب کا ذرا سا شعور بھی نہیں ہے صرف شعورِ بَک بَک ہے۔ ملاحظہ کریں کہ کہاں پر طالوت کی مثال لے آیا ہے، یہ شیطان اسرائیلیات کا سہارا لے کر افضلیت کے معاملات کو طے کر رہا ہے یہ سوچے بغیر کہ حضرت داؤد علیہ السلام خود بھی بادشاہِ وقت تھے۔ اب اگر انہیں صرف نبی اللہ ہی مان لیں تو بھی وہ کسی کے ماتحت نہ تھے یعنی طالوت کے ماتحت نہ تھے بلکہ طالوت اُن کے ماتحت رہتے ہوئے انہی کی ہدایات و تعلیمات کے مطابق حکومت چلا رہا تھا۔ بالکل ایسے ہی جیسے بادشاہِ حبشہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ماتحت حکومت چلا رہا تھا۔ انبیاء کے ساتھ غیر انبیاء کا مقابلہ و موازنہ کرنا اور پھر اس کے ذریعہ سے معاملاتِ مفاضلہ طے کرنا گھٹیا لوگوں کا کام ہے۔ کیونکہ بالفعل ان باتوں سے افضلیت کا کوئی تعلق ہے ہی

نہیں۔ یہاں پر بات صلاحیات کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو اُس مقصد کی مطابقت میں صلاحیت سے نوازا ہوتا ہے جس مقصد کے لیے اُس خالق نے اُسے پیدا کیا ہے۔ اصولِ فطرت ہے کہ تقسیمِ مقاصد کے تحت تقسیمِ صلاحیات میں مقابلہ و مفاضلہ محض بیہودگی ہے آسان فہمی کے لیے مثال پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم کی تحت جو صلاحیتیں سائنسدان کو ودیعت کی گئی ہے وہ عالمِ دین کو نہیں عطا ہوئیں، اب اگر کوئی نادان سائنسدان اور عالمِ دین میں مفاضلہ شروع کردے تو یہ مفاضلہ کرنے والے کی اپنی لاعلمی اور بیہودگی ہوگی، کیونکہ دونوں کے میدانِ عمل ہی الگ الگ ہیں ان کے مابین مقابلہ ٔافضلیت کا ہے کا؟ لہٰذا کسی نبی کا کسی بادشاہ سے مفاضلہ کر چھوڑنا محض جہالت و دنائت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

دجال مصنف کو جس طرح سے شعورِ صلاحیات و تقسیمِ صلاحیت بمطابقتِ مقاصد نہیں ہے اسی طرح سے اسے شعورِ معانی بھی نہیں ہے۔ حضور مولا علی علیہ السلام کے ضمن میں اس نے اپنے فقرے میں جو تیسرا لفظ بولا وہ تھا "شجاعت والے" کیسا بیہودہ شخص ہے کہ شجاعت و حسنِ مہارت میں فرق نہیں کر سکا، اگر کر لیتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ کوئی صحابی بھی حضور مولا علی علیہ السلام سے شجاعت میں کم نہیں تھا بلکہ خود مولا علی رضی اللہ عنہ کے ایک قول کے مطابق سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ان سے زیادہ شجاع تھے۔ تاہم حضور مولا علی علیہ السلام کا طرۂ امتیاز مہارتِ تلوار بازی تھی کہ ایسی مہارتِ شمشیر زنی کسی اور کے حصے میں نہ آئی۔ تاہم اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اسلام کے قدم صرف مہارتِ علی سے جمے انتہائی غیر فطری اور احمقانہ بات ہے۔ اسلام کے مستقل قیام میں حضور مولا علی علیہ السلام کا بے مثال کردار ہے مگر دیگر صحابہ کے بے مثال کردار کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ اگر صحابہ کا کردار کارگر نہ ہوتا تو اسلام اپنی ابتدا میں ہی ختم ہو جاتا، اور کسی بھی صورت میں تنہا کردارِ علی اس کے خاتمہ کو روک نہ سکتا۔ اوائل میں کئی ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں جن سے یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ صرف دورِ صحابہ کو ہی اگر دیانتداری سے دیکھیں تو بالیقین پتہ چل جاتا ہے صحابہ کے بغیر اسلام چند قدم بھی آگے نہ بڑھ سکتا تھا۔ اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کسی بھی معاملے میں اپنی ناقص عقل کے تحت انگشت نمائی کرنا محض دنائت و کمینگی ہے، کسی شریف و ہوشمند نفس کا کام نہیں ہے۔

وحکمت کیلئے کسی اور سے جا کر رائے لی ہو بلکہ ساری دُنیا علم و معرفت کیلئے مولا علی علیہ السلام کے گھر حاضر ہوا کرتی تھی۔

اِن احادیثِ مبارکہ پر غور کیا جائے تو افضلیت کا مسئلہ روزِ روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں کہ اے علی علیہ السلام جو فضلتیں تجھ کو ملی ہیں وہ کسی اور کو نہیں مل سکیں۔ جن میں یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے اللہ پر میرے بعد ایمان لانے والی تیری ذات ہے، کہیں فرمایا کہ لوگوں کے نماز پڑھنے سے سات سال پہلے مولا علی علیہ السلام نے اللہ کی عبادت کی ہے، کوئی مانے یا نہ مانے کسی کے حسد و بغض کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں مگر قرآن و حدیث سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد افضل و اعلیٰ مولا علی علیہ السلام کی ذات ہے۔

یہاں کچھ اور احادیثِ مبارکہ قارئین کی نذر کرتے ہیں۔

503 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم السَّبَقُ ثَلاَثَةٌ. فَالسَّابِقُ إِلٰى مُوْسٰى يُوْشَعُ بْنُ نُوْنٍ وَ السَّابِقُ إِلٰى عِيْسٰى صَاحِبُ يٰاسِيْنَ وَالسَّابِقُ إِلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سبقت (پہل) لے جانے والے تین لوگ ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی طرف سبقت لے جانے والے یوشع بن نون رضی اللہ عنہ تھے، اور عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سبقت لے جانے والے صاحبِ یاسین رضی اللہ عنہ (حزقیل رضی اللہ عنہ) تھے۔ اور (مجھ) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سبقت لے جانے والے علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

(امام جلال الدین سیوطی الدر منثور: جلد ۵ صفحہ ۴۹۲، ۴۹۱ بیروت لبنان)،
(امام طبرانی معجم الکبیر: جلد ۵، حدیث ۱۰۹۸۹)، امام ابنِ حجر مکی الصواعق محرقہ: صفحہ ۱۲۵)،
(امام محب طبری ذخائر العقبیٰ: صفحہ ۴۳، ۷۲)، (امام جلال الدین سیوطی جامع الصغیر: جلد ۱، صفحہ ۳۵۷ حدیث ۳۷۹۵)، (امام جلال الدین سیوطی جمع الجوامع: جلد ۳، حدیث ۱۱۰۰۶)،
(امام جلال الدین سیوطی جامع الاحادیث الکبیر: جلد ۶، حدیث ۱۳۱۸۳)

504 عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ: زَوَّجْتُكِ أَقْدَمَهُمْ سِلْمًا، وَأَعْظَمَهُمْ حِلْمًا، وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا۔

صفحہ نمبر: ۲۸۹
حدیث نمبر: ۵۰۳
صحتِ حدیث: باطل موضوع

حدیث نمبر: ۵۰۴
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام سے ارشاد فرمایا (اے بیٹی) میں نے تیری شادی (نکاح) اُس شخص سے کی ہے جو (میری ساری اُمت میں) سب سے پہلے اسلام لانے والا، اور سب سے افضل و اعلیٰ، حلم والا، اور سب سے زیادہ علم والا ہے۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینة و دمشق: جلد ۴۲، صفحہ ۱۳۳)

505 عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ: أَمَّا تَرْضَيْنَ أَنِّي زَوَّجْتُكِ أَقْدَمَهُمْ سِلْمًا، وَ أَكْثَرَهُمْ عِلْمًا، وَ أَفْضَلَهُمْ حِلْمًا وَاللّٰهِ إِنَّ ابْنَيْكِ لَمِنْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

حضرت سُلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام سے ارشاد فرمایا (اے بیٹی) کیا تم اِس بات پر راضی نہیں کہ میں نے تیری شادی (نکاح) اُس شخص سے کی ہے جو (میری ساری اُمت میں) سب سے پہلے اسلام لانے والا، اور (میری ساری اُمت میں) سب سے زیادہ علم والا، اور میری ساری اُمت میں) سب سے افضل و اعلیٰ، حلم والا ہے، اللہ کی قسم تیرے بیٹے نوجوانانِ جنت میں سے ہیں۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینة و دمشق: جلد ۴۲، صفحہ ۱۳۱، ۱۳۲)

506 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: زَوَّجْتُكِ يَا بُنَيَّةُ أَعْظَمَهُمْ حِلْمًا، وَأَقْدَمَهُمْ سِلْمًا، وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام سے) فرمایا اے بیٹی میں نے تیری شادی (نکاح) اُس شخص سے کی ہے جو (میری ساری اُمت میں) سب سے بڑا حلم والا ہے اور (میری ساری اُمت میں) سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے اور (میری ساری اُمت میں) سب سے زیادہ علم والا ہے۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینة و دمشق: جلد ۴۲، ص ۱۳۲)

صفحہ نمبر: ۲۹۰
حدیث نمبر: ۵۰۵
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۵۰۶
صحتِ حدیث: ضعیف

507 عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: زَوَّجْتُكِ أَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَأَقْدَمَهُمْ سِلْمًا، وَأَفْضَلَهُمْ حِلْمًا۔

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ حضرت سیدہ فَاطِمَۃُ الزَّہْرَاءِ علیہا السلام نے مجھے یہ حدیث سُنائی کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اُن سے فرمایا (اے بیٹی) میں نے تیری شادی (نکاح) تمام مومنین میں سب سے زیادہ علم والے، اور سب سے پہلے اسلام لانے والے، اور حلم میں سب سے افضل انسان سے کی ہے۔

(امام ابن عساکر تاریخ مدينة و دمشق: جلد ۴۲ صفحہ ۱۳۲)

508 قَالَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي بِخَطِّ يَدِهٖ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ: أَوَمَا تَرْضَيْنَ أَنِّي زَوَّجْتُكِ أَقْدَمَ أُمَّتِي سِلْمًا، وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا وَأَعْظَمَهُمْ حِلْمًا۔

حضرت ابو عبد الرحمٰنؒ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے والد کی کتاب میں اُنکے ہاتھ سے لکھی ہوئی یہ حدیث ملی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (اے بیٹی) کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ میں نے تیری شادی (نکاح) اُس شخص سے کی ہے جو میری اُمت میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے اور اُن میں (اُمت) سب سے زیادہ علم والا ہے اور اُن میں (اُمت) سب سے افضل و اعلیٰ حلم والا ہے۔

(امام احمد بن حنبل مُسند: جلد ۵، حدیث ۲۰۳۲۲)، (امام طبرانی معجم الکبیر: جلد ۲۰، حدیث ۵۳۸)،
(امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد: جلد ۹ صفحہ ۱۰۰، ۱۰۱)، (امام ہندی کنز العمال، حدیث، ۳۲۹۲۳، ۲۴۷۴)،
(امام جلال الدین سیوطی جمع الجوامع، حدیث، ۴۲۴۷۳، ۲۴۷۴)

509 عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ عَبَدْتُ اللّٰهَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ سِنِيْنَ قَبْلَ أَنْ يَّعْبُدَهٗ أَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ۔

صفحہ نمبر: ۲۹۱

حدیث نمبر: ۵۰۷

صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

تبصرہ: یہ حدیث در حقیقت موضوع ہے کیونکہ اس کے راویوں میں تین راوی ضرار بن صرد، عبدالکریم بن یعفور اور جابر جُعفی کذاب ہیں۔ بعض محققین نے اسے "ضعیف جدا" بھی لکھا ہے ہم نے اسے بھی قبول کر لیا کیونکہ جو حدیث یا اثر "ضعیف جدا" ہو وہ شبہِ موضوع ہوتا ہے لہٰذا کسی مقام پر بھی قابلِ حجت یا لائق اعتماد نہیں ہوتا۔ لہٰذا فی الحقیقت باعتبارِ احتجاج ضعیف جدا موضوع کے ہی ذیل میں آتی ہے۔

حدیث نمبر: ۵۰۸

صحتِ حدیث: ضعیف

حدیث نمبر: ۵۰۹

صحتِ حدیث: موضوع

صفحہ نمبر: ۲۹۲

حدیث نمبر: ۵۱۰

صحتِ حدیث: ضعیف جدا

حدیث نمبر: ۵۱۱

صحتِ حدیث: ضعیف

حدیث نمبر: ۵۱۲

صحتِ حدیث: ضعیف منکر

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اِس اُمت کے کسی بھی فرد کی عبادت سے سات سال پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتا رہا۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۵۸۵)

510 عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ. نُبِّءَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَوْمَ الْأَثْنَيْنِ وَأَسْلَمَ عَلِيٌّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرمؐ کو پیر کے دن نبوت عطا کی گئی اور منگل کے دن حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام اسلام لائے۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۵۸۷)

511 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لِعَلِيٍّ أَرْبَعُ خِصَالٍ لَيْسَتْ لِأَحَدٍ هُوَ أَوَّلُ عَرَبِيٍّ وَأَعْجَمِيٍّ صَلَّى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَهُوَ الَّذِیْ كَانَ لِوَاؤُهٗ مَعَهٗ فِیْ كُلِّ زَحْفٍ وَالَّذِیْ صَبَرَ مَعَهٗ يَوْمَ الْمِهْرَاسِ وَهُوَ الَّذِیْ غَسَلَهٗ وَأَدْخَلَهٗ قَبْرَهٗ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام میں چار خصوصیات (صفات) ایسی ہیں جو کسی اور فرد میں نہیں پائی جاتیں۔ وہ (علیؑ) تمام عرب و عجم میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھی، اور وہ (علیؑ) وہی ہیں کہ ہر جنگ میں جھنڈا اُنہی کے پاس رہا، اور مہراس کے روز اُنہوں (علیؑ) نے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صبر کیا اور وہ (علیؑ) ہی ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا اور قبر مبارک میں اُتارا۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۵۸۲)

512 عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: انْطَلَقَ أَبُوْذَرٍّ وَنُعَيْمُ ابْنُ عَمِّ أَبِيْ ذَرٍّ، وَأَنَا مَعَهُمْ نَطْلُبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَهُوَ بِالْجَبَلِ مُكْتَتِمٌ فَقَالَ أَبُوْذَرٍّ يَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آتَيْنَاكَ نَسْمَعُ مَا تَقُوْلُ، وَإِلَى مَا تَدْعُوْا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

أَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَإِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. فَآمَنَ بِهِ أَبُوْذَرٍّ وَصَاحِبُهُ وَآمَنْتُ بِهِ، وَكَانَ عَلِيٌّ فِي حَاجَةٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَرْسَلَهُ فِيْهَا. وَأُوْحِيَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَصَلَّى عَلِيٌّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ۔

هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور اُنکے چچا کے بیٹے نعیم سفر کیلئے روانہ ہوئے اور میں بھی اُن کے ساتھ تھا ہم رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلے تھے آپؐ ایک پہاڑ میں تشریف فرماتھے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔اے محمد ﷺ ہم آپؐ کا کلام اور دعوت سُننے کیلئے آئے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ پس حضرت ابوذر غفاریؓ اور اُنکے ساتھی آپؐ پر ایمان لے آئے اور میں بھی آپؐ پر ایمان لے آیا۔ حضرت علی علیہ السلام اُس وقت رسول اللہ ﷺ کے کسی کام سے گئے ہوئے تھے آپؐ نے اُنکو بھیجا تھا۔ رسول اللہ ﷺ پر پیر کے دن وحی نازل ہوئی تھی اور منگل کے دن حضرت علی علیہ السلام نے نماز ادا کی تھی۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۵۸۶، ۴۵۸۴)

513 قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ: كَانَ عَلِيٌّ أَوَّلَ مَنْ آمَنَ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ خَدِيْجَةَ سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْهَا۔

حضرت ابنِ عباسؓ ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ تمام لوگوں میں سے حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے بعد حضرت علی ایمان لائے۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۶۵۲)

514 عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوَّلُكُمْ وَارِدًا عَلَى الْحَوْضِ، أَوَّلُكُمْ إِسْلَامًا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تُم میں سے سب سے پہلا حوضِ کوثر پر آنے والا، اور تم میں سے سب سے پہلے اسلام لانے والا (اعلان کرنے والا) علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہے۔ (امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۶۶۲)

صفحہ نمبر: ۲۹۳

حدیث نمبر: ۵۱۳

صحتِ حدیث: ضعیف منکر

تبصرہ: یہ حدیث صحیح، ضعیف، موضوع اور منکر کا ملغوبہ ہے، اگرچہ اسے حاکم کے علاوہ امام احمد نے بھی روایت کیا ہے مگر ہر کہیں یہی ملغوبہ ہے اس وجہ سے ضعیف منکر ہے۔

حدیث نمبر: ۵۱۴

صحتِ حدیث: متروک موضوع

صفحہ نمبر: ۲۹۴
حدیث نمبر: ۵۱۵
صحتِ حدیث: موضوع، جھوٹ

اسلام ہو، ایمان ہو، جہاد ہو، خیرات ہو، شجاعت ہو، کسی بھی جہت سے مولا علی علیہ السلام کی سیرت پڑھیں جہاں جہاں اوّلیت اور پہل کی بات آئے گی تو مولا علی علیہ السلام کا نام ہی نظر آئے گا۔

درج بالا احادیث جو بیان کی گئیں ہیں جن میں مولا علیؑ کو پہلا مسلم اور مومن بتایا گیا ہے اس سے مراد اعلان ہے کیونکہ یہ نفوسِ قدسیہ تو وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اللہ کی توحید کا اقرار کیا اور اُسکی عبادت کی دُنیا میں تو آکر فقط اعلان کیئے ہیں یہ تو تب کے مومن ہیں جب نہ تب تھا نہ کب تھا اس لیئے اعلان کو ان کی حقیقت نہ سمجھا جائے۔ اب آپ بتائیں دُنیا میں کوئی ان سے افضل کیسے ہو سکتا ہے اور اُنکے مقام تک پہنچنا کسی کے بس کی بات نہیں۔

آیت نمبر 84 تا 85

❖ اَجَعَلۡتُمۡ سِقَایَۃَ الۡحَآجِّ وَعِمَارَۃَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ کَمَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَجٰھَدَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ لَا یَسۡتَوٗنَ عِنۡدَ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَھَاجَرُوۡا وَجٰھَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِاَمۡوَالِھِمۡ وَ اَنۡفُسِھِمۡ ۙ اَعۡظَمُ دَرَجَۃً عِنۡدَ اللّٰہِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ﴿۲۰﴾

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجدِ حرام کی آبادی و مرمت کا بندوبست کرنے کو اُس شخص کے (اعمال) کے برابر قرار دے رکھا ہے جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لے آیا اور اُس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہ لوگ اللہ کے ہاں برابر نہیں ہو سکتے اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے رہے وہ اللہ کے ہاں درجہ کے اعتبار سے بہت بڑے ہیں اور وہی لوگ ہی مراد کو پہنچے ہوئے ہیں۔

(سورۃ التوبہ: آیات ۱۹، ۲۰)

515 اِن آیاتِ کریمہ کے شانِ نزول کے حوالے سے بے شمار مفسرینِ عظام نے یہ معروف واقعہ روایت کیا ہے۔ اِک روز مولائے کائنات سرکار علی ابنِ اَبی طالبؑ اور حضرت عباس

صفحہ نمبر: ۲۹۵
حدیث نمبر: ۵۱۶
صحتِ حدیث: موضوع، جھوٹ

بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اور طلحہ بن شیبہ رضی اللہ عنہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تم دونوں سے افضل ہوں میں وہ کام کرتا ہوں یا کیا ہے جو کسی اور نے نہیں کیا میں حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں اور پانی پلانا اللہ کے ہاں بڑا فضیلت والا کام ہے (اس سے پتہ چلتا ہے کہ دور دراز سے جو لوگ خانہ کعبہ میں آتے تھے اُن کو پانی پلانے کی ذمہ داری خاندانِ بنو ہاشمؑ کے پاس تھی)۔ اس کے بعد حضرت طلحہ بن شیبہؓ بولے کہ میں بھی تم دونوں سے افضل ہوں اِس لیئے کہ میں نے مسجدِ حرام کی تعمیر میں حصہ لیا ہے اِس کو آباد اور تعمیر کرنے میں میرا حصہ ہے اور یہ بھی بڑی فضیلت والا کام ہے، اُن کی یہ باتیں سن کر مولا علیؑ خاموش رہے مگر اُن دونوں کے اصرار پر آپؑ نے فرمایا کہ بے شک تم دونوں نے جو اعمال بتائے ہیں وہ بڑے اعلیٰ ہیں مگر میں وہ ہوں جس نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی آپ پر سب سے پہلے ایمان لایا۔ سب سے پہلا نمازی حضورؐ کی معیت میں بنا۔ سب سے پہلے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا میں ہوں۔ آپ پر اپنا سب کچھ قربان کرنے والا میں ہوں۔

516 ایک اور روایت میں جو مولا علیؑ نے ارشاد فرمایا اُس کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔ جب وہ دونوں اپنی اپنی فضیلت بتا رہے تھے تو مولا علیؑ نے فرمایا۔

❖ ضَرَبْتُ خَرَاطِيْمَكُمَا بِالسَّيْفِ حَتّٰى آمَنْتُمَا بِاللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَرَسُوْلِهٖ۔

مولا علی علیہ السلام نے فرمایا میں نے تمہاری ناک پر تلوار ماری ہے۔ یہاں تک کہ تُم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے۔

یہ معاملہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علی علیہ السلام سے پوچھا تو حضرت علی علیہ السلام نے سارا واقعہ سُنا دیا چونکہ اِس پر حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے ناراضگی کا اظہار کیا تھا اِس لیئے پھر اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

صفحہ نمبر: ۲۹۶
حدیث نمبر: ۵۱۷
صحتِ حدیث: موضوع

فَنَزَلَ جِبْرَائِيْلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ رَبُّكَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَ يَقُوْلُ أُتْلُ عَلَيْهِمْ ﴿اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۟ۘ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝﴾

(سورۃ التوبہ: آیات ۱۹، ۲۰)

پس جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ربّ نے آپ کی بارگاہ میں سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ اِن پر یہ آیات پڑھیں (کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجدِ حرام کی آبادی و مرمت کا بندوبست کرنے کو اُس شخص کے (اعمال) کے برابر قرار دے رکھا ہے جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لے آیا اور اُس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہ لوگ اللہ کے ہاں برابر نہیں ہو سکتے اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے رہے وہ اللہ کے ہاں درجہ کے اعتبار سے بہت بڑے ہیں اور وہی لوگ ہی مراد کو پہنچے ہوئے ہیں۔)

یہ آیات سُن کر وہ کہنے لگے ہم نے تسلیم کر لیا کہ ہم سے حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام افضل ہیں تین بار اُنہوں نے اقرار کیا۔ پتہ چلا یہ آیات مولا علی علیہ السلام کی افضیلت پر نازل ہوئیں۔

ایک اور روایت ہے جس کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

517 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۟ۘ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ نَزَلَتْ فِي عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَام، وَالْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَطَلْحَةَ بْنِ شَيْبَةَ ۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان "کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجدِ حرام کی آبادی و مرمت کا بندوبست کرنے کو اُس شخص کے (اعمال) کے برابر قرار دے رکھا ہے جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لے آیا اور اُس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہ لوگ اللہ کے ہاں برابر نہیں ہو سکتے اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے رہے وہ اللہ کے ہاں درجہ کے اعتبار سے بہت بڑے ہیں اور وہی لوگ ہی مراد کو پہنچے ہوئے ہیں" کے بارے میں فرمایا کہ یہ علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام اور حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اور طلحہ بن شیبہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

(امام فخر الدین رازی تفسیر الکبیر، جلد ۱۶ صفحہ ۱۲،۱۱)، (امام جلال الدین سیوطی الدر منثور، جلد ۳ صفحہ ۲۳۷)،
(علامہ زمخشری تفسیر الکشاف، جلد ۲ صفحہ ۲۵۶)، (امام واحدی اسباب النزول، صفحہ ۱۸۱، ۱۸۲)،
(امام ابو نعیم اصفہانی، کتاب مانزل من القرآن فی علیؑ صفحہ ۱۰)،
(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ۔ باب ۲۱ صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷)،
(امام طبری تفسیر طبری، جلد ۱۰ صفحہ ۹۶ جلد ۱۴ صفحہ ۱۷۰)،
(امام حافظ ابو القاسم حاکم حسکانی، شواہد التنزیل جلد ۱ صفحہ ۳۴۴)

اِن روایات سے یہ بات رُخِ روشن کی طرح واضح ہو چکی یہ آیات مولائے کائنات مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کے بارے میں نازل ہوئیں۔ اِسی لیئے میں فقیر محمد یاسین قادری جو مولا علی علیہ السلام کے در کا ادنیٰ سا منگتا ہوں یہ کہتا ہوں کہ کسی بھی پہلو اور جہت سے حضرت علی علیہ السلام کی سیرت کو پڑھیں آپؑ سب سے افضل اور اعلیٰ نظر آئیں گے۔

آیت نمبر 86 تا 87

سَلَامٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۳۱﴾

''سلام ہو الیاسین (الیاس) پر۔ بے شک ہم نیکوکاروں کو اسی طرح صلہ دیا کرتے ہیں''۔

(سورۃ الصافات: آیات ۱۳۰، ۱۳۱)

سلام علی علیہ السلام پر

اِن آیاتِ کریمہ کے ذیل میں آلِ یاسین سے مراد رسول اللہ ﷺ کی آل کو لیا ہے کہ اِس سے مراد حضرت محمد ﷺ کی آل عَلَیْہِمُ السَّلَامُ ہے بے شمار مفسرین اور محدثین نے یہی معنٰی اور مطلب لیا ہے۔

518 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّ الْمُرَادَ بِذٰلِکَ سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّکَذَا قَالَهُ الْکَلْبِیُّ۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا کہ آل سے مراد آلِ محمد عَلَیْہِمُ السَّلَامُ پر سلام پڑھنا ہے اور علامہ کلبی نے بھی یہی فرمایا ہے۔

(امام ابن حجر مکی الصواعق محرقہ، صفحہ ۱۴۷، ۱۴۸)

519 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَلَامٌ عَلٰی اِلْ یَاسِیْنَ نَحْنُ اٰلُ مُحَمَّدٍ ﷺ آلُ یَاسِیْنَ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا سَلَامٌ عَلٰی اِلْ یَاسِیْنَ سے مراد ہم آلِ محمد عَلَیْہِمُ السَّلَامُ ہیں یعنی آلِ یاسین ہیں۔

(امام جلال الدین سیوطی الدر منثور، جلد ۵ صفحہ ۵۳۸، ۵۳۹)

صفحہ نمبر: ۲۹۸

تبصرہ: دجال مصنف کی دھاچوکڑی ملاحظہ ہو کہ آیت میں ال یاسین ہے اور موضوع آثار کے مطابق یہاں پر آلِ محمد مراد ہیں اور یہ دجال کذاب حقائق کو مسخ کرتے ہوئے شہ سرخی باندھ رہا ہے: ''سلام علی پر'' اسی لعین فسادی سے پوچھیں کہ آل محمد کیا صرف مولا علی ہیں؟ یقیناً ایسا نہیں ہے تو پھر اس آیت کے تحت یہ ٹاپک باندھنا سوائے دجالی کے اور کیا ہے۔ آلِ محمد کی فہرست بہت طویل ہے اگر مذکورالتحت موضوعات کو ہی دیکھا جائے تو ان میں تمام آل رسول شامل ہو۔ دوسرا یہ کہ یہاں پر آلِ محمد مراد لینا بذاتِ خود نصِ قرآن کے خلاف ہے۔

یہاں پر یہ ذکر بھی کرتا چلوں کہ علمائے حق کے مطابق اگر آلِ محمد مراد لے بھی لیا جائے تو قرآن کے مطابق اس سے مراد حضور ﷺ کے اُتباع بشمول اھل بیت ہوں گے۔ کیونکہ قرآن کے عمومی اسلوب میں آل سے متبعین مراد لیے گئے ہیں جیسے آلِ عمران، آل فرعون وغیرہ۔ یہاں پر یہ بھی یاد رہے کہ آل محمد سے اہل بیت صرف شیعہ دجال مراد لیتے ہیں۔ اہلِ حق میں سے کوئی بھی آل محمد سے مراد علی الاطلاق اہل بیت مراد نہیں لیتے۔ قارئین یہ بات اچھی طرح یاد رکھیں۔

حدیث نمبر: ۵۱۸

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۵۱۹

صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: اس من گھڑت اثر میں بھی غور کریں کہ ابن عباس پر جھوٹ باندھتے ہوئے کسی دجال نے ان پر تہمت باندھتے ہوئے کہا ہے کہ انھوں نے کہا: نحن آلِ محمد یعنی ہم آل محمد۔ یہاں سے آپ اندازہ کر لیں کہ کذاب مصنف نے اوپر جو ٹاپک باندھا ہے یعنی: سلام علی پر، درست ہے؟، ابن عباس نے تو ''ہم'' کا لفظ استعمال کیا نحن کی تاکید پر غور کریں تو ابن عباس بدرجۂ اولی آلِ محمد میں آئے، اگر کہا جائے کہ ہم کے تحت سب شامل ہوئے تو بھی دجال مصنف کا مسخِ حقائق واضح ہے۔

520 سَلَامٌ عَلٰى اٰلِ يَاسِيْنَ يَعْنِى اٰلِ مُحَمَّدٍ ﷺ رَوَاهُ ابْنِ كَثِيْرٍ۔

آلِ یاسین سے مراد آلِ محمد عَلَیْہِمُ السَّلَامُ ہیں اِس کو ابنِ کثیر نے روایت کیا ہے۔

(حافظ عماد الدین ابنِ کثیر تفسیر ابنِ کثیر، جلد ۴ صفحہ ۱۹، ۲۰)

521 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى (سَلَامٌ عَلٰى اٰلِ يَاسِيْنَ) إِنَّ الْمُرَادَ بِذٰلِكَ سَلَامٌ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ ﷺ۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان (سلام ہو الیاسین پر) کے بارے میں فرمایا کہ اِس سے مراد ہے سلام ہو آلِ محمد عَلَیْہِمُ السَّلَامُ پر۔

(عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ تفسیر ابنِ عباس، صفحہ ۴۷۵ بیروت لبنان)

522 عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَسْمَانِيْ فِي الْقُرْآنِ سَبْعَةَ أَسْمَاءٍ مُحَمَّدٌ ﷺ وَّ أَحْمَدُ وَ طٰهٰ وَ يٰسٓ وَالْمُزَّمِّلُ وَالْمُدَّثِّرُ وَعَبْدُ اللّٰهِ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں مجھے سات ناموں سے پکارا ہے۔ محمد ﷺ اور احمد اور طٰہٰ اور یٰسین اور مزمل اور مدثر اور عبد اللہ۔

(امام قرطبی تفسیر قرطبی جلد ۱۵ صفحہ ۱۵ بیروت، لبنان)

اِسی لیئے پھر امام قرطبیؒ روایت کرتے ہیں کہ

523 سَلَامٌ عَلٰى اٰلِ يَاسِيْنَ۔ اَىْ عَلٰى آلُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

سلام ہو الیاسین پر یعنی آلِ محمد عَلَیْہِمُ السَّلَامُ پر۔

(امام قرطبی تفسیر قرطبی، جلد ۱۵ صفحہ ۴، ۵ بیروت لبنان)

علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ:

524 يَاسِيْنَ فِيْهَا إِسْمٌ لِمُحَمَّدٍ ﷺ فَاٰلُ يَاسِيْنَ آلُهٗ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔

یاسین چونکہ محمدؐ کا نام ہے اِس لیئے آلِ یاسین سے مراد آلِ محمد عَلَیْہِمُ السَّلَامُ ہے۔

(علامہ آلوسی روح المعانی، جلد ۱۲ صفحہ ۱۴۱، ۱۴۲)

شیخ اسماعیل حقیؒ اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں۔

صفحہ نمبر: ۲۹۹

حدیث نمبر: ۵۲۰

صحتِ حدیث: موجود

تبصرہ: دجال مصنف نے ”رواہ ابن کثیر“ کے الفاظ اپنی طرف سے جڑ دیے ہیں ابن کثیر نے کچھ روایت نہیں کیا بلکہ مختلف قراءات کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے یہ جملہ لکھا ہے، یہ تفسیری جملہ نہیں بلکہ علم قراءت میں میں تقدیری بات ہے اور یہ بات انھوں اسی وضعی روایت کے تحت کہی ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔

حدیث نمبر: ۵۲۱ تا ۵۲۴

صحتِ حدیث: موضوع

525 عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ مَعْنَاهُ يَا مُحَمَّدُ دَلِيْلُهُ قَوْلُهُ بَعْدَ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ وَفِي الْحَدِيْثِ إِنَّ اللهَ سَمَّانِيْ بِسَبْعَةِ أَسْمَاءِ مُحَمَّدٌ وَّ أَحْمَدُ وَطٰهٰ وَيٰسٓ وَالْمُزَّمِّلُ وَالْمُدَّثِّرُ وَعَبْدُ اللهِ، وَيُؤَيِّدُهُ أَنَّهُ يُقَالُ لِأَهْلِ الْبَيْتِ آلُ يٰسٓ۔

حضرت ابنِ حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اِس کا معنیٰ ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا مابعد (یعنی بعد والے الفاظ) اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اس کا مؤید یعنی تائید کرتا ہے۔

حدیثِ مبارکہ میں ہے اللہ نے میرے سات نام رکھے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور احمد اور طٰہٰ اور یٰسٓ اور مزمل اور مدثر اور عبداللہ اس کی تائید یہ بھی ہے کہ اہلِ بیتِ محمد علیہم السلام کو آلِ یٰسین کہا جاتا ہے۔

(شیخ اسماعیل حقی روح البیان، جلد ۷ صفحہ ۳۶۴ بیروت لبنان)

امام خازنؒ اپنی تفسیر میں یوں فرماتے ہیں۔

526 سَلَامٌ عَلٰى إِلْ يَاسِيْنَ قُرِئَ آلُ يَاسِيْنَ بِالْقَطْعِ قِيْلَ أَرَادَ آلَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔

سَلَامٌ عَلٰى إِلْ يَاسِيْنَ اِس کی ایک قرأت آلِ یاسین یعنی ہمزہ جو کہ ل کے اُوپر ہے اس کے بغیر بھی ہے اسی لیئے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد آلِ محمد عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ہیں۔

(امام خازن تفسیر خازن، جلد ۴ صفحہ ۲۶،۲۷ بیروت، لبنان)

امام ابنِ جریر طبریؒ اپنی تفسیر میں اِس آیتِ کریمہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

527 سَلَامٌ عَلٰى إِلْ يَاسِيْنَ بِمَعْنٰى سَلَامٌ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔

سلام ہو آلِ یاسین پر (اِس کا معنیٰ) یعنی سلام ہو آلِ محمد عَلَيْهِمُ السَّلَامُ پر۔

(امام ابن جریر طبری جامع البیان فی تفسیر القرآن، جلد ۲۳ صفحہ ۶۰)

نواب صدیق حسن خان بھوپالی اِس آیت کریمہ کے بارے میں کہتے ہیں

528 سَلَامٌ عَلٰى إِلْ يَاسِيْنَ، أَيْ آلُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔

صفحہ نمبر: ۳۰۰

حدیث نمبر: ۵۲۵

صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: دجال مصنف بڑی بے حیائی سے روح البیان کا حوالہ تو لے آیا مگر شیخ حقی نے جس مفسر سے یہ موضوع حدیث نقل کی تھی اس کا نام اپنی عبارت میں سے حذف کر دیا تاکہ دجال کی دجالی کا علم نہ ہو سکے۔ شیخ حقی نے اس مقام پر بڑی پیاری نکتہ ور بحث فرمائی ہے مگر دجال کی سمجھ سے چونکہ وہ بالا تھی اس لیے ایک موضوع حدیث ہی کانٹ چھانٹ کے بعد لیکر بس کر گیا۔

حدیث نمبر: ۵۲۶

صحتِ حدیث: مسیخ مردود

تبصرہ: [مسیخ مردود کا معنی ہے: مسخ شدہ/کردہ اور ردّ کردہ] دجال مصنف نہایت ڈھٹائی کے ساتھ متواتر بزرگوں کے اقوال کو ان کے اصل سیاق و سباق سے کاٹ کر انہیں بگاڑ کر اپنے مفسدانہ مقصد کے تحت نقل کرتا جا رہا ہے۔ تصنیف و تالیف میں یہ انتہائی بددیانتی ہوتی ہے جس کا ارتکاب سوائے دجالین کے اور کوئی لکھاری اپنے ہوش و حواس میں نہیں کرتا۔ یہاں پر دجال یاسین نے خازن کے قول کو جان بوجھ کر اس کے اصل Context سے کاٹ کر بحالتِ مسخ بیان کیا ہے۔ یہاں پر اس آیت کے سیاق (Context) میں امام خازن لفظِ ﴿إِلْ يَاسِيْنَ﴾ کی مختلف قراءات بیان کرتے ہیں اور ہر قرأت کی وجہ سے اس لفظ میں جو معنوی تبدیلی واقع ہوتی ہے اسے مختلف آراء کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔ اس بات کو آگے بڑھانے سے پہلے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ قارئین کے کمالِ فہم کے لیے لفظِ قِيْلَ (کہا گیا ہے، کہا جاتا ہے، رائے ہے) کی بابت کچھ عرض کر دیں۔ تفسیر و حدیث وغیرہ کی کتب میں عام طور پر یہ لفظ مندرجہ ذیل مقاصد کے لیے استعمال ہوتا ہے:

۱) جب کسی لکھاری کو اصل بات کرنے والے کا علم نہ ہو؛

۲) لکھاری کو علم ہو مگر بات کرنے والے کا نام لینا ضروری نہ سمجھے؛

۳) بات بنیادی طور پر بے اصل یا جھوٹ ہو اور مفسر یا محدث وغیرہ اسے صرف اس لیے بیان کر رہا ہو کہ یہ انتہائی ضعیف یا موضوع بات بھی قاری کے سامنے آ جائے تاکہ قاری کسی کے دامِ فریب میں گرفتار نہ ہو، ایسی صورت میں لفظِ قِيْلَ بذاتِ خود اس حقیقت پر دال ہوتا ہے کہ کہی گئی بات پر مفسر یا محدث کو اعتبار ہے نہ اعتماد و یقین؛

۴) لکھاری مختلف لوگوں کی زیرِ بحث مضمون پر آراء کو بیان کرے، وہ آراء صحیح ہوں یا غلط، لکھاری ان میں سے کسی سے اتفاق کرتا ہو یا نہ کرتا ہو، اور اس اتفاق و عدمِ اتفاق کو وہ ظاہر کرے یا نہ کرے، ردّ و قبول کرے یا نہ کرے۔ ہمارے بزرگ مفسرین و محدثین نے

بالعموم اس طرز کو اپنایا ہے۔ البتہ اکثر مفسرین و محدثین کسی رائے کے عدم قبول کے صورت میں ردّ کر دیتے ہیں لیکن بعض مفسرین و محدثین ایسا نہیں کرتے بلکہ مختلف آراء بیان کر کے آگے گزر جاتے ہیں۔

مذکورہ چاروں صورتیں موقع و محل کے مطابق مصنفین کے ہاں موجود رہتی ہیں، تاہم آخری دو صورتیں عام طور پر زیادہ تر کار گر رہتی ہیں۔

اب یہاں سے ہم امام خازن کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ امام خازن نے اپنی پوری تفسیر میں جو طریقہ اپنایا ہے وہ ردّ و قبول کا نہیں بلکہ زیادہ تر بیانیہ یعنی بیانِ آراء ہے، اب رائے خواہ صحیح ہو یا غلط، اس کی بنیاد کسی صحیح حدیث و اثر پر ہو یا ضعیف و موضوع پر۔ ان کی نظر میں چونکہ ایک رائے آگئی ہے خواہ وہ کسی بھی ذریعہ سے آئی ہے وہ مناسب گردانتے ہیں کہ اسے بیان کر دیا جائے تاکہ موجودہ اور آئندہ نسلیں ان نقطہ ہائے نگاہ سے آگاہ رہیں۔ زیرِ نظر آیت (الصافات: ۱۳۰) میں بھی خازن نے یہی احتیاط ملحوظ رکھی ہے، ملاحظہ فرمائیے:

★﴿... سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِيْنَ﴾ قُرِئَ "آلِ يَاسِيْنَ" بِالْقَطْعِ، قِيْلَ: أَرَادَ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ؛ وَ قِيْلَ: "آلِ الْقُرْآنِ لِأَنَّ يَاسِيْنَ مِنْ أَسْمَاءِ الْقُرْآنِ، وَ فِيْهِ بُعْدٌ؛ وَ قُرِئَ: إِلْيَاسِيْنَ بِالْوَصْلِ وَ مَعْنَاهُ إِلْيَاسُ وَ أَتْبَاعُهُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ★[۱]

[سلام علی اِل یاسین میں "اِلْ" کو "یاسین" سے الگ کر کے اِل یاسین کو "آلِ یاسین" بھی پڑھا گیا ہے، کہا گیا کہ اس سے مراد آلِ محمد ﷺ ہے؛ جبکہ یہ بھی کہا گیا کہ اس سے مراد "آلِ قرآن" ہے کیونکہ یاسین قرآن کے ناموں میں سے ایک نام ہے، تاہم اس بات میں بڑی گہرائی ہے؛ پھر "اِل یاسین" کے "اِلْ" کو "یاسین" کی یاء میں ضم کر کے "اِلیاسین" بھی پڑھا گیا ہے اور ایسے میں اس کا معنی ہے: حضرت الیاس اور ان کے صاحب ایمان پیروکار]

یہ ہے امام خازن کی پوری عبارت! قارئین خود پہچان سکتے ہیں کہ دجال مصنف نے کس طرح سے عبارت میں دو قوی آراء کو کاٹ کر حسنِ عبارت کو مسخ کر دیا اور جس رائے کو نقل کیا اسے ہم شروع سے ہی موضوع و مردود قرار دے چکے ہیں۔ قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ خازن نے یہاں آل کا معنی براہِ راست بیان نہیں کیا بلکہ دوسری اور تیسری رائے میں اشارۃً بتا دیا کہ اگر کسی طور پہلی رائے کو درست مان لیا جائے تو آلِ محمد ﷺ سے مراد صرف اتباعِ رسول ﷺ ہوں گے۔ غور کیجیے بات بآسانی سمجھ میں آجائے گی۔

حدیث نمبر: ۵۲۷، ۵۲۸

صحتِ حدیث: مسیخ مردود

تبصرہ: یہاں پر بھی کذاب مصنف نے امام طبری کی اصل عبارت کو کانٹ چھانٹ کے ساتھ مسخ کر دیا، پہلے اس دجال مصنف کی مسخ کردہ عبارت کو غور سے پڑھ لیں اور پھر امام طبری کی اصل عبارت کو ملاحظہ فرمائیں جو درجِ ذیل ہے:

★وَ قَرَأَ ذَلِكَ عَامَّةُ قَرَأَةِ الْمَدِيْنَةِ: ﴿ سَلَامٌ عَلَىٰ آلِ يَاسِيْنَ﴾ بِقَطْعِ آل مِنْ يَاسِيْنَ، فَكَانَ بَعْضُهُمْ يَتَأَوَّلُ ذَلِكَ بِمَعْنَى: سَلَامٌ عَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ ...★[۲]

[اور مدینہ کے عام قاریوں نے "یاسین" سے "آل" کو الگ کر کے اسے آل یاسین پڑھا، پھر ان میں سے بعض اس کی تاویل کر کے اسے سلامٌ علی آلِ محمد ﷺ کے معنی پہنایا کرتے تھے]

امام طبری کی اس عبارت سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دجال مصنف نے قطع و مسخ سے عبارت کا کیا حلیہ بگاڑا ہے۔ غور کریں تو آپ چند باتیں بآسانی باور کر سکتے ہیں، اول: امام طبری مختلف قراءات کی بات کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ مدینہ کے عام قاری حضرات نے "إِلْ يَاسِيْنَ" کو "آلِ يَاسِيْنَ" پڑھا؛ دوم: مدینہ کے اُن قاریوں میں سے صرف چند ایک "آلِ يَاسِيْنَ" سے "آلِ محمد" مراد لیا کرتے تھے؛ سوم: یہ مفہوم انھوں نے بطریقِ تاویل لیا نہ کہ بطریقِ تفسیر؛ چہارم: امام طبری کی عبارت سے واضح ہے کہ انھوں نے چند لوگوں کی رائے پیش کی ہے؛ پنجم: امام طبری کا اس رائے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اس رائے کے ردّ میں وہ اپنی رائے فوراً بعد میں بیان کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

---

[۱] تفسیر الخازن: علاء الدین علي بن محمد بن إبراهیم البغدادي الشهیر بالخازن، ۲۷/٤، تحت الآیة: ۱۳۰ من الصافات، ضبط و تصحیح: عبد السلام محمد علي شاهین، دارالکتب العلمیة، بیروت. لبنان سنة ۲۰۰٤م

[۲] تفسیر الطبري: الإمام ابن جریر الطبري، ۶۲۰/۱۹، ۶۲۱، تحت الآیة: ۱۳۰ من الصافات، تحقیق: الدکتور عبد الله بن عبد المحسن الترکي، دار هجر، سنة ۲۰۰۱م

★وَ الصَّوَابُ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي ذَلِكَ عِنْدَنَا، قِرَاءَةُ مَنْ قَرَأَهُ: ﴿سَلامٌ عَلَى إِلْ يَاسِينَ﴾ بِكَسْرِ أَلِفِهَا عَلَى مِثَالِ إِدْرَاسِينَ، لِأَنَّ اللّهَ تَعَالَى ذِكْرُهُ إِنَّمَا أَخْبَرَ عَنْ كُلِّ مَوْضِعٍ ذَكَرَ فِيهِ نَبِيًّا مِنْ أَنْبِيَائِهِ عليهم السلام فِي هَذِهِ السُّورَةِ بِأَنَّ عَلَيْهِ سَلَامًا لَا عَلَى آلِهِ، فَكَذَلِكَ السَّلَامُ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ عَلَى إِلْيَاسَ كَسَلَامِهِ عَلَى غَيْرِهِ مِنْ أَنْبِيَائِهِ، لَا عَلَى آلِهِ ★[۱]

[اور اس ضمن میں ہمارے نزدیک ان حضرات کی قراءت زیادہ مناسب و بہتر ہے جنہوں نے اسے اِدراسین کی طرح سے الف کے نیچے زیر کے ساتھ ﴿سَلامٌ عَلَى إِلْ يَاسِينَ﴾ پڑھا ہے کیونکہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ جہاں بھی اپنے انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کی بابت بات کرتے ہوئے اس کا ذکر کیا ہے تو اللہ نے فرمایا کہ: اُس نبی پر سلام ہو، نہ کہ اُس کی آل پر، لہٰذا اس جگہ بھی چاہیے کہ ویسے ہی حضرت اِلیاس پر سلام بھیجا جائے جیسے کہ آپ کے علاوہ دیگر انبیاء پر سلام بھیجا گیا، نہ کہ حضرت اِلیاس کی آل پر]

متذکرہ بالا عبارت سے آپ بخوبی جان سکتے ہیں کہ امام طبری کی رائے میں إِلْ يَاسِينَ سے صرف اور صرف حضرت الیاس مراد ہیں اور آیتِ پاک میں انہیں پر سلام بھیجا گیا ہے، ان کی آل پر نہ آلِ محمد ﷺ پر، بلکہ امام طبری کی نگاہ میں یہاں پر آلِ محمد ﷺ مراد ہی نہیں ہے چہ جائیکہ اس پر سلام کی بات ہو۔

اس تفصیلی وضاحت سے امید ہے کہ قارئین پر نہ صرف امام طبری کا زاویۂ نگاہ واضح ہو چکا ہے بلکہ دجال مصنف کی کذابیت و دجالیت بھی واضح ہو چکی ہو گی۔

---

[۱] أيضا: ۶۲۱/۱۹

صفحہ نمبر: ۳۰۱

حدیث نمبر: ۵۲۹

صحتِ حدیث: مسیخ موضوع

تبصرہ: دجال مصنف نے نمبر ۵۲۸ اور ۵۲۹ پر حسبِ سابق نواب صدیق کی عبارت کو مسخ کر کے خود اپنی عبارات تراشیں اور صدیق خان کی طرف منسوب کر کے نمبر دیکر لکھ دیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ نواب صدیق نے یہ باتیں کلبی اور واحدی کے حوالے درج کیں اور پھر ساتھ ہی ان کا رد بھی کیا۔ دجال مصنف نے یہاں پر وہی دجالی کی ہے جو اس نے طبری اور دیگر حضرات سے عبارات نقل کرتے ہوئے کی تھی۔ یہاں تک قارئین پر یہ بات تو واضح ہو چکی ہو گی یہ دجال مصنف اپنی ہر بات میں کذاب و مکار ہے، ہر بات ناقابلِ اعتبار اور دھوکہ باز ہے حتی کہ قرآن و سنت اور تفاسیر کو بھی بگاڑتے ہوئے اس کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔

کنز البرهان على أفضلية علي في القرآن 301

سلام ہو آلِ یاسین پر یعنی سلام ہو آلِ محمد عَلَيْهِمُ السَّلَامُ پر۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بھی بیان کرتے ہیں۔

529 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (سَلَامٌ عَلَى آلِ يَاسِينَ) وَنَحْنُ آلُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ آلُ يَاسِينَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ اللہ کے اِس فرمان (سلام ہو آلِ یاسین پر) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ہم آلِ محمد عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ہی آلِ یاسین ہیں۔

(نواب صدیق حسن خان بھوپالی فتح البیان، جلد ۵ صفحہ ۴۹۶، ۴۹۷)

یہی معنیٰ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے اپنی تفسیر تبیان القرآن میں اور سید محمد رفاعی نے اپنی تفسیر رفاعی میں لیا ہے کہ آلِ محمد عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ہی آلِ یاسین ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اس آیتِ کریمہ میں حضور ﷺ کی اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اور آلؑ پر سلام بھیجا گیا ہے اور جب آپؐ کی آل عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کی بات ہو گئی تو سب سے پہلے مولائے کائنات علی علیہ السلام کا نام مبارک آئے گا۔ اس لیئے میں فقیر محمد یاسین قادری یہ دلائل کے ساتھ کہتا ہوں کہ اللہ مولا علی علیہ السلام پر سلام بھیج رہا ہے۔ یہ آیتِ کریمہ بھی حضرت علی علیہ السلام کی عظمت اور افضلیت کے ڈنکے بجا رہی ہے۔ سارا کا سارا جھوٹ

آیت نمبر 88

إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ

بے شک آپ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کیلئے ایک ہادی (رہنما) ہے۔ (سورۃ الرعد: آیت ۷)

علی علیہ السلام اُمتِ محمدی کے ہادی ہیں

اس آیتِ کریمہ کے ذیل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس میں ڈرانے والے سے مراد رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے اور ہادی سے مراد علی المرتضیٰ علیہ السلام ہیں۔

تبصرہ: صفحہ ۳۰۱ پر حاشیہ بشمول تمام آثار:

مصنف یاسین دورِ حاضر کا رئیس الکذابین ہے۔ ساری کتاب جھوٹ اور دروغ گوئی سے معمور ہے مگر یہاں تو ہر حد ہی پار ہو گئی۔ مذکورہ بالا آیت [الصافات: ۱۳۰، ۱۳۱][1] کے تحت میں دلیل کے طور پر جتنی بھی باتیں یاسین دجال لایا ہے سب کی سب جھوٹ اور مکاری پر مبنی ہیں۔ پہلی بات یہ ہے ان میں کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ تمام اقوال ہیں یا حد درجہ آثار۔ دوسری بات یہ کہ بلاشک و شبہ تمام مفسرین نے آلِ یاسین سے آلِ محمد ﷺ مراد ہونے کا قول نقل کیا ہے مگر اسے جھٹلانے کے لیے نقل کیا ہے۔ بلکہ رفاعی نے تو اس قول کے رد میں وہ قوی دلائل دیے ہیں جو کسی بھی مفسر نے نہیں دیے۔ کلبی نے ابن عباس سے ایک اثر روایت کیا تھا کہ آلِ یاسین سے مراد آلِ محمد ﷺ ہے اور اسی قول میں انھوں نے ایک بار کہا: ہم آلِ محمد آلِ یاسین ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی اثر موجود ہی نہیں ہے اور سند کے اعتبار سے تمام مفسرین و محدثین کے نزدیک انتہائی ضعیف بلکہ بالکل موضوع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس قول کی طرف اشارہ سب نے کیا مگر قبول کسی ایک مفسر نے بھی نہیں کیا بلکہ اکثریت نے اس کا رد کیا۔ کیونکہ اگر اس قول کو مذکورہ آیات کے سیاق و سباق میں رکھ کر دیکھا جائے تو اس قول کی بیہودگی عین واضح ہو جاتی ہے۔ مگر دجال مصنف کمالِ مکاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مفسرین کے اقوال و آثار کو حدیث نمبر بنا بنا کر اندھا دھند لکھتا گیا اور وہ بھی کاٹ کاٹ کر اور کہیں خود اپنے الفاظ کا جامہ پہنا کر، اور مفسرین نے جو رد کیا ہوا اسے ہرگز ہی نقل نہیں کیا۔ صرف ایک مثال ملاحظہ فرمائیں: امام آلوسی رحمہ اللہ اسی قولِ ابن عباس اور اس کے بعد ایک دو مزید اقوال نقل کر کے سب کا ردّ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ★وَلَا يَخْفَى عَلَيْكَ

[1] صفحہ نمبر ۲۹۸ پر درج ہیں۔

أَنَّ السِّيَاقَ وَالسِّبَاقَ يَأْبَيَانِ أَكْثَرَ هَذِهِ الْأَقْوَالِ★[1] [اور آپ پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ اس آیت کا سیاق و سباق ان میں سے اکثر اقوال کو ردّ کرتا ہے] افسوس صد افسوس کہ دجال مصنف نے سرے سے خیال ہی نہیں کیا کہ اس نے بالکل ایسے ہی افسانہ نگاری کی ہے جیسے ہمیشہ سے شیعہ کرتے آئے ہیں جس طرح سے تمام مذہبِ شیعہ افسانہ بازی پر مبنی ہے ایسے ہی دجال مصنف کی بھی ہر بات وہی افسانہ بازی ہے اس کا کوئی تعلق نہ سنیوں سے ہے اور نہ ہی دین اسلام سے۔ اس دجال مصنف کی حسِّ ذوق بھی نہایت بدکار ہے وہ اس طرح سے کہ اس نے ابن عباس کا قول نقل کیا جس میں انھوں کہا: ”ہم آل محمد آل یاسین ہیں“۔ اور یہ دجال عنوان (Topic) باندھ رہا ہے: ”سلام علی علیہ السلام پر“۔ اور افضلیت کو بھی انہی پر منحصر کر رہا ہے حالانکہ ابن عباس کے قول کے مطابق تمام اہل بیت بلکہ آلِ رسول بشمول ابن عباس اس میں شامل ہیں، ایسے میں مولا علی کی تخصیص کیا رہ گئی؟ اور کس حساب سے یہ عنوان درست ہوا؟ آخر افسانہ بازی کی بھی کوئی حد تو مقرر ہونی چاہیے مگر افسوس کہ دجال ہوتے ہی بے حدود ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہاں تک دجال نے جتنی بھی آیات دی ہیں وہ یا تو عامۃ المؤمنین یا اہل بیت اطہار کے بابت مجموعی طور نازل ہوئی ہیں مگر ہر کہیں دجال یاسین افسانہ تراشی کرتے ہوئے کہتا ہے: یہاں پر سب سے پہلے مولا علی کا نام آئے گا یا آتا ہے۔ اہل بیت کا ذکر آئے تو بھی اس کے الفاظ یہی ہوتے ہیں کہ سب سے پہلے علی ہی ہیں اور دجال نے اس طرف کبھی توجہ ہی نہیں دی کہ مولا علی اہل بیت میں ہیں کس اعتبار سے؟ اگر کسی دجال کی سمجھ میں یہ اعتبار آجائے تو اسے پتہ چلے کا بعدِ رسول ﷺ افضلیت کا مصداق ہے کون؟ اور کیونکر؟ قارئین کرام کے لیے صرف اتنی گزارش ہے کہ افضلیت ایک باطل عقیدہ ہے اس کا کوئی تعلق اسلام سے نہیں ہے۔ خواہ اس افضلیت کا تعلق حضرت ابو بکر علیہ السلام سے ہو حضرت علی علیہ السلام سے یا کسی بھی اور سے یہ ایک فاسد و باطل عقیدہ ہے۔ ہر طرف ہر گونہ بہر رنگ اللہ اور اس کا حبیب رسول اللہ ﷺ ہے۔ دین اسلام کا مرکز و محور صرف اور صرف یہی ذات ہے کسی بھی صحابی کی جو بھی اہمیت ہے وہ صرف اسی ذات کے حوالے سے ہے اگر یہ حوالہ نہیں تو کوئی کچھ بھی نہیں۔ عشق و محبت کا واحد مرکز ذاتِ رسول ﷺ ہے اور اس ذات کے سوا جو شخص کسی اور کو نمایاں کرنے میں کوشاں ہے وہ محض فسادی اور گمراہ ہے۔ اللہ اس فساد و گمراہی سے سب کو محفوظ رکھے: آمین ثم آمین۔ امتِ مسلمہ میں ہر دور میں معاویہ ہوتے رہے ہیں جو مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ کرنے کی تگ و دو میں باطل عقیدۂ افضلیت کو ہوا دیتے رہے ہیں یاسین دجال بھی جدید دور کے بدترین معاویاؤں میں سے ایک معاویہ ہے جو امت کو پارہ پارہ کرنے میں مصروف ہے۔ اس لیے حضرت علامہ اقبال کے اس سنہری اصول کو: اے گرفتارِ ابو بکر و علی ہشیار باش: ہمیشہ یاد رکھا جائے ورنہ قوم ابو بکریوں اور علی کیشوں میں تو یقیناً بٹ جائے گی مگر اسلام کا قلع قمع ہو جائے گا اور اللہ ایسے برے وقت سے بچائے اور تمام دجالوں کو برباد کرے! آمین ثم آمین!

ان گزارشات کے اختتام پر ایک مزید نکتہ بیان کر دوں، وہ یہ کہ سورہ صافات کی اسی آیت (۱۳۰) کے اور سورہ یٰسٓ کی پہلی آیت کے تحت میں تمام علمائے حق نے اپنی بحث کے دوران میں آلِ محمد ﷺ سے مراد ”اَتباعِ رسول اللہ ﷺ" لیا ہے یعنی تمام صحابہ کرام بشمول تمام اہلِ بیت اور تمام مؤمنین و مؤمنات آج تک اور تا قیامت۔ دجال مصنف نے اس حقیقت کو مکمل طور پر نظر انداز کر کے شیعی نقطۂ نگاہ کو (جو کہ بہر حال لادینی، غیر شرعی اور غیر قرآنی ہے) اور وہ بھی انتہائی بُرے انداز میں اپنایا ہے۔ اہلِ حق رضی اللہ عنہم نے جب بھی علی الاطلاق آلِ محمد ﷺ کا لفظ بولا ہے تو ہمیشہ اس سے مراد ”از اول تا آخر“ تمام مؤمنین ہوتے ہیں، صرف اہل بیت نہیں۔ اسی آیت کے تحت اگر آپ قرطبی اور دیگر مفسرین کا مطالعہ کریں تو یہ حقیقت نکھر کر سامنے آجائے گی، اور قرآن و سنت کے اپنے اطلاقی مفہوم میں بھی ”آل“ سے مراد بالعموم صرف کسی کے مُتَّبِعِیْن (اِتّباع کرنے والے) ہیں۔ ہاں ٹھیک ہے کہ یہ لفظ بمعنی اولاد بھی استعمال ہوتا ہے لیکن قرآن و سنت میں بہت کم بلکہ شاذونادر استعمال ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے منسوب اثرِ موضوع میں انھوں نے لفظ "نَحنُ" (ہم) بولا ہے تو اس میں آپ نے اہلِ بیت کی تخصیص ہرگز نہیں کی بلکہ اس سے مراد ”ہم تمام اَتباعِ رسول اللہ ﷺ" ہے۔ گزشتہ میں اس اثر کی جو وضاحت میں نے کی ہے وہ صرف دجال یاسین کے ردّ میں کی تھی، اور اس پیرا میں جو وضاحت کی ہے وہ اہلِ حق کی طرف سے کی ہے۔ بحث و تمحیص کے دوران بسا اوقات ایسے لمحات بھی آجاتے ہیں کہ کسی بات میں مخالف کے اپنے ہی مفہوم کو خود اُسی کے ردّ میں استعمال کر لیا جاتا ہے۔ لہٰذا قارئین سے گزارش ہے کہ دونوں باتوں کو آپس میں گڈمڈ نہ ہونے دیں۔ بلکہ اس نکتہ کا انچ کے ساتھ ادراک کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو فہمِ رسا عطا فرمائے! آمین ثم آمین!

---

[1] روح المعاني: العلامة السيد محمود الآلوسي، تحت الآية: ١٣٠ من الصافات، ١٣٥/١٢، تحقيق: علي عبدالباري عطية، دار الكتب العلمية، بيروت. لبنان سنة ١٩٩٤م

صفحہ نمبر: ۳۰۲
حدیث نمبر: ۵۳۰
صحتِ حدیث: موضوع بہر حال باطل

حدیث نمبر: ۵۳۱
صحتِ حدیث: موضوع باطل

حدیث نمبر: ۵۳۲
صحتِ حدیث: موضوع کذب

530 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ ﴿إِنَّمَآ أَنتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَا الْمُنْذِرُ وَعَلِيٌّ الْهَادِي يَا عَلِيُّ بِكَ يَهْتَدِي الْمُهْتَدُونَ۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان ﴿بے شک آپؐ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیئے ایک ہادی (رہنما) ہے﴾ کے بارے میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں ڈرانے والا ہوں اور علی علیہ السلام ہادی ہے اے علی علیہ السلام لوگ تیری وجہ سے ہی ہدایت پر قائم رہیں گے۔

(امام حافظ ابوالقاسم حاکم حسکانی، شواھد التنزیل، جلد ۱، حدیث ۳۹۸)

531 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿إِنَّمَآ أَنتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ وَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَدَهُ عَلَى صَدْرِهِ فَقَالَ: أَنَا الْمُنْذِرُ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ وَ أَوْمٰى بِيَدِهِ إِلَىٰ مَنْكِبِ عَلِيٍّ فَقَالَ: أَنْتَ الْهَادِي يَا عَلِيُّ بِكَ يَهْدِي الْمُهْتَدُونَ بَعْدِي۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی (بے شک آپؐ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیئے ایک ہادی (رہنما) ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اپنے سینے پہ رکھا اور فرمایا کہ میں منذر ہوں (ڈرانے والا) اور ہر قوم کے لیئے رہنما ہوتا ہے اور پھر علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا۔ اے علی علیہ السلام تم ہادی ہو اور میرے بعد لوگ تیری وجہ سے ہی ہدایت حاصل کرتے رہیں گے۔

(امام حافظ ابوالقاسم حاکم حسکانی، شواھد التنزیل، جلد ۱، حدیث ۲۱۰)

532 وَفِي رِوَايَةٍ إِنَّ الْمُرَادَ بِالْهَادِي عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام

ایک اور روایت میں ہے جس میں (حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا) بے شک ھادیعنی ھادی سے مراد علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

صفحہ نمبر: ۳۰۳
حدیث نمبر: ۵۳۳،۵۳۴
صحتِ حدیث: موضوع

(امام ابو نعیم اصفہانی ما نزل من القرآن فی علیؑ، صفحہ ۱۶)،(امام فخر الدین رازی تفسیر الکبیر، جلد ۱۹ صفحہ ۱۴،۱۵)،
(امام جلال الدین سیوطی الدر منثور، جلد ۴ صفحہ ۵۲)،(امام حاکم مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۹، ۱۳۰)،
(خطیب بغدادی تاریخ بغداد، جلد ۱۲ صفحہ ۳۷۲)،(امام طبرانی معجم الکبیر، جلد ۱ صفحہ ۱۶۲)،(امام طبری تفسیر، جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۸)،
(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، باب ۷۰ صفحہ ۲۸۲، حافظ ابو القاسم حاکم حسکانی شواہد التنزیل، جلد ۱ صفحہ ۲۹۳)

ثابت ہوا کہ یہ آیتِ کریمہ بھی مولا علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی اور اُن کے رہبر و رہنما ہونے کے ڈنکے بجا رہی ہے۔ تو اُن لوگوں کا کیا ہوگا جو ساری زندگی مولا علی علیہ السلام سے لڑتے رہے اُن کے حسد و بغض میں جلتے رہے جب قرآن مولا علی علیہ السلام کے رہبر و رہنما ہونے کا اعلان کر رہا ہے اور صاحبِ قرآن اِس کی تصدیق فرما رہے ہیں تو اس کے بعد بھی کوئی شک کی گنجائش رہ جاتی ہے پتہ چلا ہدایت پر صرف وہ رہے جنہوں نے مولا علی علیہ السلام کو اپنا ہادی اور رہبر مان لیا۔

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا۔

533 عَنْ أَبُو بَرْزَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَ وَضَعَ يَدَهٗ عَلَى صَدْرِ نَفْسِهٖ ثُمَّ وَضَعَهَا عَلَى يَدِ عَلِيٍّ وَ يَقُوْلُ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا (بے شک آپؐ ڈرانے والے ہیں) اور اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا اسکے بعد اپنا ہاتھ حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا ہر قوم کے لیئے ہادی ہے۔

(امام ابراہیم بن محمد الجوینی فرائد السمطین جلد ۱ صفحہ ۱۰۹)

534 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنَا الْمُنْذِرُ وَعَلِيٌّ الْهَادِيُّ وَبِكَ يَا عَلِيُّ يَهْتَدِي الْمُهْتَدُوْنَ بَعْدِي۔

صفحہ نمبر: ۳۰۴
حدیث نمبر: ۵۳۵
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۵۳۶
صحتِ حدیث: موضوع کذب

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (بے شک آپؐ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیئے ایک ہادی ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں منذر یعنی ڈرانے والا ہوں اور علیؑ ہادی ہے اور اے علی علیہ السلام میرے بعد تیرے ساتھ ہدایت پانے والے ہدایت پائیں گے۔

(امام ابراہیم بن محمد الجوینی فرائد السمطین، جلد ۱ صفحہ ۱۰۹)

535 عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ قَالَ عَلِيٌّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الْمُنْذِرُ وَأَنَا الْهَادِيْ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے وہ کہتے ہیں (قرآن کی اس آیتؔ کے بارے میں) بے شک آپؐ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کا ایک ہادی ہوتا ہے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈر سنانے والے ہیں اور میں ہادی ہوں۔

(امام فخر الدین رازی، تفسیر الکبیر، جلد ۱۹، صفحہ ۱۴)، (امام جلال الدین سیوطی الدر منثور، جلد ۴، صفحہ ۵۲)

536 عَنْ عِبَادِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُسْدِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ عَلِيٍّ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ قَالَ عَلِيٌّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الْمُنْذِرُ وَ أَنَا الْهَادِيْ۔

هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ۔

حضرت عباد بن عبداللہ الاسدی رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: (بے شک آپؐ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کیلئے ایک ہادی (رہنما) ہے) اس آیت میں مُنذِر (ڈرانے والے) سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ہادی (ہدایت دینے والے) سے مراد میں (علیؑ) ہوں

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث 4646)

آیت نمبر 89 تا 91

❖ وَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾

اور ہم نے کہااے آدم علیہ السلام تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں رہو۔اور تم دونوں اس میں سے جو چاہو، جہاں سے چاہو کھاؤ، مگر اِس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے۔ پھر شیطان نے اُنہیں اس جگہ سے ہلا دیا اور اُن دونوں کو اُس مقام سے جہاں وہ تھے الگ کر دیا۔ اور ہم نے حکم دیا کہ تم نیچے اتر جاؤ، تم ایک دوسرے کے دُشمن رہو گے۔ اب تمہارے لیئے زمین میں ہی معینہ مدت تک جائے قرار ہے اور نفع اُٹھانا مقدر کر دیا گیا ہے۔ پھر آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ لیئے پس اللہ نے اُن کی توبہ قبول فرمالی، بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ البقرۃ: آیت ۳۵ تا ۳۷)

اِن آیاتِ مقدسہ میں اللہ رب العزت نے حضرت آدمؑ و حواؑ کو جو حکم دیا تھا کہ درخت کے قریب نہ جانا تو وہ شیطان کے کہنے پر اللہ کی محبت میں اُس کی باتوں میں آکر چلے گئے پھر زمین پر اُتار دیئے گئے اور پھر توبہ کی اور توبہ کے لئے جو کلمات بیان کئے گئے اُن کا ذکر ہے۔اِس کا مطلب کہ آدم علیہ السلام و حواؑ کی توبہ اُن کلمات کی وجہ سے قبول ہوئی۔

537 کچھ مفسرین نے اِن کلمات سے مراد آدم علیہ السلام کی دُعا کو لیا ہے جو اُنہوں نے مانگی۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ٜ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۝

"اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اور اگر تُو نے ہم کو معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم یقیناً نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے"۔ (سورۃ الاعراف: آیت ۲۳)

یعنی اِن مفسرین نے بیان کیا وہ کلمات سے مراد آدم علیہ السلام کی یہ دُعا ہے۔ بعض مفسرین نے بیان کیا کہ اُن کلمات سے مراد، حضرت محمد ﷺ، حضرت علی علیہ السلام وفاطمہ سلام اللہ علیہا اور حضرت حسن وحسین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ کے مقدس نام ہیں جو حضرت آدم وحوا عَلَيْهِمَا السَّلَامُ نے جنت میں رہتے ہوئے دیکھے تھے۔ یہاں ہم یہ پوری روایت بیان کرتے ہیں۔

538 امام جعفر صادق علیہ السلام اِن آیاتِ مقدسہ کے ذیل میں ارشاد فرماتے ہیں کہ آدمؑ وحواؑ جنت میں تھے کہ جبریلِ امینؑ آئے اور اُن دونوں کو سونے چاندی سے بنے ہوئے ایک محل میں لے گئے اُس محل کے بالا خانے زمرد کے تھے اور اُس محل میں یاقوت سے بنا ہوا ایک تخت تھا اُس تخت کے اُوپر نُوری گنبد بنا ہوا تھا۔ اُس قبہ یعنی گنبد کے اندر ایک نورانی صورت تھی جس کے سر پر تاج اور گلے میں ہار اور کانوں میں بالیاں چمک رہی تھیں، آدمؑ نے جب یہ نورانی صورت دیکھی تو جبریلِ امینؑ سے پوچھا۔

❖ قَالَ يَا جِبْرِيْلُ مَنْ هَذِهِ وَقَالَ جِبْرَائِيْلُ هَذِهِ فَاطِمَةُ علیہا السلام وَالتَّاجُ أَبُوْهَا، وَالطَّوْقُ زَوْجُهَا، وَالْقُرْطَانِ الْحَسَنِ علیہ السلام وَالْحُسَيْنِ علیہ السلام۔

آدم علیہ السلام نے کہا اے جبریلؑ یہ (نورانی صورت) کون ہے۔ جبریلِ امینؑ نے جواب دیا یہ فاطمہ بتول زہراء سلام اللہ علیہا ہیں اور تاج اِس کے بابا محمد مصطفی ﷺ ہیں اور گلے کا ہار اس کے شوہر علی المرتضیٰ علیہ السلام ہیں اور کانوں کی بالیاں اس کے بیٹے حسن وحسین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ہیں۔ پھر آدم علیہ السلام نے اُس قبہ میں یہ کلمات لکھے ہوئے دیکھے جو اُنہوں نے یاد کر لیئے۔

❖ أَنَا الْمَحْمُوْدُ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ ﷺ، وَأَنَا الْأَعْلٰى وَهٰذَا عَلِيٌّ علیہ السلام، وَأَنَا الْفَاطِرُ وَهٰذِهِ فَاطِمَةُ، وَأَنَا الْمُحْسِنُ وَهٰذَا الْحَسَنُ، وَمِنِّي الْإِحْسَانُ وَهٰذَا الْحُسَيْنُ

میں محمود ہوں اور یہ محمد ﷺ ہیں۔ اور میں اعلیٰ ہوں اور یہ علی علیہ السلام ہیں، اور میں فاطر ہوں

صفحہ نمبر: ۳۰۶
حدیث نمبر: ۵۳۸
صحتِ حدیث: بہر حال موضوع باطل

صفحہ نمبر: ۳۰۷

صحتِ حدیث: بہر حال موضوع باطل

حدیث نمبر: ۵۳۹

صحتِ حدیث: موضوع

اور یہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں، اور میں مُحسن ہوں اور یہ حسن علیہ السلام ہیں اور احسان مُجھ سے ہے اور یہ حُسین علیہ السلام ہیں۔ جبریلِ امینؑ نے کہا اے آدم اِن کلمات کو یاد کریں اِن کی آپ کو ضرورت پڑے گی۔
ایسا ہی ہوا زمین پر اُتارے جانے کے بعد آدم علیہ السلام کی توبہ قبول نہیں ہو رہی تھی پھر اُن کو وہی کلمات یاد آئے تو پھر آدم علیہ السلام نے عرض کی۔

❖ قَالَ آدَمُ: يَارَبِّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ عَلِيٍّ وَّ فَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ، يَا مَحْمُوْدُ، يَا عَلِيُّ، يَافَاطِرُ يَا مُحْسِنُ إِغْفِرْلِيْ وَتَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ۔

آدم علیہ السلام نے عرض کی اے ربِ کریم۔ محمد ﷺ و علی علیہ السلام اور فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حسن و حسین عَلَیْہِمَا السَّلَامُ کے وسیلہ (صدقے میں) سے، اے محمود، اے اعلیٰ، اے فاطر، اے محسن، مجھے معاف کر دے اور میری توبہ قبول فرما۔ اللہ رب العزت کی طرف سے وحی آئی۔

❖ يَا اٰدَمُ لَوْ سَأَلْتَنِيْ فِيْ جَمِيْعِ ذُرِّيَّتِكَ لَغَفَرْتُ لَهُمْ۔

اے آدم علیہ السلام (پنجتن پاکؑ کے وسیلہ سے) اگر تم اپنی ساری اولاد کی معافی کا سوال کرتا تو میں (ان کے وسیلے) سب کو بخش دیتا معاف کر دیتا۔

(علامہ عبدالرحمٰن صفوری شافعی نزھة المجالس جلد ۲ صفحہ ۳۲۴، ۲۴۲، ۲۴۱)

اِس بات کا ثبوت حضور نبی اکرم ﷺ کی بے شمار احادیث سے ملتا ہے۔ کہ یہ نفوسِ قدسیہ دُنیا میں ظہور سے پہلے بھی نوری قبہ میں تھے اور جنت میں بھی نوری قبہ میں ہونگے۔

539 عَنْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ فَاطِمَةَ وَعَلِيًّا وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فِيْ حَظِيْرَةِ الْقُدُسِ فِيْ قُبَّةٍ بَيْضَاءُ شَقْفُهَا عَرْشُ الرَّحْمٰنِ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک فاطمہ سلام اللہ علیہا اور علی علیہ السلام اور حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام جنت کے اندر سفیہ قُبہ (گنبد) میں ہوں گے جسکی چھت رحمان (اللہ) کا عرش ہے۔

(امام عبدالرؤف المناوی اِتحاف السائل، صفحہ ۴۵)، (امام ہندی کنز العمال، جلد ۱۲ صفحہ ۴۶)

مولا علی علیہ السلام کی ذات اللہ کا کلمہ ہے یعنی اللہ کی نشانی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیثِ قدسی راویت کرتے ہیں۔

540 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: إِنَّ عَلِيًّا كَلِمَةُ الَّتِيْ أَلْزَمْتُهَا الْمُتَّقِيْنَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ رب العزت کا فرمان ہے بے شک علی علیہ السلام وہی کلمہ ہے جس کو میں نے پرہیز گاروں کے لیئے لازم کر دیا ہے۔

(امام ابو نعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء جلد ا صفحہ ۶۶، ۶۷ بیروت لبنان)

اِس حدیثِ قدسی سے بھی یہ بات واضح ہو گئی کہ مولا علی علیہ السلام اللہ کا کلمہ یعنی اللہ کی نشانی ہے۔

آیت نمبر 92

❖ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾

''پس اگر ہم آپؐ کو یہاں (دُنیا) سے لے بھی جائیں تو تب بھی ہم اِن سے بدلہ لینے والے ہیں''۔

(سورۃ الزخرف: آیت ۴۱)

اِس آیتِ کریمہ میں جو اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ اے نبیؐ اگر ہم آپؐ کو اِس دُنیا سے واپس بُلا بھی لیں تو پھر بھی ہم آپؐ کے دشمنوں سے انتقام لیں گے اِس سے مراد مولا علی علیہ السلام کے ذریعہ سے اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے بدلہ لینا ہے۔

541 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَاِمَّا

صفحہ نمبر: ۳۰۸
حدیث نمبر: ۵۴۰
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۵۴۱
صحتِ حدیث: موضوع

صفحہ نمبر: ۳۰۹
حدیث نمبر: ۵۴۳،۵۴۲
صحتِ حدیث: موضوع

نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ﴾ نَزَلَتْ فِيْ عَلِيٍّ إِنَّهُ يَنْتَقِمُ مِنَ النَّاكِثِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ بَعْدِيْ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان (پس اگر ہم آپ کو یہاں (دُنیا) سے لے بھی جائیں تو تب بھی ہم اِن سے بدلہ لینے والے ہیں) کے بارے میں فرمایا کہ یہ علی علیہ السلام کے لیئے نازل ہوئی بے شک وہ (علیؑ) میرے بعد باغیوں یعنی حق سے لڑنے والوں اور دین سے نکل جانے والوں سے لڑائی کرے گا اُن سے بدلہ لے گا

(امام حافظ ابوالقاسم حاکم حنفی حسکانی شواھد التنزیل، جلد ۲ صفحہ ۱۵۱)

542 عَنْ حُذَيْفَةَ ابْنُ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ قَالَ فِيْ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ﴾ يَعْنِيْ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان (پس اگر ہم آپ کو یہاں (دُنیا) سے لے بھی جائیں تو تب بھی ہم اِن سے بدلہ لینے والے ہیں) اِس سے مراد علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہیں یعنی وہ رسول اللہ کے دشمنوں سے بدلہ لیں گے۔

(امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد ۳، صفحہ ۱۱۰)

ایک اور روایت ہے اُس کو بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی روایت کرتے ہیں اُس کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔

543 عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ﴾ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بِعَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت (پس اگر ہم آپ کو یہاں (دُنیا) سے لے بھی جائیں تو تب بھی ہم اِن سے بدلہ لینے والے ہیں) رسول اللہ پر نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اِس سے مراد علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہیں وہ میرے دشمنوں سے بدلہ لیں گے۔

(امام جلال الدین سیوطی الدر منثور، جلد ۶ صفحہ ۲۱، ۲۰)، (امام طبرانی معجم الکبیر، جلد ۳ صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱)، (علامہ حافظ حسکانی شواہد التنزیل، جلد ۲ صفحہ ۱۵۲)، (شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، باب ۲۶ صفحہ ۱۱۴)، (امام ابنِ مغازلی شافعی مناقبِ امیر المومنین، صفحہ ۲۷۵، ۳۲۰)

544 عَنْ عِقَابِ بْنِ ثَعْلَبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَنِيْ أَبُوْأَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِقِتَالِ النَّاكِثِيْنَ وَ الْقَاسِطِيْنَ، وَالْمَارِقِيْنَ۔

حضرت عقاب بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مُجھ کو یہ حدیث سُنائی کہ رسول اللہؐ نے حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کو حکم دیا تھا ناکثین (بیعت توڑنے والوں) قاسطین (بغاوت کرنیوالوں) اور مارقین (دین سے نکل جانے والوں) سے قتال (جہاد) کرنے کا۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳ حدیث ۴۶۷۴)

545 عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ تُقَاتِلُ النَّاكِثِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ، وَالْمَارِقِيْنَ بِالطُّرُقَاتِ، وَالنَّهْرَوَانَاتِ، وَبِالشَّعَفَاتِ قَالَ أَبُوْأَيُّوْبَ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَعَ مَنْ تُقَاتِلُ هٰؤُلَاءِ الْأَقْوَامِ؟ قَالَ! مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے فرماتے ہوئے سُنا کہ تُم (علیؑ) ناکثین (بیعت توڑنے والے)، قاسطین (بغاوت کرنے والے) اور مارقین (خوارج) سے گزر گاہوں میں دریائی راستوں میں اور پہاڑی راستوں میں قتال (جہاد) کروگے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ کس شخص سے لڑیں گے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳ حدیث ۴۶۷۵)

صفحہ نمبر: ۳۱۰
حدیث نمبر: ۵۴۴
صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

حدیث نمبر: ۵۴۵
صحتِ حدیث: موضوع

صفحہ نمبر: ۳۱۱
حدیث نمبر: ۵۴۶،۵۴۷
صحتِ حدیث: صحیح

546 عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَانْقَطَعَتْ نَعْلُهُ فَتَخَلَّفَ عَلِيٌّ يَخْصِفُهَا، فَمَشَى قَلِيْلًا، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيْلِ الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيْلِهِ. فَاسْتَشْرَفَ لَهَا الْقَوْمُ وَفِيْهِمْ أَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ، قَالَ أَبُوْبَكْرٍ: أَنَا هُوَ. قَالَ: لَا قَالَ عُمَرُ: أَنَا هُوَ. قَالَ: لَا. وَلَكِنْ خَاصِفُ النَّعْلِ يَعْنِي عَلِيًّا. فَأَتَيْنَاهُ فَبَشَّرْنَاهُ. فَلَمْ يَرْفَعْ بِهِ رَأْسَهُ كَأَنَّهُ قَدْ كَانَ سَمِعَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہؐ کے ساتھ تھے آپؐ کا جوتا مبارک ٹوٹ گیا تو حضرت علی علیہ السلام اُس کو مرمت (پیوند لگانے) لگے اس لئے وہ (علیؑ) پیچھے رہ گئے۔ آپؐ تھوڑا چلے پھر ارشاد فرمایا تم میں سے ایک شخص ایسا ہے جو قرآن کی تاویل پر قتال (جہاد) کرے گا جس طرح میں نے اس کے نزول پر قتال (جہاد) کیا تھا۔ پس قوم (لوگ) اپنے سر اُونچے کرنے لگے۔ اُن میں حضرت ابو بکرؓ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ میں ہوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ میں ہوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ جوتے کو مرمت کرنے والا یعنی علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام۔ ہم حضرت علی علیہ السلام کے پاس گئے اور اُن کو یہ خوشخبری سُنائی مگر اُنہوں (علیؑ) نے اس پر سر اُوپر نہ اُٹھایا ایسا لگتا تھا جیسے وہ یہ بات پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُن چکے ہوں۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳ حدیث ۴۶۲۱)

547 عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ: لَمَّا سَارَ عَلِيٌّ إِلَى الْبَصْرَةِ دَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يُوَدِّعُهَا. فَقَالَتْ: سِرْ فِيْ حِفْظِ اللهِ وَفِيْ كَنَفِهِ. فَوَاللهِ إِنَّكَ لَعَلَى الْحَقِّ، وَالْحَقُّ مَعَكَ. وَلَوْلَا أَنِّيْ أَكْرَهُ أَنْ أَعْصَى اللهَ وَرَسُوْلَهُ. فَإِنَّهُ

صفحہ نمبر: ۳۱۲
حدیث نمبر: ۵۴۸
صحتِ حدیث: صحیح

أَمَرَنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَقَرَّ فِي بُيُوْتِنَا لَسِرْتُ مَعَكَ وَلٰكِنْ وَاللهِ لَأُرْسِلَنَّ مَعَكَ مَنْ هُوَ أَفْضَلُ عِنْدِيْ وَأَعَزُّ عَلَيَّ مِنْ نَفْسِي ابْنِي عُمَرَ رضی اللہ عنہ۔
هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ

حضرت عمرہ بنتِ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں وہ فرماتی ہیں کہ جب مولا علی علیہ السلام بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو الوداعی ملاقات کرنے کے لئے حضور نبی اکرمؐ کی زوجہ حضرت اُمِّ سلمٰی رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے۔ آپ (اُمِّ سلمٰی رضی اللہ عنہا) نے کہا آپ (علیؑ) اللہ تعالیٰ کی حفظ وامان میں تشریف لے کر جائیں اللہ کی قسم بے شک آپ (علیؑ) حق پر ہیں اور حق آپکے ساتھ ہے۔ اگر مجھے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی نافرمانی کا ڈر نہ ہوتا کیونکہ رسولؐ اللہ نے ہم (ازواج النبیؐ) کو گھروں میں ٹھہرنے کا حکم (امر) دیا ہے تو میں خود آپؑ کے ساتھ (جنگِ جمل) چلتی۔ مگر میں آپؑ کے ساتھ اپنے بیٹے عمرؓ کو روانہ کرتی ہوں خدا کی قسم وہ میرے نزدیک افضل اور مجھ کو میری جان سے بھی پیارا ہے۔

امام حاکم المستدرک، جلد ۳ حدیث ۴۶۱۱)

548 عَنْ أَبِيْ ثَابِتٍ مَوْلٰى أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ علیہ السلام يَوْمَ الْجَمَلِ. فَلَمَّا رَأَيْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَاقِفَةً دَخَلَنِي بَعْضُ مَا يَدْخُلُ النَّاسَ. فَكَشَفَ اللهُ عَنِّي ذٰلِكَ عِنْدَ صَلَاةِ الظُّهْرِ. فَقَاتَلْتُ مَعَ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَمَّا فَرَغَ ذَهَبْتُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ. فَأَتَيْتُ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا فَقُلْتُ: إِنِّي وَاللهِ مَا جِئْتُ أَسْأَلُ طَعَامًا وَلَا شَرَابًا وَلٰكِنِّي مَوْلٰى لِأَبِيْ ذَرٍّ. فَقَالَتْ: مَرْحَبًا فَقَصَصْتُ عَلَيْهَا قِصَّتِي، فَقَالَتْ: أَيْنَ كُنْتَ حِيْنَ طَارَتِ الْقُلُوْبُ مَطَائِرَهَا؟ قُلْتُ: إِلٰى حَيْثُ كَشَفَ اللهُ ذٰلِكَ عَنِّي عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ، قَالَ أَحْسَنْتَ. سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ۔

صفحہ نمبر: ۳۱۳
حدیث نمبر: ۵۴۹
صحتِ حدیث: صحیح

حضرت ابوثابت رضی اللہ عنہ جو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں سے روایت ہے وہ کہتے ہیں جنگِ جمل کے دن میں مولا علی علیہ السلام کے ساتھ تھا، پس جب میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کھڑے دیکھا تو میرے دل میں وھم (وسوسہ) پیدا ہوا جو دوسرے لوگوں کے بھی دل میں تھا۔ پس نمازِ ظہر کے وقت اللہ تعالٰی نے مجھ پر کشف کیا (یعنی وسوسہ دُور کردیا) پس میں نے امیر المومنین (علیؑ) کے ساتھ مل کر قتال کیا۔ پس جب میں فارغ ہوا تو میں مدینہ منورہ میں آیا میں اُم المومنین حضرت اُمِّ سلمٰی رضی اللہ عنہا کے پاس گیا میں نے کہا اللہ کی قسم میں کوئی کھانے اور پینے کی چیز مانگنے نہیں آیا بلکہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا غلام ہوں، اُنہوں نے مجھے خوش آمدید کہا تو میں نے اُن کو اپنا واقعہ سُنایا۔ اُنہوں نے کہا جب دل اپنے مقام سے اُڑ رہے تھے تو تم کیسے بچ گئے؟ میں نے کہا میری بھی حالت یہی تھی مگر زوال کے وقت اللہ نے مجھ پر کشف کیا وسوسہ ختم ہوگیا اُنہوں نے (اُم سلمٰی رضی اللہ عنہا) فرمایا تُو نے اچھا کیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ علی علیہ السلام قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی علیہ السلام کے ساتھ ہے یہ کبھی ایک دوسرے سے جُدا نہ ہونگے، حتیٰ کہ یہ دونوں حوضِ کوثر پر اکھٹے میرے پاس آئیں گے۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۶۲۸)

549 عَنْ جَرِيِّ بْنِ كُلَيْبٍ الْعَامِرِيِّ قَالَ: لَمَّا سَارَ عَلِيٌّ إِلٰى صِفِّيْنَ كَرِهْتُ الْقِتَالَ فَأَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلٰى مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَقَالَتْ مِمَّنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَتْ: مِنْ أَيِّهِمْ؟ قُلْتُ مِنْ بَنِي عَامِرٍ. قَالَتْ رَحْبًا عَلٰى رَحْبٍ وَقُرْبًا عَلٰى قُرْبٍ تَجِيءُ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ قُلْتُ سَارَ عَلِيٌّ إِلٰى صِفِّيْنَ وَكَرِهْتُ الْقِتَالَ فَجِئْنَا إِلٰى هَاهُنَا قَالَتْ: أَكُنْتَ بَايَعْتَهُ؟ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ: فَارْجِعْ إِلَيْهِ فَكُنْ مَعَهُ فَوَاللّٰهِ مَا ضَلَّ وَلَا ضُلَّ بِهِ۔

هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت جری بن کُلیب عامری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں جب حضرت علی المرتضیٰ

صفحہ نمبر: ۳۱۴
حدیث نمبر: ۵۵۰
صحتِ حدیث: ضعیف

علیہ السلام صفین کی طرف روانہ ہوئے تو میں نے قتال (جہاد) کرنے کو ناپسند کیا میں مدینہ منورہ میں آگیا اور اُم المومنین حضرت میمونہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوا، پس اُنہوں نے مجھ سے پوچھا تُم کن لوگوں میں سے ہو؟ میں نے عرض کی اہلِ کوفہ سے اُنہوں نے پھر پوچھا اُن میں کس (قبیلہ) سے تعلق ہے؟ میں نے عرض کیا بنی عامر سے اُنہوں نے مجھے خوش آمدید کہا پھر آنے کی وجہ پوچھی میں نے عرض کیا حضرت علی علیہ السلام صفین کی طرف روانہ ہوئے ہیں مگر مجھے یہ قتال (جہاد) کرنا پسند نہیں ہے اس لئیے میں یہاں چلا آیا۔ اُنہوں نے پوچھا کیا تم نے اُن (علیؑ) کی بیعت کی تھی؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، اُنہوں نے فرمایا تُم (واپس) لوٹ جاؤ اور اُنکے (علیؑ) لشکر میں شامل ہو جاؤ، اللہ کی قسم نہ تو وہ خود (علیؑ) گمراہ ہیں اور نہ ہی اُنکے ساتھ رہنے والے گمراہ ہو سکتے ہیں۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۶۸۰)

550 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ يَقُوْلُ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ "أَفَإِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى أَعْقَابِكُمْ" وَاللّٰهِ لَا نَنْقَلِبُ عَلٰٓى أَعْقَابِنَا بَعْدَ إِذْ هَدَانَا اللّٰهُ وَاللّٰهِ لَئِنْ مَّاتَ أَوْقُتِلَ لَأُ قَاتِلَنَّ عَلٰى مَا قَاتَلَ عَلَيْه حَتّٰى أَمُوْتَ وَاللّٰهِ أَنِّي لَأَخُوْهُ وَوَلِيُّهُ وَبْنُ عَمِّهٖ وَوَارِثُ عِلْمِهٖ فَمَنْ أَحَقُّ بِهٖ مِنِّي۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیاتِ مبارک میں کہا کرتے تھے، بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اگر وہ (رسول اللہؐ) وصال فرما جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تُم ایڑھیوں پر پھر جاؤ گے؟" اللہ کی قسم اگر وہ (رسول اللہؐ) وصال فرما جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو میں اس بنیاد پر قتال کروں گا جس پر آپؐ نے قتال کیا۔ اللہ کی قسم میں اُن کا بھائی ہوں اور اُن کا ولی ہوں اور اُن کے چچا کا بیٹا ہوں اور اُنکے (رسول اللہؐ) علم کا وارث ہوں تو مجھ سے زیادہ کون حقدار ہو گا؟

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۶۳۵)

551 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ لِعَلِيٍّ عليه السلام: أَنْتَ تُبَيِّنُ لِأُمَّتِي مَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ بَعْدِيْ۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلى الله عليه وآله وسلم نے حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا (اے علیؓ) تم میرے بعد میری اُمت میں جب اختلاف ہوگا تو تم (حق کو) واضح اور روشن کروگے۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۶۲۰)

552 عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنه يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَهُوَ آخِذٌ بِضَبْعِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام وَهُوَ يَقُوْلُ: هٰذَا إِمَامُ الْبَرَرَةِ، قَاتِلُ الْفَجَرَةِ، مَنْصُوْرٌ مَنْ نَصَرَهُ، مَخْذُوْلٌ مَنْ خَذَلَهُ ثُمَّ مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمانؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضي الله عنه سے سنا اور وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلى الله عليه وآله وسلم کو مولا علی علیہ السلام کا بازو پکڑ کر فرماتے ہوئے سنا، یہ (علیؑ) نیکوکاروں کا امام (پیشوا) ہے اور فاجروں کا قاتل ہے، جو اس کی مدد کرے گا اُسکی مدد (اللہ کی طرف سے) کی جائے گی۔ جو اس کو ستائے گا وہ (اللہ) کی طرف سے) ذلیل ہوگا (یہ فرماتے ہوئے) آپ صلى الله عليه وآله وسلم کی آواز بلند ہوگئی۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۶۴۴)

553 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ: إِنَّ مِمَّا عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم أَنَّ الْأُمَّةَ سَتَغْدِرُ بِيْ بَعْدَهُ۔ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ بے شک حضور نبی

صفحہ نمبر: ۳۱۵
حدیث نمبر: ۵۵۲،۵۵۱
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۵۵۳
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

اکرم ﷺ نے جو تمام عہد مجھ سے لیے اُن میں یہ (عہد) بھی تھا اُنکے (رسول اللہ) بعد اُمت میرے ساتھ بغاوت کرے گی۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۶۷۶)

554 عَنْ زَیْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ علیہ السلام وَفَاطِمَۃَ علیہا السلام وَالْحَسَنِ علیہ السلام وَالْحُسَیْنِ علیہ السلام: أَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ، وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتُمْ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: میں اُس سے لڑوں گا جس سے تُم لڑو گے اور (میں) اُس کو امان و سلامتی دوں گا جس کو تُم امان و سلامتی دو گے۔

(امام ابن ماجہ السنن، صفحہ ۲۲، حدیث ۱۴۵، دار السلام الریاض)، (امام ابن حبان صحیح، جلد ۱۵، حدیث ۶۹۷۷)، (امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۷۱۴)، (امام ابن ابی شیبۃ، المصنف، جلد ۶، حدیث، ۳۲۱۸۱)، (امام ترمذی جامع، صفحہ ۸۷۳، حدیث ۳۸۷۰ دار السلام الریاض)

555 عَنْ أَبِي هُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلٰی عَلِيٍّ وَ فَاطِمَۃَ علیہا السلام وَ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ علیہ السلام، فَقَالَ: أَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَکُمْ، وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَکُمْ۔

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا: میں اُس سے لڑوں گا جو تُم سے لڑے گا اور اُس کو امان وسلامتی دوں گا جس کو تُم امان و سلامتی دو گے۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۷۱۳)، (امام احمد بن حنبل مُسند، (جلد ۲، صفحہ ۴۴۲)

556 عَنْ حَیَّانَ الْأَسَدِيِّ، سَمِعْتُ عَلِیًّا یَقُوْلُ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ إِنَّ الْأُمَّۃَ سَتَغْدِرُ بِکَ بَعْدِيْ وَأَنْتَ تَعِیْشُ عَلٰی مِلَّتِي، وَتُقْتَلُ عَلٰی سُنَّتِي مَنْ أَحَبَّکَ

صفحہ نمبر: ۳۱۶
حدیث نمبر: ۵۵۵،۵۵۴
صحتِ حدیث: ضعیف

حدیث نمبر: ۵۵۶
صحتِ حدیث: ضعیف جدا مضطرب

صفحہ نمبر: ۳۱۷
حدیث نمبر: ۵۵۷
صحتِ حدیث: صحیح

أَحَبَّنِي وَمَنْ أَبْغَضَکَ أَبْغَضَنِي وَإِنَّ هٰذِهِ سَتُخَضَّبُ مِنْ هٰذَا يَعْنِي لِحْيَتَهُ مِنْ رَأْسِهِ۔ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

حضرت حیان اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے موالا علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے بارے میں ارشاد فرمایا بے شک یہ اُمت میرے بعد تیرے ساتھ بغاوت کرے گی، اور تم (علیؑ) میرے دین (ملت) پر قائم رہو گے اور تم میری سُنت پر قتال (جہاد) کرو گے جو تم سے محبت کرے گا۔ وہ مجھ سے محبت کریگا، اور جو تم سے بغض (کینہ وعداوت) رکھے گا، وہ مجھ سے بُغض رکھے گا اور بے شک تیری یہ داڑھی (مبارک) اور سر مبارک رنگین ہو جائے گا۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۶۸۶)

557 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِعَلِيٍّ: أَمَا إِنَّکَ سَتَلْقَى بَعْدِي جَهْدًا قَالَ: فِي سَلَامَةٍ مِنْ دِيْنِي؟ قَالَ: فِي سَلَامَةٍ مِنْ دِيْنِکَ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا، تم (علیؑ) میرے بعد مشقت (جنگ وجدل) میں پڑ جاؤ گے۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرا دین سلامت ہو گا؟ آپ نے فرمایا (ہاں) تیرا دین سلامت ہو گا۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۶۷۷)

قرآنِ مجید کی یہ آیتِ کریمہ بھی مولا علی علیہ السلام کی عظمت و رفعت اور افضلیت بیان کر رہی ہے۔ جتنی کثرت کے ساتھ قرآنِ مجید میں مولا علی علیہ السلام کی شان اور افضلیت میں آیات آئی ہیں کسی اور کے بارے میں اتنی کثرت کے ساتھ آیات نہیں آئیں یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ مولا علی علیہ السلام جیسا حضور نبی اکرمؐ کے بعد اور کوئی نہیں۔

صفحہ نمبر: ۳۱۸

حدیث نمبر: ۵۵۸

صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

تبصرہ: ضعیف قول ابن عباس صرف اتنا ہے: نحن الناس دون الناس مگر دجال یاسین نے اسے اس طریق سے مسخ کر دیا کہ یہ ضعیف سے موضوع ہو گیا۔ قارئین کے مد نظر رہے کہ اس آیت کے بارے میں یہ چوتھا قول ہے اور متفقا غیر ترجیح یافتہ قول۔

آیت نمبر 93

❖ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

"کیا یہ حسد کرتے ہیں لوگوں سے (اُس نعمت پر) جو عطا فرمائی ہے اُنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے"۔

(سورۃ النساء: آیت ۵۴)

ہم پہلے یہ بیان کر چکے ہیں کہ قرآنِ مجید وہ بحرِ بے کنار ہے جس کے علم اور معلومات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا اسی آیتِ کریمہ کے بارے میں مفسرینِ عظام نے مختلف تفاسیر بیان کیں ہیں:

امام جلال الدین سیوطیؒ عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت لے کر آئے ہیں۔ اپنی تفسیر در منثور میں کہ اِس میں جن سے حسد کرتے ہیں لوگ۔ اُن سے مراد آلِ محمد عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ہیں۔

558 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَحْنُ النَّاسُ يَعْنِي آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ دُوْنَ النَّاسِ الَّذِيْ قَالَ اللّٰهُ فِيْهِ (اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا کہ الناس سے مراد ہم لوگ یعنی آلِ محمد عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے (کیا یہ حسد کرتے ہیں لوگوں سے (اُس نعمت پر) جو عطا فرمائی ہے اُنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے)۔

(امام جلال الدین سیوطی الدر منثور، جلد ۲ صفحہ ۳۰۸، ۳۰۹)

اگر غور کیا جائے تو یہ بات بالکل سچ ہے کہ سب سے زیادہ حسد آلِ محمد عَلَيْهِمُ السَّلَامُ سے ہی کیا گیا جو اللہ نے آلِ محمد علیہم السلام کو افضلیت اور عظمت اور طہارت عطا کی اُس پر ایک وہ بھی وقت آیا جب اللہ کے حکم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجدِ نبوی میں کھلنے والے سارے دروازے بند کروا دیئے سوائے علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دروازے کے تو اُس وقت بھی منافقین کے پیٹ میں

مروڑ اُٹھے تھے حسد ظاہر ہوا تھا ایک وہ وقت بھی تھا جب حضور نبی اکرم ﷺ نے غدیرِ خم میں مولا علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر اعلان کیا مَنۡ کُنۡتُ مَوۡلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوۡلَاہُ (جس کا میں مولا اُس کا علیؑ مولا) مولا علی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان کیا تو مروڑ تو اُس وقت بھی اُٹھے تھے۔ دیکھا جائے جو عظمت و رفعت اللہ اور اُس کے رسولؐ نے آلِ محمد عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ کو عطا کی۔ جنت کی سرداری ہو۔ طہارت ہو۔ امامت و خلافت ہو، علم کی دولت ہو، زہد، ورع اور تقویٰ و طہارت میں سبقت ہو اعلانِ اسلام و ایمان میں سبقت ہو، شجاعت و بہادری اور سخاوت میں کمال ہو۔ ان سے بھی بڑھ کر اللہ نے جو آلِ محمدؑ عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ کو نعمتوں سے نوازا ہے اِن پر آلِ محمدؑ عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ سے حسد کیا گیا ہے اسی حسد کی وجہ سے مسلمان ساری زندگی آلِ محمد عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ سے لڑتے رہے۔ مولا علی علیہ السلام سے لے کر آلِ محمد عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ کے سارے شہزادے شہید ہوئے۔ مولا علی علیہ السلام کو سجدہ میں حالتِ نماز میں شہید کر دیا گیا۔ امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوایا گیا امام حسین علیہ السلام کو ۷۲ نفوسِ قدسیہ سمیت کربلا کے میدان میں بچوں کے ساتھ بے دردی اور ظالمانہ طریقہ سے شہید کر دیا گیا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام تک سارے آلِ محمد علیہم السلام کے امام شہید ہوئے یہ حسد ہی تو تھا جو آلِ محمد علیہم السلام کو اللہ نے افضلیت جیسی نعمت سے نوازا تھا اُس پر یہ لوگ حسد کرتے رہے اور آج تک ایسا ہو رہا ہے میں فقیر محمد یاسین قادری جو آلِ محمد عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ کے در کا ایک غلام نوکر اور بھکاری ہوں۔ مجھ پر کتنے فتاویٰ جاری ہو چکے ہیں رافضی، گمراہ، اور پتہ نہیں کیا کیا سُنیت سے نکالا گیا خطابات سے روکا گیا۔

آلِ محمد علیہم السلام کے غلاموں نوکروں سے حسد و بغض کی انتہا کر دی گئی تو خود آلِ محمد عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ سے کتنا حسد ہو گا، آلِ محمدؐ کے غلاموں کے احوال پڑھیں سب کچھ سامنے آجائے گا، میثم تمار رضی اللہ عنہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، عمار ابنِ یاسر رضی اللہ عنہ حجر بن عدی رضی اللہ عنہ اور بے شمار آلِ محمد ﷺ کے غلام اور نوکر جنہوں نے آلِ محمدؐ کی محبت اور افضلیت کا علم اُٹھایا اُن کو شہید کیا گیا تو یہ سب کچھ حسد ہی تو ہے اور کیا ہے۔ امام باقر علیہ السلام کا بھی اِس آیتِ کریمہ کے ذیل میں ارشاد ہے۔ جس کو امام ابنِ حجر مکی نے بیان کیا ہے۔

559 عَنۡ مُحَمَّدُ الۡبَاقِرُ علیہ السلام قَالَ فِیۡ هٰذِهِ الۡاٰيَةِ ﴿اَمۡ يَحۡسُدُوۡنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ﴾ نَحۡنُ النَّاسُ وَاللّٰهِ۔

صفحہ نمبر: ۳۱۹

تبصرہ: نشان زدہ (صفحہ ۳۱۸ کے آخری پیراگراف سے آغاز ہو رہا ہے۔) پوری کی پوری عبارات یاسین لعنتی رافضی کی گندے اور غلیظ باطن کا اظہار ہے ایسی عبارات اس کتاب میں بکثرت ہیں قارئین انہیں پڑھ کر صرف یہ کہیں: لعنة الله على الدجال ياسين و أشياعه إلى أبدالآباد

حدیث نمبر: ۵۵۹

صحتِ حدیث: ضعیف جدا منکر

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں اِس آیتِ کریمہ میں (کیا یہ حسد کرتے ہیں لوگوں سے (اُس نعمت پر) جو عطا فرمائی ہے اُنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے) الناس سے مراد اللہ کی قسم ہم آلِ محمد عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ہیں۔

(امام ابن حجر مکی الصواعق محرقہ، صفحہ ۱۵۱)

اِسی طرح کی ایک روایت حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے امام طبرانی بھی بیان کرتے ہیں اپنی معجم میں۔

560 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ (اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ) نَحْنُ النَّاسُ دُوْنَ النَّاسِ۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں قرآن کی اِس آیت (کیا یہ حسد کرتے ہیں لوگوں سے (اُس نعمت پر) جو عطا فرمائی ہے اُنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے) میں الناس سے مراد ہم لوگ یعنی آلِ محمد عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ہیں اور کوئی نہیں۔

(امام طبرانی معجم الکبیر، جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۸ بیروت لبنان)

ثابت ہوا اِس آیتِ کریمہ میں الناس سے مراد آلِ محمد عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ہیں اور جب آلِ محمدؐ یا اَھلِ بیت کی بات ہو گئی مولا علی علیہ السلام سب سے پہلے نمبر پہ ہوں گے۔ اور یہ حقیقت بھی ہے کہ سب سے زیادہ حسد مولا علی علیہ السلام سے ہی کیا گیا اس پر بے شمار دلائل دیئے جا سکتے ہیں مگر میں اسی پہ اکتفاء کرتا ہوں۔

آیت نمبر 94 تا 95

❖ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ۝ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۭ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ۝

صفحہ نمبر: ۳۲۰
حدیث نمبر: ۵۶۰
صحتِ حدیث: ضعیف جدا منکر

کیا وہ لوگ جن کے دِلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ اُن کے کینوں اور عداوتوں کو ہرگز ظاہر نہ کرے گا۔ اور اگر ہم چاہیں تو آپ کو بلاشبہ وہ (منافق) لوگ دیکھا دیں کہ آپ اُنہیں اُن کے چہروں کی علامت سے ہی پہچان لیں، اور یقیناً آپ اُن کے اندازِ کلام سے بھی اُنہیں پہچان لیں گے، اور اللہ تمہارے سب اعمال کو جانتا ہے۔

(سورۃ محمد: آیات ۲۹، ۳۰)

اِن آیاتِ مقدسہ میں اللہ رب العزت نے منافقوں کو بے نقاب کیا ہے اور حضور نبی اکرمؐ کو ارشاد فرمایا ہے کہ یہ منافق سمجھتے ہیں کہ اِن کو کوئی پہچانتا اور جانتا نہیں ہم آپؐ کو اِن کی پہچان کی علامت بتاتے ہیں۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

561 عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ﴾ قَالَ بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان (آپ اُن کے اندازِ کلام سے اُنہیں پہچان لیں گے) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اُن کی زبان اور کلام سے علی علیہ السلام کا بُغض ظاہر ہو جاتا ہے۔ یعنی منافقین علیؑ کے بُغض کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔

(امام جلال الدین سیوطی الدر منثور، جلد ۶ صفحہ ۶۴)، (امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق، جلد ۲ صفحہ ۴۲۱، ۴۲۲)، (امام ہندی کنز العمال، جلد ۱ صفحہ ۲۵۰، ۲۵۱)، (امام بلاذری انساب الاشراف، جلد ۲ صفحہ ۹۶، ۹۷)، (علامہ حافظ ابو القاسم حاکم حسکانی شواہد التنزیل، جلد ۲ صفحہ ۱۷۸)، (امام ابنِ مغازلی مناقب امیر المومنین، صفحہ ۳۱۵، ۳۱۶)

اِس کا مطلب یہ ہے کہ منافقین کی پہچان اور علامت یہ ہے کہ وہ علی علیہ السلام کے ذکر سے خوش نہیں ہوتے اُن کے چہروں اور اُن کے کلام سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ لوگ منافق ہیں یعنی ذکرِ علی علیہ السلام سے جس کے چہرے پہ مسرت اور خوشی آئے وہ مومن ہے اور جس کے چہرے پہ مروڑ کے آثار نظر آئیں وہ منافق ہے۔

562 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ: وَاللّٰهِ مَا كُنَّا نَعْرِفُ مُنَافِقِيْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم إِلَّا بِبُغْضِهِمْ عَلِيًّا عليه السلام۔

صفحہ نمبر: ۳۲۱
حدیث نمبر: ۵۶۱
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۵۶۲
صحتِ حدیث: ضعیف

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم رسول اللہ کے (ظاہرًا) زمانہ میں اپنے اندر منافقین کو حضرت علی علیہ السلام سے بغض کی وجہ سے پہچانتے تھے۔

(امام طبرانی معجم الاوسط، جلد ۴ حدیث ۴۱۵۱)، (امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد ۹ صفحہ ۱۳۱)

563 حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ إِنَّا كُنَّا لَنَعْرِفُ الْمُنَافِقِينَ نَحْنُ مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ ہم انصار لوگ منافقین کو اُن کے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ بغض کی وجہ سے پہچانتے تھے۔

(امام ترمذی جامع، صفحہ ۸۴۶، حدیث ۳۷۱۷ مطبوعہ دار السلام الریاض)،
(امام ابو نعیم حلیۃ الاولیاء جلد ۶ صفحہ ۲۹۴، ۲۹۵)

564 حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبِي النَّصْرِ عَنِ الْمُسَاوِرِ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَمِعْتُهَا تَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَقُوْلُ: لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلَا يُبْغِضُهُ مُؤْمِنٌ۔

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ کوئی منافق حضرت علی علیہ السلام سے محبت نہیں کر سکتا اور کوئی مومن اُس سے بُغض نہیں رکھ سکتا۔

(امام ترمذی جامع، صفحہ ۸۴۶ حدیث ۳۷۱۷، مطبوعہ دار السلام الریاض)، (امام طبرانی معجم الکبیر، جلد ۲۳ حدیث ۸۸۶)، (امام ابو یعلی مسند، جلد ۱۲ حدیث ۶۹۳۱)

565 حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ عُثْمَانَ ابْنُ أَخِي يَحْيَى بْنِ عِيْسَى الرَّمْلِيِّ: حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ عِيْسَى الرَّمْلِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ

صفحہ نمبر: ۳۲۲
حدیث نمبر: ۵۶۳
صحتِ حدیث: ضعیف جدًا

حدیث نمبر: ۵۶۴، ۵۶۵
صحتِ حدیث: صحیح

صفحہ نمبر: ۳۲۳
حدیث نمبر: ۵۶۶
صحتِ حدیث: صحیح

، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَقَدْ عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ ﷺ أَنَّهُ لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبیِّ اُمّیؐ نے مجھ سے عہد فرمایا (وعدہ کیا) کہ مومن ہی تجھ سے محبت کرے گا اور مُنافق ہی تجھ سے بُغض رکھے گا۔

(امام ترمذی جامع، صفحہ ۸۴۹، ۸۵۰، حدیث ۳۷۳۶، مطبوعہ دار الاسلام الریاض)

566 حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، وَ حَدَّثَنَا يَحيَ بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لَهُ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زِرٍّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُ لَعَهِدَ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ ﷺ إِلَيَّ: أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ

حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا (چیرا) اور جانداروں کو پیدا کیا۔ حضور نبیِّ اُمّیؐ کا مجھ سے عہد (وعدہ) ہے کہ مجھ سے صرف مومن ہی محبت کرے گا اور منافق ہی مجھ سے بُغض رکھے گا۔

(امام مسلم صحیح، صفحہ ۵۰ حدیث ۱۳۱، ۷۸ مطبوعہ دار السلام الریاض)،
(امام نسائی السنن الکبریٰ، جلد ۵ حدیث ۸۱۵۳)، (امام ابنِ ابی شیبۃ المصنف، جلد ۶، حدیث ۳۲۰۶۴)،
(امام ابو یعلیٰ مسند، جلد ۱ حدیث ۲۹۱)، (امام ابنِ حبان صحیح، جلد ۱۵ حدیث ۶۹۲۴)،
(امام بزار مُسند، جلد ۲ حدیث ۵۶۰) (امام ابنِ ابی عاصم السُنۃ جلد ۲ حدیث ۱۳۲۵)

ان کے علاوہ بھی بے شمار احادیث ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مومن اور منافق کی پہچان ہی مولائے کائنات علی المرتضیٰ علیہ السلام کی ذات ہے جو اِن سے محبت کرے وہ مومن اور جو ان سے بغض رکھے وہ منافق اِس آیتِ کریمہ میں اللہ رب العزت نے یہی پہچان بیان کی ہے۔

میں محمد یاسین قادری بھی یہی بات دلائل کے ساتھ ثابت کر رہا ہوں۔

صفحہ نمبر: ۳۲۴
حدیث نمبر: ۵۶۷
صحتِ حدیث: موضوع کذب: کھلا جھوٹ

صحیفہ: مومن کا عنوان علیؑ ہے
خیبر میں جو ہے گونجی وہ اذان علیؑ ہے
یاسینؑ کی نہ مان چل مصطفیٰؐ کی مان لے
مومن اور منافق کی پہچان علیؑ ہے

آیت نمبر 96 تا 97

❖ وَاِنَّکَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ وَاِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ۝

اور بے شک آپؐ تو انہیں صراطِ مستقیم (سیدھی راہ) کی طرف بُلاتے ہیں۔ اور بے شک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ صراط مستقیم (سیدھی راہ) سے کترائے رہتے ہیں۔
(سورۃ المومنون: آیات ۷۳، ۷۴)

علی علیہ السلام صراطِ مستقیم ہیں

اِن آیاتِ کریمہ میں اللہ رب العزت نے صراطِ مستقیم کی بات کی ہے کہ اے رسولؐ آپؐ تو اِن کو صراطِ مستقیم یعنی سیدھے راستے کی طرف بُلاتے ہیں مگر چونکہ یہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اِس لیئے صراطِ مستقیم سے گریزاں ہیں۔ یعنی کتراتے ہیں۔ اصبغ بن نباتہ رضی اللہ عنہ نے مولا علی علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

567 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ﴾ عَنِ الصِّرَاطِ يَعْنِيْ عَنْ وِلَايَتِنَا۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان (اور بے شک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ صراطِ مستقیم سے کترائے رہتے ہیں) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ صراطِ مستقیم سے مراد ہماری (اہلِ بیتؑ) کی ولایت ہے۔

یعنی جو آلِ محمد عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کی ولایت سے منہ موڑتا ہے اصل میں صراطِ مستقیم سے کتراتا ہے۔

(امام ابراہیم بن محمد الجوینی فرائد السمطین، جلد ۲ صفحہ ۲۲۰، ۲۲۱)

اِس آیتِ کریمہ سے واضح ہو چکا ہے کہ مولا علی علیہ السلام کی ذات صراطِ مستقیم ہے مولا علی علیہ السلام کا دامن تھام لینا صراطِ مستقیم پر چلنے کے مترادف ہے۔

اِسی طرح حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علی علیہ السلام کو صراطِ مستقیم فرمایا ہے۔

568 عَنْ حُذَيْفَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم إِنْ تَوَلَّوْا عَلِيًّا عليه السلام تَجِدُوْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا يَسْلُكُ بِكُمُ الطَّرِيْقُ الْمُسْتَقِيْمَ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تُم خلافت علیؑ کے حوالے کر دو گے (علیؑ کی اطاعت کر لو گے) اُسے ہادی و مہدی پاؤ گے اور وہ تمہیں سیدھے راستے (صراطِ مستقیم) پر چلائیں گے۔

(امام ابو نعیم حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، جلد ۱ صفحہ ۶۳، ۶۴ بیروت لبنان)

امام ہندیؒ کنز العمال میں ایک طویل روایت بیان کرتے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولائے کائنات علی المرتضیٰ علیہ السلام کو صراطِ مستقیم قرار دیا ہے۔

569 قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم إِنَّ عَلِيًّا عليه السلام صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک علی علیہ السلام صراطِ مستقیم ہے۔ اور دوسری روایت میں صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ صراطِ مستقیم کیا ہے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علیؑ ہی صراطِ مستقیم ہے۔

(امام ہندی کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۲۵۸)

صفحہ نمبر: ۳۲۵

حدیث نمبر: ۵۶۸

صحتِ حدیث: ضعیف جدا

حدیث نمبر: ۵۶۹

صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

صفحہ نمبر: ۳۲۶
حدیث نمبر: ۵۷۰
صحتِ حدیث: ضعیف

ثابت ہوا کہ مولا علی علیہ السلام کی ذات سیدھا راستہ ہے جو مولا علی علیہ السلام کا دامن تھام لے وہ ہی حقیقت میں صراطِ مستقیم کا مسافر بن جاتا ہے۔ مولا علی علیہ السلام سے منہ موڑ کر تعلق توڑ کر انسان گمراہی کی اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔ اِس لیئے ابھی وقت ہے ہمارے پاس کہ ہم آقا کے بھائی کی محبت واطاعت سے صراطِ مستقیم کو پا سکتے ہیں۔

ایک اور روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

570 عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِنْ وَلَّيْتُمُوْهَا عَلِيًّا علیہ السلام فَهَادٍ مُهْتَدٍ، يُقِيْمُكُمْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

حضرتِ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ہم کو) ارشاد فرمایا: اگر تم علی علیہ السلام کو خلیفہ بناؤ گے تو وہ (علی علیہ السلام) خود بھی ہدیات یافتہ ہے اور ہدایت دینے والا ہے وہ تم کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھے گا۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۶۸۵)

آیت نمبر 98

❖ وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۚ

اور (یاد کریں) جب آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پشتوں (پیٹھوں) سے اُن کی نسل نکالی اور اُن کو اُنہی کی جانوں پر گواہ بنایا (پھر پوچھا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ وہ بولے کیوں نہیں۔

(سورۃ الاعراف: آیت ۱۷۲)

اِس آیتِ کریمہ میں اللہ رب العزت نے کائنات کی تخلیق سے پہلے جوارواح سے خطاب کیا اُس کا ذکر ہے اِس آیت میں مولا علی علیہ السلام کی جو عظمت بیان ہوئی ہے یہ شان صرف مولا علی علیہ السلام کو ہی اللہ نے عطا کی امام دیلمیؒ روایت لے کر آئے ہیں۔

صفحہ نمبر: ۳۲۷

حدیث نمبر: ۵۷۱

صحتِ حدیث: موضوع مکذوب و منکر

تبصرہ: اس طرح کی من گھڑت حدیثین بیان کر کر کے دجالین نے اسلام قرآن اور سنت سب کو مضحکہ خیز بنا دیا ہے

حدیث نمبر: ۵۷۲

صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

327 كَنْزُ الْبُرْهَانِ عَلَىٰ أَفْضَلِيَّةِ عَلِيٍّ فِي الْقُرْآنِ

571 عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَوْ عَلِمَ النَّاسُ مَتٰى سُمِّيَ عَلِيٌّ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ، مَا أَنْكَرُوْا فَضْلَهٗ سُمِّيَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ. قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿ وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۚ ﴾ ثُمَّ قَالَ: أَنَا رَبُّكُمْ وَمُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نَبِيُّكُمْ وَعَلِيٌّ أَمِيْرُكُمْ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے (پتہ چل جائے) کہ علی علیہ السلام کا نام امیر المومنین کب رکھا گیا ہے۔ تو وہ علی علیہ السلام کی افضلیت کا انکار نہ کریں، علی علیہ السلام کا نام امیر المومنین اس وقت رکھا گیا۔ جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا (اور یاد کریں جب آپؐ کے رب نے اولادِ آدم علیہ السلام کی پشتوں سے اُن کی نسل نکالی اور اُن کو اُنہی کی جانوں پر گواہ بنایا پھر پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں وہ بولے کیوں نہیں) پھر فرمایا: میں تمہارا رب ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے نبیؐ ہیں اور علی علیہ السلام تمہارے امیر ہیں۔

(امام دیلمی مسند الفردوس، جلد ۳ حدیث ۵۰۶۶)

572 عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ نُوْرًا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مُطْبِقًا يُسَبِّحُ اللّٰهَ ذَالِكَ النُّوْرُ وَيُقَدِّسُهٗ قَبْلَ أَنْ يُّخْلَقَ اٰدَمُ بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ. فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى آدَمَ رُكِّبَ ذٰلِكَ النُّوْرُ صُلْبِهٖ فَلَمْ نَزَلْ فِيْ شَيْءٍ وَّاحِدٍ حَتّٰى إِفْتَرَقْنَا فِيْ صُلْبِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَجُزْءٌ أَنَا وَجُزْءٌ عَلِيٌّ۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اور علی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک ملے ہوئے نُور کی صورت میں تھے، وہ نُور اللہ کی

تسبیح و تقدیس میں مصروف تھا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تخلیق (پیدا) فرمایا تو اُس نُور کو اُن کی صلبِ پاک میں رکھ دیا گیا، تو ہم دونوں (نبیؐ و علیؑ) ایک ہی چیز میں موجود رہے (یعنی ایک ہی نور میں) یہاں تک کہ ہم حضرت عبدالمطلب علیہ السلام کے صلبِ پاک میں جُدا ہوئے پس (اُس نور) ایک جُز (حصہ) میں (محمدؐ) ہوں اور دوسرا جُز علی علیہ السلام ہیں۔

(امام احمد بن حنبل فضائل صحابہ، جلد ۲ حدیث ۱۱۳۰)، (امام محب طبری الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۲۰، ۱۱۹)

(پیر کرم شاہ الازھری تفسیر ضیاء القرآن، جلد ۳ صفحہ ۵۸، ۵۷)

573 عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ نُوْرًا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ قَبْلِ أَنْ يُّخْلَقَ اٰدَمُ بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ. فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰدَمَ سَلَكَ ذٰلِكَ النُّوْرَ فِيْ صُلْبِهِ فَلَمْ يَزَلِ اللّٰهُ تَعَالٰى يَنْقُلُهُ مِنْ صُلْبٍ إِلٰى صُلْبٍ حَتّٰى أَقَرَّهُ فِيْ صُلْبِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَسَّمَهُ قِسْمَيْنِ: قِسْمًا فِيْ صُلْبِ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَقِسْمًا فِيْ صُلْبِ أَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَعَلِيٌّ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ لَحْمُهُ لَحْمِيْ وَدَمُهُ دَمِيْ فَمَنْ أَحَبَّهُ فَبِحُبِّيْ أَحِبُّهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُ فَبُغْضِيْ أُبْغِضُهُ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اور علیؑ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں (بارگاہ) ایک نُور کی صورت (حیثیت) میں موجود تھے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بنایا تو اُس نُور کو اُنکی پُشت میں رکھا۔ پس اللہ تعالیٰ اُس نور کو ایک صُلب سے دوسرے صُلب میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ اُس کو حضرت عبدالمطلب علیہ السلام کی پُشت میں رکھا۔ پھر اُسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا ایک حصہ حضرت عبداللہ علیہ السلام کی پُشت میں اور دوسرا حصہ حضرت ابوطالب علیہ السلام کی پُشت میں رکھا۔ پس علی علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اُس کا گوشت میرا گوشت ہے، اُس کا خون میرا خون ہے، میں اُس سے محبت کرتا ہوں جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے، اور میں اُس سے بغض رکھتا ہوں جو علی علیہ السلام سے بُغض رکھتا ہے۔

(امام موفق بن احمد بن محمد مکی خوارزمی حنفی، مناقبِ خوارزمی، صفحہ ۱۴۴، ۱۴۵)

صفحہ نمبر: ۳۲۸

تبصرہ: مذکورہ بالا حدیث ضیاء القرآن میں موجود نہیں ہے۔ دجال یاسین لوگوں کو اپنے فریبِ ارتداد میں پھنسانے کے لیے ضیاء القرآن کا حوالہ دیا ہے۔ لعنة الله على الدجالين الكذابين كأمثال الدجال ياسين۔

حدیث نمبر: ۵۷۳

صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

صفحہ نمبر: ۳۲۹
حدیث نمبر: ۵۷۶،۵۷۵،۵۷۴
صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

574 عَنْ عَلِيٍّ فِي رِوَايَةٍ طَوِيلَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا عَلِيُّ: رُوحُكَ مِنْ رُوحِيْ وَطِيْنَتُكَ مِنْ طِيْنَتِيْ وَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى خَلَقَنِيْ وَخَلَقَكَ مِنْ نُوْرِهٖ وَ اصْطَفَانِيْ وَاصْطَفَاكَ فَاخْتَارَنِيْ لِلنُّبُوَّةِ وَاخْتَارَكَ لِلْإِمَامَةِ فَمَنْ أَنْكَرَ إِمَامَتَكَ فَقَدْ أَنْكَرَ نُبُوَّتِيْ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے وہ ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا اے علی علیہ السلام تمہاری روح میری روح سے ہے تمہاری مٹی میری مٹی سے ہے اور بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے اور تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے مجھے اور تجھے چُن لیا ہے، مجھے نبوت کیلئے چُن لیا ہے اور تمہیں اِمامت کیلئے چُن لیا ہے، جس نے تمہاری اِمامت کا انکار کیا اُس نے میری نبوت کا انکار کیا۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد اصفحہ ۵۱، ۵۰ بیروت لبنان)

575 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ أَنَا وَأَنْتَ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا میں اور تم (علیؑ) اللہ کے نُور سے پیدا کیئے گئے ہیں۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد اصفحہ ۱۰، ۹ بیروت لبنان)

576 عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ حَبِيْبِيْ مُحَمَّدًا ﷺ يَقُوْلُ: كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ نُوْرًا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يُسَبِّحُ اللّٰهَ ذٰلِكَ النُّوْرُ وَيُقَدِّسُهٗ. قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَ اللّٰهُ اٰدَمَ بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ. فَلَمَّا خَلَقَ اٰدَمَ أَوْدَعَ ذٰلِكَ النُّوْرَ فِيْ صُلْبِهٖ فَلَمْ يَزَلْ أَنَا وَعَلِيٌّ شَيْءٌ وَاحِدٌ حَتّٰى إِفْتَرَقْنَا فِيْ صُلْبِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَفِيَّ النُّبُوَّةُ وَفِيْ عَلِيٍّ الْإِمَامَةِ۔

صفحہ نمبر: ۳۳۰
حدیث نمبر: ۵۷۷
صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب (محبوب) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ میں اور علی علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک نُور کی صورت میں موجود تھے، یہ نُور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتا تھا، آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا تو اُس نُور کو آدم علیہ السلام کی پُشت میں رکھ دیا، میں اور علی علیہ السلام ایک ہی (نُور) شئے میں رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صُلبِ عبد المطلب علیہ السلام میں دو حصوں میں تقسیم کر دیا، مجھے نبوت اور علی علیہ السلام کو امامت عطا کی۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودة، جلد ۱، صفحہ ۹، ۱۰)، (امام دیلمی مُسند الفردوس، جلد ۲، صفحہ ۱۴۸)

577 عَنْ إِمَامُ الْبَاقِرُ عَنْ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنْ حُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ نُوْرٌ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ قَبْلِ أَنْ يُّخْلَقَ اٰدَمُ بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ. فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰدَمَ سَلَكَ ذٰلِكَ النُّوْرَ فِيْ صُلْبِهٖ فَلَمْ يَزَلِ اللّٰهُ تَعَالٰى يَنْقُلُهٗ مِنْ صُلْبٍ إِلٰى صُلْبٍ حَتّٰى أَقَرَّهٗ فِيْ صُلْبِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَسَّمَهٗ قِسْمَيْنِ: قِسْمًا فِيْ صُلْبِ عَبْدِ اللّٰهِ علیہ السلام وَقِسْمًا فِيْ صُلْبِ أَبِيْ طَالِبِ علیہ السلام. فَعَلِيٌّ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ لَحْمُهٗ لَحْمِيْ وَدَمُهٗ دَمِيْ فَمَنْ أَحَبَّهٗ فَبِحُبِّيْ أَحِبُّهٗ وَمَنْ أَبْغَضَهٗ فَبُغْضِيْ أُبْغِضُهٗ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام، امام علی بن حسین علیہ السلام سے وہ امام حسین ابنِ علی علیہ السلام سے وہ امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اور علی علیہ السلام آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک نُور کی حیثیت میں موجود تھے، پس جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا تو اُس نُور کو اُنکی پُشت میں رکھا۔ پس اللہ تعالیٰ اُس نُور کو ایک صُلب سے دوسرے صُلب میں منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اُس کو حضرت عبد المطلب کی پُشت میں رکھا، پھر اُسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا، ایک حصہ حضرت عبد اللہ علیہ السلام کی پُشت میں اور دوسرا

حصہ حضرت ابو طالب علیہ السلام کی پُشت میں رکھا، پس علی علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں علی علیہ السلام سے ہوں اُس کا گوشت میرا گوشت ہے اُس کا خُون میرا خون ہے، میں اُس سے محبت کرتا ہوں جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے، اور میں اُس سے بُغض رکھتا ہوں جو علی علیہ السلام سے بُغض رکھتا ہے۔

(امام ابراہیم بن محمد الجوینی فرائد السمطین، جلد 1: صفحہ ۴۷)

578 قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خُلِقْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ مِّنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ وَ كَانَتْ هٰذِهِ الْخَلَافَةُ كَرَّمَ اللهُ تَعَالٰى وَجْهَهٗ عَلَى الْوَجْهِ الْأَتَمِّ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میںؐ اور علیؑ ایک ہی نور سے تخلیق ہوئے ہیں اور خلافت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔

(علامہ آلوسی، روح المعانی، جلد 6، ص۱۸۶، ۱۸۷)

579 عَنْ أَبِي سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى. يَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! إِنِّي خَلَقْتُكَ، وَخَلَقْتُ عَلِيًّا وَّ فَاطِمَةَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَالْأَئِمَّةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مِنْ وُلْدِهٖ مِنْ سِنْخِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِيْ وَ عَرَضْتُ وَلَايَتَكُمْ عَلٰى أَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَ أَهْلِ الْأَرْضِ فَمَنْ قَبِلَهَا كَانَ عِنْدِيْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ جَحَدَهَا كَانَ عِنْدِيْ مِنَ الْكَافِرِيْنَ، يَا مُحَمَّدُ! لَوْ أَنَّ عَبْدًا مِّنْ عَبِيْدِيْ عَبَدَنِيْ حَتّٰى يَنْقَطِعَ أَوْ يَصِيْرَ كَالشَّنِّ الْبَالِيْ، ثُمَّ أَتَانِيْ جَاحِدًا لِوَلَايَتِكُمْ مَاغَفَرْتُ لَهٗ حَتّٰى يُقِرَّ بِوَلَايَتِكُمْ. يَا مُحَمَّدُ! أَتُحِبُّ أَنْ تَرَاهُمْ؟ قُلْتُ: نَعَمْ يَارَبِّ. فَقَالَ لِيْ إِلْتَفِتْ عَنْ يَّمِيْنِ الْعَرْشِ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا. بِعَلِيٍّ، وَفَاطِمَةَ، وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ، وَعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَّ جَعْفَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ مُوْسَى بْنِ جَعْفَرَ، وَعَلِيِّ بْنِ مُوْسَى وَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَعَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَّ الْمَهْدِيُّ

صفحہ نمبر: ۳۳۱

حدیث نمبر: ۵۷۸

صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

حدیث نمبر: ۵۷۹

صحتِ حدیث: موضوع مکذوب صریحا

صفحہ نمبر: ۳۳۲

حدیث نمبر: ۵۸۰

صحتِ حدیث: موضوع مکذوب اِلی حد الکفر الصریح

عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنْ نُّوْرٍ قِيَامًا يُّصَلُّوْنَ وَهُوَ فِيْ وَسَطِهِمْ يَعْنِيْ الْمَهْدِيَّ كَأَنَّهُ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ۔

حضرت ابو سلمیٰؓ ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا (آپؐ نے فرمایا) اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا! اے محمد ﷺ بے شک میں نے آپؐ کو، علیؑ اور فاطمہؑ کو اور حسنؑ اور حسینؑ کو اور ان کی اولاد سے اماموں کو تخلیق فرمایا اِن سب (۱۴) کا نور میرے نور کی اصل سے ہے اور میں نے آسمان والوں اور زمین والوں پر تم سب (۱۴) کی ولایت کو پیش کیا۔ پس جس نے اس ولایت کو قبول کیا تو وہ میرے نزدیک ایمان والوں میں سے ہے اور جس نے اس ولایت کا انکار کیا وہ میرے نزدیک کافروں میں سے ہے۔ اے محمد ﷺ اگر میرے بندوں میں سے کوئی بندہ میری عبادت کرے یہاں تک کہ وہ فوت (ہلاک) ہو جائے پھر میرے پاس تم سب (۱۴) کی ولایت کا انکار کرتا ہوا آئے تو میں اُس کو اُس وقت تک نہیں معاف کروں (بخشوں) گا جب تک وہ تم سب (۱۴) کی ولایت کا اقرار نہ کرے۔ اے محمد ﷺ کیا آپؐ اُنہیں (۱۴) کو دیکھنا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں اے میرے ربّ (دیکھنا چاہتا ہوں) پس اللہ ربّ العزت نے فرمایا کہ عرش کی دائیں طرف دیکھیں تو میں نے دیکھا کہ میں (حضورؐ) علیؑ وفاطمہؑ اور حسنؑ وحسینؑ، اور زین العابدینؑ، اور محمد الباقرؑ اور جعفر صادقؑ اور موسیٰ کاظمؑ اور علی رضاؑ اور محمد تقیؑ اور علی نقیؑ، اور حسن عسکریؑ اور محمد مہدیؑ کے ساتھ تھا سب (۱۴) ٹخنوں تک نُور میں کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے اور وہ یعنی امام مہدیؑ اُن کے درمیان چمکتے ہوئے ستارے کی طرح تھے۔

(امام موفق بن احمد بن محمد مکی حنفی خوارزمی، مقتل الحسین جلد ۱، صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷)

580 عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عَلِيُّ مَنْ أَنْكَرَ إِمَامَتَكَ فَقَدْ أَنْكَرَ نُبُوَّتِيْ أَمْرُكَ أَمْرِيْ وَ نَهْيُكَ نَهْيِيْ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے علی علیہ السلام جس نے تمہاری امامت کا انکار کیا اُس نے میری نبوت کا انکار کیا، تمہارا حکم دینا میرا حکم دینا ہے اور تمہارا روکنا میرا روکنا ہے۔ (شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۱ صفحہ ۵۱، ۵۰)

صفحہ نمبر: ۳۳۳

تبصرہ: مذکورہ بالا احادیث موضوعۃ بالخصوص نمبر ۵۷۱ سے ۵۸۰ تک کا اقرار کرنے والا دائرہَ دین اسلام و ایمان سے خارج ہے۔ کیونکہ ان من گھڑت احادیث کو ماننا نبوتِ سید المرسلین ﷺ کا واضح انکار ہے۔

حدیث نمبر: ۵۸۱

صحتِ حدیث: موضوع

اِس آیتِ مقدسہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ مولا علی علیہ السلام کی خلافت وولایت اور رہبری کا اعلان اُس وقت اللہ تعالیٰ نے فرما دیا تھا جب وقت بھی نہ تھا۔

ثابت ہوا کہ مولائے کائنات علی علیہ السلام کو امیر اور حاکم اللہ اور اُس کے رسولؐ نے اِس کائنات کی تخلیق سے بھی پہلے بنایا۔ اِس آیتِ کریمہ میں اللہ رب العزت اور اُس کے رسولؐ نے یہی بات اپنی اُمت تک پہنچائی ہے۔ اِس لیئے مولا علی علیہ السلام کو بطور حاکم تسلیم نہ کرنا ایسا ہی ہے جیسا رسول اللہ ﷺ کو تسلیم نہ کرنا۔

آیت نمبر 99

❖ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۝

"جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنا مال (اللہ کی راہ میں) رات کو اور دِن کو چھپا کر اور ظاہر میں اُن کا اجر وصلہ اُن کے ربّ کے پاس ہے اور اُن کو کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے"۔

(سورۃ البقرہ: آیت ۲۷۴)

اِس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مولا علی علیہ السلام کی خیرات کا ذکر کیا ہے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

581 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ) فِيْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام كَانَتْ عِنْدَهُ أَرْبَعَةُ دَرَاهِمَ لَا يَمْلِكُ غَيْرَهَا. فَتَصَدَّقَ بِدِرْهَمٍ لَيْلًا وَبِدِرْهَمٍ نَهَارًا وَ بِدِرْهَمٍ سِرًّا وَبِدِرْهَمٍ عَلَانِيَةً"۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں یہ آیت (جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنا مال (اللہ کی راہ میں) رات کو اور دِن کو چھپا کر اور ظاہر میں اُن کا اجر وصلہ اُن کے رب کے پاس ہے اور

صفحہ نمبر: ۳۳۴
حدیث نمبر: ۵۸۲
صحتِ حدیث: موضوع

اُن کو کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے) حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔ اُن کے پاس چار درہم تھے اُن میں سے ایک درہم آپؑ نے رات کو خیرات کیا اور دوسرا درہم دِن میں اور تیسرا درہم چُھپا کر اور چوتھا درہم ظاہرًا مستحق افراد میں خیرات کیا۔

دوسری روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔

582 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ عَلِيًّاؑ عِنْدَهٗ أَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ لَا يَمْلِكُ غَيْرَهَا فَتَصَدَّقَ بِرِرْهَمٍ سِرًّا وَدِرْهَمٍ عَلَانِيَةً وَدِرْهَمٍ لَيْلًا وَ دِرْهَمٍ نَهَارًا فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْاٰيَةُ ﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾

حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس چار درہم تھے اُن میں سے ایک درہم اُنہوں نے چھپا کر خیرات کیا اور دوسرا درہم سرِ عام یعنی ظاہرًا اور تیسرا درہم رات کو اور چوتھا درہم دِن کو مستحق افراد میں خیرات کیا تو پھر یہ آیت نازل ہوئی (جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنا مال (اللہ کی راہ میں) رات کو اور دِن کو چھپا کر اور ظاہر میں اُن کا اجر وصلہ اُن کے رب کے پاس ہے اور اُن کو کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے)۔

(امام بغوی تفسیر البغوی معالم التنزیل جلد ۱ صفحہ ۳۵۸)، (امام عماد الدین ابن کثیر تفسیر ابنِ کثیر، جلد ۱ صفحہ ۳۲۶)، (امام جلال الدین سیوطی الدر منثور، جلد ۱ صفحہ ۳۷۴)، (علامہ زمخشری تفسیر الکشاف، جلد ۱ صفحہ ۳۱۹)، (امام فخر الدین رازی تفسیر الکبیر، جلد ۷ صفحہ ۸۹، ۸۳)، (امام بیضاوی تفسیر بیضاوی، جلد ۱ صفحہ ۱۴۱)، (شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، صفحہ ۲۵۰)، (امام ابراہیم بن محمد الجوینی فرائد السمطین، جلد ۱ صفحہ ۱۸۰)

صفحہ نمبر: ۳۳۵
حدیث نمبر: ۵۸۳
صحتِ حدیث: موضوع

آیت نمبر 100

❖ وَ فِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ وَّ جَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ

''اور زمین میں (مختلف قسم کے) کھیت ہیں جو ایک دوسرے کے قریب ہیں انگوروں کے باغات ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجور کے درخت ہیں جھنڈ دار اور بغیر جھنڈ کے ان سب کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے''۔

(سورۃ الرعد: آیت ۴)

اِس آیتِ مقدسہ کے ذیل میں امام ابراہیم بن محمد الجوینیؒ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں۔

583 عَنْ جَابِرٍ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: النَّاسُ مِنْ شَجَرٍ شَتّٰى وَ أَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ شَجَرَةٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿وَ فِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا لوگ مختلف درختوں سے ہیں اور میں اور علی علیہ السلام ایک ہی درخت سے ہیں اور پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی (اور زمین میں مختلف قسم کے کھیت ہیں جو ایک دوسرے کے قریب ہیں، انگوروں کے باغات ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجور کے درخت ہیں جھنڈ دار اور بغیر جھنڈ کے اِن سب کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا۔)

(امام ابراہیم بن محمد الجوینی فرائد السمطین جلد ۱ صفحہ ۴۵)

اِسی حدیثِ پاک کو امام طبرانیؒ اور دیگر محدثین نے بھی اِن الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

584 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: النَّاسُ مِنْ شَجَرٍ شَتّٰى وَأَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ شَجَرَةٍ وَاحِدَةٍ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا لوگ جُدا جدا درخت (نسب) سے ہیں جبکہ میں اور علی علیہ السلام ایک ہی درخت (نسب) سے ہیں۔

(امام طبرانی معجم الاوسط، جلد ۴ حدیث، ۱۶۵۱)، (امام ہیثمی مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، جلد ۹ صفحہ ۹۹، ۱۰۰)، (امام دیلمی مسند الفردوس، جلد ۴ حدیث ۶۸۸۸)

امام عبد الرؤف المناویؒ نے اِن الفاظ کے ساتھ اِس حدیثِ پاک کو بیان کیا ہے۔

585 قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَعَلِيٌّ مِّنْ شَجَرَةٍ وَّاحِدَةٍ۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اور علی علیہ السلام ایک ہی درخت سے ہیں۔

(امام عبد الرؤف المناوی کنوز الحقائق، جلد ۲ صفحہ ۷۹، ۸۰)

586 عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْأَنْبِيَاءَ مِنْ أَشْجَارٍ شَتّٰى وَخَلَقَنِيْ وَعَلِيًّا مِنْ شَجَرَةٍ وَّاحِدَةٍ۔

حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ نے تمام انبیاء عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کو مختلف درختوں سے پیدا کیا اور مجھے اور علی علیہ السلام کو ایک ہی درخت سے پیدا فرمایا۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ صفحہ ۵۱، ۵۰)

صفحہ نمبر: ۳۳۶
حدیث نمبر: ۵۸۴، ۵۸۵
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۵۸۶
صحتِ حدیث: باطل منکر موضوع

صفحہ نمبر: ۳۳۷
حدیث نمبر: ۵۸۷
صحتِ حدیث: منکر موضوع

آیت نمبر 101 تا 102

❖ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝

نعمتوں والی جنت میں، تختوں پر مسند لگائے آمنے سامنے ہونگے۔

(سورۃ الصافات: آیت ۴۳، ۴۴)

قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی اِن آیاتِ مقدسہ کے بارے میں حضرت زید بن اوفی رضی اللہ عنہ نے ایک حدیثِ پاک روایت کی ہے جس کو امام ابراہیم بن محمد الجوینیؒ نے فرائد السمطین میں بیان کیا ہے۔

587 عَنْ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: آخَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بَيْنَ أَصْحَابِهِ رضی اللہ عنہم فَجَاءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخَيْتَ بَيْنَ أَصْحَابِکَ وَلَمْ تُؤَاخِ بَيْنِي وَ بَيْنَ أَحَدٍ. فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنْتَ أَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ أَنْتَ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ ثُمَّ تَلاَ هٰذِهِ الْآيَاتِ ﴿ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ ﴾

حضرت زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اخوت قائم کی تو حضرت علی علیہ السلام روتے ہوئے آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ نے سارے صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان اخوت قائم کردی مگر، مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حضرت علیؑ سے) فرمایا تُم دُنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو اور تم جنت میں میرے رفیق ہو پھر آپؐ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں (نعمتوں والی جنت میں تختوں پر مسند لگائے آمنے سامنے ہونگے۔)

(امام ابراہیم بن محمد الجوینی فرائد السمطین، جلد ۱ صفحہ ۸۲)

588 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ رَفَعَهُ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَا شَجَرَةٌ، وَفَاطِمَةُ حَمْلُهَا، وَعَلِيٌّ لِقَاحُهَا، وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ثَمَرَتُهَا، وَالْمُحِبُّوْنَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَقُهَا، مِنَ الْجَنَّةِ حَقًّا حَقًّا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعًا روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں درخت ہوں اور فاطمہ سلام اللہ علیہا اُس (درخت) کی ٹہنی ہیں اور علی علیہ السلام اُس (درخت) کا شگوفہ ہیں اور حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام اُس (درخت) کا پھل ہیں اور اہل بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ سے محبت کرنے والے اُس (درخت) کے پتے ہیں یہ (سب) جنّت میں سے ہیں یہ حق ہے، یہ حق ہے۔

(امام دیلمی مُسند الفردوس، جلد ا، حدیث ۱۳۵)

589 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلِيٌّ يَزْهَرُ فِي الْجَنَّةِ كَكَوَاكِبِ الصُّبْحِ لِأَهْلِ الدُّنْيَا۔

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی علیہ السلام جنّت میں اس طرح چمکے گا جس طرح اہلِ دُنیا کے لیئے صبح کے ستارے چمکتے ہیں۔

(امام عبدالروف المناوی، کنوز الحقائق جلد ۲، صفحہ ۱۹۲، بیروت لبنان)

590 عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخِذٌ بِيَدِي وَنَحْنُ فِي سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ إِذْمَرَرْنَا بِحَدِيْقَةٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا أَحْسَنُهَا مِنْ حَدِيْقَةٍ، قَالَ: لَكَ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْهَا۔

(هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ)

حضرت ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان تھے اور آپ نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور ہم مدینہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے۔ جب ہم ایک باغ کے قریب سے گزرے تو میں نے کہا اے رسول

صفحہ نمبر: ۳۳۸
حدیث نمبر: ۵۸۸
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۵۸۹
صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

حدیث نمبر: ۵۹۰
صحتِ حدیث: صحیح

صفحہ نمبر: ۳۳۹

حدیث نمبر: ۵۹۱، ۵۹۲

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۵۹۳

صحتِ حدیث: صحیح

اللہ ﷺ یہ باغ کتنا خوبصورت ہے آپؐ نے ارشاد: تیرے لئے (علیؑ) جنّت میں اس سے زیادہ خوبصورت (باغ) ہوگا۔ (یہ حدیث صحیح الاسناد ہے)

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۶۷۲)

591 عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَا عَلِيُّ عَلَيْهِ السَّلَام أَنْتَ أَخِيْ وَصَاحِبِيْ وَرَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اے علی علیہ السلام تم میرے بھائی ہو اور میرے ساتھی ہو اور جنّت میں میرے رفیق (دوست) ہو۔

(علی ہامش مُسند احمد، منتخب کنز العمال، جلد ۵، ص ۴۶)

592 عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَعَلِيًّا وَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ فِيْ حَظِيْرَةِ الْقُدْسِ فِيْ قُبَّةٍ بَيْضَاءُ شَقْفُهَا عَرْشُ الرَّحْمٰنِ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک فاطمہ سلام اللہ علیہا اور علی علیہ السلام اور حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام جنّت میں سفید گنبد (قبہ) میں ہونگے جس کی چھت رحمٰن (اللہ) کا عرش ہے۔

(امام عبد الرؤف المنادی، اتحاف السائل، ص ۱۴۵)

593 عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَبُوْهُمَا خَيْرٌ مِنْهُمَا۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام جنّتی نوجوانوں کے سردار ہیں اور اُنکے ابو جان (علیؑ) ان دونوں سے بہتر (افضل) ہیں۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۷۸۰، ۴۷۷۹)

594 عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا عَلِيُّ أَنْتَ فِي الْجَنَّةِ، يَا عَلِيُّ أَنْتَ فِي الْجَنَّةِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی علیہ السلام تو جنت میں ہوگا، اے علی علیہ السلام تو جنت میں ہوگا۔ (رسول اللہ ﷺ کے اس ارشادِ پاک کی ایک خاص وجہ اور حکمت ہے)

(منتخب کنز العمال علی ہامش مسند احمد، جلد ۵، ص ۳۹)

595 عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: دَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَقَالَ: إِنِّي وَ إِيَّاكِ وَهٰذَا النَّائِمَ يَعْنِي: عَلِيًّا وَهُمَا يَعْنِي: الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ لَفِي مَكَانٍ وَّاحِدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کے گھر داخل ہوئے اور ارشاد فرمایا بے شک میں اور تم اور یہ سونے والا یعنی علی علیہ السلام اور یہ دونوں یعنی حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام قیامت کے دن ایک ہی جگہ (جنّت) میں ہونگے۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳ حدیث ۴۶۶۴)، (امام احمد بن حنبل مسند، جلد ۱، حدیث ۷۹۲)،
(امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد ۲۲، حدیث ۱۰۱۶)

596 عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: أَخْبَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ، أَنَا وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَمُحِبُّوْنَا؟ قَالَ: مِنْ وَرَائِكُمْ۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خبر دی کہ سب سے پہلے میں (علیؑ) اور فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام جنّت میں داخل ہونگے

صفحہ نمبر: ۳۴۰
حدیث نمبر: ۵۹۴
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۵۹۵
صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۵۹۶
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

صفحہ نمبر: ۳۴۱
حدیث نمبر: ۵۹۸،۵۹۷
صحتِ حدیث: موضوع

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم سے محبت کرنے والے (کہاں ہونگے)؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: تمہارے پیچھے (تم سے محبت کرنے والے جنت جائیں گے)

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳ حدیث ۴۷۲۳)، (امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد ۱، حدیث ۹۵۰)، (امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۲، حدیث ۶۲۴)

597 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: نَحْنُ وَلَدُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ سَادَةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ: أَنَا وَحَمْزَةُ وَ عَلِيٌّ وَ جَعْفَرٌ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَالْمَهْدِيُّ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ہم حضرت عبد المطلب علیہ السلام کی اولاد جنت والوں کے سردار ہیں میں اور حمزہ علیہ السلام اور علی علیہ السلام اور جعفر علیہ السلام اور حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام اور مہدی علیہ السلام۔

(امام ابن ماجہ السنن، ص ۵۹۶، حدیث ۴۰۸۷، دار السلام الریاض)، (امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۹۴۰)

598 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عَلِيُّ إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أُتِيْتَ أَنْتَ وَوَلَدُكَ عَلٰى خَيْلٍ بُلْقٍ بِالدُّرِّ وَالْيَاقُوْتِ فَيَأْمُرُ اللّٰهُ بِكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی علیہ السلام جب قیامت کا دن ہوگا تو اور تیری اولاد موتی اور یاقوت والے رنگ برنگ چمکیلے گھوڑوں پر سوار ہو کر آؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تم کو جنت میں جانے کا امر (حکم) دے گا اور تمام لوگ یہ نظارہ (تمہاری عزت افزائی) دیکھ رہے ہونگے۔

(منتخب کنز العمال علی ہامش مُسند احمد، جلد ۴، ص ۵۱)

599 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: أَنَا وَفَاطِمَةُ وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ مُجْتَمِعُونَ، وَمَنْ أَحَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَأْكُلُ وَنَشْرَبُ حَتَّى يُفَرَّقَ بَيْنَ الْعِبَادِ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اور فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام اور ہم سے محبت کرنے والے قیامت کے دن ایک ہی جگہ (مقام) پر جمع ہونگے۔ ہم (جنّت کے میوے) کھارہے ہونگے اور (کوثر کے جام) پی رہے ہونگے یہاں تک کہ لوگ حساب وکتاب کے ذریعے جدا جدا کر دیئے جائیں گے۔

(امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد ۳ حدیث ۲۶۲۳)

600 عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عليه السلام عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم أَخَذَ بِيَدِ حَسَنٍ عليه السلام و حُسَيْنٍ عليه السلام قَالَ: مَنْ أَحَبَّنِي وَ أَحَبَّ هَذَيْنِ وَ أَبَاهُمَا وَأُمَّهُمَا كَانَ مَعِي فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

حضرت علی بن حسین علیہ السلام (امام زین العابدینؑ) اپنے والد امام حسین علیہ السلام سے اور وہ اُنکے دادا مولا علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: جو (شخص) مجھ سے محبت کرے گا اور ان دونوں (حسنین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ) سے محبت کرے گا اور ان دونوں کے باپ سے اور دونوں کی امّی سے محبت کرے گا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

(امام ترمذی جامع، ص ۸۴۹، حدیث ۳۷۳۳ دارالسلام الریاض سعودیہ)،
(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۱، حدیث ۵۷۶)(امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد ۲، حدیث ۵۷۶، ۹۶۰)،
(امام محمد ضیاء المقدسی الاحادیث المختارہ، جلد ۲، حدیث ۴۲۱)

ان احادیثِ مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ آیاتِ مقدسہ اہلِ بیتِ اطہار عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کی شان میں نازل ہوئیں ہیں اور جو جنّت کے سید اور وارث ہیں وہ علیؑ اور فاطمہ بتول زہراء سلام اللہ علیہا اور اُنکے بیٹے حسنین کریمین عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ہیں۔ یہی ذوات مقدسہ جنّت میں تختوں پر آرام فرما ہونگے اور میوے ان کے قریب جھک رہے ہونگے اور چشمے انکے نزدیک بہہ رہے ہونگے۔

صفحہ نمبر: ۳۴۲
حدیث نمبر: ۵۹۹
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۶۰۰
صحتِ حدیث: حسن

صفحہ نمبر: ۳۴۳
حدیث نمبر: ۶۰۱
صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

آیت نمبر 103

❖ وَ اَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ ۙ

اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں (اسلام کی دعوت دیں)۔
(سورۃ الشعراء: آیت ۲۱۴)

اِس آیتِ کریمہ کے ذیل میں بے شمار احادیث بیان کی گئی ہیں اُن میں سے حضرت براء بن عازبؓ والی روایت ہم پیش کرتے ہیں۔

601 عَنْ بَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿وَ أَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ (الشعراء: ۲۱۴) دَعَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَقَالَ: يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ: أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ. فَأَحْجَمَ الْقَوْمُ عَنْهَا جَمِيْعًا۔ فَقَالَ عَلِيُّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام أَنَا يَا نَبِيَّ اللهِ أَكُوْنَ وَزِيْرُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِعَلِيٍّ إِنَّ هٰذَا أَخِيْ وَوَصِيِّيْ وَ خَلِيْفَتِيْ فِيْكُمْ فَاسْمَعُوْا وَ أَطِيْعُوْا. فَقَامَ الْقَوْمُ يَضْحَكُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ لِأَبِي طَالِبٍ: قَدْ أَمَرَكَ أَنْ تَسْمَعَ لِابْنِكَ وَتُطِيْعَ۔

حضرت براء بن عازب رضي الله عنه سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں) تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کو بُلایا جب وہ سارے جمع ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا اے عبد مناف کی اولاد اپنی جانوں کو جہنم کی آگ سے بچالو (یعنی اللہ پر ایمان لے آؤ) اِس پر ساری قوم خاموش رہی اور اس کے بعد علی ابن ابی طالب علیہ السلام کھڑے ہوئے اور کہا میں آپؐ کا ساتھ دوں گا نائب بنوں گا آپؐ کا تو پھر رسول اللہ ﷺ نے مولا علی علیہ السلام کیلئے فرمایا یہ میرا بھائی ہے اور میرا وصی

ہے اور میرا خلیفہ ہے تمہارے اندر اس کی بات سنو اس کی اطاعت کرو اس پر قوم اُٹھی اور مذاق کرتے ہوئے کہنے لگی اے ابو طالب علیہ السلام اب اپنے بیٹے کی بات سنو اس کی اطاعت کرو۔

(امام ابراہیم بن محمد الجوینی فرائد السمطین، جلد ۱ صفحہ ۶۴)، (امام بغوی تفسیر معالم التنزیل، جلد ۵ صفحہ ۱۰۵، برحاشیہ تفسیر خازن)، (امام ہندی کنز العمال، جلد ۶ صفحہ ۱۲۵)، (امام احمد بن حنبل مسند جلد ۱ صفحہ ۳۳۱)

آیت نمبر 104

❖ وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝

"آپ پوچھئے اُن سے جنہیں ہم نے آپ سے پہلے رسولؐ بنا کر بھیجا کیا ہم نے (خدائے) رحمٰن کے سوا کوئی اور معبود بنائے تھے کہ اُن کی عبادت کی جائے"۔

(سورۃ الزخرف: آیت ۴۵)

اِس آیتِ کریمہ میں اللہ رب العزت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ آپؐ پہلے رسولوں سے پوچھیں کہ ہم نے اُن کو جب رسالت دی تھی اور عبادت کے لئے یا رسالت کے مقصد کے لئے کیا حکم دیا تھا۔ اِس آیتِ کریمہ کے ذیل میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

602 عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَمَّا عُرِجَ بِي إِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ جِبْرَائِيْلُ هٰذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ قُمْ يَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَصَلِّ إِلَيْهِ۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ معراج کی رات جب میں آسمان پر پہنچا وہاں ایک مکان دیکھا تو جبریلِ امینؑ نے کہا اے محمدؐ یہ بیت المعمور ہے۔ اُٹھیں اور اِس میں نماز ادا فرمائیں۔

وہاں تمام انبیاء و رُسل عَلَيْهِمُ السَّلَام جمع تھے اُن سب کی امامت میں نے فرمائی اُنہوں نے میرے پیچھے نماز ادا کی۔ پھر جبریلِ امینؑ نے کہا۔

صفحہ نمبر: ۳۴۴
حدیث نمبر: ۶۰۲
صحتِ حدیث: کذب موضوع

صفحہ نمبر: ۳۴۵
صحتِ حدیث: کذب موضوع

❖ ثُمَّ قَالَ جِبۡرَائِيۡلُ يَا مُحَمَّدُ ﷺ رَبُّكَ يَقۡرَئُكَ السَّلَامَ۔

پھر جبریل علیہ السلام نے عرض کی اے محمد ﷺ آپؐ کے رب نے آپؐ کو سلام بھیجا ہے۔ اور ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ اِن رسولوں سے پوچھیں کہ یہ آپؐ سے پہلے کس کام کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔

❖ قُلۡتُ مَعَاشَرَ الرُّسُلِ عَلٰى مَاذَا بِعۡثُكُمۡ رَبِّيۡ قَبۡلِيۡ فَقَالَتِ الرُّسُلُ عَنۡ نَبُوَّتِكَ وَ وَلَايَةِ عَلِيِّ بۡنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيۡهِ السَّلَامُ وَهُوَ قَوۡلُهٗ تَعَالٰى ﴿وَسۡئَلۡ مَنۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلۡنَا مِنۡ دُوۡنِ الرَّحۡمٰنِ اٰلِهَةً يُّعۡبَدُوۡنَ﴾

میں نے (رسول اللہ ﷺ) کہا اے رسولوں کی جماعت (گروہ) تمہیں مُجھ سے پہلے میرے رب نے کس کام (بات) کے لئے بھیجا تھا۔؟ تمام رسولوں نے کہا اے محمد ﷺ آپؐ کی نبوت اور (آپ کے بھائی) علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کی خاطر (اس کام کے ڈنکے بجانے کے لئے) بھیجا تھا اور اِسی کام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے (آپؐ پوچھیے ان سے جنہیں ہم نے آپؐ سے پہلے رسول بنا کر بھیجا۔)

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ا باب ۱۵ صفحہ ۸۰،۸۱، بیروت لبنان)،
(امام خوارزمی مناب للخوارزمی، صفحہ ۳۱۲،۳۱۳)

اِس آیتِ کریمہ میں اللہ رب العزت نے مولا علی علیہ السلام کی عظمت و رفعت اور ولایت کے جو ڈنکے بجائے ہیں وہ کائنات میں کسی اور کے لئے نہیں بجائے۔ تمام رسول بھی اِس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے لئے اور علی المرتضیٰ علیہ السلام کی ولایت کی خاطر رسول بنا کر دُنیا میں بھیجا ہے۔ اب کسی کے پاس رتی برابر بھی عدل وانصاف کی دولت ہے تو وہ یہ بات مان لے کہ حضورؐ کے بعد علی علیہ السلام سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

آیت نمبر 105

❖ يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے (اہلِ حق) صاحبانِ اَمر کی ۔ (سورۃ النساء: آیت ۵۹)

علی علیہ السلام پہلے اُولی الامر ہیں

اِس آیتِ کریمہ کے بارے میں مولا علی علیہ السلام سے ہی روایت ہے جس کو حافظ ابو القاسم حاکم حسکانی نے شواہد التنزیل میں روایت کیا ہے۔

603 عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: مَنْ أُولِي الْأَمْرِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ: أَنْتَ أَوَّلُهُمْ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی (اے ایمان والو: اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے صاحبانِ امر کی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحبانِ امر کون ہیں پس آپؐ نے ارشاد فرمایا تم (علیؑ) اُن میں سب سے پہلے (اولی الامر) ہو۔

(امام حافظ ابو القاسم حسکانی شواہد التنزیل، جلد ۱ صفحہ ۴۷۵)، (شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، ص ۴۹۴)

604 عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَيُّهَا النَّاس، إِنِّي تَارِكٌ فِيْكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا إِنِ اتَّبَعْتُمُوْهُمَا، وَهُمَا: كِتَابُ اللّٰهِ، وَأَهْلُ بَيْتِي عِتْرَتِي، ثُمَّ قَالَ: أَتَعْلَمُوْنَ أَنِّي أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالُوْا: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔

صفحہ نمبر: ۳۴۶
حدیث نمبر: ۶۰۳
صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

حدیث نمبر: ۶۰۴
صحتِ حدیث: حسن

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو! میں تم میں دو امرین (دو حکم دینے والے، اولی الامر) چھوڑے جارہا ہوں اور اگر تم اِن کی اتباع کرو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے اور وہ دو چیزیں اللہ کی کتاب اور میری اہلِ بیت علَیْہِمُ السَّلَام عترت ہیں اور پھر ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو بے شک میں مومنین کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں تین مرتبہ ارشاد فرمایا: وہ (صحابہ رضی اللہ عنہم) بولے جی ہاں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کا میں مولا پس اُس کا علی علیہ السلام بھی مولا ہے۔

(امام حاکم المستدرک جلد ۳: حدیث ۴۵۷۷)

اس حدیثِ پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اہلِ بیت علَیْہِمُ السَّلَامُ کو اولی الامر قرار دیا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلِ بیت علَیْہِمُ السَّلَامُ میں مولا علی علیہ السلام سرِ فہرست ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ پہلے اولی الامر مولائے کائنات علی علیہ السلام ہیں۔

605 عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ أَطَاعَکَ (يَا عَلِيُّ) فَقَدْ أَطَاعَنِيْ وَمَنْ عَصَاکَ فَقَدْ عَصَانِيْ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حضرت علیؑ کیلئے) فرمایا جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے (اے علیؑ) تیری اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے تیری نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔

(امام حاکم المستدرک جلد ۳: حدیث ۴۶۴۱)

606 عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ صلى الله عليه وآله وسلم: مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللهَ، وَمَنْ أَطَاعَ عَلِيًّا فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ عَصَى عَلِيًّا فَقَدْ عَصَانِي۔

صفحہ نمبر: ۳۴۷

تبصرہ: دجال یاسین نہایت مہلک تبصرہ کر رہا ہے حالانکہ حدیث میں کسی طرح سے بھی اولی الامر ہونے کی بات ثابت نہیں ہوتی۔

حدیث نمبر: ۶۰۵،۶۰۶

صحتِ حدیث: باطل موضوع

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور جس نے علیؑ کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے علیؑ کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔

(امام حاکم المستدرک جلد۳: حدیث ۴۶۱۷)

607 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عَلِيُّ مَنْ أَنْكَرَ إِمَامَتَکَ فَقَدْ أَنْكَرَ نَبُوَّتِيْ. أَمْرُکَ أَمْرِيْ وَنَهْيُکَ نَهْيِيْ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے علی علیہ السلام جس نے تمہاری امامت کا انکار کیا اُس نے میری نبوت کا انکار کیا، تمہارا حکم دینا میرا حکم دینا ہے اور تمہارا روکنا میرا روکنا ہے۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۱ صفحہ ۵۱،۵۰)

608 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام فِيْ رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا عَلِيُّ أَنْتَ وَصِيِّيْ وَوَارِثِيْ، وَأَبُوْ وَلَدَيَّ وَزَوْجُ إِبْنَتِيْ أَمْرُکَ أَمْرِيْ وَنَهْيُکَ نَهْيِيْ۔

حضرت علی علیہ السلام ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے علی علیہ السلام تم میرے وصی ہو اور میرے وارث ہو اور میرے بیٹوں کے باپ ہو اور میری بیٹی کے شوہر ہو تمہارا حکم دینا میرا حکم دینا ہے اور تمہارا روکنا میرا روکنا ہے۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۱ صفحہ ۵۰ بیروت، لبنان)

609 عَنْ سَلْمَانَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْكُمْ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام فَإِنَّهُ مَوْلَاكُمْ فَأَحِبُّوْهُ وَكَبِيْرُكُمْ فَأَكْرِمُوْهُ وَعَالِمُكُمْ فَاتَّبِعُوْهُ وَقَائِدُكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ فَعَزِّرُوْهُ إِذَا دَعَاكُمْ فَأَجِيْبُوْهُ وَإِذَا أَمَرَكُمْ فَأَطِيْعُوْهُ أَحِبُّوْهُ بِحُبِّيْ وَأَكْرِمُوْهُ بِكَرَامَتِيْ مَاقُلْتُ لَكُمْ فِيْ عَلِيٍّ إِلَّا مَا أَمَرَنِيْ بِهِ رَبِّيْ جَلَّتْ عَظَمَتُهُ۔

صفحہ نمبر: ۳۴۸

حدیث نمبر: ۶۰۷،۶۰۸

صحتِ حدیث: کذب موضوع

حدیث نمبر: ۶۰۹

صحتِ حدیث: موضوع

صفحہ نمبر: ۳۴۹

حدیث نمبر: ۶۱۰

صحتِ حدیث: موضوع

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم پر علی بن ابی طالب علیہ السلام کو (بطور حاکم مقرر کر دیا گیا ہے) بے شک وہ (علیؑ) تمہارا مولا ہے پس اُس سے محبت کرو، وہ تم میں سب سے بڑا ہے اُس کا احترام کرو، اور وہ تم میں سے بڑا عالم ہے اُسکی اتباع کرو، اور وہ جنت کی طرف تمہارا رہنما ہے اُسکی تعظیم کرو، جب وہ تم کو بلائے تو فوراً اُسکے پاس حاضر ہو جاؤ اور جب وہ تُم کو حکم دے تو اسکی اطاعت کرو اُس سے محبت کرو میری محبت کی وجہ سے اور اُس کا احترام کرو میرے احترام کی وجہ سے میں نے جو کچھ تم کو علی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے وہ میرے عظمت وجلالت والے ربّ نے مجھے حکم دیا ہے۔

(امام موفق بن احمد بن محمد مکی حنفی مقتل الحسین، جلد ۱ صفحہ ۷۳، ۷۲)

610 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ فِيْ رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَهَلَّا إِتَّخَذْتَ لِنَفْسِکَ خَلِيْفَةً يُّؤَدِّيْ عَنْکَ أَحْكَامَکَ وَيُعَلِّمُ عِبَادِيْ مِنْ كِتَابِيْ مَالَا يَعْلَمُوْنَ قُلْتُ إِخْتَرْ فَإِنَّ خَيْرَکَ خَيْرِيْ قَالَ إِخْتَرْتُ لَكَ عَلِيًّا فَاتَّخِذْهُ لِنَفْسِکَ خَلِيْفَةً وَوَصِيًّا وَهُوَ نَحْلَةُ عِلْمِيْ وَحِكْمِيْ وَهُوَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا لَمْ يَنَلْهَا أَحَدٌ قَبْلَهٗ وَلَيْسَتْ لِأَحَدٍ بَعْدَهٗ يَا مُحَمَّدُ: عَلِيٌّ رَأْيَةَ الْهُدٰى وَ إِمَامٌ مَنْ أَطَاعَنِيْ وَنُوْرُ أَوْلِيَائِيْ وَهُوَ الْكَلِمَةُ الَّتِيْ أَلْزَمْتُهَا لِلْمُتَّقِيْنَ مَنْ أَحَبَّهٗ فَقَدْ أَحَبَّنِيْ وَمَنْ أَبْغَضَهٗ فَقَدْ أَبْغَضَنِيْ. فَبَشِّرْهُ بِذٰلِکَ يَامُحَمَّدُ: قُلْتُ لَقَدْ أُبَشِّرُهٗ۔

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تُو نے اپنے لیئے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔؟ جو تیرے احکام کو تیری طرف سے (تیرے بعد) ادا کرے۔ اور میرے بندوں کو میری کتاب (قرآنِ مجید) میں سے وہ کچھ پڑھائے جو وہ نہیں جانتے۔ آپؐ فرماتے ہیں میں نے کہا (میرے اللہ) تُو ہی (اُس کا) انتخاب فرمادے بے شک تیری پسند میری پسند ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا میں نے تیرے لیئے علی علیہ السلام کو

صفحہ نمبر: ٣٥٠

حدیث نمبر: ٦١١

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ٦١٢

صحتِ حدیث: کذب موضوع

منتخب کر لیا پس تُو بھی اُس کو اپنی جان کے لیئے خلیفہ اور وصی مقرر کر دے اور وہ (علیؑ) میرے علم اور حکمت کا نخل ہے اور وہ ایمان والوں کا امیر بر حق ہے۔ نہیں پہنچا کوئی اس مقام (امارت) کو نہ کوئی اُس سے پہلے اور نہ کوئی اُسکے بعد پہنچ سکے گا۔ اے محمدؐ، علی علیہ السلام ہدایت کا علَم (جھنڈا) ہے اور اطاعت گزاروں کا پیشوا ہے اور میرے اولیاء کا نُور ہے اور وہ کلمہ (نشانی) ہے جو میں نے پرہیز گاروں کیلئے لازم کیا ہے۔ جو اُس سے محبت کرتا ہے بے شک وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو کوئی اُس (علی علیہ السلام) سے بُغض رکھتا ہے بے شک وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے پس اُس کو خوشخبری سُنا دو اس بات کی اے محمدؐ میں نے کہا (اے اللہ) یقیناً میں اُس (علیؑ) کو اس بات کی خوشخبری دوں گا۔

(امام ابو نعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ٢ صفحہ ٤٧)

611 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَا ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَلَيْکَ بِعَلِيٍّ فَإِنَّ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِهٖ وَجَنَانِهٖ وَ إِنَّهٗ قُفْلُ الْجَنَّةِ وَ مِفْتَاحُهَا وَقُفْلُ النَّارِ وَ مِفْتَاحُهَا بِهٖ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَبِهٖ يَدْخُلُوْنَ النَّارَ۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے مجھے ارشاد فرمایا اے ابنِ عباسؓ علی علیہ السلام کی اتباع و پیروی اور فرماں برداری کرنا کیونکہ حق علی علیہ السلام کی زبان اور دل پر ہے اور بے شک وہ (علیؑ) جنّت کا تالہ ہے اور جنّت کی چابی ہے اور دوزخ کا تالہ ہے اور اُسکی چابی ہے۔ علی علیہ السلام کے ذریعہ سے ہی (یعنی علیؑ سے محبت کرنے والے) لوگ جنّت میں جائیں گے اور علی علیہ السلام کی وجہ سے (یعنی علیؑ سے بُغض رکھ کر) لوگ دوزخ میں جائیں گے۔

(سید علی ہمدانی مودۃ القربیٰ، صفحہ ١٦، ١٥، بیروت لبنان)

612 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إِنَّ اللّٰهَ إِفْتَرَضَ طَاعَتِيْ وَ طَاعَةَ أَهْلِ بَيْتِيْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَلَى النَّاسِ خَاصَّةً وَ عَلَى الْخَلْقِ كَافَّةً۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری اطاعت اور میری اھلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کی اطاعت بنی نوع انسان اور تمام مخلوق پر خاص اور فرض کر دی ہے۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودۃ، جلد ٢ صفحہ ٧٥)

613 عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: يَا عَلِيُّ علیہ السلام سَتُقَاتِلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ وَ أَنْتَ عَلَى الْحَقِّ، فَمَنْ لَّمْ يَنْصُرْكَ يَوْمَئِذٍ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ: اے علی علیہ السلام تجھ سے باغی گروہ جنگ کرے گا اور تم حق پر ہو گے۔ پس اُس دِن جس نے تیری مدد نہ کی پس وہ مجھ سے نہیں ہے۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ حدیث ۹۸۷۸)

614 عَنْ أَبُوْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: يَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ إِنْ رَأَيْتَ عَلِيًّا علیہ السلام قَدْ سَلَكَ وَادِيًا وَسَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا غَيْرَهُ فَاسْلُكْ مَعَ عَلِيٍّ فَإِنَّهُ لَنْ يُّدْلِيَكَ فِيْ رَدًى، وَلَنْ يُّخْرِجَكَ مِنْ هُدًى۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا، اے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اگر تم علی علیہ السلام کو دیکھو کہ وہ ایک وادی میں چل رہے ہیں اور لوگ (علیؑ کو چھوڑ کر) دوسری وادی میں چل رہے ہیں تو تم علی علیہ السلام کے ساتھ چلنا، بے شک وہ (علیؑ) تجھ کو کبھی بھی گڑھے میں گرنے نہیں دے گا اور نہ ہی تم کو راہِ ہدایت سے نکلنے (ہٹنے) دے گا۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ حدیث ۹۸۷۷ بیروت لبنان)

اللہ رب العزت نے اُولی الامر کی شرط علم و حکمت بیان کی ہے اگر احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ علم و حکمت کی دولت سے مالا مال جو ذات ہے وہ مولا علیؑ ہیں اس لیے سب سے پہلے اولی الامر آپؑ ہیں کچھ اور احادیث ہم قارئین کی نظر کرتے ہیں تا کہ اولی الامر کی شرائط واضح ہو جائیں۔

صفحہ نمبر: ۳۵۱
حدیث نمبر: ۶۱۳، ۶۱۴
صحتِ حدیث: موضوع

615 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِذَا بَلَغَنَا شَيْءٌ تَكَلَّمَ بِهِ عَلِيٌّ علیہ السلام مِنْ فُتْيَا وَ قَضَاءٍ وَثَبَتَ لَمْ تُجَاوِزْهُ مِنْ غَيْرِهِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہمارے پاس کوئی ایسی شئے پہنچے گی جسکے بارے میں مولا علی علیہ السلام نے فتویٰ دیا ہو اور فیصلہ کیا ہو اور وہ ثابت ہو جائے (فیصلہ مولا علی علیہ السلام نے فرمایا ہے) تو ہم پھر اس مسئلہ کو کسی اور کے پاس نہیں لے جائیں گے۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ حدیث ۹۸۰۳ طبع بیروت لبنان)

616 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِذَا حَدَّثَنَا ثِقَةٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام بِقِيْنَا لَا نَعْدُوْهَا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی ثقہ (سچا) راوی (حدیث بیان کرنے والا) ہمارے سامنے علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے حدیث بیان (روایت) کرے گا تو ہم اُسی پر ٹھہر جائیں گے۔ اُسے آگے (یعنی کسی اور کے پاس) نہیں لے کر جائیں گے۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ حدیث ۹۸۰۴ طبع بیروت لبنان)

617 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ إِنَّمَا هُوَ عَلِيٌّ علیہ السلام لَقَدْ كَانَ عَالِمًا بِالتَّفْسِيْرِ وَالتَّاوِيْلِ وَالنَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں آپؓ فرماتے ہیں کہ وہ (شخص) جس کے پاس کتاب (قرآن) کا علم ہے وہ صرف حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ یقیناً وہ (علیؑ) تفسیر و تاویل اور ناسخ و منسوخ کے (سب سے بڑے) عالم ہیں۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۱، ص: ۱۰۳)

618 عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا عَلِيٌّ أَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ۔

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا تمام لوگوں میں علی المرتضیٰ علیہ السلام سُنت کے سب سے بڑے (سب سے زیادہ علم رکھنے والے) عالم ہیں۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ حدیث ۹۸۰۵ طبع بیروت لبنان)

صفحہ نمبر: ۳۵۲

حدیث نمبر: ۶۱۶،۶۱۵

صحتِ حدیث: ضعیف

حدیث نمبر: ۶۱۷

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۶۱۸

صحتِ حدیث: حسن

619 وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ: أَمَا أَنَّهُ (عَلِيٌّ) أَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ۔

ایک روایت میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا ہاں بے شک وہ (حضرت علیؑ) تمام لوگوں میں سُنت کے سب سے بڑے عالم ہیں (یعنی تمام لوگوں سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

(امام عبدالرؤف المناوی، ذخائر العقبیٰ، ص ۷۸: دار الکتب مصر)

620 عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِيْ سُلَيْمَانَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَكَانَ فِيْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَعْلَمُ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام؟ قَالَ: لَا وَاللهِ مَا أَعْلَمُهُ۔

عبدالملک بن اَبی سلیمان روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء بن اَبی رباح رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے بڑا عالم (یعنی زیادہ علم رکھنے والا) ہے؟ تو اُنہوں (عطاء) نے جواب دیا اللہ کی قسم نہیں (علیؑ سے زیادہ علم والے) کو میں نہیں جانتا (اُن سے بڑا عالم میں نے نہیں دیکھا)

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵، حدیث ۹۸۱۱ بیروت لبنان)

621 عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ مَا مِنْهَا حَرْفٌ إِلَّا لَهُ ظَهْرٌ وَّ بَطْنٌ وَّ إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام عِنْدَهُ عِلْمُ الظَّاهِرِ وَ الْبَاطِنِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ بے شک قرآن سات قرأتوں (معانی) میں نازل ہوا ہے اسکے (قرآن) ہر ایک حرف کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اور بے شک علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے پاس اسکے (قرآن کے ہر ایک حرف) ہر ظاہر اور ہر باطن کا علم ہے۔

(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱، ص ۶۵)

صفحہ نمبر: ۳۵۳
حدیث نمبر: ۶۱۹، ۶۲۰
صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۶۲۱
صحتِ حدیث: حسن

622 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ عُمَرُ رضي الله عنه يَتَعَوَّذُ بِاللّٰهِ مِنْ مُعْضَلَةٍ لَيْسَ لَهَا أَبُوْ حَسَنٍ۔

حضرت سعید بن مُسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے ایسے مسئلہ میں جس میں ابو حسن علیہ السلام (مولا علیؑ کی کنیت) موجود نہ ہوتے۔

(امام احمد بن حنبل فضائلِ صحابہ، جلد ۲: حدیث ۱۱۰۰)، (امام ابنِ سعد طبقات الکبریٰ، جلد ۲: ص ۳۳۹)
(امام ہندی کنز العمال، جلد ۵: ص ۸۳۲)، (امام بیہقی شعب الایمان، جلد ۵: ص ۴۸۰)

623 وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضي الله عنه قَالَ: وَكَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ: لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ۔

ایک اور روایت میں حضرت سعید بن مُسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اگر علی علیہ السلام (مشکلات کے حل کیلئے) نہ ہوتے تو عمر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جاتا۔

(امام ابنِ عبد البر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۲، ۱۱۰۳)،
(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینہ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۶)

624 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه عَلِيٌّ أَقْضَانَا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام ہمارے ہاں سب سے بڑے قاضی (سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے) ہیں۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۵: حدیث ۲۱۱۲۲)، (امام ابن ابی شیبۃ المصنف، جلد ۶: حدیث ۳۰۱۲۹)
(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۵۳۲۸)، (امام نسائی السنن الکبریٰ، جلد ۶: حدیث ۱۰۹۹۵)
(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۶۵)

625 عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه قَالَ: أَقْضَى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ تمام اہل مدینہ (مدینہ والوں) میں سب سے بڑے فیصلہ کرنے والے (قاضی) علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۴)

صفحہ نمبر: ۳۵۴
حدیث نمبر: ۶۲۲
صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۶۲۳
صحتِ حدیث: بلاسند مشہور

حدیث نمبر: ۶۲۴، ۶۲۵
صحتِ حدیث: صحیح

626 عَنْ مُغِيْرَةَ قَالَ: لَيْسَ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَقْوَى قَوْلاً فِي الْفَرَائِضِ مِنْ عَلِيٍّ عليه السلام۔

حضرت مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ فرائض (میراث) کے مسائل میں حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر کسی کا (اعلیٰ و مدلل) قول (فتویٰ) نہ ہوتا تھا۔

(امام ابن عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۵)

627 عَنْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ رضي الله عنه قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم يَقُوْلُ سَلُوْنِي إِلَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت یحیٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی بھی یہ نہیں کہتا تھا سَلُوْنِي یعنی جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو مجھ سے۔

(امام احمد بن حنبل فضائل صحابہ، جلد ۲: حدیث ۱۰۹۸)، (امام ابن آبی شیبة المصنف، جلد ۵: حدیث ۲۶۴۲۰)
(امام ابن عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۳۹۹)

628 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضي الله عنه قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ يَقُوْلُ: سَلُوْنِي إِلَّا عَلِيٌّ عليه السلام۔

حضرت سعید بن مُسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ایک صحابی رضی اللہ عنہ بھی حضرت علی علیہ السلام کے سوا یہ نہیں کہتا تھا سَلُوْنِي یعنی جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو مجھ سے۔

(امام ذھبی تاریخ الاسلام، جلد ۳، ص ۶۳۸)، (امام ابن حجر مکی الصواعق المحرقة، جلد ۲: ص ۳۷۱)،
(امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء جلد ۱: ص ۱۷۱)

629 عَنْ عَبْدِاللهِ رضي الله عنه: قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَقْضَى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے کہ تمام مدینہ کے لوگوں میں سے حضرت علی بن آبی طالب علیہ السلام سب سے بہترین فیصلہ کرنے والے (قاضی) ہیں۔

صفحہ نمبر: ۳۵۵
حدیث نمبر: ۶۲۶، ۶۲۷
صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۶۲۸
صحتِ حدیث: صحیح

تبصرہ: مصنف نے نیچے جن تین کتب کا حوالہ دیا ہے ان میں یہ حدیث بغیر سند واقع ہوئی۔ حیرت ہے کہ مصنف کو اتنا شعور بھی نہیں کہ اَحادیث و آثار کو صرف اور صرف مسند کتابوں سے نقل کرتے ہیں اور پھر اس کا حوالہ دیتے ہیں۔ زیر نظر حدیث تاریخ دمشق، مصنف ابن اَبی شیبہ وغیرہ کئی مسند کتب احادیث میں موجود ہے چاہیے تھا کہ سند کا پاس رکھتے ہوئے ایسی کسی کتاب کا حوالہ دیتے۔ ہم نے ابن عساکر کی حدیث کی سند پر حکم لگایا ہے۔

حدیث نمبر: ۶۲۹
صحتِ حدیث: صحیح

صفحہ نمبر: ۳۵۶

حدیث نمبر: ۶۳۰

صحتِ حدیث: حسن

تبصرہ: ابن عبد البر کی اسناد حسن ہے جبکہ ابن معین کی اسناد صحیح ہے علم اسناد سے لاعلمی کی بنا پر ایسی اشکالات پوری کتاب میں موجود ہیں۔

حدیث نمبر: ۶۳۱، ۶۳۲

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۶۳۳

صحتِ حدیث: صحیح

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۶۵۶)، (امام ابن عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۴)
(امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء جلد ۱: ص ۱۷۱)، (امام ذهبی تاریخ الاسلام، جلد ۳، ص ۶۳۸)

630 عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا کَانَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ یَقُوْلُ: سَلُوْنِي غَیْرَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت سعید بن مُسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ لوگوں میں سے کوئی ایک (شخص) بھی ایسا نہیں تھا، حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ جو یہ کہتا ہو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو مجھ سے (سَلُونی کا دعویٰ علی علیہ السلام کے سوا کوئی نہ کرتا)

(امام ابن عبد البر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۳)، (امام یحیٰ بن معین التاریخ، جلد ۳: حدیث ۶۰۱)

631 عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا کَانَ أَحَدٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَعْلَمَ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت سعید بن مُسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی شخص بھی عالم (یعنی سب سے زیادہ علم والا) نہ تھا۔

(علامہ حافظ الدولابی، الکنٰی والأسماء، جلد ۲: حدیث ۱۰۹۶)

632 عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: وَاللهِ لَقَدْ أُعْطِيَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام تِسْعَةَ أَعْشَارِ الْعِلْمِ، وَأَیْمُ اللهِ لَقَدْ شَارَکَکُمْ فِي الْعُشْرِ الْعَاشِرِ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! تحقیق علی بن ابی طالب علیہ السلام کو علم کے نو (۹) حصے دیئے گئے ہیں اللہ کی قسم! تحقیق تم (سب) کو (علم کے) دسویں حصے میں شریک کیا گیا ہے۔

(امام ابن عبد البر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۴)

633 عَنْ أَبِي الطُّفَیْلِ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِیًّا وَهُوَ یَخْطُبُ، وَهُوَ یَقُوْلُ: سَلُوْنِي، وَاللهِ، لَا تَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ یَکُوْنُ إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ إِلَّا حَدَّثْتُکُمْ بِهٖ۔

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی علیہ السلام کے پاس (بارگاہ) حاضر ہوا۔ اور وہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور وہ یہ فرما رہے تھے کہ مجھ سے جو کچھ پوچھنا

صفحہ نمبر:　۳۵۷

حدیث نمبر:　۶۳۴

صحتِ حدیث:　غیر صحیح

حدیث نمبر:　۶۳۵

صحتِ حدیث:　بے سند مشہور

تبصرہ:　نیچے حوالہ دی گئی کسی بھی کتاب میں اس اَثر کی سند نہیں ہے اور نہ ہی کسی اور کتاب میں اس کی سند مل سکی اگرچہ یہ اثر مشہور بہت ہے۔

حدیث نمبر:　۶۳۶

صحتِ حدیث:　ضعیف

حدیث نمبر:　۶۳۷

صحتِ حدیث:　حسن

چاہتے ہو پوچھ لو اللہ کی قسم تم قیامت تک کی جس چیز کے بارے میں بھی پوچھو گے میں تم کو اُسکے بارے میں ضرور بتاؤں گا۔

(امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری، جلد ۸: ص ۵۹۹)، (امام ابن عبد البر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۷)
(امام عبد الرزاق تفسیر القرآن، جلد ۳: ص ۲۴۱)

634 قَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَشَارَ إِلٰى صَدْرِهٖ إِنَّ هَاهُنَا عُلُوْمًا جَمَّةً لَوْ وَجَدْتُ لَهَا حَمَلَةً۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: بے شک یہاں (سینہ میں) علوم کا خزانہ جمع ہے کاش اس (خزانہ) کو اُٹھانے والا کوئی پاؤں (تو یہ علم کا خزانہ اُسے عطا کروں)

(امام غزالی احیاء علوم الدین، جلد ۱: ص ۹۹)

635 عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَوْ شِئْتُ لَأَوْقَرْتُ سَبْعِيْنَ بَعِيْرًا مِنْ تَفْسِيْرِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ اگر میں (علیؑ) چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر کروں اور اس سے ستر اُونٹ لاد، دُوں۔

(امام جلال الدین سیوطی الاتقان فی علوم القرآن، جلد ۴: ص ۴۹۰)،
(مُلاں علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، جلد ۱: ص ۴۵۳)، (امام غزالی احیاء علوم الدین، جلد ۱: ص ۲۸۹)،
(امام ابن الحاج الفاسی، المدخل، جلد ۲: ص ۳۰۶)

636 عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ: أَلَا أَنَّ هَاهُنَا وَأَشَارَ إِلٰى صَدْرِهٖ لَعِلْمًا جَمًّا. لَوْ أَصَبْتُ لَهٗ حَمَلَةً۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے ایک طویل روایت میں اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، بے شک یہاں (سینہ میں علوم کا خزانہ جمع ہے۔ اگر میں اس خزانے (علم) کو اُٹھانے والے کو پاؤں تو (یہ علم کا خزانہ اُسے عطا کر دُوں)

(امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۵۰: ص ۲۵۲)، (خطیب بغدادی تاریخ بغداد، جلد ۶: ص ۳۷۹)،
(علامہ یعقوبی التاریخ، جلد ۲: ص ۲۰۶)

637 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا أَتَانَا الثَّبْتُ عَنْ عَلِيٍّ لَمْ نَعْدِلْ بِهٖ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم کو کسی چیز کا ثبوت حضرت علی علیہ السلام سے مل جاتا تو پھر ہم کسی سے رجوع نہیں کرتے تھے۔

(امام ابن عبدالبر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۴)

638 عَنْ قَيْسِ بْنِ السَّكَنِ رضي الله عنه فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ عَلٰى مِنْبَرِهٖ: سَلُوْنِي، فَإِنَّكُمْ لَا تَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ السَّاعَةِ وَلَا عَنْ فِئَةٍ تَهْدِي مِائَةً وَتُضِلُّ مِائَةً إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ۔

حضرت قیس بن السکن رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: مجھ سے سوال کرو تم مجھ سے اپنے اس زمانہ سے لے کر قیامت تک کی جس چیز کے بارے میں پوچھو گے میں تم کو اُسکے بارے میں آگاہ کروں گا اور اگر تم مجھ سے اُس فتنہ کے بارے میں پوچھو گے جو سینکڑوں لوگوں کو ہدایت پر لائے گا اور جو سینکڑوں لوگوں کو گمراہ کرے گا میں تم کو اُسکے بارے میں بھی بتا دوں گا۔

(امام ابن آبی شیبۃ المصنف، جلد ۷: حدیث ۳۴۷۷۳)،

(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۴: ص ۱۸۶)

639 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ: لَوْ طُوِيَتْ لِي وِسَادَةٌ لَحَكَمْتُ بَيْنَ أَهْلِ التَّوْرَاةِ بِتَوْرَاتِهِمْ، وَبَيْنَ أَهْلِ الْإِنْجِيْلِ بِإِنْجِيْلِهِمْ، وَلَقُلْتُ فِي الْبَاءِ مِنْ بِسْمِ اللهِ وِقْرَ سَبْعِيْنَ جَمَلًا۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ فرماتے ہیں اگر میرے لئے مسند لگائی جائے تو میں تورات والوں (یہود) کے درمیان تورات کے مطابق فیصلہ کروں گا اور انجیل والوں (عیسائیوں) کے درمیان انجیل کے مطابق فیصلہ کروں گا اور میں بسم اللہ کی صرف "با" کی تفسیر میں وہ کچھ کہوں (لکھوں) جس سے ستر اُونٹ لادے جائیں۔

(امام زرقانی شرح الزرقانی فی المواہب الدنیۃ، جلد ۱: ص ۳۹)

640 عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: سَلُوْنِي عَنْ كِتَابِ اللهِ، فَإِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ آيَةٍ إِلَّا وَقَدْ عَرَفْتُ بِلَيْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِنَهَارٍ فِي سَهْلٍ أَمْ فِي جَبَلٍ۔

صفحہ نمبر: ۳۵۸

حدیث نمبر: ۶۳۸

صحتِ حدیث: صحیح

تبصرہ: حدیث کے یہ الفاظ صرف مصنف ابن اَبی شیبہ میں ہیں لیکن حلیہ میں حدیث کے یہ الفاظ مذکور ہی نہیں ہے۔ اور نہ حلیہ میں قیس بن سکن سے یہ حدیث مروی ہے۔ نہ جانے مصنف غلط حوالے دے کر حاصل کیا کرنا چاہتا ہے۔

حدیث نمبر: ۶۳۹

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۶۴۰

صحتِ حدیث: صحیح

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مجھ سے اللہ کی کتاب (قرآن) کے بارے میں جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو۔ بے شک اُس میں (قرآن) کی کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں جس کا مجھے علم (معرفت) نہ ہو کہ وہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو، میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ (غار) میں۔

(امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۳۹۸)، (امام ابن سعد طبقات الکبریٰ، جلد ۲: ص ۳۳۸)
(امام ابن عبد البر جامع بیان العلم وفضلہ، جلد ۱: ص ۱۱۴)

641 عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: سَلُوْنِي قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُوْنِي. سَلُوْنِي عَنْ طُرُقِ السَّمَاءِ، فَإِنِّي أَعْرَفُ بِهَا مِنْ طُرُقِ الْأَرْضِ۔

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مجھ سے پوچھو (یعنی سوال کرو) اس سے پہلے کہ تم مجھ کو اپنے درمیان نہ پاؤ۔ مجھ سے آسمان کے راستوں کے بارے میں پوچھو بے شک میں اُنہیں زمین کے راستوں سے بڑھ کر جانتا ہوں۔

(امام ذہبی المنتقی من منہاج الاعتدال، جلد ۱: ص ۳۴۲)

642 عَنْ ضِرَارُ بْنُ ضَمْرَةَ الْكِنَانِيُّ رضی اللہ عنہ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: إِنَّ عَلِيًّا كَانَ وَاللهِ، بَعِيْدَ الْمَدٰى، شَدِيْدَ الْقُوٰى، يَقُوْلُ فَصْلًا وَيَحْكُمُ عَدْلًا، يَتَفَجَّرُ الْعِلْمُ مِنْ جَوَانِبِهِ، وَتَنْطِقُ الْحِكْمَةُ مِنْ نَوَاحِيْهِ۔

حضرت ضرار بن ضمرہ کنانی رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم، بے شک حضرت علی علیہ السلام دُور اندیش، بہت زیادہ قوت (طاقت) والے، قولِ فیصل والے، اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے والے تھے۔ اُن کے پہلوؤں سے علم پھوٹتا تھا اور اُنکے جوانب (اطراف) سے حکمت بولتی تھی۔

(امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۵)،
(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۸۴)

صفحہ نمبر: ۳۵۹
حدیث نمبر: ۶۴۱
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۶۴۲
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

تبصرہ: مذکورہ بالا حدیث معنی بالکل ٹھیک ہے مگر ابن عساکر اور ابو نعیم دونوں کی روایت جو ضرار بن ضمرہ کنانی سے ہے اس کی اسناد بغایت ضعیف بلکہ موضوع ہے۔ کیونکہ اس میں بعض راوی کذاب اور بعض مجہول ہیں ایسے کسی بھی اَثر کی اِسناد کو بصحت قبول کرنا محال ہے۔ البتہ معنوی طور بڑے کمال کی باتوں پر مبنی اثر ہے۔

643 عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَكَانَ فِي أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَحَدٌ أَعْلَمَ مِنْ عَلِيٍّ عليه السلام؟ قَالَ: لَا وَاللهِ مَا أَعْلَمُهُ۔

عبدالملک بن ابی سُلیمان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم میں کوئی حضرت علی علیہ السلام سے بڑھ کر بھی علم والا تھا؟ اُنہوں (عطاء) نے فرمایا نہیں اللہ کی قسم میں ایسے کسی صحابیؓ کو نہیں جانتا (جو حضرت علیؑ سے بڑھ کر علم رکھتا ہو)۔

(امام ابنِ اَبی شیبۃ المصنف، جلد ٦، حدیث ٣٢١٠٩)(امام محب طبری ذخائر العقبیٰ، جلد ١: ص ٧٨)، (امام ابنِ عبدالبر الاستیعاب، جلد ٣: ص ١١٠٤)

644 عَنْ نَصِيْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْأَحْمَسِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ: وَاللهِ مَا نَزَلَتْ آيَةٌ إِلَّا وَقَدْ عَلِمْتُ فِيْمَا نَزَلَتْ وَأَيْنَ نَزَلَتْ وَعَلٰى مَنْ نَزَلَتْ. إِنَّ رَبِّيْ وَهَبَ لِيْ قَلْبًا عَقُوْلًا وَلِسَانًا طَلْقًا۔

حضرت نصیر بن سلیمان الاحمسی اپنے والد سے اور وہ مولا علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مولا علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم میں (قرآن کی) ہر آیت کا علم رکھتا ہوں کہ وہ (آیت) کسی کے بارے میں نازل ہوئی، اور کہاں نازل ہوئی، اور کس موقع پر نازل ہوئی۔ بے شک میرے ربّ نے مجھے فہم و فراست والا دل اور فصاحت و بلاغت والی زبان عطا کی ہے۔

(امام ابنِ سعد طبقات الکبریٰ، جلد ٢: ص ٣٣٨)، (امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، جلد ١: ص ٦٨)

645 عَنْ جَخْدَبِ التَّيْمِيِّ قَالَ. سَمِعْتُ عَطَاءً، قَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها عَلِيٌّ عليه السلام أَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ۔

حضرت جحذب التیمی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے سنا کہ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: علی علیہ السلام تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سنتِ (رسول ﷺ) کا علم رکھنے والے ہیں۔

صفحہ نمبر: ٣٦٠
حدیث نمبر: ٦٤٣
صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ٦٤٤، ٦٤٥
صحتِ حدیث: حسن

(امام بخاری التاریخ الکبیر، جلد ۲، حدیث ۲۳۷۷، جلد ۳: حدیث ۷۶۷)،
(امام ابن عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۸)

646 عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام أَرْسَلَهُ إِلَى زَيْدِ بْنِ صُوحَانَ، فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنِّي مَا عَلِمْتُکَ لَبِذَاتِ اللهِ عَلِيمٌ، وَ إِنَّ اللهَ لَفِي صَدْرِکَ عَظِيمٌ۔

حضرت شعبی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اُنکو زید بن صوحان کی طرف روانہ کیا تو اُنہوں (عبداللہ بن عباسؓ) نے کہا اے امیر المومنین (مولا علیؑ) بے شک میں آپؑ کو اللہ کی ذات کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا جانتا ہوں اور بے شک اللہ تعالیٰ (کی حقیقت و معرفت) آپ کے سینہ مبارک میں سب سے زیادہ ہے۔

(امام ابو نُعیم حلیة الاولیاء و طبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۴۷)

647 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَأَقْضٰى أُمَّتِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری اُمت کے سب سے بڑے قاضی (قرآن و حدیث سے فیصلہ کرنے والے) علی بن اَبی طالب علیہ السلام ہیں۔

(امام طبرانی المعجم الصغیر، جلد ۱: حدیث ۵۵۶)، (امام ابن عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۷: ص ۱۱۲)

648 عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ رضی اللہ عنہ أَعْلَمُ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میری ساری اُمت میں میرے بعد سب سے بڑا عالم (علم والا) علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے۔

(امام دیلمی مُسند الفردوس، جلد ۱: حدیث ۱۴۹۱)، (امام ہندی کنز العمال، جلد ۱۱: حدیث ۳۲۹۷۷)

صفحہ نمبر: ۳۶۱

حدیث نمبر: ۶۴۶

صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

حدیث نمبر: ۶۴۷

صحتِ حدیث: ضعیف جدا

تبصرہ: مصنف کہیں بھی بے ایمانی کرنے سے باز نہیں آتا حسبِ سابق اس نے یہاں پر بھی حدیثِ جابر کو نصف شروع سے اور نصف آخر سے کاٹ کر لکھا ہے۔ یہ حدیث "اَرحم اُمتی باُمتی اَبو بکر" (میری امت پر میری امت میں سے سب سے زیادہ مہربان ابو بکر ہے) سے شروع ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد عمر و عثمان اور دیگر صحابہ کا ذکر ہے مگر دجال مصنف نے سب کچھ کاٹا اور بیچ سے ایک فقرہ نقل کر دیا۔

حدیث نمبر: ۶۴۸

صحتِ حدیث: موضوع

صفحہ نمبر: ۳۶۲
حدیث نمبر: ۶۴۹
صحتِ حدیث: صحیح

649 عَنْ هُبَيْرَةَ قَالَ: خَطَبَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: لَقَدْ فَارَقَكُمْ رَجُلٌ بِالْأَمْسِ لَمْ يَسْبِقْهُ الْأَوَّلُونَ بِعِلْمٍ، وَلَا يُدْرِكُهُ الْآخِرُونَ، كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ. يَبْعَثُهُ بِالرَّايَةِ، جِبْرِيلُ عَنْ يَمِينِهِ، وَمِيكَائِيلُ عَنْ شِمَالِهِ لَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يُفْتَحَ لَهُ۔

حضرت هُبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ امام حسن بن علی علیہ السلام نے ہم کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا! تحقیق گذشتہ کل تم سے وہ شخص (مولا علیؑ) جُدا ہو گیا ہے جن سے نہ تو پہلے لوگ (علم میں سبقت حاصل کر سکے اور نہ ہی بعد میں آنے والے اُنکے علمی مقام کو پا سکیں گے (اس کا ادراک نہ کر سکیں گے) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو اپنا جھنڈا دے کر (جنگ پر) بھیجتے تھے تو جبریل علیہ السلام اُنکی دائیں اور میکائیل اُنکی بائیں طرف ہوتے تھے وہ (مولا علیؑ) فتح حاصل کرنے تک واپس نہیں پلٹتے تھے۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۱، حدیث ۱۷۱۹)، (امام طبرانی المعجم الاوسط، جلد ۲: حدیث ۲۱۵۵)

حدیث نمبر: ۶۵۰
صحتِ حدیث: ضعیف،ولکن الأثر هو الألطف

650 سُئِلَ الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ الْبَصْرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: كَانَ عَلِيٌّ وَاللهِ سَهْمًا صَائِبًا مِنْ مَرَامِي اللهِ عَلَىٰ عَدُوِّهِ، وَرَبَّانِيُّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَذَا فَضْلِهَا وَذَا سَابِقَتِهَا. وَذَا قَرَابَتِهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بِالنَّوْمَةِ عَنْ أَمْرِ اللهِ وَلَا بِالْمَلُوْمَةِ فِي دِيْنِ اللهِ وَلَا بِالسَّرُوْقَةِ لِمَالِ اللهِ، أَعْطَى الْقُرْآنَ عَزَائِمَهُ فَفَازَ مِنْهُ بِرِيَاضٍ مُوْنِقَةٍ۔

حضرت حسن بن ابوالحسن البصری رضی اللہ عنہ سے حضرت علی بن ابی طالبؑ کے بارے میں سوال کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم حضرت علی علیہ السلام اللہ کے دشمنوں پر اللہ کے پھینکے ہوئے تیروں میں سے ایک (تیر) تھے اور وہ (علیؑ) اِس اُمت کے عالمِ ربانی اور صاحبِ افضلیت اور سبقت لے جانے والے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ قرابت والے، اور (علیؑ) اللہ کے امر (حکم) سے

صفحہ نمبر: ۳۶۳
حدیث نمبر: ۶۵۱
صحتِ حدیث: صحیح

غافل نہ تھے اور نہ ہی اللہ کے دین (اسلام) میں ملامت زدوں میں سے تھے، اور نہ ہی اللہ کے مال کو چُرانے والوں میں سے تھے، اُنہوں (علیؑ) نے قرآن کو اپنے عزائم (ارادے) سونپ دیئے اور اُس میں سے رونق والے باغات کے ساتھ سُرخرو (کامیاب) ہوئے۔

(امام ابن عبد البر، الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۱۰)

651 عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الطُّفَيْلِ رضي الله عنه قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام وَهُوَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُوْلُ: سَلُوْنِي. فَوَاللهِ، لَا تَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ يَكُوْنُ إِلىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلاَّ أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ، وَسَلُوْنِي عَنْ كِتَابِ اللهِ. فَوَاللهِ مَامِنْهُ آيَةٌ إِلاَّ وَأَنَا أَعْلَمُ بِلَيْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِنَهَارٍ أَمْ بِسَهْلٍ أَمْ بِجَبَلٍ. فَقَامَ ابنِ الْكَوَّاءِ، وَأَنَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَلِيٍّ عليه السلام وَهُوَ خَلْفِي. قَالَ: أَفَرَأَيْتَ الْبَيْتَ الْمَعْمُوْرَ. مَا هُوَ؟ قَالَ: ذَاكَ الضُّرَاحُ فَوْقَ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ تَحْتَ الْعَرْشِ. يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ إِلىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

حضرت وھب بن عبداللہ بن ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے دیکھا وہ فرمار ہے تھے مجھ سے سوال کرو اللہ کی قسم قیامت تک جس چیز کے بارے میں تم کوئی سوال کروگے میں تم کو اُسکے بارے میں بتادوں گا۔ اور مجھ سے اللہ کی کتاب (قرآن) کے بارے میں سوال کرو اللہ کی قسم کوئی ایک آیت ایسی نہیں جس کا مجھے علم نہ ہو وہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو، میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر، ابن الکواء کھڑے ہوئے، راوی کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؑ اور اُنکے درمیان بیٹھا تھا اور وہ میرے پیچھے تھے، (اب الکواء نے پوچھا کیا آپؑ بیت المعمور کے بارے میں جانتے ہیں؟ مولا علی علیہ السلام نے فرمایا وہ ایک سوراخ ہے۔ جو سات آسمانوں کے اُوپر اور عرش کے نیچے ہے اُس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں مگر وہ قیامت تک دوبارہ واپس نہیں آسکیں گے۔

(امام محمد بن عبداللہ ازرقی، اخبار مکۃ، جلد ۱: ص ۵۰)

652 عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه مَرْفُوعًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم عَلِيٌّ عليه السلام بَابُ عِلْمِي وَ مُبَيِّنٌ لِأُمَّتِي، مَا أُرْسِلْتُ بِهِ مِنْ بَعْدِي، حُبُّهُ إِيْمَانٌ وَ بُغْضُهُ نِفَاقٌ، وَالنَّظَرُ إِلَيْهِ رَأْفَةٌ، وَ مَوَدَّتُهُ عِبَادَةٌ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی علیہ السلام میرے علم کا دروازہ ہے اور جو (دین) دے کر مجھے بھیجا گیا ہے، میرے بعد میری اُمت کیلئے اُسکی (دین) وضاحت کرنے والا ہے۔ اُس (علیؑ) کی محبت ایمان ہے اور اُس (علیؑ) کا بُغض نفاق ہے اور اس (علیؑ) کی طرف دیکھنا بھی باعثِ آرام وسکون ہے اور اس (علیؑ) کی مودّت عبادت ہے۔

(امام ہندی کنزالعمال، جلد ۱۱: حدیث ۳۲۹۸۱)، (امام دیلمی مُسند الفردوس، جلد ۳: حدیث ۴۱۸۱)
(امام ابن حجر مکی الصواعق المحرقة، جلد ۲: ص ۳۵۸ بیروت، لبنان)

653 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم أَنَا دَارُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ عليه السلام بَابُهَا۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں علم کا گھر ہوں اور علی علیہ السلام اُس کا دروازہ ہے۔

(امام محب الدین طبری، ذخائر العقبیٰ و مناقب ذوي القربیٰ، جلد ۱: ص ۷۷)

654 عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِبْنِ يَزِيْدَ النَّخْعِيِّ قَالَ: لَمَّا بُوْيِعَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام عَلَى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ وَ هُوَ وَاقِفٌ بَيْنَ يَدَيِ الْمِنْبَرِ۔ إِذَا نَحْنُ بَايَعْنَا عَلِيًّا فَحَسِبْنَا، أَبُوْحَسَنٍ مِمَّا يُخَافُ مِنَ الْفِتَنِ، وَجَدْنَاهُ أَوْلَى النَّاسِ بِالنَّاسِ أَنَّهُ، أَطَبُّ قُرَيْشٍ بِالْكِتَابِ وَبِالسُّنَنِ، وَإِنَّ قُرَيْشًا مَاتَشُقُّ غُبَارَهُ، إِذَا مَاجَرَى يَوْمًا عَلَى الضُّمَّرِ الْبَدَنِ، وَفِيْهِ الَّذِي فِيْهِمْ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ، وَمَا فِيْهِمْ كُلُّ الَّذِي فِيْهِ مِنْ حَسَنٍ۔

صفحہ نمبر: ۳۶۴
حدیث نمبر: ۶۵۲
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۶۵۳
صحتِ حدیث: حسن

حدیث نمبر: ۶۵۴
صحتِ حدیث: ضعیف

صفحہ نمبر: ۳۶۵
حدیث نمبر: ۶۵۵
صحتِ حدیث: صحیح

حضرت ابو اسحاق، حضرت اسود بن یزید النخعی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر بیعت کی گئی تو حضرت خزیمہ بن ثابت نے منبر کے سامنے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھ کر سنائے۔

جب ہم نے مولا علی علیہ السلام کی بیعت کی تو ہم نے یقین کیا کہ ابو الحسن علیہ السلام (مولا علیؑ) اُن افراد میں سے ہیں جن سے فتنے خوف کھاتے ہیں۔

ہم نے اُن کو (حضرت علیؑ) تمام لوگوں سے بڑھ کر لوگوں کے قریب پایا بے شک وہ (مولا علیؑ) قریش میں سے سب سے بڑھ کر کتاب و سنت کے عالم تھے۔

بے شک قریش اُن کی (مولا علیؑ) راہ کی دھول تک بھی نہیں پہنچ سکتے جب وہ کسی روز طاقت والے گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں، ان (مولا علیؑ) میں ہر طرح کی خیر (بھلائی) موجود ہے۔ جبکہ باقی تمام قریش میں وہ خوبیاں (صفات) نہیں پائی جاتیں جو ان (مولا علیؑ) میں پائی جاتی ہیں۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۵۹۵)

655 عَنْ بَسَّامِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الصَّيْرَفِيِّ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: رَأَيْتُ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ. فَقَالَ: سَلُوْنِي قَبْلَ أَنْ لَا تَسْأَلُوْنِي، وَلَنْ تَسْأَلُوْا بَعْدِي مِثْلِي. قَالَ: فَقَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ فَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ. مَا ﴿وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝١﴾ قَالَ: الرِّيَاحُ. قَالَ: فَمَا ﴿فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝٢﴾ قَالَ: السَّحَابُ. قَالَ: فَمَا ﴿فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝٣﴾ قَالَ: السُّفُنُ. قَالَ: فَمَا ﴿فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝٤﴾ قَالَ: الْمَلَائِكَةُ. قَالَ: فَمَنْ ﴿الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝٢٨ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝٢٩﴾ قَالَ مُنَافِقُوْا قُرَيْشٍ۔

حضرت بسام بن عبد الرحمن الصیرفی حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں میں نے دیکھا امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام منبر پر کھڑے ارشاد فرما رہے تھے مجھ سے

صفحہ نمبر: ۳۶۶
حدیث نمبر: ۶۵۶
صحتِ حدیث: ضعیف

سوال کرو قبل اس کے کہ تم مجھ سے سوال نہ کر سکو اور نہ ہی میری مثل میرے بعد سوال کر سکو گے وہ (راوی) کہتے ہیں پس اس پر ابن الکواء کھڑے ہوئے اور کہا۔ اے امیر المومنین علیہ السلام:

(قسم ہے اڑا کر بکھیر نے والیوں کی سورۃ الذاریات: ۱) اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ (مولا علیؑ) نے فرمایا **"ہوائیں"** پھر پوچھا (بوجھ اُٹھانے والیاں سورۃ الذاریات: ۲)" سے کیا مراد ہے۔ فرمایا (مولا علیؑ) **" بادل"** اور پھر پوچھا" آہستہ آہستہ چلنے والیاں (سورۃ الذاریات: ۳)" سے کیا مراد ہے؟ آپ (مولا علیؑ) نے جواب دیا **"کشتیاں"** پھر پوچھا (اور کام تقسیم کرنے والے سورۃ الذاریات: ۴) سے کیا مراد ہے؟ جواب فرمایا **"فرشتے"** پھر پوچھا (وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا اور اُنہوں نے اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اُتار دیا، وہ دوزخ ہے جس میں ڈالیں جائیں گے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔ (سورۃ ابراہیم: ۲۸ تا ۲۹)، اس سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپؑ (مولا علیؑ) نے جواب دیا اس سے قریش کے **منافقین** مراد ہیں۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۲: حدیث ۳۷۳۶)، (امام طبری جامع البیان فی تفسیر القرآن، جلد ۱۳: ص ۲۲۱)

656 عَنْ أَبُوْعَبْدِالرَّحْمٰنِ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي بِخَطِّ يَدِهِ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ. قَالَ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِفَاطِمَةَ علیہا السلام: أَوَمَا تَرْضَيْنَ أَنِّي زَوَّجْتُكِ أَقْدَمَ أُمَّتِي سِلْمًا، وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا، وَأَعْظَمَهُمْ حِلْمًا۔

حضرت ابو عبد الرحمٰن ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کی کتاب میں اُنکے ہاتھ سے لکھی ہوئی یہ حدیث پائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ بتول زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا: کیا تم (فاطمہ سلام اللہ علیہا) اس پر راضی نہیں ہو کہ میں نے تیری شادی (نکاح) اُس شخص (مولا علیؑ) سے کی ہے جو میری ساری اُمت میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے اور اُن (اُمت) میں سب سے زیادہ علم والا ہے، اور اُن سب سے بڑا حلم (نرم مزاج) والا ہے۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۵: حدیث ۲۰۳۲۲)، (امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد ۲۰ حدیث ۵۳۸)، (امام ہیثمی مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، جلد ۹: ص ۱۰۱)

صفحہ نمبر: ۳۶۷

حدیث نمبر: ۶۵۷

صحتِ حدیث: ضعیف

حدیث نمبر: ۶۵۸،۶۵۹

صحتِ حدیث: ضعیف جدا

657 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: زَوَّجْتُكِ يَابُنَيَّةُ، أَعْظَمَهُمْ حِلْمًا، وَأَقْدَمَهُمْ سِلْمًا وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے میری بیٹی (فاطمہ سلام اللہ علیہا) میں نے تیری شادی اُس شخص (حضرت علیؑ) سے کی ہے جو سب سے بڑا حلم (نرم مزاج) والا ہے سب سے پہلے قبولِ اِسلام (اعلان) کرنے والا ہے اور سب سے زیادہ اُن میں (ساری اُمت) سے علم والا ہے۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۱۳۲)

658 عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ علیہا السلام أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: زَوَّجْتُكِ أَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ،وَأَقْدَمَهُمْ سِلْمًا، وَأَفْضَلَهُمْ حِلْمًا۔

حضرت مسروق اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ مجھ سے حضرت فاطمة الزهراء علیہا السلام نے یہ حدیث بیان کی کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اُن (فاطمہ بتول علیہا السلام) سے ارشاد فرمایا: (اے بیٹی) میں نے تیری شادی اُس شخص (مولا علیؑ) سے کی جو تمام ایمان والوں میں سب سے زیادہ علم والا ہے۔ اور اُن میں (ایمان والوں) سے سب سے پہلے اسلام لانے (اعلانِ اسلام) والا ہے اور حلم (نرم مزاج) میں اُن (ایمان والوں) سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۱۳۲)

659 عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِفَاطِمَةَ علیہا السلام زَوَّجْتُكِ أَقْدَمَهُمْ سِلْمًا، وَأَعْظَمَهُمْ حِلْمًا، وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا۔

حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمة الزهراء سلام اللہ علیہا سے ارشاد فرمایا (اے بیٹی) میں نے تیری شادی اُس شخص (حضرت علیؑ) سے کی ہے جو میری اُمت میں سب سے پہلے قبولِ اسلام (اعلان) کرنے والا ہے اور اُن (میری اُمت) میں سب سے بڑا حلم (نرم مزاج) والا ہے اور اُن (میری اُمت) میں سب سے زیادہ علم والا ہے۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۱۳۳)

صفحہ نمبر: ۳۶۸

حدیث نمبر: ۶۶۱،۶۶۰

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۶۶۲

صحتِ حدیث: حسن

660 عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ قَالَ لِفَاطِمَةَ: أَمَا تَرْضَيْنَ أَنِّي زَوَّجْتُكِ أَقْدَمَهُمْ سِلْمًا، وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا، وَأَفْضَلَهُمْ حِلْمًا، وَاللهِ إِنَّ ابْنَيْكِ لَمِنْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد (حضرت بریدہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے حضرت فاطمة الزهراء سلام اللہ علیہا سے ارشاد فرمایا (اے بیٹی) کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میں نے تیری شادی اُس شخص (حضرت علیؑ) سے کی ہے جو (میری ساری اُمت میں) سب سے پہلے اسلام (اعلانِ اسلام) لانے والا ہے۔ اور اُن میں (ساری اُمت میں) سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اللہ کی قسم: بے شک تیرے بیٹے (حسنؑ و حسینؑ) جنت کے نوجوانوں میں سے ہیں۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۱۳۲)

661 عَنْ أَبِي صَالِحِ الْحَنَفِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْحَسَنِ، لَقَدْ شَرِبْتَ الْعِلْمَ شُرْبًا، وَنَهِلْتَهُ نَهْلًا۔

حضرت ابو صالح حنفی حضرت علی ابنِ ابی طالب سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: اے ابو الحسن (مولا علیؑ کی کنیت) تم کو علم مبارک ہو، تحقیق تم علم سے خوب سیراب ہوئے ہو اور تم نے (چشمۂ علم) سے خوب جی بھر کر پیا ہے۔

(امام ابو نعیم حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۶۵)

662 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ: أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْمَدِيْنَةَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ۔

حضرت عبد اللہ ابنِ عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہے، پس جو اس شہر میں داخل ہونا چاہتا ہے اُس کو چاہیے کہ وہ اس (مولا علیؑ) دروازے سے آئے۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۶۳۷)، (امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد ۱۱: حدیث ۱۱۰۶۱)
(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۳۷۹)، (خطیب بغدادی تاریخ بغداد، جلد ۷: ص ۱۷۲)
(امام ابنِ عدی الکامل، جلد ۵: ص ۶۷)

663 عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا: میں علم کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اُس کا دروازہ ہے، پس جو علم حاصل کرنا چاہتا ہے اُس کو چاہیے کہ وہ اس (مولا علیؑ) دروازے پر آئے۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۶۳۹)، (امام ابنِ عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۳۷۹)
(خطیب بغدادی تاریخ بغداد، جلد ۴: حدیث ۲۱۸۶)، (امام ابنِ عدي الكامل، جلد ۳: ص ۴۱۲)

664 عَنِ الْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَأَنْتَ بَابُهَا يَا عَلِيُّ كَذَبَ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَدْخُلُهَا مِنْ غَيْرِ بَابِهَا۔

حضرت اصبغ بن نباتہ رضی اللہ عنہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور اے علی علیہ السلام تم اُس کا دروازہ ہو، جس نے یہ خیال کیا کہ وہ اس شہرِ علم میں دروازے (علیؑ) کے بغیر داخل ہو جائے گا تو اُس نے جھوٹ بولا، (علیؑ) کے بغیر کوئی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نہیں پہنچ سکتا)

(امام جلال الدین سیوطی، الآلي، المصنوعة، جلد ۱: ص ۳۰۷)

اس کے علاوہ اولی الامر کے حوالے سے آئمہ معصومین اہلِ بیتِ اطہار عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کے بارے میں بھی روایات موجود ہیں مگر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان مبارک کے مطابق پہلی اُولی الامر کی ذات مولائے کائنات علی علیہ السلام کی ذات ہے۔ اِسی لیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے شمار احادیثِ مبارکہ ہیں جن میں مولا علی علیہ السلام کا حکم ماننے اور اطاعت کرنے کے فرمان ملتے ہیں۔ یہ افضلیت بھی اللہ رب العزت نے مولا علی المرتضیٰ علیہ السلام کو عطا کی ہے۔

665 عَنْ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لَمَّا خَلَقَ اللهُ آدَمَ فَقَالَ: يَا آدَمُ إِرْفَعْ بَصَرَكَ وَانْظُرْ، فَنَظَرَ فَإِذَا مَكْتُوْبٌ عَلَى الْعَرْشِ لَا

صفحہ نمبر: ۳۶۹

حدیث نمبر: ۶۶۳

صحتِ حدیث: حسن / حسن لغیرہ

حدیث نمبر: ۶۶۴

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۶۶۵

صحتِ حدیث: موضوع کذب

تبصرہ: اس حدیث کو سچ ماننا اور اس پر یقین رکھتے ہوئے عمل کرنا صریح کفر ہے۔

اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ، هُوَ نَبِيُّ الرَّحْمَةِ وَ عَلِيٌّ مُقِيْمُ الْحُجَّةِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا تو ارشاد فرمایا اے آدم علیہ السلام اپنی نگاہوں کو بلند کر کے اُوپر دیکھو: پس جب آدمؑ نے نظریں اُٹھا کر دیکھا تو اللہ کے عرش پر یہ لکھا ہوا دیکھا: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسولؐ ہیں وہ نبئ رحمت ہیں اور علی علیہ السلام حجت کو قائم کرنے والے ہیں۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودۃ: جلد ا صفحہ ۱۰ بیروت لبنان)

666 عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِعَلِيٍّ: يَاأَنَسُ أَنَا وَهٰذَا (عَلِيٌّ) حُجَّةُ اللهِ عَلٰى خَلْقِهٖ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کیلئے ارشاد فرمایا: اے انسؓ میں اور یہ (علیؑ) اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی حُجت ہیں۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵، حدیث ۹۵۶۷، ۹۵۷۸ بیروت، لبنان)

667 عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِعَلِيٍّ: أَنَا وَهٰذَا (عَلِيٌّ) حُجَّةٌ عَلٰى أُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کیلئے ارشاد فرمایا کہ میں اور یہ (علیؑ) قیامت کے دن میری اُمت پر حُجت ہونگے۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵، حدیث ۹۵۷۷ بیروت، لبنان)

668 عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ: أَنَا وَ عَلِيٌّ حُجَّةُ اللهِ عَلٰى عِبَادِهٖ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اور علیؑ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اللہ تعالیٰ کی حُجت (دلیل) ہیں۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵، حدیث ۹۵۷۹ بیروت، لبنان)

صفحہ نمبر: ۳۷۰
حدیث نمبر: ۶۶۶ تا ۶۶۸
صحتِ حدیث: موضوع

آیت نمبر 106 تا 110

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۞۱ فَسِيْحُوْا فِى
الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى
الْكٰفِرِيْنَ ۞۲ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ
بَرِىْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ
فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۞۳ اِلَّا
الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا
عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۞۴
فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ
وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا
الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞۵

"اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے بیزاری کا اعلان ہے۔ اُن مشرک لوگوں کی طرف جن سے تُم نے معاہدہ کیا تھا۔ (صلح کی تھی) پس (اے مشرکو) تم زمین میں چار ماہ گھوم پھر لو اور جان لو کہ تُم اللہ کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور بے شک اللہ کافروں کو رُسوا کرنے والا ہے۔ (یہ آیات) اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے تمام لوگوں کی طرف حجِ اکبر کے دن اعلان ہے کہ مشرکوں سے بے زار ہے اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسولؐ بھی، پس اگر تم توبہ کر لو تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تُم نے روگردانی کی تو جان لو کہ تُم ہرگز اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے، اور (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ کافروں کو درد ناک عذاب کی خبر سُنا دیں۔ سوائے اُن مشرکوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا پھر اُنہوں نے

تمہارے ساتھ کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلہ پر کسی کی مدد کی سو تم اُن کے عہد کو اُنکی مقررہ مدت تک اُن کے ساتھ پورا کرو بے شک اللہ پرہیز گاروں کو پسند فرماتا ہے۔ پھر جب حُرمت والے مہینے گزر جائیں تو تُم مشرکوں کو جہاں کہیں بھی پاؤ قتل کر دو اور اُنہیں گرفتار کر لو اور اُنہیں قید کر دو، اور ہر گھات کی جگہ اُن کی تاک میں بیٹھو، پس اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو اُن کا راستہ چھوڑ دو بے شک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے"۔

(سورۃ التوبہ: آیات ۱تا۵)

اِن آیاتِ کریمہ کے بارے میں بے شمار احادیثِ مبارکہ روایت کی گئی ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ اپنی مسند میں اِس طرح بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ توبہ کی ابتدائی آیات اور دوسری روایت میں سورۃ توبہ کسی صحابی کو دے کر بھیجا اور ایک روایت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دے کر بھیجا مکہ میں اعلان کرنے کے لئے مگر پھر پیچھے سے مولا علی علیہ السلام کو بھیج دیا آپؑ جا کر اُن سے آیات لے لیں اور خود اعلان کریں کیونکہ یہ اعلان وہی کر سکتا ہے جو مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں اور ایک روایت میں آپؑ نے فرمایا کہ علی علیہ السلام تیری شان میں یہ آیات نازل ہوئیں ہیں کہ تو اِن کا اعلان کرے گا۔

669 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فِيْ رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ وَفِيْهَا عَنْهُ قَالَ: ثُمَّ بَعَثَ فُلَانًا بِسُوْرَةِ التَّوْبَةِ. فَبَعَثَ عَلِيًّا علیہ السلام خَلْفَهُ فَأَخَذَهَا مِنْهُ قَالَ: لَا يَذْهَبُ بِهَا إِلَّا رَجُلٌ مِّنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی (صحابی) کو سورۃ توبہ دے کر بھیجا پھر آپؑ نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کو اُس کے پیچھے بھیجا۔ پس

صفحہ نمبر: ۳۷۲
حدیث نمبر: ۶۶۹
صحتِ حدیث: ضعیف مضطرب

تبصرہ: اس حدیث کو مکمل طور پر پڑھیں اور پھر اس میں مختلف فقروں کا مقابلہ دیگر احادیث صحیحہ سے کریں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ حدیث صحیح و سقیم پر مبنی ہے کئی حصے موضوع ہیں اور بعض حصے صحیح یا ضعیف ہیں۔ پھر حدیث کی دیگر کتب کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسی یکساں سند کے ساتھ اسی روایت میں جملے بہت سے رد و بدل اور اضطراب کا شکار ہیں۔

صفحہ نمبر: ۳۷۳
حدیث نمبر: ۶۷۰
صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

اُنہوں نے (مولا علیؑ) وہ سورۃ اُس سے لے لی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اِس سورۃ کو اُس آدمی کے سوا کوئی نہیں لے جاسکتا جو مُجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں۔

(امام احمد بن حنبل مسند، جلد ۱ حدیث ۳۰۶۲)

دوسری روایت کے الفاظ کچھ یُوں ہیں جس کو شیخ سلیمان قندوزی حنفیؒ نے بیان کیا ہے۔

670 عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى رضي الله عنه عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عَلِيُّ عليه السلام أَنْتَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّ مُؤْمِنَةٍ بَعْدِيْ وَأَنْتَ الَّذِيْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْكَ ﴿وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی علیہ السلام میرے بعد تم ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کے ولی (سردار) ہو اور تُم وہ ہو جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کی ہیں۔ (اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے اعلان ہے بڑے حج کے دن کہ اللہ اور اُس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہیں۔)

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۱ صفحہ ۱۳۳، ۱۳۴، بیروت، لبنان)

اِن آیاتِ کریمہ کے ذیل میں بے شمار احادیث موجود ہیں مگر ہم اِنہیں پر اکتفاء کرتے ہیں۔ مولائے کائنات کی ذات ایسی اعلیٰ و افضل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر موقع پر آپؑ کی عظمت و رفعت کے ڈنکے بجائے ہیں۔ قرآنِ مجید میں اہلِ بیتِ رسول عَلَيْهِمُ السَّلَامُ سے لے کر رسول اللہ ﷺ کے جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت تک کوئی ایک شخصیت ایسی نہیں ملے گی جس کی عظمت و رفعت جس کے فضائل و مناقب اور خصائص اللہ اور اُس کے رسولؐ نے اتنی کثرت کے ساتھ بیان کیئے ہوں۔ مولائے کائنات آسمان پر چاند کی طرح چمک رہے ہیں آپؑ اہلِ بیتِ رسول عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

کے افراد میں سے ہیں۔ اب پھر اگر ہم لکیر کے فقیر بن کر مولائے کائنات کو افضلیت میں چوتھا نمبر دیں تو یہ جہالت اور حسد و بغض سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے فرمان پر کسی اور انسان کی بات کو ترجیح نہیں دی جاسکتی اللہ اور اس کے رسولؐ نے مولا علی علیہ السلام کی افضیلت پر اپنے فرامین کی مہر ثبت کر دی ہے۔ یہ اعزاز کسی اور کے پاس نہیں ہے۔ قرآن پڑھیں اور مولا علی علیہ السلام کی شان میں آیات کی کثرت ملے گی، حضور نبی اکرم ﷺ کی احادیث پڑھیں تو مولا علی علیہ السلام کی شان میں احادیث کی کثرت ملے گی اگر قرآن و حدیث کی بات حجت نہیں بنتی تو معذرت کے ساتھ کسی مفتی اور مولوی کی پھر کیا اوقات ہے۔ ہم اللہ کے فضل سے قرآن مجید کی 600 سے زائد آیات بیان کریں گے باقی آیات دوسری جلدوں میں انشاءاللہ پڑھنے والوں کو مل جائیں گی۔

آیت نمبر 111 تا 117

❖ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ۝ هٰرُوْنَ اَخِي ۝ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ۝ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ۝ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ۝ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ۝ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ۝

(اے اللہ) میرے گھر والوں میں سے ایک میرا وزیر بنا دے۔ (یعنی) میرے بھائی ہارونؑ کو۔ اس سے میری کمر (پشت) مضبوط فرما دے۔ اور اُس کو میرے اَمر (کام) میں شریک فرما دے۔ تاکہ ہم کثرت سے (بہت زیادہ) تیری تسبیح کیا کریں۔ کثرت سے تیرا ذکر (یاد) کیا کریں۔ بے شک تُو ہمیں خوب دیکھنے والا ہے۔

(سورۃ طٰہٰ: آیات: ۲۹تا۳۵)

صفحہ نمبر: ۳۷۵
حدیث نمبر: ۶۷۱
صحتِ حدیث: موضوع منکر

علی علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھائی بھائی

اِن مقدس آیات میں حضرت موسٰی علیہ السلام کی دُعا کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت موسٰی علیہ السلام کی دعا کو تاجدارِ کائنات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنیاد بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اللہ ربّ العزت کی بارگاہ میں اِسی طرح کی دُعا فرمایا کرتے تھے۔ مگر حضرت ہارون علیہ السلام کی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولا علی علیہ السلام کا نام لیا کرتے تھے مگر یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ اللہ تعالٰی کے آخری نبی اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اس لیئے آپؐ مولا علیؑ کیلئے نبوت کی دُعائیں نہیں مانگتے تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولا علی علیہ السلام کا ساتھ چاہتے تھے تاکہ دینِ حق کی دعوت پہنچانے میں آسانی ہو۔ اس لئیے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کمر مبارک علی علیہ السلام کے ساتھ مضبوط چاہتے تھے اُنکو اپنا وزیر اور نائب چاہتے تھے اس کی سب سے بڑی دلیل وہ احادیثِ مبارکہ ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علی علیہ السلام کے بارے میں فرمائیں تھیں کہ اے علی علیہ السلام تیری اور میری نسبت وہی ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کی حضرت موسٰی علیہ السلام سے تھی مگر میرے بعد نبی کوئی نہیں ہو سکتا۔

ہم یہاں کثرت کے ساتھ وہ احادیث بیان کریں گے تاکہ اس بات کا ردّ ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا کا مقصد ہرگز مولا علی علیہ السلام کی رسالت کی دُعا نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی اور رسول ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی اور کے بارے میں رسالت کا سوچنے سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موسٰی علیہ السلام کی دُعا کر کے اور حضرت علی علیہ السلام کو حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تشبیہہ دے کر مولا علی علیہ السلام کی افضلیت کے ڈنکے بجا دیئے ہیں۔

671 عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: أَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ أَهْلِيْ أَخِيْ عَلِيًّا علیہ السلام أُشْدُدْبِهٖ أَزْرِيْ وَ أَشْرِكْهُ فِيْ أَمْرِيْ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا وَّ نَذْكُرَكَ كَثِيْرًا إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ اے اللہ میرے گھر والوں میں سے میرے بھائی علی علیہ السلام کو میرا وزیر بنا دے اور اُس سے میری کمر مضبوط فرما دے اور میری اس مہم (دعوتِ اسلام) میں اُس کو میرا ساتھی (شریک مددگار) بنادے تاکہ ہم کثرت کے ساتھ تیری تسبیح بیان کریں اور کثرت کے ساتھ تیرا ذکر کریں بے شک تو ہم کو خوب دیکھنے والا ہے۔

(امام محب طبری، الریاض النضرۃ جلد ۲: ص ۱۱۸)

اِس حدیثِ پاک سے یہ بات اظہر من الشّمس ہو چکی ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی دُعا مانگا کرتے تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام مانگتے تھے۔ اس سے مولا علی علیہ السلام کی عظمت اور افضلیت ثابت ہو چکی ہے۔ چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ساری اُمت میں اُنکے بعد سب سے افضل اُنکے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام تھے تو جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علی علیہ السلام کو حضرت ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دے کر یہ اعلان فرمادیا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت میں اُنکے بعد حضرت ہارون علیہ السلام افضل تھے بالکل اِسی طرح میرے بعد افضل و اعلیٰ میرا بھائی علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہے۔

اب میں فقیر محمد یاسین قادری درِ علی المرتضیٰ علیہ السلام سے خیرات لے کر قارئین کی نذر وہ احادیثِ مبارکہ بیان کرتا ہوں جن میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود کو اور مولا علی علیہ السلام کے رشتے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے۔

672 عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم لِعَلِيٍّ عليه السلام: أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ عليه السلام مِنْ مُوْسٰى عليه السلام إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۳: حدیث ۱۱۲۹۰)

صفحہ نمبر: ۳۷۶
حدیث نمبر: ۶۷۲
صحتِ حدیث: صحیح لغیرہ

صفحہ نمبر: ۳۷۷
حدیث نمبر: ۶۷۳,۶۷۴
صحتِ حدیث: صحیح

673 عَنْ سَعْدٍ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيْمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم لِعَلِيٍّ عليه السلام: أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى۔

حضرت سعدؓ روایت کرتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم بن سعد سے سُنا اور اُنہوں نے اپنے والد (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تیری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کی حضرت موسٰی علیہ السلام سے تھی۔

(صحیح مسلم، جلد ۴: حدیث ۲۴۰۴)، (امام بخاری الصحیح، جلد ۳: حدیث ۳۵۰۳)

674 عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍؓ عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم خَرَجَ إِلٰى تَبُوْكَ وَ اسْتَخْلَفَ عَلِيًّا عليه السلام فَقَالَ: أَتُخَلِّفُنِي فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ؟ قَالَ: أَلَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ عليه السلام مِنْ مُوْسٰى عليه السلام إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ۔

حضرت مصعب بن سعدؓ اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک کیلئے روانہ ہوئے اور مولا علی علیہ السلام کو اپنا نائب و جانشین بنا کر پیچھے چھوڑا تو اُنہوں (مولا علیؑ) نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو بچوں اور عورتوں میں پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ میرے ساتھ تیری وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کی حضرت موسٰی علیہ السلام کے ساتھ تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(امام بخاری الصحیح، جلد ۴: حدیث ۴۱۵۴)

675 عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ . أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ علیہ السلام: أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ علیہ السلام مِنْ مُوْسٰى علیہ السلام غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

اُم المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا، کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تیری اور میری نسبت وہی ہے جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(امام طبرانی معجم الکبیر، جلد ۲۳: حدیث ۸۹۲)، (امام ابن حبان الصحیح، جلد ۱۵: حدیث ۶۶۴۳)
(امام ہیثمی موارد الظمان، جلد ۱: حدیث ۲۲۰۱)

676 عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا بِنْتِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ: أَنْتَ مِنِّي مَكَانَ هَارُوْنَ علیہ السلام مِنْ مُوْسٰى علیہ السلام إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنتِ سعد اپنے والد حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام سے غزوہ تبوک کی طرف جاتے ہوئے ارشاد فرمایا: تم (علیؑ) کو میرے ہاں وہی مقام حاصل ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(امام نسائی السنن الکبریٰ، جلد ۵: حدیث ۸۴۴۲)

677 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ، عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ علیہ السلام: أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ علیہ السلام مِنْ مُوْسٰى علیہ السلام قِيْلَ لِسُفْيَانَ: غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، قَالَ، قَالَ: نَعَمْ۔

صفحہ نمبر: ۳۷۸

حدیث نمبر: ۶۷۵

صحتِ حدیث: ضعیف

تبصرہ: ام سلمۃ سے مروی حدیث ضعیف الإسناد ہے اگرچہ اس کا متن صحیح ہے۔ نہ جانے یاسین کیا دکھانا چاہتے ہیں حالانکہ مقصد آوری کے لیے صرف ایک ہی صحیح حدیث کافی تھی، مگر مصنف کے مقاصد میں شاید فتنہ پروری اولین ہے۔

حدیث نمبر: ۶۷۶

صحتِ حدیث: ضعیف

حدیث نمبر: ۶۷۷

صحتِ حدیث: صحیح

حضرت سعید بن مُسیبؒ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: تم (علیؑ) کو میرے ساتھ وہی نسبت حاصل ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی حضرت سفیان سے کہا گیا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں (پوچھا گیا) اُنہوں نے فرمایا جی ہاں۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۱، حدیث: ۱۵۴۷)

صفحہ نمبر: ۳۷۹
حدیث نمبر: ۶۷۸
صحتِ حدیث: صحیح لغیرہ

678 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا أَرَادَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنْ يُخَلِّفَ عَلِيًّا علیہ السلام قَالَ: قَالَ لَهُ عَلِيٌّ علیہ السلام، مَايَقُوْلُ النَّاسُ فِيَّ إِذَا خَلَّفْتَنِي؟ قَالَ: فَقَالَ: أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ علیہ السلام مِنْ مُوْسٰى علیہ السلام إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ أَوْلَا يَكُوْنُ بَعْدِي نَبِيٌّ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کو (غزوہ تبوک) سے پیچھے چھوڑنے کا ارادہ کیا تو (راوی) نے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ نے مجھ کو پیچھے چھوڑ دیا تو لوگ کیا کہیں گے (یعنی باتیں کریں گے) میرے بارے میں؟ (راوی کہتا ہے) پس رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم (علیؑ) اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تیری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے یا فرمایا کہ میرے میرے بعد کوئی نبیؐ نہیں ہوگا۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۳ حدیث ۱۴۶۷۹)

حدیث نمبر: ۶۷۹
صحتِ حدیث: صحیح

679 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِعَلِيٍّ علیہ السلام: أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ علیہ السلام

صفحہ نمبر: ۳۸۰
حدیث نمبر: ۶۸۰
صحتِ حدیث: صحیح

مِنْ مُوْسٰى عليه السلام إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، قَالَ سَعِيْدٌ: فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُشَافِهَ بِهَا سَعْدًا، فَلَقِيْتُ سَعْدًا فَحَدَّثْتُهُ بِمَا حَدَّثَنِي عَامِرٌ فَقَالَ: أَنَا سَمِعْتُهُ فَقُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ؟ فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلٰى أُذُنَيْهِ فَقَالَ: نَعَمْ، وَإِلَّا فَاسْتَكَّتَا۔

حضرت سعید بن مُسیبؓ سے روایت ہے وہ عامر بن سعد بن اَبی و قاص سے اور وہ اپنے والد (حضرت سعد بن اَبی و قاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: تم (علیؑ) کو میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کی حضرت مُوسٰی علیہ السلام سے تھی مگر بلاشک و شبہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، سعید بن مُسیبؓ (راوی) نے کہا میں چاہتا تھا کہ میں یہ حدیث سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنہ سے بالمشافہ (مل کر) سُن لوں۔ پس میری حضرت سعد بن اَبی و قاص رضی اللہ عنہ سے مُلاقات ہوئی تو میں نے اُن کو حضرت عامر بن سعد والی روایت سنائی۔ اُنہوں (سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنہ) نے کہا میں نے خود اس حدیث کو (رسول اللہ ﷺ سے) سنا ہے، میں نے کہا (پوچھا) آپ رضی اللہ عنہ نے خود سنا ہے؟ انہوں (سعد بن ابی و قاصؓ) نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں پر رکھیں اور ارشاد فرمایا: اگر میں نے خود نہ سنا ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں۔

(امام مسلم الصحیح، جلد ۴: حدیث ۲۴۰۴)

680 عَنْ مُوْسَى الْجُهَنِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتِ عَلِيٍّ، فَقَالَ لَهَا رَفِيْقِي أَبُوْ سَهْلٍ: كَمْ لَكِ؟ قَالَتْ: سِتَّةٌ وَثَمَانُوْنَ سَنَةً، قَالَ: مَاسَمِعْتِ مِنْ أَبِيْكِ شَيْئًا؟ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ رضي الله عنها أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ عليه السلام: أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ عليه السلام مِنْ مُوْسٰى عليه السلام إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ۔

صفحہ نمبر: ۳۸۱
حدیث نمبر: ۶۸۱
صحتِ حدیث: موضوع

حضرت موسٰی الجُہنی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت فاطمہ بنتِ علی عَلَيْهَا السَّلَامُ سے (ملاقات کیلئے) اُنکی خدمت میں حاضر ہوا، میرے ساتھی ابو سہل نے اُن سے عرض کی آپ عَلَيْهَا السَّلَامُ کی عمر کتنی ہے؟ اُنہوں نے ارشاد فرمایا چھیاسی برس، اُس نے (ابو سہل) پھر پوچھا کیا!، آپؑ نے اپنے والدِ گرامی سے کچھ سماع کیا (احادیث کا)؟ انہوں نے (فاطمہ بنتِ علی عَلَيْهَا السَّلَامُ) ارشاد فرمایا کہ مجھ سے حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: تیری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کی حضرت موسٰی علیہ السلام سے تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد۶: حدیث ۲۷۱۲۶، ۲۷۵۰۷)، (امام نسائی السنن الکبریٰ، جلد۵: حدیث ۸۴۴۷، ۸۴۴۹)،
(امام ابن ابی شیبة المصنف، جلد۶: حدیث ۳۲۰۷۶)،
(امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد۲۴: حدیث: ۳۸۴تا۳۸۹)

681 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: هٰذَا عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَحْمُهُ لَحْمِي وَدَمُهُ دَمِي، هُوَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا: یہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے اس کا گوشت میرا گوشت اور اس کا خون میرا خون ہے اِسکو میرے ساتھ وہی نسبت حاصل ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسٰی علیہ السلام سے تھی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(امام طبرانی، المعجم الکبیر، جلد ۱۲، حدیث ۱۲۳۴۱)

آیت نمبر 118 تا 121

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ

آپؐ کہہ دیں کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

(سورۃ زمر: آیت۹)

وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ○

اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے خدا ان کے درجے بلند کرے گا۔ اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

(سورۃ المجادلہ: آیت ۱۱)

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○

خدا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے لوگ جو انصاف پر قائم ہیں وہ بھی (گواہی دیتے ہیں کہ) اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

(سورۃ آل عمران: آیت ۱۸)

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ○

وہی تو ہے جس نے آپؐ پر کتاب نازل کی جس کی بعض آیتیں محکم ہیں (اور) وہی اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ ہیں تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کی اتباع کرتے ہیں تاکہ فتنہ برپا کریں اور اصلی مُراد کا پتہ لگائیں حالانکہ اصلی مُراد خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو لوگ علم میں

کامل پختگی رکھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے یہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو عقل مند ہی قبول کرتے ہیں۔

(سورۃ آل عمران: آیت ۷)

سورۃ زمر کی آیتِ مبارکہ میں اللہ ربّ العزت نے عالم کی فضیلت بیان کر کے اُس کو غیر عالم پر فضیلت عطا کر دی۔ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ کیا علم والے اور بغیر علم والے ایک جیسے ہو سکتے ہیں اِس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علم والے کو بغیر علم والے پر فضیلت اور برتری عطا کر دی۔ جو جتنا زیادہ علم والا ہوگا وہ اُتنا ہی افضل و اعلیٰ ہوگا۔

سورۃ نمل میں اللہ رب العزت نے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی فضیلت کی بات کی مگر اس سے پہلے فرمایا کہ ہم نے ان دونوں کو علم عطا کیا تو پھر اُنہوں نے کہا کہ اللہ کی حمد ہے جس نے ہم کو فضیلت عطا کی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

❖ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ۝

اور تحقیق ہم نے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کو علم عطا کیا اور دونوں نے کہا کہ ساری تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت عطا کی۔

(سورۃ النمل: آیت ۱۵)

اِس آیت سے بھی علم کی فضیلت اور اہمیت کا پتہ چلتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے برگزیدہ انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کو علم کی وجہ سے فضیلت اور افضیلت عطا کر دی پتہ چلا کائنات میں افضل و اعلیٰ وہی ہوتا ہے جس کو اللہ علم زیادہ عطا کرتا ہے۔ انبیاء اکرام عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کے بعد اللہ کی تمام مخلوق میں بھی افضل و اعلیٰ وہی ہوئے جن کے پاس علم زیادہ تھا۔ علم والے ہی اللہ کی مخلوق میں اعلیٰ و برتر ہوئے اُنہوں نے اپنے علم کی بدولت کرامات کا ظہور کر کے لوگوں میں اپنی افضلیت ثابت کر دی۔

بابِ مدینۃُ العلم علی علیہ السلام ہیں

ان آیاتِ مقدسہ میں علم والوں کی فضیلت کی بات کی گئی ہے جن کے پاس علم ہے وہی افضل واعلیٰ لوگ ہیں اور تاجدارِ کائنات ﷺ کے بعد مولا علی علیہ السلام کی ذات ہی ہے جن کے پاس سب سے زیادہ علم ہے

قرآنِ مجید میں جب سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں کو فرمایا کہ مجھے ملکہ بلقیس کا تخت چاہیے تو سب سے پہلے ایک جنّ نے کہا تھا کہ میں وہ تخت لاتا ہوں۔

❖ قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن تَقُومَ مِن مَّقَامِكَ ۖ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ۝

ایک قوی ہیکل جنّ نے کہا میں اسے آپؑ کے پاس لا سکتا ہوں قبل اس کے کہ آپؑ اپنے مقام سے اُٹھیں اور بے شک میں اس پر طاقتور اور امانت دار ہوں۔

(سورۃ النمل: آیت ۳۹)

اِس آیت میں ایک جنّ نے جب حکم قبول کرتے ہوئے عرض کی کہ میں آپؑ کی نشست برخاست کرنے سے پہلے وہ تخت لے آؤں گا۔ مگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُس کی یہ پیشکش ٹھکرا دی یہ فرماتے ہوئے کہ تم بہت زیادہ وقت لے رہے ہو مجھے بہت ہی جلد ملکہ کا تخت چاہیے۔ اب قرآن کہتا ہے کہ پھر ایک بندہ کھڑا ہوا آصف برخیاء اُس نے کہا:

❖ قَالَ الَّذِي عِندَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ

''کہا ایک ایسے شخص نے جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا کہ میں اسے آپ علیہ السلام کے پاس لا سکتا ہوں قبل اس کے کہ آپ کی نگاہ آپؑ کی طرف پلٹے''۔

(سورہ نمل: ۴۰)

گویا اِس آیت سے ثابت ہو گیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی اُمت کے ولی آصف برخیاء آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت لے آئے اِس لیے کہ اُس کو اللہ نے کتاب میں سے کچھ علم عطا کیا تھا۔ اُن کی فضیلت اور طاقت کا باعث بھی علم بنا۔ جس کو کتاب میں سے تھوڑا سا علم ملے تو اُس کی طاقت اور اختیار

کا یہ عالم ہو کہ وہ نو سو میل کی مسافت پر پڑا تخت آنکھ پلٹنے سے بھی پہلے لے آئیں تو جن کو اللہ نے کتاب کا سارا علم عطا کر دیا ہو۔ اُس کی افضلیت اور اختیار کا کیا عالم ہو گا۔

حضور نبی اکرم ﷺ جو کہ صاحبِ کتاب ہیں اس کا مطلب سب سے زیادہ علم والے ہیں اور بعد از مصطفی ﷺ پوری کائنات میں جو سب سے زیادہ علم والی ذات ہے اُس کا نام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہے۔ کتاب کا سب سے زیادہ علم اور فہم و ادراک آقا کے بعد مولا علی علیہ السلام کے پاس ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد جب بھی کوئی علمی مسئلہ ہو تا تو رجوع مولا علی علیہ السلام کی طرف کیا جاتا تھا۔ چاہے دورِ صدیقی ہو فاروقی ہو، عثمانی ہو علم سیکھنے اور سمجھنے کے لیئے مولا علی علیہ السلام کے دروازے پر آنا پڑتا تھا۔ پس ثابت ہوا کہ دُنیا میں جو بھی افضل و اعلیٰ ہوئے وہ علم کی وجہ سے ہوئے جتنا علم زیادہ ہوا اُتنا ہی وہ ذات افضل و اعلیٰ بن گئی۔ اب دلوں سے حسد و بغض نکال کر فیصلہ کریں تو پتہ چلے گا تاجدارِ کائناتؐ کے بعد مولا علی علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی علم والا نہیں تو پھر مولا علی علیہ السلام کو چھوڑ کر کوئی اور افضل و اعلیٰ کیسے ہو سکتا ہے۔ حضور ﷺ کے بعد جو افضل و اعلیٰ ذات ہے وہ علی المرتضیٰ علیہ السلام کی ذاتِ گرامی ہے۔

علم ایک ایسی فضیلت ہے کہ جب اللہ رب العزت نے موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کی تلاش میں بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کی جو خوبی اور فضیلت بیان کی وہ بھی علم ہی ہے۔

قرآن کہتا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام اُن کو ملے۔

❖ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔

ہمارے بندوں میں سے ایک بندے (خضر علیہ السلام) کو پالیا جس کو ہم نے اپنی بارگاہ سے رحمت عطا کی تھی اور ہم نے اُسے علمِ لدنی سکھایا تھا۔

(سورۃ الکہف: ۶۵)

پتہ چلا کہ علم ایک ایسی فضیلت ہے یہ جس کے پاس ہو تو نبی بھی اُس کی زیارت کے لیئے نکل پڑتے ہیں۔ علم کے بغیر کوئی شخص بھی افضل و اعلیٰ نہیں ہو سکتا۔ علم ایک ایسی دولت ہے یہ جس کے پاس ہو۔ دُنیا کے عظیم اور بڑے لوگ بھی چل کر اُس کے پاس آجاتے ہیں۔

صفحہ نمبر: ۳۸۶
حدیث نمبر: ۶۸۳،۶۸۲
صحتِ حدیث: ضعیف

علم ایسی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑا عالم اور علم والا اپنی ذات کو فرمایا ہے کہیں خود کو قرآن میں اَلْعَلِیْمُ کہہ کر دُنیا کو بتایا کہ سب سے زیادہ علم والا اللہ ہے۔کہیں خود کو اَلْخَبِیْرُ، اَلْعَلَّامُ کہا گویا اللہ سب سے بڑا ہے تو اس بڑائی کا راز بھی ساتھ ساتھ بیان کر دیا کہ بلاتشبیہہ و بلا مثال فرمایا کہ بڑا ہوتا ہی وہ ہے جس کے پاس علم زیادہ ہو۔جتنا علم زیادہ ہوگا اُتنا ہی وہ بڑا ہوگا پس ثابت ہوا اللہ نے سب سے زیادہ علم حضور ﷺ کو عطا کیا تو آپ اللہ کے بعد ساری کائنات سے افضل و اعلیٰ ہو گئے بعد از خدا بزرگ تُوئی قصہ مختصر اور آپ ﷺ کے بعد کائنات میں سب سے زیادہ علم مولا علی علیہ السلام کو عطا کیا گیا تو پھر آپ کے بعد جو افضل و اعلیٰ ذات ہوئی وہ مولا علی علیہ السلام کی ذاتِ گرامی ہے۔

اس پر بے شمار قرآنی آیات دی جاسکتی ہیں مگر ہم کتاب کو زیادہ طوالت نہیں دینا چاہتے۔اب ہم احادیثِ مبارکہ سے یہ بات واضح کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد سب سے بڑے عالم مولائے کائنات علی علیہ السلام ہیں۔

682 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِذَا بَلَغَنَا شَيْءٌ تَكَلَّمَ بِهِ عَلِيٌّ علیہ السلام مِنْ فُتْيَا وَ قَضَاءٍ وَّثَبَتَ لَمْ تُجَاوِزْهُ مِنْ غَيْرِهِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہمارے پاس کوئی ایسی شئے پہنچے گی جسکے بارے میں مولا علی علیہ السلام نے فتویٰ دیا ہو اور فیصلہ کیا ہو اور وہ ثابت ہو جائے (فیصلہ مولا علی علیہ السلام نے فرمایا ہے) تو ہم پھر اس مسئلہ کو کسی اور کے پاس نہیں لے جائیں گے۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ حدیث ۹۸۰۳ طبع بیروت لبنان)

683 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِذَا حَدَّثَنَا ثِقَةٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام بِقَيْنَا لَا نَعْدُوْهَا۔

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی ثقہ (سچا) راوی (حدیث بیان کرنے والا) ہمارے سامنے علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے حدیث بیان (روایت) کرے گا تو ہم اُسی پر ٹھہر جائیں گے۔اُسے آگے (یعنی کسی اور کے پاس) نہیں لے کر جائیں گے۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ حدیث ۹۸۰۴ طبع بیروت لبنان)

684 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ إِنَّمَا هُوَ عَلِيٌّ علیہ السلام لَقَدْ كَانَ عَالِمًا بِالتَّفْسِيْرِ وَالتَّاوِيْلِ وَالنَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں آپؓ فرماتے ہیں کہ وہ (شخص) جس کے پاس کتاب (قرآن) کا علم ہے وہ صرف حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ یقیناً وہ (علیؑ) تفسیر و تاویل اور ناسخ و منسوخ کے (سب سے بڑے) عالم ہیں۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۱، ص: ۱۰۳)

685 عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَلِيٌّ أَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ۔

حضرت عطاء بن اَبی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا تمام لوگوں میں علی المرتضیٰ علیہ السلام سُنت کے سب سے بڑے (سب سے زیادہ علم رکھنے والے) عالم ہیں۔

(امام ابنِ عساکر تاریخِ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ حدیث ۹۸۰۵ طبع بیروت لبنان)

686 وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ: أَمَا أَنَّهٗ (عَلِيٌّ) أَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ۔

ایک روایت میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا ہاں بے شک وہ (حضرت علیؑ) تمام لوگوں میں سُنت کے سب سے بڑے عالم ہیں (یعنی تمام لوگوں سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

(امام عبدالرؤف المناوی، ذخائر العقبیٰ، ص ۷۸: دار لکتب مصر)

687 عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِيْ سُلَيْمَانَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَكَانَ فِيْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَعْلَمُ مِنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُهٗ۔

عبدالملک بن اَبی سلیمان روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء بن اَبی رباح رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے بڑا عالم (یعنی زیادہ علم رکھنے والا) ہے؟ تو اُنہوں (عطاء) نے جواب دیا اللہ کی قسم نہیں (علیؑ سے زیادہ علم والے) کو میں نہیں جانتا (اُن سے بڑا عالم میں نے نہیں دیکھا)

(امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵، حدیث ۹۸۱۱ بیروت لبنان)

صفحہ نمبر: ۳۸۷
حدیث نمبر: ۶۸۴
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۶۸۵
صحتِ حدیث: حسن

حدیث نمبر: ۶۸۶، ۶۸۷
صحتِ حدیث: صحیح

صفحہ نمبر: ۳۸۸
حدیث نمبر: ۶۸۸
صحتِ حدیث: حسن

حدیث نمبر: ۶۸۹
صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۶۹۰
صحتِ حدیث: بے سند مشہور

حدیث نمبر: ۶۹۱
صحتِ حدیث: صحیح

688 عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ مَا مِنْهَا حَرْفٌ إِلاَّ لَهٗ ظَهْرٌ وَّ بَطْنٌ وَّإِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام عِنْدَهٗ عِلْمُ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ بے شک قرآن سات قراءتوں (معانی) میں نازلِ ہوا ہے اسکے (قرآن) ہر ایک حرف کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اور بے شک علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے پاس اسکے (قرآن کے ہر ایک حرف) ہر ظاہر اور ہر باطن کا علم ہے۔

(امام ابونُعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱، ص ۶۵)

689 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ يَتَعَوَّذُ بِاللّٰهِ مِنْ مُعْضَلَةٍ لَيْسَ لَهَا أَبُوْ حَسَنٍ۔

حضرت سعید بن مُسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمُر بن خطاب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے ایسے مسئلہ میں جس میں ابو حسن علیہ السلام (مولا علیؑ کی کنیت) موجود نہ ہوتے۔

(امام احمد بن حنبل فضائلِ صحابہ، جلد ۲: حدیث ۱۱۰۰)، (امام ابنِ سعد طبقات الکبریٰ، جلد ۲: ص ۳۳۹)
(امام ہندی کنز العمال، جلد ۵: ص ۸۳۲)، (امام بیہقی شعب الایمان، جلد ۵: ص ۴۸۰)

690 وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَكَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ: لَوْلاَ عَلِيٌّ ؑ لَهَلَكَ عُمَرُ۔

ایک اور روایت میں حضرت سعید بن مُسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمُر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اگر علی علیہ السلام (مشکلات کے حل کیلئے) نہ ہوتے تو عمر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جاتا۔

(امام ابنِ عبد البر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۲، ۱۱۰۳)،
(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینہ ودمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۶)

691 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَلِيٌّ علیہ السلام أَقْضَانَا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام ہمارے ہاں سب سے بڑے قاضی (سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے) ہیں۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد۵: حدیث ۲۱۱۲۲)،(امام ابن ابی شیبۃ المصنف، جلد ۶: حدیث ۳۰۱۲۹)
(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۵۳۲۸)،(امام نسائی السنن الکبریٰ، جلد ۶: حدیث ۱۰۹۹۵)
(امام ابونعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۶۵)

692 عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَقْضٰى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ تمام اہلِ مدینہ (مدینہ والوں) میں سب سے بڑے فیصلہ کرنے والے (قاضی) علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

(امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ ودمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۴)

693 عَنْ مُغِيْرَةَ قَالَ: لَيْسَ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَقْوٰى قَوْلاً فِي الْفَرَائِضِ مِنْ عَلِيٍّ علیہ السلام۔

حضرت مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ فرائض (میراث) کے مسائل میں حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر کسی کا (اعلیٰ ومدلل) قول (فتویٰ) نہ ہوتا تھا۔

(امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ ودمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۵)

694 عَنْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ سَلُوْنِيْ إِلَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی بھی یہ نہیں کہتا تھا سَلُوْنِي یعنی جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو مجھ سے۔

(امام احمد بن حنبل فضائل صحابہ، جلد ۲: حدیث ۱۰۹۸)،(امام ابن ابی شیبۃ المصنف، جلد ۵: حدیث ۲۶۴۲۰)
(امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ ودمشق، جلد ۴۲: ص ۳۹۹)

695 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ يَقُوْلُ: سَلُوْنِيْ إِلَّا عَلِيٌّ علیہ السلام۔

صفحہ نمبر: ۳۸۹
حدیث نمبر: ۶۹۲ تا ۶۹۵
صحتِ حدیث: صحیح

حضرت سعید بن مُسیب ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ایک صحابی ؓ بھی حضرت علی ؑ کے سوا یہ نہیں کہتا تھا سَلُوْنِي یعنی جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو مجھ سے۔

(امام ذہبی تاریخ الاسلام، جلد ۳، ص ۶۳۸)، (امام ابن حجر مکی الصواعق المحرقة، جلد ۲: ص ۳۷۱)، (امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء جلد ۱: ص ۱۷۱)

696 عَنْ عَبْدِاللهِ ؓ: قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَقْضٰى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ؑ۔

حضرت عبد اللہ ؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے کہ تمام مدینہ کے لوگوں میں سے حضرت علی بن اَبی طالب ؑ سب سے بہترین فیصلہ کرنے والے (قاضی) ہیں۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۶۵۶)، (امام ابن عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۴)، (امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء جلد ۱: ص ۱۷۱)، (امام ذہبی تاریخ الاسلام، جلد ۳، ص ۶۳۸)

697 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ؓ قَالَ: مَا كَانَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَقُوْلُ: سَلُوْنِي غَيْرَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ؑ۔

حضرت سعید بن مُسیب ؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ لوگوں میں سے کوئی ایک (شخص) بھی ایسا نہیں تھا، حضرت علی ؑ کے علاوہ جو یہ کہتا ہو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو مجھ سے (سَلُوْنِی کا دعویٰ علی ؑ کے سوا کوئی نہ کرتا)

(امام ابن عبد البر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۳)، (امام یحیٰ بن معین التاریخ، جلد ۳: حدیث ۶۰۱)

698 عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ؓ قَالَ: مَا كَانَ أَحَدٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَعْلَمَ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ؑ۔

حضرت سعید بن مُسیب ؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت علی بن ابی طالب ؑ سے بڑھ کر کوئی شخص بھی عالم (یعنی سب سے زیادہ علم والا) نہ تھا۔

(علامہ حافظ الدولابی، الکنٰی والاَسماء، جلد ۲: حدیث ۱۰۹۶)

صفحہ نمبر: ۳۹۰
حدیث نمبر: ۶۹۶
صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۶۹۷
صحتِ حدیث: حسن

حدیث نمبر: ۶۹۸
صحتِ حدیث: موضوع

699 عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَاللّٰهِ لَقَدْ أُعْطِيَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام تِسْعَةَ أَعْشَارِ الْعِلْمِ، وَأَيْمُ اللّٰهِ لَقَدْ شَارَكَكُمْ فِي الْعُشْرِ الْعَاشِرِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! تحقیق علی بن اَبی طالب علیہ السلام کو علم کے نو(۹) حصے دیئے گئے ہیں اللہ کی قسم! تحقیق تم (سب) کو (علم کے) دمویں حصے میں شریک کیا گیا ہے۔

(امام ابن عبد البر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۴)

صفحہ نمبر: ۳۹۱
حدیث نمبر: ۶۹۹
صحتِ حدیث: موضوع

700 عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا علیہ السلام وَ هُوَ يَخْطُبُ، وَهُوَ يَقُوْلُ: سَلُوْنِي وَاللّٰهِ، لَا تَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ يَكُوْنُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ بِهٖ۔

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی علیہ السلام کے پاس (بارگاہ) حاضر ہوا۔ اور وہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور وہ یہ فرما رہے تھے کہ مجھ سے جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو اللہ کی قسم تم قیامت تک کی جس چیز کے بارے میں بھی پوچھو گے میں تم کو اُسکے بارے میں ضرور بتاؤں گا۔

(امام ابنِ حجر عسقلانی فتح الباری، جلد ۸: ص ۵۹۹)، (امام ابن عبد البر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۷)
(امام عبد الرزاق تفسیر القرآن، جلد ۳: ص ۲۴۱)

حدیث نمبر: ۷۰۰
صحتِ حدیث: صحیح

701 قَالَ عَلِيٌّ علیہ السلام وَأَشَارَ إِلٰى صَدْرِهٖ إِنَّ هَاهُنَا عُلُوْمًا جَمَّةً لَوْ وَجَدْتُ لَهَا حَمَلَةً۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: بے شک یہاں (سینہ میں) علوم کا خزانہ جمع ہے کاش اس (خزانہ) کو اُٹھانے والا کوئی پاؤں (تو یہ علم کا خزانہ اُسے عطا کروں)

(امام غزالی احیاء علوم الدین، جلد ۱: ص ۹۹)

حدیث نمبر: ۷۰۱
صحتِ حدیث: غیر صحیح

702 عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: لَوْ شِئْتُ لَأَوْقَرْتُ سَبْعِيْنَ بَعِيْرًا مِنْ تَفْسِيْرِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ اگر میں (علیؑ) چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر کروں اور اس سے ستر اُونٹ لاد، دُوں۔

حدیث نمبر: ۷۰۲
صحتِ حدیث: بے سند مشہور

(امام جلال الدین سیوطی الاتقان فی علوم القرآن، جلد ۴: ص ۴۹۰)،
(مُلاں علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، جلد ۱: ص ۴۵۳)، (امام غزالی احیاء علوم الدین، جلد ۱: ص ۲۸۹)،
(امام ابن الحاج الفاسی، المدخل، جلد ۲: ص ۳۰۶)

703 عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ: أَلَا أَنَّ هَاهُنَا وَأَشَارَ إِلَىٰ صَدْرِهِ لَعِلْمًا جَمًّا، لَوْ أَصَبْتُ لَهُ حَمَلَةً۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے ایک طویل روایت میں اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، بے شک یہاں (سینہ میں علوم کا خزانہ جمع ہے۔ اگر میں اس خزانے (علم) کو اُٹھانے والے کو پاؤں تو (یہ علم کا خزانہ اُسے عطا کر دُوں)

(امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ دمشق، جلد ۵۰: ص ۲۵۲)، (خطیب بغدادی تاریخ بغداد، جلد ۶: ص ۳۷۹)،
(علامہ یعقوبی التاریخ، جلد ۲: ص ۲۰۶)

704 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا أَتَانَا الثَّبْتُ عَنْ عَلِيٍّ لَمْ نَعْدِلْ بِهِ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم کو کسی چیز کا ثبوت حضرت علی علیہ السلام سے مل جاتا تو پھر ہم کسی سے رجوع نہیں کرتے تھے۔

(امام ابن عبد البر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۴)

705 عَنْ قَيْسِ بْنِ السَّكَنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ عَلىٰ مِنْبَرِهِ: سَلُوْنِي، فَإِنَّكُمْ لَا تَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ وَلَا عَنْ فِئَةٍ تَهْدِي مِائَةً وَتُضِلُّ مِائَةً إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ۔

حضرت قیس بن السکن رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: مجھ سے سوال کرو تم مجھ سے اپنے اس زمانہ سے لے کر قیامت تک کی جس چیز کے بارے میں پوچھو گے میں تم کو اُسکے بارے میں آگاہ کروں گا اور اگر تم مجھ سے اُس فتنہ کے بارے میں پوچھو گے جو سینکڑوں لوگوں کو ہدایت پر لائے گا اور جو سینکڑوں لوگوں کو گمراہ کرے گا میں تم کو اُسکے بارے میں بھی بتا دُوں گا۔ (امام ابن ابی شیبۃ المصنف، جلد ۷: حدیث ۳۷۷۳۴)،
(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۴: ص ۱۸۶)

صفحہ نمبر: ۳۹۲
حدیث نمبر: ۷۰۳
صحتِ حدیث: ضعیف

حدیث نمبر: ۷۰۴
صحتِ حدیث: حسن

حدیث نمبر: ۷۰۵
صحتِ حدیث: صحیح

صفحہ نمبر: ۳۹۳

706 عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: لَوْ طُوِيَتْ لِي وِسَادَةٌ لَحَكَمْتُ بَيْنَ أَهْلِ التَّوْرَاةِ بِتَوْرَاتِهِمْ، وَبَيْنَ أَهْلِ الْإِنْجِيلِ بِإِنْجِيلِهِمْ، وَلَقُلْتُ فِي الْبَاءِ مِنْ بِسْمِ اللهِ وِقْرَ سَبْعِينَ جَمَلًا۔

حدیث نمبر: ۷۰۶

صحتِ حدیث: موضوع

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ فرماتے ہیں اگر میرے لئے مسند لگائی جائے تو میں تورات والوں (یہود) کے درمیان تورات کے مطابق فیصلہ کروں گا اور انجیل والوں (عیسائیوں) کے درمیان انجیل کے مطابق فیصلہ کروں گا اور میں بسم اللہ کی صرف ''با'' کی تفسیر میں وہ کچھ کہوں (لکھوں) جس سے ستر اُونٹ لادے جائیں۔

(امام زرقانی شرح الزرقانی فی المواھب اللدنیۃ، جلدا: ص۳۹)

707 عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: سَلُونِي عَنْ كِتَابِ اللهِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ آيَةٍ إِلَّا وَقَدْ عَرَفْتُ بِلَيْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِنَهَارٍ فِي سَهْلٍ أَمْ فِي جَبَلٍ۔

حدیث نمبر: ۷۰۷

صحتِ حدیث: صحیح

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مجھ سے اللہ کی کتاب (قرآن) کے بارے میں جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو۔ بے شک اُس میں (قرآن) کی کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں جس کا مجھے علم (معرفت) نہ ہو کہ وہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو، میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ (غار) میں۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ ودمشق جلد ۴۲: ص۳۹۸)، (امام ابنِ سعد طبقات الکبریٰ، جلد ۲: ص۳۳۸)
(امام ابنِ عبدالبر جامع بیان العلم وفضلہ، جلدا: ص۱۱۴)

708 عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: سَلُونِي قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُونِي، سَلُونِي عَنْ طُرُقِ السَّمَاءِ، فَإِنِّي أَعْرَفُ بِهَا مِنْ طُرُقِ الْأَرْضِ۔

حدیث نمبر: ۷۰۸

صحتِ حدیث: موضوع

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مجھ سے پوچھو (یعنی سوال کرو) اس سے پہلے کہ تم مجھ کو اپنے درمیان نہ پاؤ۔ مجھ سے آسمان کے راستوں کے بارے میں پوچھو بے شک میں اُنہیں زمین کے راستوں سے بڑھ کر جانتا ہوں۔

(امام ذہبی المنتقی من منھاج الاعتدال، جلدا: ص۳۴۲)

صفحہ نمبر: ۳۹۴

حدیث نمبر: ۷۰۹

صحتِ حدیث: ضعیف جدا

حدیث نمبر: ۷۱۰

صحتِ حدیث: صحیح

حدیث نمبر: ۷۱۱

صحتِ حدیث: حسن

709 عَنْ ضِرَارُ بْنُ ضَمْرَةَ الْكِنَانِيُّ رضي الله عنه فِي رِوَايَةٍ طَوِيلَةٍ قَالَ: إِنَّ عَلِيًّا كَانَ وَاللهِ، بَعِيدَ الْمَدٰى، شَدِيدَ الْقُوٰى، يَقُولُ فَصْلًا وَيَحْكُمُ عَدْلًا، يَتَفَجَّرُ الْعِلْمُ مِنْ جَوَانِبِهِ، وَتَنْطِقُ الْحِكْمَةُ مِنْ نَوَاحِيهِ۔

حضرت ضرار بن ضمرہ کنانی رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم، بے شک حضرت علی علیہ السلام دُور اندیش، بہت زیادہ قوت (طاقت) والے، قولِ فیصل والے، اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے والے تھے۔ اُن کے پہلوؤں سے علم پھوٹتا تھا اور اُنکے جوانب (اطراف) سے حکمت بولتی تھی۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ ودمشق، جلد ۴۲: ص ۴۰۵)،

(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۸۴)

710 عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَكَانَ فِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَحَدٌ أَعْلَمَ مِنْ عَلِيٍّ علیہ السلام؟ قَالَ: لَا وَاللهِ مَا أَعْلَمُهُ۔

عبدالملک بن ابی سُلیمان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم میں کوئی حضرت علی علیہ السلام سے بڑھ کر بھی علم والا تھا؟ اُنہوں (عطاء) نے فرمایا نہیں اللہ کی قسم میں ایسے کسی صحابی کو نہیں جانتا (جو حضرت علیؑ سے بڑھ کر علم رکھتا ہو)۔

(امام ابنِ ابی شیبۃ المصنف، جلد ۶، حدیث ۳۲۱۰۹)، (امام محب طبری ذخائر العقبیٰ، جلد ۱: ص ۷۸)،
(امام ابنِ عبدالبر الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۰۴)

711 عَنْ نَصِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْأَحْمَسِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: وَاللهِ مَا نَزَلَتْ آيَةٌ إِلَّا وَقَدْ عَلِمْتُ فِيمَا نَزَلَتْ وَأَيْنَ نَزَلَتْ وَعَلٰى مَنْ نَزَلَتْ، إِنَّ رَبِّي وَهَبَ لِي قَلْبًا عَقُولًا وَلِسَانًا طَلْقًا۔

صفحہ نمبر: ۳۹۵
حدیث نمبر: ۷۱۲
صحتِ حدیث: حسن

حضرت نصیر بن سلیمان الاحمسی اپنے والد سے اور وہ مولا علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مولا علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم میں (قرآن کی) ہر آیت کا علم رکھتا ہوں کہ وہ (آیت) کس کے بارے میں نازل ہوئی، اور کہاں نازل ہوئی، اور کس موقع پر نازل ہوئی۔ بے شک میرے ربّ نے مجھے فہم و فراست والا دل اور فصاحت و بلاغت والی زبان عطا کی ہے۔

(امام ابنِ سعد طبقات الکبریٰ، جلد ۲: ص۳۳۸)، (امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص۶۸)

حدیث نمبر: ۷۱۳
صحتِ حدیث: ضعیف جدا / موضوع

712 عَنْ جَخْدَبِ التَّیْمِیِّ قَالَ. سَمِعْتُ عَطَاءً. قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا عَلِیٌّ أَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ۔

حضرت جخذب التیمی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے سنا کہ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: علی علیہ السلام تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سنتِ (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا علم رکھنے والے ہیں۔

(امام بخاری التاریخ الکبیر، جلد ۲، حدیث ۲۳۷۷، جلد ۳: حدیث ۷۶۷)،
(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص۴۰۸)

713 عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ عَلِیَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام أَرْسَلَهُ إِلٰی زَیْدِ بْنِ صُوْحَانَ. فَقَالَ یَا أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ إِنِّي مَا عَلِمْتُکَ لَبِذَاتِ اللهِ عَلِیْمٌ. وَ إِنَّ اللهَ لَفِي صَدْرِکَ عَظِیْمٌ۔

حضرت شعبی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اُنکو زید بن صوحان کی طرف روانہ کیا تو اُنہوں (عبداللہ بن عباسؓ) نے کہا اے امیر المومنین (مولا علیؑ) بے شک میں آپؑ کو اللہ کی ذات کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا جانتا ہوں اور بے شک اللہ تعالیٰ (کی حقیقت و معرفت) آپ کے سینہ مبارک میں سب سے زیادہ ہے۔

(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص۷۲)

صفحہ نمبر: ۳۹۶

714 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَ أَقْضٰى أُمَّتِي عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میری اُمت کے سب سے بڑے قاضی (قرآن و حدیث سے فیصلہ کرنے والے) علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

(امام طبرانی المعجم الصغیر، جلد ۱: حدیث ۵۵۶)، (امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۱۱۲)

حدیث نمبر: ۷۱۴
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

715 عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَعْلَمُ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، میری ساری اُمت میں میرے بعد سب سے بڑا عالم (علم والا) علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے۔

(امام دیلمی مُسند الفردوس، جلد ۱: حدیث ۱۴۹۱)، (امام ہندی کنز العمال، جلد ۱۱: حدیث ۳۲۹۷۷)

حدیث نمبر: ۷۱۵
صحتِ حدیث: موضوع

716 عَنْ هُبَيْرَةَ قَالَ: خَطَبَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عليه السلام فَقَالَ: لَقَدْ فَارَقَكُمْ رَجُلٌ بِالْأَمْسِ لَمْ يَسْبِقْهُ الْأَوَّلُوْنَ بِعِلْمٍ، وَلَا يُدْرِكُهُ الْآخِرُوْنَ، كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَبْعَثُهُ بِالرَّايَةِ، جِبْرِيْلُ عَنْ يَمِيْنِهٖ، وَ مِيْكَائِيْلُ عَنْ شِمَالِهٖ لَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يُفْتَحَ لَهٗ۔

حضرت ہُبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ امام حسن بن علی علیہ السلام نے ہم کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا! تحقیق گذشتہ کل تم سے وہ شخص (مولا علیؑ) جُدا ہو گیا ہے جن سے نہ تو پہلے لوگ (علم میں سبقت حاصل کر سکے اور نہ ہی بعد میں آنے والے اُنکے علمی مقام کو پا سکیں گے (اس کا ادراک نہ کر سکیں گے) جب رسول اللہ ﷺ اُن کو اپنا جھنڈا دے کر (جنگ پر) بھیجتے تھے تو جبریل علیہ السلام اُنکی دائیں اور میکائیل اُنکی بائیں طرف ہوتے تھے وہ (مولا علیؑ) فتح حاصل کرنے تک واپس نہیں پلٹتے تھے۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۱، حدیث ۱۷۱۹)، (امام طبرانی المعجم الاوسط، جلد ۲: حدیث ۲۱۵۵)

حدیث نمبر: ۷۱۶
صحتِ حدیث: صحیح

صفحہ نمبر: ۳۹۷
حدیث نمبر: ۷۱۷
صحتِ حدیث: ضعیف لکن الأثر هو الألطف

حدیث نمبر: ۷۱۸
صحتِ حدیث: صحیح

717 سُئِلَ الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ الْبَصْرِيُّ رضي الله عنه عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام فَقَالَ: كَانَ عَلِيٌّ وَاللهِ سَهْمًا صَائِبًا مِنْ مَرَامِي اللهِ عَلَى عَدُوِّهِ. وَرَبَّانِيُّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَذَافَضْلِهَا وَذَاسَابِقَتِهَا. وَذَا قَرَابَتِهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم لَمْ يَكُنْ بِالنَّوْمَةِ عَنْ أَمْرِ اللهِ وَلاَ بِالْمَلُوْمَةِ فِي دِيْنِ اللهِ وَلَا بِالسَّرُوْقَةِ لِمَالِ اللهِ. أَعْطَى الْقُرْآنَ عَزَائِمَهُ فَفَازَ مِنْهُ بِرِيَاضٍ مُوْنِقَةٍ۔

حضرت حسن بن ابوالحسن البصری رضی اللہ عنہ سے حضرت علی بن ابی طالبؑ کے بارے میں سوال کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم حضرت علی علیہ السلام اللہ کے دشمنوں پر اللہ کے پھینکے ہوئے تیروں میں سے ایک (تیر) تھے اور وہ (علیؑ) اِس اُمت کے عالمِ ربانی اور صاحبِ افضلیت اور سبقت لے جانے والے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ قرابت والے، اور (علیؑ) اللہ کے امر (حکم) سے غافل نہ تھے اور نہ ہی اللہ کے دین (اسلام) میں ملامت زدوں میں سے تھے، اور نہ ہی اللہ کے مال کو چُرانے والوں میں سے تھے، اُنہوں (علیؑ) نے قرآن کو اپنے عزائم (ارادے) سونپ دیئے اور اُس میں سے رونق والے باغات کے ساتھ سُرخرو (کامیاب) ہوئے۔

(امام ابن عبد البر، الاستیعاب، جلد ۳: ص ۱۱۱۰)

718 عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الطُّفَيْلِ رضي الله عنه قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام وَهُوَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُوْلُ: سَلُوْنِي، فَوَاللهِ، لَا تَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ يَكُوْنُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلاَّ أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ. وَسَلُوْنِي عَنْ كِتَابِ اللهِ. فَوَاللهِ مَامِنْهُ آيَةٌ إِلاَّ وَأَنَا أَعْلَمُ بِلَيْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِنَهَارٍ أَمْ بِسَهْلٍ أَمْ بِجَبَلٍ. فَقَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ. وَأَنَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَلِيٍّ عليه السلام وَهُوَ خَلْفِي، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ الْبَيْتَ الْمَعْمُوْرَ، مَا هُوَ؟ قَالَ: ذَاكَ الضُّرَاحُ فَوْقَ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ تَحْتَ الْعَرْشِ، يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

حضرت وھب بن عبداللہ بن ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے دیکھا وہ فرما رہے تھے مجھ سے سوال کرو اللہ کی قسم قیامت تک جس چیز کے بارے میں تم کوئی سوال کرو گے میں تم کو اُسکے بارے میں بتادوں گا۔اور مجھ سے اللہ کی کتاب (قرآن) کے بارے میں سوال کرو اللہ کی قسم کوئی ایک آیت ایسی نہیں جس کا مجھے علم نہ ہو وہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو، میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر، ابن الکواء کھڑے ہوئے، راوی کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؑ اور اُنکے درمیان بیٹھا تھا اور وہ میرے پیچھے تھے، ابن الکواء نے پوچھا کیا آپؑ بیت المعمور کے بارے میں جانتے ہیں؟ مولا علی علیہ السلام نے فرمایا وہ ایک سوراخ ہے۔جو سات آسمانوں کے اُوپر اور عرش کے نیچے ہے اُس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں مگر وہ قیامت تک دوبارہ واپس نہیں آسکیں گے۔

(امام محمد بن عبداللہ ازرقی، اخبار مکۃ، جلد ۱: ص ۵۰)

719 عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلِيٌّ بَابُ عِلْمِي وَ مُبَيِّنٌ لِأُمَّتِي، مَا أُرْسِلْتُ بِهِ مِنْ بَعْدِي، حُبُّهُ إِيْمَانٌ وَ بُغْضُهُ نِفَاقٌ، وَالنَّظَرُ إِلَيْهِ رَأْفَةٌ، وَ مَوَدَّتُهُ عِبَادَةٌ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی علیہ السلام میرے علم کا دروازہ ہے اور جو (دین) دے کر مجھے بھیجا گیا ہے، میرے بعد میری اُمت کیلئے اُسکی (دین) وضاحت کرنے والا ہے۔اُس (علیؑ) کی محبت ایمان ہے اور اُس (علیؑ) کا بُغض نفاق ہے اور اس (علیؑ) کی طرف دیکھنا بھی باعثِ آرام و سکون ہے اور اس (علیؑ) کی مودّت عبادت ہے۔

(امام ہندی کنز العمال، جلد ۱۱: حدیث ۳۲۹۸۱)، (امام دیلمی مُسند الفردوس، جلد ۳: حدیث ۴۱۸۱)

(امام ابنِ حجر مکی الصواعقِ المحرقة، ، جلد ۲: ص ۳۵۸ بیروت، لبنان)

720 عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَا دَارُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں علم کا گھر ہوں اور علی علیہ السلام اُس کا دروازہ ہے۔

(امام محب الدین طبری، ذخائر العقبیٰ و مناقب ذوي القربیٰ، جلد ۱: ص ۷۷)

صفحہ نمبر: ۳۹۸
حدیث نمبر: ۷۱۹
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۷۲۰
صحتِ حدیث: حسن

721 عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ النَّخْعِيِّ قَالَ: لَمَّا بُوْيِعَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام عَلَى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ وَهُوَ وَاقِفٌ بَيْنَ يَدَيِ الْمِنْبَرِ۔ إِذَا نَحْنُ بَايَعْنَا عَلِيًّا فَحَسْبُنَا، أَبُوْحَسَنٍ مِمَّا يُخَافُ مِنَ الْفِتَنِ، وَجَدْنَاهُ أَوْلَى النَّاسِ بِالنَّاسِ أَنَّهُ. أَطَبُّ قُرَيْشٍ بِالْكِتَابِ وَبِالسُّنَنِ، وَإِنَّ قُرَيْشًا مَا تَشُقُّ غُبَارَهُ، إِذَا مَا جَرَى يَوْمًا عَلَى الضُّمَّرِ الْبُدْنِ، وَفِيْهِ الَّذِي فِيْهِمْ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ، وَمَا فِيْهِمْ كُلُّ الَّذِي فِيْهِ مِنْ حَسَنٍ۔

حضرت ابواسحاق، حضرت اسود بن یزید النخعی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر بیعت کی گئی تو حضرت خزیمہ بن ثابت نے منبر کے سامنے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھ کر سنائے۔

جب ہم نے مولا علی علیہ السلام کی بیعت کی تو ہم نے یقین کیا کہ ابوالحسن علیہ السلام (مولا علیؑ) اُن افراد میں سے ہیں جن سے فتنے خوف کھاتے ہیں۔

ہم نے اُن کو (حضرت علیؑ) تمام لوگوں سے بڑھ کر لوگوں کے قریب پایا بے شک وہ (مولا علیؑ) قریش میں سے سب سے بڑھ کر کتاب وسنت کے عالم تھے۔

بے شک قریش اُن کی (مولا علیؑ) راہ کی دھول تک بھی نہیں پہنچ سکتے جب وہ کسی روز طاقت والے گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں، ان (مولا علیؑ) میں ہر طرح کی خیر (بھلائی) موجود ہے۔ جبکہ باقی تمام قریش میں وہ خوبیاں (صفات) نہیں پائی جاتیں جو ان (مولا علیؑ) میں پائی جاتی ہیں۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۵۹۵)

722 عَنْ بَسَامِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الصَّيْرَفِيِّ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: رَأَيْتُ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: سَلُوْنِي قَبْلَ أَنْ لَا تَسْأَلُوْنِي، وَلَنْ تَسْأَلُوْا بَعْدِي مِثْلِي، قَالَ: فَقَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ فَقَالَ: يَا

صفحہ نمبر: ۳۹۹
حدیث نمبر: ۷۲۱
صحتِ حدیث: ضعیف

حدیث نمبر: ۷۲۲
صحتِ حدیث: صحیح

صفحہ نمبر: ۴۰۰
حدیث نمبر: ۷۲۳
صحتِ حدیث: ضعیف

أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، مَا ﴿وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝۱﴾ قَالَ: الرِّيَاحُ، قَالَ: فَمَا ﴿فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝۲﴾ قَالَ: السَّحَابُ، قَالَ: فَمَا ﴿فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝۳﴾ قَالَ: السُّفُنُ، قَالَ: فَمَا ﴿فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝۴﴾ قَالَ: الْمَلَائِكَةُ، قَالَ: فَمَنْ ﴿الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝۲۸ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۭ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝۲۹﴾ قَالَ مُنَافِقُوْا قُرَيْشٍ۔

حضرت بسام بن عبد الرحمن الصیر فی حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں میں نے دیکھا امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام منبر پر کھڑے ارشاد فرمارہے تھے مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ تم مجھ سے سوال نہ کر سکو اور نہ ہی میری مثل میرے بعد سوال کر سکو گے وہ (راوی) کہتے ہیں پس اس پر ابن الکواء کھڑے ہوئے اور کہا۔ اے امیر المومنین علیہ السلام:

(قسم ہے اڑا کر بکھیرنے والیوں کی سورۃ الذاریات: ۱) اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ (مولا علیؑ) نے فرمایا **"ہوائیں"** پھر پوچھا (بوجھ اُٹھانے والیاں سورۃ الذاریات: ۲)" سے کیا مراد ہے۔ فرمایا (مولا علیؑ) **"بادل"** اور پھر پوچھا "آہستہ آہستہ چلنے والیاں (سورۃ الذاریات: ۳)" سے کیا مراد ہے؟ آپ (مولا علیؑ) نے جواب دیا **"کشتیاں"** پھر پوچھا (اور کام تقسیم کرنے والے سورۃ الذاریات: ۴) سے کیا مراد ہے؟ جواب فرمایا **"فرشتے"** پھر پوچھا (وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا اور اُنہوں نے اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اُتار دیا، وہ دوزخ ہے جس میں ڈالیں جائیں گے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔ (سورۃ ابراہیم: ۲۸ تا ۲۹)، اس سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپؑ (مولا علیؑ) نے جواب دیا اس سے قریش کے **منافقین** مراد ہیں۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۲: حدیث ۳۷۳۶)، (امام طبری جامع البیان فی تفسیر القرآن، جلد ۱۳: ص ۲۲۱)

723 عَنْ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي بِخَطِّ يَدِهِ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ: أَوَمَا تَرْضَيْنَ أَنِّي زَوَّجْتُكِ أَقْدَمَ أُمَّتِي سِلْمًا، وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا، وَأَعْظَمَهُمْ حِلْمًا۔

صفحہ نمبر: ۴۰۱
حدیث نمبر: ۷۲۴
صحتِ حدیث: ضعیف

حدیث نمبر: ۷۲۵
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

حضرت ابو عبدالرحمٰن ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کی کتاب میں اُنکے ہاتھ سے لکھی ہوئی یہ حدیث پائی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ بتول زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا: کیا تم (فاطمہ سلام اللہ علیہا) اس پر راضی نہیں ہو کہ میں نے تیری شادی (نکاح) اُس شخص (مولا علیؑ) سے کی ہے جو میری ساری اُمت میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے اور اُن (اُمت) میں سب سے زیادہ علم والا ہے، اور اُن سب سے بڑا حلم (نرم مزاج) والا ہے۔

(امام احمد بن حنبل مُسند، جلد ۵: حدیث ۲۰۳۲۲)، (امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد ۲۰ حدیث ۵۳۸)، (امام ہیثمی مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد ۹: ص ۱۰۱)

724 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: زَوَّجْتُكِ يَا بُنَيَّةُ، أَعْظَمَهُمْ حِلْمًا، وَ أَقْدَمَهُمْ سِلْمًا وَ أَكْثَرَهُمْ عِلْمًا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے میری بیٹی (فاطمہ سلام اللہ علیہا) میں نے تیری شادی اُس شخص (حضرت علیؑ) سے کی ہے جو سب سے بڑا حلم (نرم مزاج) والا ہے سب سے پہلے قبولِ اسلام (اعلان) کرنے والا ہے اور سب سے زیادہ اُن میں (ساری اُمت) سے علم والا ہے۔

(امام ابن عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۱۳۲)

725 عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ عليها السلام أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: زَوَّجْتُكِ أَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ أَقْدَمَهُمْ سِلْمًا، وَ أَفْضَلَهُمْ حِلْمًا۔

حضرت مسروق اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ مجھ سے حضرت فاطمۃ الزہراء علیہا السلام نے یہ حدیث بیان کی کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اُن (فاطمہ بتول علیہا السلام) سے ارشاد فرمایا: (اے بیٹی) میں نے تیری شادی اُس شخص (مولا علیؑ) سے کی جو تمام ایمان والوں میں سب سے زیادہ علم والا ہے۔ اور اُن میں (ایمان والوں) سے سب سے پہلے اسلام لانے (اعلانِ اسلام) والا ہے اور حلم (نرم مزاج) میں اُن (ایمان والوں) سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔

(امام ابن عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۱۳۲)

صفحہ نمبر: ۴۰۲
حدیث نمبر: ۷۲۶
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

حدیث نمبر: ۷۲۷، ۷۲۸
صحتِ حدیث: موضوع

726 عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم لِفَاطِمَةَ عليها السلام زَوَّجْتُكِ أَقْدَمَهُمْ سِلْمًا، وَأَعْظَمَهُمْ حِلْمًا، وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا۔

حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا سے ارشاد فرمایا (اے بیٹی) میں نے تیری شادی اُس شخص (حضرت علیؑ) سے کی ہے جو میری اُمت میں سب سے پہلے قبولِ اسلام (اعلان) کرنے والا ہے اور اُن (میری اُمت) میں سب سے بڑا حلم (نرم مزاج) والا ہے اور اُن (میری اُمت) میں سب سے زیادہ علم والا ہے۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۲: ص ۱۳۳)

727 عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ رضي الله عنه عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ لِفَاطِمَةَ عليها السلام: أَمَا تَرْضَيْنَ أَنِّي زَوَّجْتُكِ أَقْدَمَهُمْ سِلْمًا، وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا، وَأَفْضَلَهُمْ حِلْمًا، وَاللهِ إِنَّ ابْنَيْكِ لَمِنْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد (حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا سے ارشاد فرمایا (اے بیٹی) کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میں نے تیری شادی اُس شخص (حضرت علیؑ) سے کی ہے جو (میری ساری اُمت میں) سب سے پہلے اسلام (اعلانِ اسلام) لانے والا ہے۔ اور اُن میں (ساری اُمت میں) سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اللہ کی قسم: بے شک تیرے بیٹے (حسنؑ و حسینؑ) جنت کے نوجوانوں میں سے ہیں۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ مدینة و دمشق جلد ۴۲: ص ۱۳۲)

728 عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْحَنَفِيِّ عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْحَسَنِ، لَقَدْ شَرِبْتَ الْعِلْمَ شُرْبًا، وَنَهِلْتَهُ نَهْلًا۔

حضرت ابو صالح حنفی حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوالحسن علیہ السلام (مولا علیؑ کی کنیت) تم کو علم مبارک ہو، تحقیق تم علم سے خوب سیراب ہوئے ہو اور تم نے (چشمۂ علم) سے خوب جی بھر کر پیا ہے۔

(امام ابو نعیم حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۶۵)

729 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْمَدِيْنَةَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اُس کا دروازہ ہے، پس جو اس شہر میں داخل ہونا چاہتا ہے اُس کو چاہیے کہ وہ اس (مولا علیؑ) دروازے سے آئے۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۶۳۷)، (امام طبرانی المعجم الکبیر، جلد ۱۱: حدیث ۱۱۰۶۱)
(امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۳۷۹)، (خطیب بغدادی تاریخ بغداد، جلد ۷: ص ۱۷۲)
(امام ابن عدی الکامل، جلد ۵: ص ۶۷)

730 عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: يَقُوْلُ: أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا: میں علم کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اُس کا دروازہ ہے، پس جو علم حاصل کرنا چاہتا ہے اُس کو چاہیے کہ وہ اس (مولا علیؑ) دروازے پر آئے۔

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳: حدیث ۴۶۳۹)، (امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ و دمشق، جلد ۴۲: ص ۳۷۹)
(خطیب بغدادی تاریخ بغداد، جلد ۴: حدیث ۲۱۸۶)، (امام ابن عدی الکامل، جلد ۳: ص ۴۱۲)

731 عَنِ الْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَأَنْتَ بَابُهَا يَا عَلِيُّ كَذَبَ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَدْخُلُهَا مِنْ غَيْرِ بَابِهَا۔

حضرت اَصبغ بن نباتہ رضی اللہ عنہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور اے علی علیہ السلام تم اُس کا دروازہ ہو، جس نے یہ خیال کیا کہ وہ اس شہرِ علم میں دروازے (علیؑ) کے بغیر داخل ہو جائے گا تو اُس نے جھوٹ بولا، (علیؑ) کے بغیر کوئی محمد ﷺ تک نہیں پہنچ سکتا)

(امام جلال الدین سیوطی، اللآلي المصنوعة، جلد ۱: ص ۳۰۷)

صفحہ نمبر: ۴۰۳
حدیث نمبر: ۷۲۹
صحتِ حدیث: حسن

حدیث نمبر: ۷۳۰
صحتِ حدیث: حسن / حسن لغیرہ

حدیث نمبر: ۷۳۱
صحتِ حدیث: موضوع

پس ثابت ہوا کہ علم ہی افضلیت کی شرط ہے، سورۃ مجادلہ کی آیت نمبر ۱۱ میں بھی اللہ رب العزت نے درجات کی بلندی کی شرط علم قرار دی ہے۔ جتنا علم زیادہ ہوگا اُتنا ہی درجہ اور مقام بلند ہوگا۔اور سورۃ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۸ جو اُوپر ہم نے بیان کی ہے جو صاحبانِ علم کی افضلیت توحید کی گواہی اور معرفت کو علم والوں کے ساتھ بیان کیا ہے جو صاحبان علم کی افضلیت کی دلیل ہے۔اور سورۃ آلِ عمران کی آیت ۷ میں بھی اللہ رب العزت نے قرآن کی محکمات اور متشابہ آیات کی معرفت اور سمجھ بوجھ کو بھی علم والوں کیلئے خاص کیا ہے تو پھر یہ بات تسلیم کرنا پڑے گی کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد قرآن کی معرفت اور معیت سب سے زیادہ مولا علیؑ کو ہے تو پھر افضل بھی حضور ﷺ کے بعد مولا علیؑ ہی ہیں۔

آیت نمبر 122 تا 123

❖ اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوۡحًا وَّاٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ ذُرِّيَّةًۢ بَعۡضُهَا مِنۡۢ بَعۡضٍ‌ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۚ

بے شک اللہ نے آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام اور ابراہیمؑ اور ابراہیمؑ کی آل عَلَيۡهِمُ السَّلَامُ اور عمرانؑ اور عمرانؑ کی آل علیہم السلام کو تمام جہانوں میں سے (افضل واعلیٰ) منتخب کر لیا۔ اُن میں سے بعض بعض کی اولاد کو (بھی چُن لیا) اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

(سورۃ آل عمران: آیت ۳۳،۳۴)

اِن آیاتِ مقدسہ میں اللہ ربّ العزت نے نفوسِ قدسیہ کا انتخاب فرمایا کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ اور مولا علی علیہ السلام جو کہ اللہ ربّ العزت کی تخلیقِ اوّل ہیں اِن کے نور کے ظہور کیلئے کچھ نفوسِ قدسیہ کی ضرورت تھی چونکہ اللہ رب العزت نے نبوت کیلئے حضور نبیٔ اکرم ﷺ کو چُنا اور امامت کیلئے مولا علی المرتضیٰ علیہ السلام کو چُنا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعائیں بھی دو ہی تھیں رسالت اور امامت کو اپنی نسل اور ذریت میں مانگا تھا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اللہ کا گھر خانہ کعبہ تعمیر کیا تو اللہ کی بارگاہ میں دُعا کی مولا تیرا گھر تعمیر کیا ہے اگر اس پر کوئی مزدوری دینا چاہتا ہے تو ایسا کر یہ جو میرا بیٹا اسماعیل علیہ السلام ہے اس کی اولاد میں سے محمدِ مصطفیٰ ﷺ کو پیدا فرمادے۔ یعنی ختمِ نبوت کا تاج جس ہستی پر تو نے سجایا ہے اُس کو میری آل سے پیدا فرما دے مجھے محمد ﷺ کا بابا بنا دے قرآن کہتا ہے۔

❖ رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ‌ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۚ

اے ہمارے رب اِنہی میں سے (اسماعیل علیہ السلام کی اولاد) رسول (محمد مصطفیٰؐ) مبعوث فرما جو

ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کو خوب پاک صاف کردے بے شک تُو ہی غالب حکمت والا ہے''۔

(سورۃ البقرہ: آیت ۱۲۹)

اس آیتِ کریمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے محمد ﷺ کیلئے دعا فرما رہے ہیں۔ اس لیئے حضور نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے جدِ اعلیٰ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔

اِسی طرح دوسری دُعا اور خواہش اپنی نسلِ پاک میں امامت کو جاری رکھنے کی تھی اللہ ربّ العزت نے جب ابراہیم علیہ السلام ہر آزمائش اور امتحان میں سرفراز ہوئے تو اُنکو صلہ اور جزا عطا کرتے ہوئے فرمایا۔

❖ وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۖ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۖ قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ○

''اور ابراہیم علیہ السلام کو اُنکے ربّ نے کئی باتوں میں آزمایا تو اُنہوں نے وہ پوری کر دیں (اس پر) اللہ نے فرمایا: میں تمہیں لوگوں کا (امام) پیشوا بناؤں گا، اُنہوں نے عرض کیا میری اولاد میں سے بھی؟ ارشاد ہوا ہاں مگر میرا وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچتا''۔

(سورۃ البقرہ: آیت ۱۲۴)

اِس آیتِ کریمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد میں امامت جیسی عظیم نعمت بھی مانگ لی تو اس لیئے اللہ ربّ العزت نے نبوت اور امامت کو ایک ہی نُور سے تخلیق کیا، یعنی حضرت محمدِ مصطفی ﷺ اور سرکار علی المرتضیٰ علیہ السلام کا نُور ایک ہی ہے یہ بات رسول اللہ ﷺ کی بے شمار احادیثِ مبارکہ سے ثابت شدہ ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کی وہ احادیثِ مبارکہ بیان کرتے ہیں تاکہ میری اِس بات کو اعلیٰ اور ثقہ دلائل مل جائیں۔ ویسے بھی میں محمد یاسین قادری جو درِ علی المرتضیٰ علیہ السلام کا نوکر اور منگتا ہوں میرے دلائل اور گفتگو کا مرکز و محور ہوتا ہی قرآن و حدیث ہے۔ آج کے دور میں جس طرح علماء قرآن و حدیث سے دُور چلے گئے ہیں قرآن کی جگہ قصّے کہانیاں بیان کی جا رہی ہیں اور احادیث کی

صفحہ نمبر: ۴۰۷
حدیث نمبر: ۷۳۲
صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

جگہ اپنے اپنے مسلک کے بزرگوں کی باتوں کو حُجت اور دلیل بنایا جارہا ہے۔ راگ اور سُر پر سارا زور لگایا جارہا ہے۔ اسکے ذمہ دار علماء کے ساتھ ساتھ وہ عوام بھی ہیں جو ایسے لوگوں پر لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگوں کو قصے کہانیاں سُنا کر چلے جاتے ہیں اور کچھ لوگ تو نفرت انگیز تقاریر کر کے امّت کی وحدت کو لخت لخت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو وحدت کی نعمت عطا کرے تاکہ اُمّتِ مسلمہ اپنا کھویا ہوا مقام پھر سے حاصل کرے۔ خیر یہ تو برسبیلِ تذکرہ بات ہو گئی اب ہم وہ احادیث بیان کرتے ہیں جس سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ حضور نبی اکرمؐ اور مولا علی المرتضیٰ علیہ السلام ایک ہی نُور سے تخلیق کیئے گئے ہیں۔

732 عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ علیہ السلام نُوْرًا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مُطِيْعًا يُسَبِّحُ اللّٰهَ ذَالِكَ النُّوْرُ وَيُقَدِّسُهُ قَبْلَ أَنْ يُّخْلَقَ اٰدَمُ عليه السلام بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ. فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى آدَمَ علیہ السلام رُكِّبَ ذٰلِكَ النُّوْرُ صُلْبِهٖ فَلَمْ نَزَلْ فِيْ شَيْءٍ وَّاحِدٍ حَتّٰى إِفْتَرَقْنَا فِيْ صُلْبِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ علیہ السلام فَجُزْءٌ أَنَا وَجُزْءٌ عَلِيٌّ علیہ السلام۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اور علی علیہ السلام ، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک ملے ہوئے نُور کی صورت میں تھے، وہ نُور اللہ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف تھا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تخلیق (پیدا) فرمایا تو اُس نُور کو اُن کی صلبِ پاک میں رکھ دیا گیا، تو ہم دونوں (نبیؐ و علیؑ) ایک ہی چیز میں موجود رہے (یعنی ایک ہی نور میں) یہاں تک کہ ہم حضرت عبد المطلب علیہ السلام کے صلبِ پاک میں جُدا ہوئے پس (اُس نور) ایک جُز (حصہ) میں (محمدؐ) ہوں اور دوسرا جُز علی علیہ السلام ہیں۔

(امام احمد بن حنبل فضائل صحابہ، جلد ۲ حدیث ۱۱۳۰)، (امام محب طبری الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۲۰، ۱۱۹)
(پیر کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن، جلد ۳ صفحہ ۵۸، ۵۷)

733 عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ نُوْرًا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ قَبْلِ أَنْ يُّخْلَقَ اٰدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ. فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَلَكَ ذٰلِكَ النُّوْرَ فِيْ صُلْبِهٖ فَلَمْ يَزَلِ اللّٰهُ تَعَالٰى يَنْقُلُهٗ مِنْ صُلْبٍ إِلٰى صُلْبٍ حَتّٰى أَقَرَّهٗ فِيْ صُلْبِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَسَّمَهٗ قِسْمَيْنِ: قِسْمًا فِيْ صُلْبِ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ. وَقِسْمًا فِيْ صُلْبِ أَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَعَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ لَحْمُهٗ لَحْمِيْ وَدَمُهٗ دَمِيْ فَمَنْ أَحَبَّهٗ فَبِحُبِّيْ أَحِبُّهٗ وَمَنْ أَبْغَضَهٗ فَبُغْضِيْ أُبْغِضُهٗ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اور علیؑ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں (بارگاہ) ایک نُور کی صورت (حیثیت) میں موجود تھے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بنایا تو اُس نُور کو اُنکی پُشت میں رکھا۔ پس اللہ تعالیٰ اُس نور کو ایک صُلب سے دوسرے صُلب میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ اُس کو حضرت عبدالمطلب علیہ السلام کی پُشت میں رکھا۔ پھر اُسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا ایک حصہ حضرت عبداللہ علیہ السلام کی پُشت میں اور دوسرا حصہ حضرت ابو طالب علیہ السلام کی پُشت میں رکھا۔ پس علی علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اُس کا گوشت میرا گوشت ہے، اُس کا خون میرا خون ہے، میں اُس سے محبت کرتا ہوں جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے، اور میں اُس سے بُغض رکھتا ہوں جو علی علیہ السلام سے بُغض رکھتا ہے۔

(امام موفق بن احمد بن محمد مکی خوارزمی حنفی، مناقبِ خوارزمی، صفحہ ۱۴۴، ۱۴۵)

734 عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَكْتُوْبٌ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ. لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ. عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِأَلْفَيْ عَامٍ۔

صفحہ نمبر: ۴۰۸

حدیث نمبر: ۷۳۳، ۷۳۴

صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

صفحہ نمبر: ۴۰۹

حدیث نمبر: ۷۳۵، ۷۳۶

صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت کے دروازے پر لکھا ہوا تھا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسولؐ ہیں، علی بن ابی طالب علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی ہیں (یہ لکھا تھا) اللہ کے آسمان اور زمین کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے۔

(امام موفق بن احمد بن محمد مکی خوارزمی حنفی، مناقبِ خوارزمی، صفحہ ۱۴۵)

735 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَا عَلِيُّ عليه السلام: رُوْحَكَ مِنْ رُّوْحِيْ وَطِيْنَتُكَ مِنْ طِيْنَتِيْ وَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى خَلَقَنِيْ وَخَلَقَكَ مِنْ نُّوْرِهٖ وَاصْطَفَانِيْ وَاصْطَفَاكَ فَاخْتَارَنِيْ لِلنُّبُوَّةِ وَاخْتَارَكَ لِلْإِمَامَةِ فَمَنْ أَنْكَرَ إِمَامَتَكَ فَقَدْ أَنْكَرَ نُبُوَّتِيْ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے وہ ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا اے علی علیہ السلام تمہاری روح میری روح سے ہے تمہاری مٹی میری مٹی سے ہے اور بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے اور تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے مجھے اور تجھے چن لیا ہے، مجھے نبوت کیلئے چن لیا ہے اور تمہیں امامت کیلئے چن لیا ہے، جس نے تمہاری امامت کا انکار کیا اُس نے میری نبوت کا انکار کیا۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد اصفحہ ۵۱، ۵۰ بیروت لبنان

736 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم لِعَلِيٍّ عليه السلام أَنَا وَأَنْتَ مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا میں اور تم (علیؑ) اللہ کے نور سے پیدا کیئے گئے ہیں۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد اصفحہ ۱۰، ۹ بیروت لبنان)

صفحہ نمبر: ۴۱۰

حدیث نمبر: ۷۳۷

صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

تبصرہ: اس نشان زدہ پیراگراف کو تا آخر پڑھیے خود فیصلہ فرمایئے کہ کیا اس کذاب دجال یاسین سے بڑھ کر کسی نے کبھی کوئی گستاخ و منکر رسول ﷺ دیکھا ہے۔ اس بدتر از کافرین دجال نے یہ نہیں بتایا کہ کہ آخر حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو پیدا کرنے کی اللہ کو ضرورت ہی کہاں سے آ پڑی تھی، جب مولا علی کو پیدا کر لیا تو دجال یاسین کے لاجک میں نہ آدم نہ محمد کسی کی ضرورت نہ تھی۔ اس بدتر از کافرین دجال یاسین نامی نجاست پر اللہ کی، اس کے فرشتوں کی، تمام أنبیاء کرام اور تمام مخلوقات انس و جن کی لعنت در لعنت از ازل تا ابد الآباد ہزارہا بار بتکرار الٰہی ہو اور اللہ اس کے لیے دنیا و آخرت میں ذلت در ذلت مقدر فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ لعنة الله و الملئكة و الناس أجمعين علي جميع الدجالين الكذابين كأمثال الدجال ياسين إلى أبد الآباد۔

737 عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ حَبِيْبِيْ مُحَمَّدًا ﷺ يَقُوْلُ: كُنْتُ أَنَا وَ عَلِيٌّ عليه السلام نُوْرًا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يُسَبِّحُ اللّٰهَ ذٰلِكَ النُّوْرُ وَ يُقَدِّسُهُ، قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عليه السلام بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ، فَلَمَّا خَلَقَ اٰدَمَ عليه السلام أَوْدَعَ ذٰلِكَ النُّوْرَ فِيْ صُلْبِهٖ فَلَمْ يَزَلْ أَنَا وَعَلِيٌّ عليه السلام شَيْءٌ وَّاحِدٌ حَتّٰى إِفْتَرَقْنَا فِيْ صُلْبِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عليه السلام فَفِيَّ النُّبُوَّةُ وَفِيْ عَلِيٍّ الْإِمَامَةِ۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب (محبوب) محمد ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ میں اور علی علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک نُور کی صورت میں موجود تھے، یہ نُور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتا تھا، آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا تو اُس نُور کو آدم علیہ السلام کی پُشت میں رکھ دیا، میں اور علی علیہ السلام ایک ہی (نُور) شئے میں رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صُلبِ عبد المطلب علیہ السلام میں دو حصوں میں تقسیم کر دیا، مجھے نبوت اور علی علیہ السلام کو امامت عطا کی۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودۃ، جلد ۱، صفحہ ۹، ۱۰)، (امام دیلمی مُسند الفردوس، جلد ۲، صفحہ ۱۴۸)

اِن احادیثِ مبارکہ سے یہ بات اظہر من الشّمس ہو چکی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اور مولا علی علیہ السلام کا ایک ہی نور تھا اور پھر اُس کو آدم علیہ السلام کی طرف منتقل کیا جب یہ نُور آدم علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا تو پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے فرشتوں کو حکم دیا اب آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں جب آدم علیہ السلام کے جسد کو بنایا تو اُس وقت سجدے کا حکم نہیں دیا بلکہ اُس وقت دیا جب یہ نور آدم علیہ السلام کی طرف منتقل کیا پتہ چلا یہ سجدہ آدم علیہ السلام کو نہیں بلکہ نبیؐ و علیؑ کے نُور کو تھا۔ پھر سارے فرشتے سجدہ ریز ہو گئے مگر شیطان اکڑ گیا اُس سے سجدہ نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو اُس نے کہا کہ میں آگ سے بنا ہوں اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے ہیں میں افضل ہوں تو پھر آدم علیہ السلام کو سجدہ کیوں کروں یعنی شیطان نے آدمؑ کے ظاہر کو دیکھا باطن کے نُور کو نہیں دیکھا اور سجدے کا منکر ہو گیا۔ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے ظاہر کو

صفحہ نمبر: ۴۱۱

حدیث نمبر: ۷۳۸،۷۳۹

صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

نہیں دیکھا بلکہ اندر کے نبیؐ و علیؑ کے نور کو دیکھ کر سجدہ ریز ہو گئے، ثابت ہوا کہ جو نبیؐ و علیؑ کو نورمان کر سر جھکالیں وہ ہوتے ہیں فرشتوں کی سنت پر اور جو نبیؐ و علیؑ کے نور کے منکر ہو کر اُنکے آگے اکڑ کر خود کو افضل سمجھیں وہ ہوتے ہیں شیطان کی سنت پر اور پھر یہ نُور آدم علیہ السلام سے لے کر سرکار عبد المطلب علیہ السلام تک ایک ہی صورت اور وجود میں پاک صلبوں اور رحموں میں منتقل ہوتا رہا، یہاں تک کہ جب سرکار عبد المطلب علیہ السلام تک پہنچا تو پھر دو حصّے ہو گیا ایک حصہ سرکار عبد اللہ علیہ السلام کی طرف اور دوسرا سرکار ابو طالب علیہ السلام کی طرف یعنی نبوت کا نور حضرت عبد اللہ علیہ السلام کی طرف منتقل ہو گیا اور امامت کا نُور سرکار ابو طالب علیہ السلام کی طرف منتقل ہو گیا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم کر دی گئی اور حضرت علی علیہ السلام سے امامت کا آغاز کر دیا گیا۔

738 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ لِعَلِيٍّ علیہ السلام خُلِقْتُ أَنَا وَ أَنْتَ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی علیہ السلام سے فرماتے ہوئے سُنا کہ میں اور تُو (علیؑ)، اللہ تعالیٰ کے نُور سے بنے ہیں۔

(امام ابراہیم بن محمد الجوینی فرائد السمطین، جلد ا صفحہ ۴۰)

739 عَنْ إِمَامُ الْبَاقِرُ علیہ السلام عَنْ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ علیہ السلام عَنْ حُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ علیہ السلام عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ علیہ السلام نُوْرٌ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ قَبْلِ أَنْ يُّخْلَقَ اٰدَمُ علیہ السلام بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ ، فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰدَمَ علیہ السلام سَلَكَ ذٰلِكَ النُّوْرَ فِيْ صُلْبِهٖ فَلَمْ يَزَلِ اللّٰهُ تَعَالٰى يَنْقُلُهٗ مِنْ صُلْبٍ إِلٰى صُلْبٍ حَتّٰى أَقَرَّهٗ فِيْ صُلْبِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَسَّمَهٗ قِسْمَيْنِ: قِسْمًا فِيْ صُلْبِ عَبْدِ اللّٰهِ علیہ السلام وَقِسْمًا فِيْ صُلْبِ أَبِيْ

صفحہ نمبر: ۴۱۲
حدیث نمبر: ۷۴۰
صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَعَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ لَحْمُهُ لَحْمِيْ وَدَمُهُ دَمِيْ فَمَنْ أَحَبَّهُ فَبِحُبِّيْ أَحِبُّهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُ فَبُغْضِيْ أُبْغِضُهُ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام، امام علی بن حسین علیہ السلام سے وہ امام حسین ابنِ علی علیہ السلام سے وہ امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اور علی علیہ السلام آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک نُور کی حیثیت میں موجود تھے، پس جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا تو اُس نُور کو اُنکی پُشت میں رکھا۔ پس اللہ تعالیٰ اُس نُور کو ایک صُلب سے دوسرے صُلب میں منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اُس کو حضرت عبد المطلب علیہ السلام کی پُشت میں رکھا، پھر اُسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا، ایک حصہ حضرت عبد اللہ علیہ السلام کی پُشت میں اور دوسرا حصہ حضرت ابو طالب علیہ السلام کی پُشت میں رکھا، پس علی علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں علی علیہ السلام سے ہوں اُس کا گوشت میرا گوشت ہے اُس کا خُون میرا خون ہے، میں اُس سے محبت کرتا ہوں جو علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے، اور میں اُس سے بُغض رکھتا ہوں جو علی علیہ السلام سے بُغض رکھتا ہے۔

(امام ابراہیم بن محمد الجوینی فرائد السمطین، جلد 1: صفحہ ۴۷)

740 قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خُلِقْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ مِّنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ وَكَانَتْ هٰذِهِ الْخَلَافَةُ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ عَلَى الْوَجْهِ الْاَتَمِّ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اور علی ایک ہی نور سے تخلیق ہوئے ہیں اور خلافت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔

(علامہ آلوسی، روح المعانی، جلد 6، ص ۱۸۶، ۱۸۷)

آیت نمبر 124 تا 127

❖ یُّؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ؕ وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ۝

(اللہ) جسے چاہتا ہے حکمت (دانائی) عطا کر دیتا ہے اور جس کو حکمت (دانائی) عطا کی گئی اُسے بہت بڑی بھلائی عطا ہو گئی اور وہی لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں جو صاحبِ عقل و دانش ہیں۔

(سورۃ البقرہ: آیت ۲۶۹)

❖ کَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَکِّیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ؕ

اِسی طرح ہم نے تمہارے اندر تمہیں میں سے ایک رسول ﷺ بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں پڑھتا ہے اور تم کو پاک کرتا ہے اور تم کو کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت و دانائی سکھاتا ہے اور تم کو وہ تعلیم دیتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔

(سورۃ البقرہ: آیت ۱۵۱)

❖ لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ۚ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۝

اللہ نے ایمان والوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجے۔ جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے اور (خدا کی) کتاب اور حکمت (دانائی) سکھاتے ہیں اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

(سورۃ آلِ عمران: آیت ۱۶۴)

❖ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۝

اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو ان میں سے ایک جماعت تم کو بہکانے کا قصد کر ہی چکی تھی اور یہ اپنے سوا (کسی کو) بہکا نہیں سکتے اور نہ تمہارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت (دانائی) نازل فرمائی ہے اور تمہیں وہ علم سکھایا جو تم (از خود) نہیں جانتے تھے اور تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

(سورۃ النساء: آیت ۱۱۳)

باب دار الحکمت علی علیہ السلام ہیں

ان آیاتِ مقدسہ میں اللہ ربّ العزت نے علم و حکمت کی اہمیت و فضیلت بیان کی ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے علم و حکمت کو اللہ کی مخلوق تک پہنچانے کا بھی ذکر کیا ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ جس کو میں چاہتا ہوں علم و حکمت کی کثرت عطا کر دیتا ہوں۔ اللہ ربّ العزت نے انبیاء و رُسل عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کو کائنات میں علم و حکمت کے چراغ روشن کرنے کیلئے بھیجا، تاکہ وہ راہِ ہدایت سے بھٹکی ہوئی انسانیت کو علم و حکمت سے مالا مال کر کے اللہ کی توحید کی طرف لے جائیں اللہ نے اپنی تمام مخلوق میں سب سے زیادہ حضور نبی اکرم ﷺ کو علم و حکمت سے مالا مال کیا ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد قرآن و حدیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے سب سے زیادہ اللہ اور اُسکے رسول ﷺ نے حضرت مولا علی علیہ السلام کو علم و حکمت کی کثیر دولت عطا کی ہے مولا علی علیہ السلام کے علم پر تو ہم آیت نمبر ۱۲ کے ذیل میں بہت دلائل دے چکے۔ اب ہم مولا علی علیہ السلام کی حکمت پر احادیثِ رسول کی روشنی میں بات کرتے ہیں۔

741 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَ عَلِيٌّ عليه السلام بَابُهَا۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں حکمت (دانائی) کا گھر ہوں اور علی علیہ السلام اُس کا دروازہ ہے۔

(امام ترمذی، جامع ترمذی، ص ۸۴۷ حدیث ۳۷۲۳ دار السلام الریاض)، (امام احمد بن حنبل فضائل صحابہ، جلد ۲: حدیث ۱۰۸۱)، (امام ابو نعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱، ص ۶۴)،
(امام خطیب بغدادی تاریخ بغداد، جلد ۱۱: حدیث ۵۹۰۸)،
(امام ابن جریر طبری، تہذیب الآثار، جلد ۳: ص ۱۰۴)

742 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: أَنَا مَدِيْنَةُ الْحِكْمَةِ وَ عَلِيٌّ عليه السلام بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْحِكْمَةَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں حکمت (دانائی) کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اُس کا دروازہ ہے۔ پس جو حکمت (دانائی) حاصل کرنا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ اِس (علیؑ) دروازے پر آئے۔

(امام خطیب بغدادی تاریخ بغداد، جلد ۱۱، ص ۲۰۳)، (امام دار قطنی الاحادیث النبویۃ، جلد ۳: حدیث ۳۸۶)

743 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ. لَقَدْ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى صَدْرِيْ وَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِمْلَأْ قَلْبَهٗ عِلْمًا، وَفَهْمًا، وَحِكْمًا وَنُوْرًا ثُمَّ قَالَ لِيْ أَخْبَرَنِيْ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّهٗ قَدِ اسْتَجَابَ لِيْ فِيْكَ۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر دُعا فرمائی: اے اللہ اس (علیؑ) کا دل علم، فہم اور حکمت سے بھر

صفحہ نمبر: ۴۱۵

حدیث نمبر: ۷۴۱

صحتِ حدیث: حسن

تبصرہ: قارئین کے پیش نظر رہے کہ محدثین قدماء کے نزدیک حدیث: أنا دارالحکمۃ، أنا مدینۃ الحکمۃ یا دارالعلم یا اس مفہوم و معنی میں وارد شدہ تمام احادیث موضوع اور مکذوب ہیں صرف متاخرین محدثین میں صرف ایک دو نے کثرتِ طرق کے مد نظر یہ کہا ہے اس مفہوم کی احادیث کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے۔ لہذا انھوں نے ابن عباس سے منسوب مروی حدیث: أنا مدینۃ العلم و علی بابھا کو تمام اُصول حدیث کو بالائے طاق رکھتے ہوئے "حسن" قرار دیا ہے۔ میں نے چند متاخرین کے فیصلہ کی وجہ سے اس مفہوم کی احادیث پر حسن کا حکم لگایا ہے حالانکہ میں بالتحقیق جانتا ہوں ایسی ہر حدیث موضوع ہے۔ حسن احادیث کے درمیان یہ واحد حدیثِ حسن ہے جو کہ نا قابل حجت ہے۔

Every tradition (Hadeeth) bearing such meaning as in the above is definitely fabricated and has never been regarded as fit for any type of pleading/argumentation.

حدیث نمبر: ۷۴۲

صحتِ حدیث: حسن

حدیث نمبر: ۷۴۳

صحتِ حدیث: موضوع

دے اور نُور سے مالا مال کر دے پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا مجھ کو میرے ربّ نے خبر دی ہے بے شک اُس نے میری دُعا قبول فرمالی ہے۔

(امام ابن عساکر تاریخ مدینة و دمشق، جلد ۴۵: حدیث ۹۷۵۷)

744 عَنْ عَلْقَمَةَ رضی اللہ عنہ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَسُئِلَ عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام فَقَالَ: قُسِمَتِ الْحِكْمَةُ عَشَرَةَ أَجْزَاءٍ، فَأُعْطِيَ عَلِيٌّ علیہ السلام تِسْعَةَ أَجْزَاءٍ وَالنَّاسُ جُزْئًا وَاحِدًا۔

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس تھا آپ ﷺ سے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا گیا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حکمت کو دس حصوں میں تقسیم کیا گیا اور نو حصے حضرت علی علیہ السلام کو (حکمت) عطا کی گئی اور باقی ایک حصہ تمام لوگوں کو عطا کیا گیا۔

(امام ابو نعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۶۵)

745 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَنَا مَدِيْنَةُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ علیہ السلام بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْمَدِيْنَةَ فَلْيَأْتِ إِلَى بَابِهَا۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں حکمت کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اُس کا دروازہ ہے، پس جو شہر میں داخل ہونا چاہتا ہے اُسکو چاہیے کہ وہ اس دروازے (مولا علیؑ) پر آئے۔

(امام خطیب بغدادی، تلخیص المتشابہ، ص ۵۷)

746 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ فِيْ رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ ﷺ فَهَلَّا اِتَّخَذْتَ لِنَفْسِكَ خَلِيْفَةً يُؤَدِّيْ عَنْكَ

صفحہ نمبر: ۴۱۶
حدیث نمبر: ۷۴۴ تا ۷۴۶
صحتِ حدیث: موضوع

أَحْکَامَكَ وَیُعَلِّمُ عِبَادِیْ مِنْ کِتَابِیْ مَا لَا یَعْلَمُوْنَ قُلْتُ إِخْتَرْ فَإِنَّ خَیْرَکَ خَیْرِیْ قَالَ إِخْتَرْتُ لَكَ عَلِیًّا علیه السلام فَاتَّخِذْهُ لِنَفْسِکَ خَلِیْفَةً وَوَصِیًّا وَهُوَ نَخْلَةَ عِلْمِیْ وَحِکْمِیْ وَهُوَ أَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حَقًّا لَمْ یَنَلْهَا أَحَدٌ قَبْلَهُ وَلَیْسَتْ لِأَحَدٍ بَعْدَهُ یَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلِیٌّ علیه السلام رَأْیَةُ الْهُدٰی وَإِمَامٌ مَنْ أَطَاعَنِیْ وَنُوْرُ أَوْلِیَائِیْ وَهُوَ الْکَلِمَةُ الَّتِیْ أَلْزَمْتُهَا لِلْمُتَّقِیْنَ مَنْ أَحَبَّهُ فَقَدْ أَحَبَّنِیْ وَمَنْ أَبْغَضَهُ فَقَدْ أَبْغَضَنِیْ. فَبَشِّرْهُ بِذٰلِکَ یَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : قُلْتُ لَقَدْ أُبَشِّرُهُ۔

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تُو نے اپنے لیئے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔؟ جو تیرے احکام کو تیری طرف سے (تیرے بعد) ادا کرے۔ اور میرے بندوں کو میری کتاب (قرآنِ مجید) میں سے وہ کچھ پڑھائے جو وہ نہیں جانتے۔ آپؐ فرماتے ہیں میں نے کہا (میرے اللہ) تُو ہی (اُس کا) انتخاب فرمادے بے شک تیری پسند میری پسند ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا میں نے تیرے لیئے علی علیہ السلام کو منتخب کر لیا پس تُو بھی اُس کو اپنی جان کے لیئے خلیفہ اور وصی مقرر کر دے اور وہ (علیؑ) میرے علم اور حکمت کا نخل ہے اور وہ ایمان والوں کا امیر بر حق ہے۔ نہیں پہنچا کوئی اس مقام (امارت) کو نہ کوئی اُس سے پہلے اور نہ کوئی اُسکے بعد پہنچ سکے گا۔ اے محمدؐ، علی علیہ السلام ہدایت کا عَلَم (جھنڈا) ہے اور اطاعت گزاروں کا پیشوا ہے اور میرے اولیاء کا نُور ہے اور وہ کلمہ (نشانی) ہے جو میں نے پرہیز گاروں کیلیئے لازم کیا ہے۔ جو اُس سے محبت کرتا ہے بے شک وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو کوئی اُس (علی علیہ السلام) سے بُغض رکھتا ہے بے شک وہ مجھ سے بُغض رکھتا ہے پس اُس کو خوشخبری سُنا دو اس بات کی اے محمدؐ میں نے کہا (اے اللہ) یقیناً میں اُس (علیؑ) کو اس بات کی خوشخبری دوں گا۔

(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۲ صفحہ ۴۷)

صفحہ نمبر: ۴۱۸

حدیث نمبر: ۷۴۷

صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۷۴۸

صحتِ حدیث: لغت نہ کہ حدیث

747 عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَنَا مَدِيْنَةُ الْفِقْهِ وَعَلِيٌّ علیہ السلام بَابُهَا۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں فقہ (علم و حکمت) کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اُس کا دروازہ ہے۔

(امام سبط ابن جوزی، تذکرۃ الخواص، ص 52: بیروت لبنان)

قرآنِ مجید کی آیاتِ مقدسہ سے یہ بات اظہر من الشّمس ہو چکی ہے کہ اللہ ربّ العزت نے بنی نوع انسان کو علم و حکمت پڑھانے اور سیکھانے کیلئے اس کائنات میں حضور نبی اکرم ﷺ کو بھیجا اور ان احادیثِ مبارکہ سے بھی یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے زیادہ علم و حکمت والی شخصیت مولا علی المرتضیٰ علیہ السلام ہیں۔ قرآن و حدیث کی نصوص سے یہ بات ثابت ہے کہ افضل و اعلیٰ ہونے کی شرط علم و حکمت ہے، جس کے پاس علم و حکمت کی دولت جتنی زیادہ ہو گی وہ اتنا ہی افضل و اعلیٰ ہو گا، حکمت، فہم و ادراک، دانائی، سمجھ بوجھ، کردار کی عظمت، جہالت اور کفر و شرک سے دوری کا نام ہے۔

748 امام خازنؒ حکمت کا معنیٰ یوں بیان کرتے ہیں۔

هِيَ الْأَصَابَةُ فِي الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ. هِيَ الَّتِيْ تَرُدُّ عَنِ الْجَهْلِ وَالْخَطَاءِ الْحِكْمَةُ مَعْرِفَةُ الْأَشْيَاءِ بِحَقَائِقِهَا۔

کردار اور گفتار کی اصلاح جو جہالت اور خطا سے دور کرے اور اشیاء کی حقیقت کی معرفت کا نام حکمت ہے۔

(امام خازن تفسیر خازن، جلد ۱ ص ۹۴)

تبصرہ: دجال مصنف اپنی فریب کاری میں بڑا پختہ ہے قارئین کو دھوکہ دینے کے لیے جو عبارت بھی عربی کے سامنے آتی ہے اس پر حدیث کا نمبر دے دیتا ہے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ اس دجال کو حدیث و غیر حدیث میں تمیز نہیں ہے۔ گذشتہ ساری کتاب میں قارئین نے دیکھا کہ آثار و اقوال اور تبصراتِ علماء پر احادیث کے نمبر دیے گئے یعنی انہیں حدیثیں بنا کر پیش کیا گیا اور اب نوبت یہاں تک آ گئی کہ لفظ کی لغوی تشریح پر بھی حدیث کا نمبر جڑ دیا گیا۔ یوں تو یہ دجال علمائے سنت کو کئی جگہوں پر افسانہ تراشی کا طعنہ دیتا آیا ہے اور کہتا آیا ہے کہ "میں تو قرآن و حدیث کی بات کرتا ہوں جبکہ سنی علماء اپنے بزرگوں کی باتیں اور افسانے بیان کرتے ہیں" اور اب قارئین جو اس کتاب کو پڑھتے پڑھتے یہاں تک آ پہنچے ہیں وہ خود اس دجال کے دعوؤں اور بیہودہ گوئیوں کا اندازہ کریں تو انہیں علم ہو جائے گا کہ مکار افسانہ تراش کون ہے یہ دجال یا ہمارے علماء۔ کیا جھوٹی احادیث افسانہ تراشی نہیں ہوتی؟ اور کیا ان افسانوں کا یقین و ایمان سے حوالہ دینے والا بیہودہ افسانہ تراش نہیں ہے؟ اور پھر غیر حدیث پر بار بار حدیث کی نمبرنگ کرنے سے بڑھ کر کونسی افسانہ تراشی ہے؟۔ ایک ہی حدیث و غیر حدیث پر بار بار نمبر دینا کیا بیہودگی اور مکارانہ حجت بازی نہیں؟ اسی بیہودگی کی کرامت ہے کہ دجال مصنف کہیں پر بھی اپنے کسی بھی دعوی کو ثابت نہیں کر سکا بلکہ جھوٹ پر جھوٹ بُنتا گیا ہے۔

صفحہ نمبر: ۴۱۹
حدیث نمبر: ۷۴۹
صحتِ حدیث: لغویت

749 امام محمود آلوسیؒ حکمت کا معنیٰ یوں بیان کرتے ہیں۔

وَضْعُ الْأَشْيَاءِ مَوَاضِعُهَا۔ مَايُزِيْلُ مِنَ الْقُلُوْبِ وَهْجَ حُبِّ الدُّنْيَا۔

ہر چیز کو اپنے محل اور موقع پر رکھنا اور جو چیز دُنیا کی آتش (حوس ولالچ) محبت کو دل سے نکال کر مُنتزہ کر دے اُسے حکمت کہا جاتا ہے۔

(علامہ محمود آلوسی، تفسیر روح المعانی، جلد ۱: ص ۳۸۷)

حدیث نمبر: ۷۵۰
صحتِ حدیث: ضعیف جدا

750 عَنْ ضِرَارُ بْنُ ضَمْرَةَ الْكِنَانِيُّ رضي الله عنه فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: إِنَّ عَلِيًّا عليه السلام وَاللهِ، بَعِيْدَ الْمَدٰى، شَدِيْدُ الْقُوٰى، يَقُوْلُ فَصْلًا وَيَحْكُمُ عَدْلًا، يَتَفَجَّرُ الْعِلْمُ مِنْ جَوَانِبِهِ، وَتَنْطِقُ الْحِكْمَةُ مِنْ نَوَاحِيْهِ۔

حضرت ضرار بن ضمرہ کنانی رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم، بے شک حضرت علی علیہ السلام دور اندیش، بہت زیادہ قوت (طاقت) والے، قولِ فیصل والے، اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے والے تھے۔ اُن کے پہلوؤں سے علم پھوٹتا تھا اور اُنکے جوانب (اطراف) سے حکمت بولتی تھی۔

(امام ابن عساکر تاریخ مدینۃ ودمشق، جلد ۲۴: ص ۴۰۱)،
(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۱: ص ۸۴)

پس ثابت ہوا کہ کائنات کو سنوارنے کیلئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم وحکمت سے مالا مال ہو کر دُنیا میں تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد علم وحکمت کی دولت ونعمت سب سے زیادہ مولا علی علیہ السلام کو عطا کی گئی ہے اِسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مولا علی علیہ السلام کائنات کے مسائل حل کرتے رہے آپ علیہ السلام علم وحکمت کا منبع تھے علم وحکمت کی یہی کثرت مولا علی علیہ السلام کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے۔

آیت نمبر 128 تا 130

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ۝

اور حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام کے وارث (جانشین) ہوئے اور اُنہوں نے فرمایا اے لوگو! ہم کو پرندوں کی بولی (زبان) سکھائی گئی ہے اور ہم کو ہر چیز عطا کی گئی ہے بے شک یہ روشن (واضح) فضل ہے۔

(سورۃ النمل: آیت ۱۶)

وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝

اور بے شک مجھ کو میرے بعد اپنے قرابت داروں کا ڈر ہے اور میری عورت بھی بانجھ ہے تو مجھ کو اپنی بارگاہ سے ایک وارث عطا فرما۔ جو میرا بھی وارث بنے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی آل (اولاد) کا بھی وارث ہو۔ اور اے میرے ربّ تو اُسکو اپنی رضا کا حامل بنا لے۔

(سورۃ المریم: آیت ۵،۶)

وصی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم علی المرتضیٰ علیہ السلام

اِن آیاتِ کریمہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہو رہی ہے کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کے وارث اور جانشین ہوتے ہیں جو لوگ انبیاء و رُسل عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کے ورثاء اور جانشین کے منکر ہیں وہ قرآنِ مجید، فرقانِ حمید کی نص کا انکار کرتے ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انبیائے کرام کی اِسی سنت کو ادا کرتے ہوئے اور اللہ ربّ العزت کے فرمان کے مطابق مولا علی علیہ السلام کو اپنا وارث اور جانشین مقرر کر کے گئے یہ کیسے ممکن تھا کہ تاجدارِ کائنات اِس اُمت کو ایمان کی دولت سے مالا مال کر کے ان

کے اخلاق، کردار، گفتار، سنوار کر اشرف المخلوقات کا احساس دلا کر اُمت کو بغیر کسی ہادی و مہدی کے تنہا چھوڑ کر چلے جائیں ہماری کسی سے کوئی لڑائی نہیں ہم صرف رسول اللہ ﷺ کی احادیثِ مبارکہ بیان کریں گے۔ فیصلہ پڑھنے والوں پر چھوڑتے ہیں۔

کچھ عُلماء کہتے ہیں کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَامُ صرف اپنے علم کی وراثت چھوڑتے ہیں اس لئے حضور نبی اکرم ﷺ بھی اپنی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کیلئے صرف علم کی وراثت چھوڑ کر گئے جو لوگ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں وہ قرآن کے منکر ہیں کیونکہ قرآن تو انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کی وراثت بتا رہا ہے اگر انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کی وراثت صرف علم ہوتا تو حضرت زکریا علیہ السلام نے جو فرمایا إِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مجھے اپنے رشتہ داروں کا ڈر ہے اس کا کیا معنیٰ ہے اُن کو اپنے رشتہ داروں سے علم چھین لینے کا ڈر تھا علم تو کوئی چھین نہیں سکتا ہاں مگر جائیداد کے بارے میں ڈر ہوتا ہے کہ انسان کے وصال کے بعد اُس کے رشتہ دار اُسکے گھر والوں سے چھین نہ لیں یہی خدشہ حضرت زکریا علیہ السلام کو بھی تھا اس لئے اُنہوں نے بیٹے کیلئے دُعا مانگی کہ وہ اُن کا وارث بنے اِسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ کی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ بھی اُنکے صرف علم و حکمت کی وارث نہیں بلکہ آپؐ کی جائیداد کی بھی وارث ہے یہی قرآن کا حکم ہے۔

751 عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِكُلِّ نَبِيٍّ وَّصِيٌّ وَّوَارِثٌ وَإِنَّ عَلِيًّا علیہ السلام وَّصِيِّيْ وَوَارِثِيْ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے اور بے شک میرا وصی اور میرا وارث علی علیہ السلام ہے۔

(امام محب طبری، الریاض النضرۃ، جلد ۲، صفحہ ۱۳۸، ۱۳۷)

اس حدیثِ مبارکہ میں حضور نبی اکرمؐ واضح طور پر فرما رہے ہیں کہ علی علیہ السلام میرا وارث ہے اور وصی بھی ہے۔

صفحہ نمبر: ۴۲۱

تبصرہ: ان پیرگرافوں میں دجال کی تمام گفتگو محض مغالطہ آمیزی پر مبنی ہے حقیقت یہ ہے کہ پوری کتاب میں ایسی تمام گفتگو دجال مصنف کے ارتداد و کفر کی آئینہ دار ہے۔

حدیث نمبر: ۷۵۱

صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

صفحہ نمبر: ۴۲۲

حدیث نمبر: ۷۵۲

صحتِ حدیث: کذب موضوع

752 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام فِيْ رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: يَا عَلِيُّ عليه السلام أَنْتَ وَصِيِّيْ وَوَارِثِيْ، وَأَبُوْ وَلَدَيَّ وَزَوْجُ إِبْنَتِيْ أَمْرُکَ أَمْرِيْ وَنَهْيُکَ نَهْيِيْ۔

حضرت علی علیہ السلام ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علی علیہ السلام تم میرے وصی ہو اور میرے وارث ہو اور میرے بیٹوں کے باپ ہو اور میری بیٹی کے شوہر ہو تمہارا حکم دینا میرا حکم دینا ہے اور تمہارا روکنا میرا روکنا ہے۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۱ صفحہ ۵۰ بیروت، لبنان)

حدیث نمبر: ۷۵۳

صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

753 عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِعَلِيٍّ عليه السلام إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُؤْتٰى بِکَ يَا عَلِيُّ عليه السلام بِسَرِيْرٍ مِّنْ نُّوْرٍ وَّعَلٰى رَأْسِکَ تَاجٌ قَدْ أَضَاءَ نُوْرُهٗ وَكَادَ يَخْطِفُ أَبْصَارَ أَهْلَ الْمُوْقِفُ فَيَأْتِي النِّدَاءِ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ جَلَّ جَلَالَهٗ، أَيْنَ وَصِيُّ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَتَقُوْلُ هَا أَنَاذَا. فَيُنَادِي الْمُنَادِيْ أَدْخِلْ مَنْ أَحَبَّکَ الْجَنَّةَ وَأَدْخِلْ مَنْ عَادَاکَ فِي النَّارِ فَأَنْتَ قَسِيْمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا، اے علی علیہ السلام تمہارے لیئے ایک نور کا تخت لایا جائے گا اور تمہارے سر پر ایک تاج ہو گا اُسکے (تاج) نُور سے اہلِ محشر کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک صدا (ندا) بلند ہو گی محمد رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی کہاں ہیں۔ (اے علیؑ) تُم کہو گے میں یہاں موجود ہوں، تو منادیٰ ندا دے گا جو تُم (علیؑ) سے محبت کرتا ہے اُسے جنت میں داخل کر دو اور جو تم سے دشمنی (عداوت) رکھتا ہے اُسے دوزخ میں ڈال دو۔ تُم (علیؑ) جنت اور دوزخ کو تقسیم کرنے والے ہو۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۱، باب ۱۶ صفحہ ۸۰، ۸۱: بیروت، لبنان)

صفحہ نمبر: ۴۲۳
حدیث نمبر: ۷۵۴
صحتِ حدیث: موضوع کذب

حدیث نمبر: ۷۵۵
صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

754 عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا حَتّٰى أَمَرَهُ إِنْ يُّوْصِيْ إِلٰى أَفْضَلِ عَشِيْرَتِهٖ مِنْ عَصَبَةٍ وَأَمَرَنِيْ أُوْصِ إِلٰى إِبْنِ عَمِّكَ عَلٰى أَثْبَتُهٗ فِي الْكُتُبِ السَّابِقَةِ وَكَتَبْتُ فِيْهَا أَنَّهٗ وَصِيُّكَ وَعَلٰى ذٰلِكَ أَخَذْتُ مِيْثَاقَ الْخَلَائِقِ وَمِيْثَاقَ أَنْبِيَائِيْ وَرُسُلِيْ وَاَخَذْتُ مَوَاثِيْقَهُمْ لِيْ بِالرَّبُوْبِيَّةِ وَلَكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِالنَّبُوَّةِ وَبِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْوَلَايَةِ وَالْوَصَايَةِ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کسی نبی کا وصال ہوتا تو اللہ اُس نبی کو (وصال سے پہلے) حکم دیتا کہ اپنے رشتہ داروں میں سے افضل و اعلیٰ شخص کے بارے میں وصیت کرو (وصی مقرر کرے) اسی لیے اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ اپنے چچا کے بیٹے علی علیہ السلام کے بارے میں وصیت کریں۔ میں نے اِس بات کو سابقہ (الہامی) کتابوں میں لکھ دیا ہے میں نے ان کتابوں میں لکھ دیا ہے علی علیہ السلام تمہارے وصی ہیں میں نے ساری مخلوق سے سارے انبیاء عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اور رسولوں سے اس بات کا وعدہ لیا ہے اے محمدؐ میں نے ان تمام لوگوں سے اپنی ربوبیت تمہاری نبوت اور علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کی ولایت اور وصایت (آپکے وصی) کا عہد (وعدہ) لیا ہے۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۱ صفحہ ۸۰،۷۹، بیروت، لبنان)

755 عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا حَبِيْبِيْ أَبْشِرْكَ إِنَّ اللّٰهَ بَاهٰى بِكَ حَمَلَةَ عَرْشِهٖ وَ أَهْلَ سَمٰوٰتٍ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنِيْ عَلٰى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ وَأَيَّدَنِيْ بِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَيِّدِ الْأَوْصِيَاءِ۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا اے میرے محبوب (تمہیں مبارک ہو) تیرے لیئے خوشخبری ہے اللہ عرش اُٹھانے والے فرشتوں اور آسمان پر رہنے والوں کے ساتھ تیری وجہ سے فخر کرتا ہے پھر آپؐ نے فرمایا

صفحہ نمبر: ۴۲۴

حدیث نمبر: ۷۵۶

صحتِ حدیث: کذب موضوع

تبصرہ: جی ہاں ان اَحادیث کو پڑھ کر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ یاسین نامی شخص وقت کا سب بڑا دجال و کذاب ہے بالکل ان مکذوبات و موضوعات کی طرح سے جنہیں وہ احادیث بنا مکارانہ لکھتا جارہاہے۔

حدیث نمبر: ۷۵۷

صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

تعریف ہے اُس اللہ کی جس نے مجھے تمام انبیاء عَلَیْهِمُ السَّلَامُ پر فضیلت دی اور علی کے ذریعے میری تائید فرمائی جو (علیؑ) اوصیاء کے سردار ہیں۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودة، جلد ا صفحہ ۱۳۹، ۱۴۰، بیروت)

756 عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَا أَنَسُ! أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ عَلَيْكَ مِن هٰذَا الْبَابِ، أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَيِّدُ الْمُسْلِمِيْنَ وَقَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ وَخَاتَمُ الْوَصِيِّيْنَ فَدَخَلَ عَلِيًّا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مُسْتَبْشِرًا فَاعْتَنَقَهُ۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے آپؓ کہتے ہیں رسول اللہ نے ارشاد فرمایا! اے اَنس اِس دروازے سے جو پہلے داخل ہوگا وہ امیر المومنین ہو گا اور مسلمانوں کا سردار ہو گا اور نورانی و روشن چہرے والوں کا رہبر ہو گا اور اوصیاء کا خاتم ہو گا پس (اُس دروازہ میں) علی داخل ہوئے تو رسول اللہ کھڑے ہو گئے اور حضرت علی کو گلے لگا لیا۔

(امام ابنِ عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ صفحہ ۲۹۵، ۲۹۴، بیروت لبنان)

اس حدیثِ پاک سے بالکل واضح ہو رہا ہے کہ مولائے کائنات علی رسول اللہ کے وصی ہیں کیونکہ آپؐ نے صحابہ اکرام کی موجودگی میں اعلان فرمایا کہ جو پہلا شخص اس دروازے میں داخل ہو گا وہی ایمان والوں کا امیر ہو گا اور مسلمانوں کا سردار ہو گا اور وصی بھی ہو گا یعنی آخری وصی ہو گا کیونکہ میرے بعد نبیؐ بھی کوئی نہیں اس لیئے نبی کا وصی بھی کوئی نہیں ہو گا۔ آپؐ آخری نبی ہیں اور علی آخری وصی ہیں۔

757 عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: (فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِنَّ جِبْرَائِيْلَ أَتَانِي مِنَ اللّٰهِ تَعَالىٰ يَأْمُرُ أَنْ أُوْصِيَ بِهِ عَلِيًّا مِّنْ بَعْدِيْ وَكُنْتُ بَيْنَ جِبْرَائِيْلَ وَعَلِيٍّ وَ جِبْرَائِيْلُ عَنْ يَّمِيْنِيْ وَعَلِيٌّ عَنْ شِمَالِيْ،

صفحہ نمبر: ۴۲۵
حدیث نمبر: ۷۵۸
صحتِ حدیث: کذب موضوع

فَأَمَرَنِي جِبْرَائِيلُ أَنْ امُرَ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِخْتَارَ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ نَبِيًّا وَّ أَخْتَارَ لِكُلِّ نَبِيٍّ وَّصِيًّا فَأَنَا نَبِيُّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَعَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَصِيِّي فِي عِتْرَتِي وَ أَهْلِ بَيْتِي وَأُمَّتِي مِنْ بَعْدِي۔

اُم المومنین حضرت اُمّ سلمہ علیہا السلام وہ ایک روایت میں فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبریلِ امین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے پاس تھے کہ اللہ نے یہ حکم دیا ہے کہ میں علی علیہ السلام کو اپنے بعد وصی بناؤں میں جبریل علیہ السلام اور علی علیہ السلام کے درمیان تھا جبریل علیہ السلام میری دائیں طرف اور علی علیہ السلام میری بائیں طرف تھے۔ جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا کہ میں علی علیہ السلام کو قیامت تک ہونے والے حالات کا علم عطا کروں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر اُمت میں سے ایک نبیؐ چُنا ہے اور ہر نبیؐ کیلئے ایک وصی چُنا (انتخاب کیا) ہے۔ اور میںؐ اس اُمت کا نبی ہوں اور علی علیہ السلام میری عترت اور میری اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ اور میری اُمت میں میرے بعد میرا وصی ہے۔

امام موفق بن احمد مکی حنفی خوارزمی مناقبِ خوارزمی، صفحہ ۱۴۷تا۱۶۰)

758 عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فِي رِوَايَةٍ طَوِيلَةٍ: قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَصِيُّكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَا سَلْمَانُ مَنْ كَانَ وَصِيُّ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ؟ قَالَ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ وَصِيِّي وَ وَارِثِي يَقْضِي دِيْنِي وَيَنْجِزُ مَوْعِدِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں ہم نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ کا وصی کون ہے؟، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے سلمان رضی اللہ عنہ بتاؤ موسیٰ علیہ السلام کا وصی کون ہے؟ ہم نے عرض کی یوشع بن نون رضی اللہ عنہ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک میرا

صفحہ نمبر: ۴۲۶
حدیث نمبر: ۷۵۹ تا ۷۶۱
صحتِ حدیث: موضوع مکذوب

وصی اور میرا وارث میرے قرض کو ادا کرنے والا اور میرے وعدے پورے کرنے والا علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے۔

(امام محب طبری، الریاض النضرۃ، جلد ۲ صفحہ ۱۳۷، ۱۳۸)

759 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم أَنَا خَاتَمُ الْأَنْبِيَآءِ وَأَنْتَ يَا عَلِيُّ عليه السلام خَاتِمُ الْأَوْصِيَاءِ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے بعد کوئی نبیؐ نہیں اور اے علی علیہ السلام تیرے بعد کوئی وصی نہیں۔

(امام عبدالرؤف المناوی، کنوز الحقائق علی ہامش جامع الصغیر، جلد ۱ صفحہ ۷۹، ۸۰)،

760 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم: أَتَانِيْ جِبْرَائِيْلُ وَقَدْ نَشَرَ جَنَاحِيْهِ فَإِذَا فِيْ أَحَدِ هِمَا مَكْتُوْبٌ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ النَّبِيُّ وَمَكْتُوْبٌ عَلَى الْاٰخِرِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عَلِيٌّ عليه السلام وَصِيٌّ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جبریل امین علیہ السلام میرے پاس آئے (حاضر ہوئے) اور اُنہوں نے اپنے دو پَر کھولے تو اُن (پَروں) میں سے ایک پَر پہ لکھا ہوا تھا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اللہ کے) نبی ہیں۔ اور دوسرے (پَر) پہ لکھا ہوا تھا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور علیؑ (محمدؐ کے) وصی ہیں۔

(امام موفق بن احمد مکی خوارزمی حنفی مناقبِ خوارزمی، صفحہ ۱۴۷، ۱۴۸)

761 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ فِيْ رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَا عَلِيُّ عليه السلام أَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْكَ تَرِثُنِيْ وَ أَرِثُكَ وَأَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ عليه السلام مِنْ مُّوْسٰى عليه السلام إِلَّا أَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔

حضرت علی علیہ السلام ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علی علیہ السلام تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں تم میرے وارث ہو اور میں تمہارا وارث ہوں۔ تم

صفحہ نمبر: ۴۲۷

حدیث نمبر: ۷۶۲

صحتِ حدیث: بے سند

تبصرہ: مصنف نے قندوزی کے حوالہ سے یہ اَثر نقل کیا ہے مگر انھوں نے خوامخواہ اسے ابن عباس سے منسوب کردیا حالانکہ قندوزی نے اسے ابن طلحہ کی کتاب الدر المنتظم سے نقل کیا جبکہ ابن طلحہ نے اسے بلا اِسناد مولا علی سے منسوب کر کے نقل کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کوشش کی کہ اس کی سند مل جائے مگر نہ مل سکی۔ لہٰذا یہ اَثر بلا سند ہے مگر ہے حقیقت پر مبنی، ہر قسم کے شک سے بالاوبرتر، حضور مولائے کائنات بعطائے رسول ﷺ شہنشاہِ ولایت ہیں لہٰذا یہ اَثر ہر لحاظ سے صحیح اور حق ہے۔

حدیث نمبر: ۷۶۳، ۷۶۴

صحتِ حدیث: موضوع

میرے لیئے اُس مقام (منزلت) پر ہو جس مقام (منزلت) پر حضرت ہارونؑ، حضرت موسٰی علیہ السلام کیلئے تھے سوائے اسکے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۱ صفحہ ۶۱، بیروت لبنان)،

(امام موفق بن احمد مکی حنفی، مناقبِ للخوارزمی، صفحہ ۱۲۹)

762 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام سَلُوْنِي عَنْ إِسْرَارِ الْغُيُوْبِ فَإِنِّيْ وَارِثُ عُلُوْمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے غیب کے رازوں (اسرار) کے بارے میں پوچھ لو اس لیئے کہ میں نبیوں اور رسولوں کے علوم کا وارث ہوں۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۱، باب ۱۴ صفحہ ۱۴۷، ۱۴۸، بیروت، لبنان)

763 عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عَلِيُّ علیہ السلام أَنْتَ أَخِيْ وَوَارِثِيْ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے علی علیہ السلام تو میرا بھائی ہے اور میرا وارث ہے۔

(امام محب طبری الریاض النضرۃ، جلد ۲، صفحہ ۱۳۷)

764 عَنْ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا أَرِثُ مِنْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا يَرِثُ النَّبِيُّوْنَ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ كِتَابُ اللّٰهِ وَ سُنَّةُ نَبِيِّهٖ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے کہا میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپؐ سے کس چیز کا وارث ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس چیز کے بعض نبیوں سے بعض وارث ہوئے اللہ کی کتاب اور اُسکے نبی کی سُنت۔

(امام محب طبری الریاض النضرۃ، جلد ۲، صفحہ ۱۳۸، ۱۳۹)

765 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم النَّجْمُ انْقَضَ مِنَ السَّمَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم مَنِ انْقَضَّ هٰذَا النَّجْمُ فِيْ مَنْزِلِهٖ فَهُوَ الْوَصِيُّ مِنْ بَعْدِيْ فَقَامَ رَجُلٌ فِيْ بَنِيْ هَاشِمٍ فَنَظَرُوْا فَإِذَالْكَوْكِبُ قَدِ انْقَضَّ فِيْ مَنْزِلِ عَلِيٍّ عليه السلام قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَدْ غَوَيْتَ فِيْ حُبِّ عَلِيٍّ عليه السلام؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝ ذُوْمِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ۝ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرمؐ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آسمان سے اِک ستارا ٹوٹا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ ستارا جس کے گھر میں گرے گا وہ میرے بعد میرا وصی ہوگا پس بنو ہاشم کا ایک شخص کھڑا ہوا تو اُنہوں نے دیکھا کہ ستارہ علی علیہ السلام کے گھر میں گرا تو لوگوں نے کہا (جو نئے مسلمان ہوئے تھے) اے اللہ کے رسول کیا آپؐ علی علیہ السلام کی محبت میں اس مقام پر پہنچ گئے ہیں۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں (قسم ہے ستارے کی جب ٹوٹ کر گواہی دے، تمہارے آقاؐ نہ تو راہِ راست سے ہٹے اور نہ ہی مقصد کو گُم کیا، وہ اپنی خواہش سے کبھی بولتے ہی نہیں، اُن کی ہر بات وحی ہوتی ہے جو اُنکی طرف کی جاتی ہے، اُنہیں بڑی قوت والے نے تعلیم دی ہے جو حد سے زیادہ قوت اور علم والا ہے، سو وہ متوجہ ہوا، جب کہ وہ سب سے بُلند اُفق پر تھا)۔

(امام ابن عساکر تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵ صفحہ ۲۹۹، ۲۹۸، بیروت لبنان)

766 عَنْ سَلْمَانَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم عَلَيْكُمْ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام فَإِنَّهٗ مَوْلَاكُمْ فَأَحِبُّوْهُ وَكَبِيْرُكُمْ فَأَكْرِمُوْهُ وَعَالِمُكُمْ فَاتَّبِعُوْهُ وَقَائِدُكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ فَعَزِّرُوْهُ إِذَا دَعَاكُمْ فَأَجِيْبُوْهُ وَإِذَا أَمَرَكُمْ فَأَطِيْعُوْهُ أَحِبُّوْهُ بِحُبِّيْ

صفحہ نمبر: ۴۲۸

حدیث نمبر: ۷۶۵

صحتِ حدیث: کذب باطل موضوع

تبصرہ: یہ حدیث وضعی تو ہے ہی مگر مضحکہ خیز بھی ہے، حیرت ہے گھڑنے والا کتنا بے حیا اور احمق تھا کہ ستارہ گھر میں گرا رہا ہے اور گھر اور گھر والے سب کے سب سلامت

حدیث نمبر: ۷۶۶

صحتِ حدیث: موضوع

صفحہ نمبر: ۴۲۹
حدیث نمبر: ۷۶۷
صحتِ حدیث: موضوع

وَأَكْرِمُوْهُ بِكَرَامَتِيْ مَاقُلْتُ لَكُمْ فِي عَلِيٍّ عليه السلام إِلَّا مَا أَمَرَنِيْ بِهِ رَبِّيْ جَلَّتْ عَظَمَتُهُ۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم پر علی بن ابی طالب علیہ السلام کو (بطور حاکم مقرر کر دیا گیا ہے) بے شک وہ (علیؑ) تمہارا مولا ہے پس اُس سے محبت کرو، وہ تُم میں سب سے بڑا ہے اُس کا احترام کرو، اور وہ تم میں سے بڑا عالم ہے اُسکی اتباع کرو، اور وہ جنّت کی طرف تمہارا رہنما ہے اُسکی تعظیم کرو، جب وہ تم کو بُلائے تو فوراً اُسکے پاس حاضر ہو جاؤ اور جب وہ تُم کو حکم دے تو اسکی اطاعت کرو اُس سے محبت کرو میری محبت کی وجہ سے اور اُس کا احترام کرو میرے احترام کی وجہ سے میں نے جو کچھ تم کو علی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے وہ میرے عظمت و جلالت والے ربّ نے مجھے حکم دیا ہے۔

(امام موفق بن احمد بن محمد مکی حنفی مقتل الحسین، جلد ا صفحہ ۴۳، ۴۲)

767

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم لِعَلِيٍّ عليه السلام: يَا عَلِيُّ عليه السلام بَخٍ بَخٍ مَنْ مِثْلُكَ وَالْمَلَائِكَةُ تَشْتَاقُ إِلَيْکَ وَالْجَنَّةُ لَکَ فَإِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُنْصَبُ لِيْ مِنْبَرٌ مِنْ نُوْرٍ وَالْإِبْرَاهِيْمَ مِنْبَرٌ مِنْ نُوْرٍ وَلَكَ مِنْبَرٌ مِنْ نُوْرٍ فَنُجْلِسُ عَلَيْهِ وَإِذَا مُنَادٍ يُنَادِيْ بَخٍ بَخٍ مِنْ وَصِيٍّ بَيْنَ حَبِيْبٍ وَخَلِيْلٍ ثُمَّ أُوْتِيَ بِمَفَاتِيْحِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ. فَأَدْفَعُهَا إِلَيْکَ۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا اے علی علیہ السلام مبارک ہو مبارک ہو تیری مثل کون ہو سکتا ہے؟ کہ فرشتے تیرے مشتاق ہیں اور جنّت تیرے لیئے ہے۔ جب قیامت کا دن ہو گا تو میرے لیئے نُور کا ایک منبر نصب (کیا) جائے گا اور ایک نُور کا منبر ابراہیم علیہ السلام کے لیئے اور ایک نُور کا منبر تیرے لیئے ہو گا۔ پس اُس ہم منبر پر بیٹھیں گے اور پھر ایک آواز دینے والا آواز دے گا۔ مبارک ہو مبارک ہو (واہ، واہ) کہ اللہ تعالیٰ کے

صفحہ نمبر: ۴۳۰
حدیث نمبر: ۷۶۸
صحتِ حدیث: موضوع

حبیب (محمدؐ) اور اللہ کے خلیل (ابراہیمؑ) کے درمیان میں وصی (علی المرتضیٰؑ) تشریف فرما ہے پھر مجھے جنّت اور دوزخ کی چابیاں دی جائیں گی اور میں وہ چابیاں تجھے دے دوں گا۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ: جلد ۲ صفحہ ۸۱،۸۰)،

(سید علی ہمدانی مودۃ القربیٰ صفحہ ۱۶،۱۵: بیروت)

768 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ فِيْ رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ صلى الله عليه وآله وسلم فَهَلَّا إِتَّخَذْتَ لِنَفْسِكَ خَلِيْفَةً يُؤَدِّيْ عَنْكَ أَحْكَامَكَ وَيُعَلِّمُ عِبَادِيْ مِنْ كِتَابِيْ مَالَا يَعْلَمُوْنَ قُلْتُ إِخْتَرْ فَإِنَّ خَيْرَكَ خَيْرِيْ قَالَ إِخْتَرْتُ لَكَ عَلِيًّا عليه السلام فَاتَّخِذْهُ لِنَفْسِكَ خَلِيْفَةً وَوَصِيًّا وَهُوَ نَحْلَةَ عِلْمِيْ وَحِكْمِيْ وَهُوَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا لَمْ يَنَلْهَا أَحَدٌ قَبْلَهُ وَلَيْسَتْ لِأَحَدٍ بَعْدَهُ يَا مُحَمَّدُ صلى الله عليه وآله وسلم: عَلِيٌّ عليه السلام رَأْيَةُ الْهُدٰى وَ إِمَامُ مَنْ أَطَاعَنِيْ وَنُوْرُ أَوْلِيَائِيْ وَهُوَ الْكَلِمَةُ الَّتِيْ أَلْزَمْتُهَا لِلْمُتَّقِيْنَ مَنْ أَحَبَّهُ فَقَدْ أَحَبَّنِيْ وَمَنْ أَبْغَضَهُ فَقَدْ أَبْغَضَنِيْ، فَبَشِّرْهُ بِذٰلِكَ يَامُحَمَّدُ صلى الله عليه وآله وسلم: قُلْتُ لَقَدْ أَبْشَرْتُهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تُو نے اپنے لیئے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔؟ جو تیرے احکام کو تیری طرف سے (تیرے بعد) ادا کرے۔ اور میرے بندوں کو میری کتاب (قرآنِ مجید) میں سے وہ کچھ پڑھائے جو وہ نہیں جانتے۔ آپؐ فرماتے ہیں میں نے کہا (میرے اللہ) تُو ہی (اُس کا) انتخاب فرمادے بے شک تیری پسند میری پسند ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا میں نے تیرے لیئے علی علیہ السلام کو منتخب کر لیا پس تُو بھی اُس کو اپنی جان کے لیئے خلیفہ اور وصی مقرر کر دے اور وہ (علیؑ) میرے علم اور حکمت کا نخل ہے اور وہ ایمان والوں کا امیر برحق ہے۔ نہیں پہنچا کوئی اس مقام (امارت) کو نہ کوئی اُس

صفحہ نمبر: ۴۳۱
حدیث نمبر: ۷۶۹
صحتِ حدیث: موضوع

سے پہلے اور نہ کوئی اُسکے بعد پہنچ سکے گا۔ اے محمدؐ، علی علیہ السلام ہدایت کا عَلَم (جھنڈا) ہے اور اطاعت گزاروں کا پیشوا ہے اور میرے اولیاء کا نُور ہے اور وہ کلمہ (نشانی) ہے جو میں نے پرہیز گاروں کیلئے لازم کیا ہے۔ جو اُس سے محبت کرتا ہے بے شک وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو کوئی اُس (علی علیہ السلام) سے بُغض رکھتا ہے بے شک وہ مجھ سے بُغض رکھتا ہے پس اُس کو خوشخبری سُنادو اس بات کی اے محمدؐ میں نے کہا (اے اللہ) یقیناً میں اُس (علیؑ) کو اس بات کی خوشخبری دوں گا۔

(امام ابو نُعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد ۲ صفحہ ۴۷)

769 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه عَنْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَاعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنْتَ أَصْحَابِيْ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام أَخِيْ وَمِنِّيْ وَأَنَا مِنْ عَلِيٍّ عليه السلام فَهُوَ بَابُ عِلْمِيْ وَ وَصِيِّيْ وَهُوَ وَفَاطِمَةُ عليها السلام وَالْحَسَنُ عليه السلام وَالْحُسَيْنُ عليه السلام هُمْ خَيْرُ الْأَرْضِ عُنْصَرًا وَشَرَفًا وَكَرَمًا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تُم میرے صحابی ہو اور علی بن ابی طالب علیہ السلام میرا بھائی ہے اور وہ مجھ سے ہے اور میں علی علیہ السلام سے ہوں۔ پس وہ میرے علم کا دروازہ ہے اور میرا وصی ہے اور وہ (علیؑ) اور فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حسن اور حسین عَلَیۡہِمَا السَّلَامُ شرافت و بزرگی، عزت اور حسب و نسب کے لحاظ سے تمام اہلِ زمین سے افضل (بہترین) ہیں۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۲ صفحہ ۸۸،۸۷، بیروت، لبنان)

اس حدیثِ مبارکہ سے بھی میری بات بالکل واضح ہو چکی ہے کہ مولا علی علیہ السلام وصیٔ رسولؐ ہیں۔ میں محمد یاسین قادری جو درِ علی علیہ السلام کا ایک ادنیٰ سا بھکاری ہوں اِسی عنوان پر بے شمار احادیث آپ کی نذر کر چکا ہوں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے حکم پر علی علیہ السلام کو اپنا وصی بنا کر گئے اِن احادیثِ مبارکہ کے بعد کسی شک کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔ مزید اور احادیث قارئین کی نذر کرتے ہیں۔

صفحہ نمبر: ۴۳۲

حدیث نمبر: ۷۷۰

صحتِ حدیث: کذب باطل موضوع

حدیث نمبر: ۷۷۱

صحتِ حدیث: موضوع کذب باطل

770 عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّرْكَبَ سَفِيْنَةَ النِّجَاةِ وَيَتَمَسَّكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى وَيَعْتَصِمْ بِحَبْلِ اللّٰهِ الْمَتِيْنِ فَلْيُوَالِ عَلِيًّا عليه السلام بَعْدِىْ وَلْيُعَادِ عَدُوَّهٗ وَلْيَأْتَمَّ بِالْأَئِمَّةِ الْهُدَاةِ مِنْ وُّلْدِهٖ فَإِنَّهُمْ خُلَفَائِيْ وَأَوْصِيَائِيْ وَحِجَجُ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ بَعْدِىْ وَسَادَاتُ أُمَّتِيْ وَقَادَاتُ الْأَتْقِيَاءِ إِلَى الْجَنَّةِ حِزْبُهُمْ حِزْبِيْ وَحِزْبِيْ حِزْبُ اللّٰهِ وَحِزْبُ أَعْدَائِهِمْ حِزْبُ الشَّيْطَانِ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ وہ نجات کی کشتی پر سوار ہو اور یہ بھی کہ وہ مضبوط رسی کو تھام لے یعنی اللہ تعالٰی کی مضبوط ترین رسی (حبل اللہ) کو پکڑے تو اُس کو چاہیے کہ وہ میرے بعد علی علیہ السلام کو آقا مان لے (دوست رکھے) اور اُسکے (علیؑ) دشمن سے دشمنی رکھے اور اسکی (علیؑ) اولاد میں سے ہدایت دینے والے آئمہ کو پیشوا بنائے بے شک وہ میرے خلفاء ہیں اور میرے اوصیاء ہیں اور میرے بعد اللہ کی مخلوق پر حُجت ہیں۔

اور میری اُمت کے سردار ہیں اور پرہیزگاروں کو اپنی قیادت میں جنّت کی طرف لے جانے والے ہیں۔ اُن کا گروہ میرا گروہ ہے اور میرا گروہ اللہ کا گروہ ہے اور اُنکے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۲ صفحہ ۸۳، ۸۲، بیروت لبنان)

771 عَنْ عَبَايَةَ بْنَ رِبْعِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم أَنَا سَيِّدُ النَّبِيِّيْنَ وَ عَلِيٌّ عليه السلام سَيِّدُ الْوَصِيِّيْنَ إِنَّ أَوْصِيَائِيْ بَعْدِىْ إِثْنَا عَشَرَ أَوَّلُهُمْ عَلِيٌّ عليه السلام وَاٰخِرُهُمْ اَلْقَائِمُ الْمَهْدِيُّ۔

صفحہ نمبر: ۴۳۳
حدیث نمبر: ۷۷۲، ۷۷۳
صحتِ حدیث: موضوع

حضرت عبایہ بن ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمام انبیاء عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کا سردار ہوں اور علی علیہ السلام تمام اوصیاء کے سردار ہیں بے شک میرے بعد میرے بارہ اوصیاء ہیں۔ ان میں پہلے علی علیہ السلام ہیں اور اُن میں آخری القائم المھدی علیہ السلام ہیں۔

(شیخ سلیمان قندوزی حنفی ینابیع المودۃ، جلد ۲ صفحہ ۸۱، ۸۲، بیروت لبنان)

772 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَا ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَلَيْكَ بِعَلِيٍّ علیہ السلام فَإِنَّ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِهٖ وَجَنَانِهٖ وَإِنَّهٗ قُفْلُ الْجَنَّةِ وَ مِفْتَاحُهَا وَقُفْلُ النَّارِ وَ مِفْتَاحُهَا بِهٖ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَبِهٖ يَدْخُلُوْنَ النَّارَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے مجھے ارشاد فرمایا اے ابن عباسؓ علی علیہ السلام کی اتباع و پیروی اور فرماں برداری کرنا کیونکہ حق علی علیہ السلام کی زبان اور دل پر ہے اور بے شک وہ (علیؑ) جنّت کا تالہ ہے اور جنّت کی چابی ہے اور دوزخ کا تالہ ہے اور اُسکی چابی ہے۔ علی علیہ السلام کے ذریعہ سے ہی (یعنی علیؑ سے محبت کرنے والے) لوگ جنّت میں جائیں گے اور علی علیہ السلام کی وجہ سے (یعنی علیؑ سے بُغض رکھ کر) لوگ دوزخ میں جائیں گے۔

(سید علی ہمدانی مودۃ القربیٰ، صفحہ ۱۶، ۱۵، بیروت لبنان)

773 عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يُنَادِي مُنَادٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَأَنَّ عَلِيًّا علیہ السلام سَيِّدُ الْوَصِيِّيْنَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ بے شک محمدؐ مرسلین (انبیاءؑ) کے سردار ہیں اور بے شک علی المرتضیٰ علیہ السلام وصیوں کے سردار ہیں۔

(امام ابراہیم بن محمد الجوینی فرائد السمطین، جلد ۱، صفحہ ۸۰، بیروت لبنان)

774 قَالَ ابْنِ مَنْظُوْرٍ رضي الله عنه: قِيْلَ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَصِيٌّ لِإِتِّصَالِ نَسَبِهٖ وَ سَبَبِهٖ وَسَمْتِهٖ بِنَسَبِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم۔

امام ابنِ منظورؒ فرماتے ہیں کہ علی علیہ السلام کو وصی کہا جاتا ہے اس لئیے آپؑ کا نسب و قرابت اور سمت و طریق (راستہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسبِ پاک سے ملتا ہے۔

(امام ابنِ منظور، لِسان العرب، جلد ۲ صفحہ ۷۸)

775 عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم أَنَا خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنْتَ يَا عَلِيُّ عليه السلام خَاتِمُ الْأَوْصِيَاءِ إِلَى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: میں آخری نبیؐ ہوں اور اے علی علیہ السلام تُم آخری (انبیاءؑ کے) وصی ہو قیامت تک کیلئے۔

(امام ابراہیم بن محمد الجوینی فرائد السمطین، جلد ۱، صفحہ ۱۰۱، بیروت لبنان)

776 عَنْ عَتْبَةِ بْنِ عَامِرِ الْجُهْنِيِّ رضي الله عنه قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم عَلَى قَوْلِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وآله وسلم نَبِيُّهٗ وَ عَلِيًّا عليه السلام وَصِيُّهٗ فَأَيُّ مِنَ الثَّلٰثَةِ تَرَكْنَاهُ كَفَرْنَا، وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم لَنَا أَحِبُّوْا هٰذَا يَعْنِيْ عَلِيًّا عليه السلام فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهٗ وَ اسْتَحْيُوْا مِنْهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَسْتَحْيِيْ مِنْهُ۔

حضرت عتبہ بن عامر جُہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس بات پر رسولؐ اللہ سے بیعت کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اِلٰہ (عبادت کے لائق) نہیں وہ ایک (یکتا) ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکے نبی ہیں اور علی علیہ السلام اُنکے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وصی ہیں۔ پس اِن تینوں میں سے ہم کسی ایک کو بھی ترک کریں گے تو کفر اختیار کریں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تُم اِس یعنی علی علیہ السلام سے محبت رکھو کیونکہ اللہ بھی اس محبت رکھتا ہے اور اس سے حیا کرو کیونکہ اللہ

صفحہ نمبر: ۴۳۴

حدیث نمبر: ۷۷۴

صحتِ حدیث: لغویت اور بس، نہ حدیث نہ آثر

تبصرہ: ابن منظور نے لفظِ وصی کی لغوی تشریح کرتے ہوئے وضاحتاً یہ بات کہی ہے یہ کوئی یا آثر نہیں ہے۔ ابن منظور کی وضاحت پر غور کریں کہ یہ "قیل لعلی وصی" سے شروع ہوتا ہے۔ اپنی رائے یا قول نہیں دے رہے۔

حدیث نمبر: ۷۷۵، ۷۷۶

صحتِ حدیث: موضوع

تعالیٰ بھی (اپنی شان کے مطابق) اِن سے حیا فرماتا ہے۔ (اللہ کا حیا فرمانا ہمارے جیسے کم علم و فہم کی سمجھ سے باہر ہے اسکی حقیقت اللہ اور اُس کے رسول ﷺ جانتے ہیں)۔

(امام سید علی ہمدانی مودۃ القربیٰ، جلد ۴، صفحہ ۴۹، بیروت لبنان)

ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بے شمار احادیثِ مبارکہ بیان کی ہیں جس سے بالکل واضح ہو چکا ہے کہ تاجدارِ کائناتؐ مولا علی علیہ السلام کو اپنا وصی و نائب اور جانشین بنا کر گئے ہیں اِنکے علاوہ بھی متعدد احادیثِ مبارکہ موجود ہیں جو حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے وصیِ رسولؐ ہونے پر دلالت کرتی ہیں مگر ہم کتاب کو زیادہ ضخیم نہیں کرنا چاہتے باقی احادیثِ مبارکہ کو ہم اپنی دوسری حدیث کی کتاب میں بیان کر دیں گے۔

دیکھا جائے تو مسجد کے امام نے کہیں جانا ہو تو پیچھے اپنا نائب امام چھوڑ کر جاتا ہے، سکول و کالج اور یونیورسٹی کے پرنسپل حضرات بھی اپنا نائب رکھتے ہیں زندگی کے ہر شعبے میں آپ کو نائب ملیں گے۔ تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اپنی اُمت کو بغیر کسی نائب کے چھوڑ کر چلے جاتے۔ آپؐ نے اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک قرآن اور دوسری میری اہلِ بیت عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ اُنکو پکڑو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ اور جب آپؐ کی اہلِ بیت عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ کی بات ہو گی تو مولا علی علیہ السلام سب سے پہلے نمبر پر ہونگے۔

میں فقیر محمد یاسین قادری جو درِ مرتضیٰ علیہ السلام کا ایک ادنیٰ سا منگتا ہوں یہاں کچھ اور احادیثِ مبارکہ بیان کرتا ہوں جس سے یہ بات بالکل اظہر من الشمس ہو جائے گی کہ تاجدارِ کائناتؐ اپنی اُمت کو بے سہارہ اور لاوارث نہیں چھوڑ کر گئے بلکہ اُمت کے ہادی، مہدی اور امام بنا کر گئے اور اُنکی پہچان کروا کر تشریف لے گئے اب اُمت کا کام تھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے ہادی و مہدی علیہم السلام کا دامن تھام لیتے تاکہ ہدایت اور صراطِ مستقیم پر گامزن رہتے آج کل جو فتنہ و فساد اُمت میں ہے یہ صرف اسی لیئے ہے کہ اُمت نے آپؐ کے بتائے ہوئے ھادیؑ و مہدی علیہم السلام کا دامن نہیں

صفحہ نمبر: ۴۳۶
حدیث نمبر: ۷۷۷
صحتِ حدیث: صحیح
حدیث نمبر: ۷۷۸
صحتِ حدیث: ضعیف

پکڑا اگر آپؐ کے بتائے ہوئے ہادی و مہدی علیہ السلام کا دامن تھام لیتے تو ہر فتنہ و فساد مٹ جاتا۔ اب ہم چند اور احادیث بیان کرتے ہیں جن سے واضح ہو رہا ہے کہ آپؐ اُمت کو ھادی و مہدی علیہ السلام دے کر گئے ہیں۔

777 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجۃ الوداع میں عرفات کے دن دیکھا وہ (آپؐ) اپنی اُونٹنی قصواء پر سوار تھے اور خطبہ دے رہے تھے پس میں نے اُن کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ اے لوگو! بے شک میں تمہارے اندر وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تُم اُسکو تھامے رکھو گے تو گمراہ نہیں ہو گے اللہ کی کتاب (قرآن) اور میری عترت میری اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ۔

(امام ترمذی جامع، صفحہ ۸۵۹: حدیث ۳۷۸۶ دار السلام الریاض، سعودی عرب)،
(امام طبرانی معجم الاوسط: جلد ۵، حدیث ۴۷۵۷)، (امام طبرانی معجم الکبیر: جلد ۳: حدیث ۲۶۸۰)،
(علامہ ناصر البانی سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: جلد ۴، حدیث ۱۷۶۱)،
(امام ابن کثیر تفسیر القرآن العظیم: جلد ۴: صفحہ ۱۱۴، ۱۱۳)

778 عَنِ ابْنِ وَاثِلَةَ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي تَارِكٌ فِيْكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا إِنِ اتَّبَعْتُمُوْهُمَا، وَهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَأَهْلُ بَيْتِي عِتْرَتِي، ثُمَّ قَالَ: أَتَعْلَمُوْنَ أَنِّي أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ؟ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالُوْا: نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔

صفحہ نمبر: ۴۳۷
حدیث نمبر: ۷۷۹
صحتِ حدیث: صحیح

حضرت ابنِ واثلہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے ایک طویل روایت میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے لوگو! بے شک میں تمہارے اندر (ور میان) دو چیزیں (دو حکم دینے والے امرین) چھوڑے جارہا ہوں جب تک تُم اُنکی اتباع کرو گے کبھی گمراہ نہیں ہوگے اور وہ دونوں چیزیں اللہ کی کتاب (قرآن) اور میری اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ میری عترت ہیں پھر (آپ) نے ارشاد فرمایا کیا تُم نہیں جانتے بے شک میں ایمان والوں کی جانوں سے قریب ہوں؟ ایسا تین بار فرمایا اُنہوں نے کہا جی ہاں پس پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی علیہ السلام مولا ہے۔

• قَالَ حَاكِمُ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ۔

(امام حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے)

(امام حاکم المستدرک، جلد ۳، حدیث ۴۵۷۷)

779 عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ فِي رِوَايَةٍ طَوِيلَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ كِتَابُ اللهِ ثُمَّ قَامَ وَأَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ علیہ السلام، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ أَوْلَى بِكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ؟ قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، أَلَسْتُ أَوْلَى بِكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ؟ قَالُوا بَلَى. قَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا اے لوگو! بے شک میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑ کر جارہا ہوں اُس کے ہوتے ہوئے (اُنکو تھام لو گے تو) تُم کبھی گمراہ نہیں ہوگے وہ اللہ کی کتاب (قرآن) ہے پھر آپ کھڑے ہوئے اور حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر پھر ارشاد فرمایا، اے لوگو! کون ہے جو تمہاری جانوں سے قریب ہے؟ اُنہوں نے کہا

اللہ اور اُسکا رسولؐ بہتر جانتے ہیں (پھر پوچھا) کیا میں تمہاری جانوں سے قریب نہیں ہوں؟ اُنہوں نے کہا کیوں نہیں (آپؐ نے پھر) ارشاد فرمایا جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی علیہ السلام مولا ہے۔

(امام طبرانی معجم الکبیر: جلد ۵: حدیث ۴۹۸۶)، (امام حاکم مستدرک: جلد ۳: حدیث ۶۲۷۲)

اِن احادیثِ مبارکہ سے بھی ہمارا موقف واضح ہو رہا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرما کر گئے ہیں کہ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں قرآن اور میری اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ ان کو تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے جب اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کا نام آتا ہے تو مولا علی علیہ السلام کا نام مبارک سب سے پہلے آتا ہے اور دوسری حدیثِ مبارکہ میں تو قرآن کے بعد آپؐ نے مولا علی علیہ السلام کا نام لیا ہے، یہ حدیث بے شمار طرق سے ہمارے پاس موجود ہے مگر ہم کتاب کو زیادہ ضخیم نہیں کرنا چاہتے اس لیئے اپنا موقف ثابت کرنے کیلئے اِتنی روایات پہ ہی اکتفاء کیا ہے مولا علی المرتضیٰ علیہ السلام کا نائبِ رسولؐ، وصیِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جانشینِ رسولؐ ہونے کیلئے بخاری و مُسلم کی متفق علیہ حدیث موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام والی ہی کافی ہے اُس کو ہم یہاں بیان نہیں کر رہے بلکہ اپنی اِسی کتاب کی جلد دوم میں پورا ایک باب قائم کیا ہے اس حدیث کے بے شمار طرق بیان کیئے ہیں اور دلائل سے مولائے کائنات علیہ السلام کو وصیِ رسولؐ اور نائبِ رسولؐ ثابت کیا ہے۔

قرآن مجید میں حبل اللہ اور صراطِ مستقیم بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کیلئے استعمال ہوئے ہیں اور اہلِ بیت عَلَیْہِمُ السَّلَامُ میں مولا علی علیہ السلام سرِ فہرست ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے؛

❖ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۪

اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو"۔

(سورۃ آلِ عمران: آیت ۱۰۳)

اس آیتِ کریمہ کے ذیل میں امام ثعلبیؒ روایت کرتے ہیں۔

780 عَنِ الْإِمَامِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: نَحْنُ حَبْلُ اللّٰهِ الَّذِي قَالَ اللّٰهُ فِيهِ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے ہم (اہلِ بیتِ رسولؐ) اللہ کی رسی ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مظبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو۔

(امام ثعلبی الکشف والبیان: جلد ۳، صفحہ ۱۶۲، ۱۶۳)

اس آیتِ کریمہ میں بھی مولا علی علیہ السلام جو کہ اہلِ بیتِ اطہار عَلَيْهِمُ السَّلَامُ میں سرِ فہرست ہیں اُنکو تھامنے کا حکم مل رہا ہے۔ اور امام ہندی کنز العمال میں روایت کرتے ہیں کہ صراطِ مستقیم بھی مولا علی علیہ السلام کی ذات ہے۔ پس ثابت ہوا کہ تاجدارِ کائنات اپنا نائب اور جانشین مولا علی علیہ السلام کو بنا کر گئے ہیں اور جن چیزوں کو ثقلین کہہ کر بیان کیا ہے اُن میں قرآن اور اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کا ذکر کیا ہے۔ اہلِ بیت عَلَيْهِمُ السَّلَامُ میں پہلی ذات حضرت علی علیہ السلام کی ذات ہے اور قرآن کے ساتھ بھی مولا علی علیہ السلام کی ذات ہے حدیثِ رسولؐ ہے۔

781 عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: عَلِيٌّ علیہ السلام مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ علیہ السلام لَا يَفْتَرِقَانِ حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ۔

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا علی علیہ السلام قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی علیہ السلام کے ساتھ ہے یہ دونوں کبھی جُدا نہیں ہونگے۔ یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر دونوں اکھٹے آئیں گے۔

(امام ہیثمی مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: جلد ۹ صفحہ ۱۳۴، ۱۳۳)،
(امام طبرانی معجم الاوسط: جلد ۵ حدیث ۴۸۸۰)،
(امام طبرانی معجم الصغیر: جلد ۱ صفحہ ۲۵۴)

صفحہ نمبر: ۴۳۹
حدیث نمبر: ۷۸۰
صحتِ حدیث: موضوع

حدیث نمبر: ۷۸۱
صحتِ حدیث: ضعیف

782 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَادَى مُنَادٍ هٰذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام وَصِيُّ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ، وَقَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا دے گا یہ علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہے یہ سب جہانوں کے ربّ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصی ہے ایمان والوں کا رہنما ہے روشن چہرے والوں کا رہبر ہے اس کا مقام جنّتِ نعیم میں ہے۔

(امام موفق بن احمد مکی حنفی خوارزمی، مناقب خوارزمی، صفحہ ۳۵۹، ۳۶۰)

الغرض یہ بات بالکل اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا وصی و نائب مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کو بنا کر گئے تھے۔

انکے علاوہ بھی بے شمار احادیث موجود ہیں مگر ہم انہی احادیث پر اکتفاء کرتے ہیں جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپؐ اپنے بعد اپنا نائب مولا علی علیہ السلام کو بنا کر گئے تو پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد افضلِ کائنات ہستی بھی صرف اور صرف مولا علی علیہ السلام کی ہے۔ اتنے فضائل اور مناقب کسی اور شخصیت کیلئے آپؐ نے بیان نہیں کیئے جتنے مولا علی علیہ السلام کے بیان کیئے ہیں اور انسان افضل و اعلیٰ فضائل و مناقب کی کثرت سے ہی بنتا ہے اِسی لئیے میں محمد یاسین قادری جو درِ مرتضیٰ علیہ السلام کا ایک ادنیٰ سا منگتا ہوں یہی ثابت کر رہا ہوں کہ حضورؐ کی ذاتِ گرامی کے بعد افضل و اعلیٰ ذات مولائے کائنات علی المرتضیٰ علیہ السلام کی ذات ہے۔

صفحہ نمبر: ۴۴۰

حدیث نمبر: ۷۸۲

صحتِ حدیث: موضوع

تبصرہ: مصنف یاسین پوری کتاب میں کسی مقام پر نام نہاد افضلیتِ علی کو کسی سطح پر بھی ثابت نہ کر سکا، ہاں البتہ اس نے اپنی تمام تر بیہودہ گوئی سے اتنا ضرور ثابت کیا ہے کہ یہ یاسین نامی شخص بہت بڑا دجالِ عصر اور کذابِ نامور ہے اپنی صحیح اور غلط ہر بات میں ناقابل اعتبار ہے۔ پوری کتاب موضوعات و مکذوبات کا مجموعہ ہے صحیح یا ضعیف احادیث بہت ہی کم ہیں، زیادہ تر جھوٹ ہی جھوٹ ہے جسے یہ احادیث کے نام سے بیان کرتا آیا ہے۔ اور قارئین کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ایمان و ایقان اور عقیدہ کی سطح پر صرف اور صرف اولاً آیتِ کریمہ اور ثانیاً عین صحیح حدیث حجت ہوتی ہے۔

المصادر والمراجع

1. القرآن الکریم۔
2. آلوسی: امام شہاب الدین سیّد محمود بن عبد اللہ حسینی آلوسی البغدادی (۱۲۱۷۔۱۲۷۰ھ)روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی۔ ملتان پاکستان مکتبہ امدادیہ۔
3. ابنِ اثیر: ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالکریم بن عبد الواحد شیبانی جزری (۵۵۵۔۶۳۰ھ) اسد الغابة فی معرفة الصحابة۔ بیروت لبنان: دار الکتب العلمیة۔
4. احمد بن حنبل: ابو عبداللہ بن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ)۔فضائل الصحابة بیروت لبنان: مؤسسة الرسالة ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء
5. احمد بن حنبل: ابو عبداللہ شیبانی (۱۶۴۔۲۴۱ھ)المسند بیروت لبنان: المکتب الاسلامی للطباعة و النشر ۱۳۹۸ھ/۱۹۸۷ء۔
6. اسماعیل: اسماعیل حقی بن مصطفٰی بن استانبولی حنفی خلوتی (۱۰۶۳۔۱۱۲۷ھ)تفسیر روح البیان۔ کوئٹہ پاکستان: مکتبہ اسلامیة ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔
7. بخاری: ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراهیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ) الصحیح دارالسلام الریاض، بیروت لبنان: دار ابنِ کثیر، الیمامہ، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۶۔۱۹۸۷ء۔
8. بزار: ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق بصری (۲۱۵۔۲۹۲ھ)۔المسند بیروت لبنان موسسة علوم القرآن۱۴۰۹ھ۔
9. بغوی: ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد(م ۵۱۰ھ)۔ معالم التنزیل فی تفسیر القرآن۔ بیروت لبنان: دار المعرفه ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ء۔
10. بیضاوی: ناصر الدین، ابوالخیر عبداللہ بن عمر بن محمد شیرازی (م ۷۹۱ھ)۔انوار التنزیل و اسرار التاویل۔ بیروت لبنان: داراحیاء التراث العربی ۱۴۱۸ھ۔

11. بیہقی: ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبداللہ بن موسٰی (۳۸۳۔۴۵۸ ھ) الاعتقاد بیروت لبنان: دار الآفاق الجدیدۃ ۱۴۰۱ھ

12. بیہقی: ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبداللہ بن موسٰی (۳۸۳۔۴۵۸ھ) السنن الکبرٰی۔ مکہ مکرمہ سعودی عرب: مکتبہ دار الباز ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

13. بیہقی: ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبداللہ بن موسٰی البیہقی (۳۸۳۔۴۵۸ھ) شعب الإیمان۔ بیروت لبنان: دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

14. ترمذی: ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی بن سورہ بن موسٰی بن ضحاک (۲۰۹۔۲۷۹ھ) السنن۔ بیروت لبنان: دار احیاء التراث العربی، دار السلام الریاض۔

15. ابنِ تیمیہ: احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام حرانی (۶۶۱۔۷۲۸ھ) منہاج السنۃ النبویۃ، مؤسسہ قرطبہ۔

16. ثعلبی: ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراھیم (م۴۲۷ھ)۔ الکشف و البیان عن تفسیر القرآن۔ بیروت لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۲ء۔

17. ابنِ جوزی: ابو الفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۹۷ھ) التبصرۃ۔ مصر لبنان: دار الکتاب المصری ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء۔

18. ابنِ جوزی: ابو الفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۹۷ھ) صفۃ الصفوۃ۔ بیروت لبنان: دار الکتب العلمیۃ ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء۔

19. ابنِ جوزی: ابو الفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۹۷ھ) زاد المسیر فی علم التفسیر، بیروت لبنان: دار المکتب الاسلامی ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء۔

20. ابنِ ابی حاتم: عبدالرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن ادریس ابو محمد الرازی تمیمی (۲۴۰۔۳۲۷ھ) تفسیر القرآن العظیم۔ سعودی عرب: مکتبہ نزار مصطفٰی الباز ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹ء۔

21. حارث: الحارث بن أبی أسامۃ/الحافظ نور الدین الھیثمی (۱۸۶۔۲۸۲ھ) مسند الحارث (زوائد الھیثمی)۔ المدینۃ المنورۃ، سعودی عرب: مرکز خدمۃ السنہ والسیرۃ النبویہ ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء۔

22. حاکم: ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد (۳۲۱-۴۰۵ھ) المستدرک علی الصحیحین۔ بیروت لبنان: دار الکتب العلمیة ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء۔

23. ابنِ حبان: ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی البستی (۲۷۰-۳۵۴ھ) الصحیح۔ بیروت لبنان: مؤسسة الرسالة ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

24. ابنِ حجر عسقلانی: احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ) الإصابة فی تمییز الصحابة۔ بیروت لبنان: دار الجیل ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء۔

25. ابنِ حجر عسقلانی: احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ) تهذیب التهذیب۔ بیروت لبنان: دار الفکر ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء۔

26. ابنِ حجر عسقلانی: احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ) فتح الباری۔ لاهور پاکستان: دار نشر الکتب الاسلامیه، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء۔

27. ابنِ حجر عسقلانی: احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ) لسان المیزان۔ بیروت لبنان: مؤسسة الأعلمی المطبوعات ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء۔

28. ابنِ حجر عسقلانی: احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ) المطالب العالیة۔ بیروت لبنان: دار المعرفة ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء۔

29. حسام الدین ہندی: علاء الدین علی متقی (م ۹۷۵ھ)۔ کنز العمال بیروت لبنان مؤسسة الرسالة، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء۔

30. حسکانی: عبید اللہ بن عبداللہ بن احمد (م ۴۹۱ھ)۔ شواهد التنزیل لقواعد التفضیل بیروت لبنان۔ موسسة الأعلمی للمطبوعات ۱۴۳۱ ھ/۲۰۱۰ء

31. حلبی: علی بن برہان الدین (م ۱۰۴۴ھ) إنسان العیون فی سیرة الأمین المامون ''السیرة الحلبیة'' بیروت لبنان: دار المعرفه ۱۴۰۰ھ

32. ابو حیان: محمد بن یوسف بن علی بن حیان اندلسی غرناطی (م ۷۴۵ھ) البحر المحیط۔ بیروت لبنان: دار الفکر ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

33. خازن: علی بن محمد بن ابراهیم بن عمر بن خلیل (۶۷۸-۷۴۱ھ) لباب التاویل فی معانی التنزیل ، بیروت لبنان : دار المعرفہ۔

34. ابنِ خزیمہ: ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ سلمی نیشاپوری، (۲۲۳-۳۱۱ھ) الصحیح۔ بیروت لبنان، المکتب الاسلامی ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء۔

35. خطیب بغدادی: ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲-۴۶۳ھ) تاریخِ بغداد۔ بیروت لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

36. دار قطنی: ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان (۳۰۶-۳۸۵ھ) السنن۔ بیروت لبنان: دار المعرفہ ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء۔

37. دارمی: ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن (۱۸۱-۲۵۵ھ)۔ السنن، بیروت لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

38. ابو داؤد: سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی (۲۰۲-۲۷۵ھ)۔ السنن۔ بیروت لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء دار السلام الریاض۔

39. دولابی: ابو بشر محمد بن احمد بن حماد (۲۲۴-۳۱۰ھ)۔ الذریۃ الطاہرۃ النبویۃ۔ الکویت: ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۶ء۔

40. دیلمی: ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی الہمذانی (۴۴۵-۵۰۹ھ)۔ الفردوس بماثور الخطاب۔ بیروت لبنان: دار الکتب العلمیۃ ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

41. ذہبی: ابو عبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳-۷۴۸ھ)۔ تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والأعلام ۔ بیروت لبنان: دار الکتاب العربی ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء۔

42. ذہبی: ابو عبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳-۷۴۸ھ)۔ سیر أعلام النبلاء ۔ بیروت لبنان: دار الفکر ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء۔

43. ذہبی: ابو عبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳-۷۴۸ھ)۔ میزان الاعتدال فی نقد الرجال ۔ بیروت لبنان: دار الکتب العلمیۃ ۱۹۹۵ء۔

44. رازی: فخر الدین محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تیمی شافعی، (۵۴۴-۶۰۴ھ)۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) بیروت لبنان: دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۱ھ۔

45. رویانی: ابوبکر محمد بن ہارون(م ۳۰۷ھ)المسند۔قاھرہ مصر: مؤسسہ قرطبہ ۱۴۱۶ھ۔
46. زمخشری: جاراللہ محمد بن عمر بن محمد خوارزمی، (۴۶۷۔۵۳۸ھ)۔الکشاف عن حقائق التنزیل و عیون الأقاویل فی وجوہ التاویل۔بیروت لبنان: دار الکتاب العربی۔
47. زمخشری: جاراللہ محمد بن عمر بن محمد خوارزمی، (۴۶۷۔۵۳۸ھ) الکشاف عن حقائق التنزیل و عیون الأقاویل فی وجوہ التاویل۔قاھرہ مصر ۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۳ء۔
48. ابنِ سعد: ابو عبداللہ محمد، (۱۶۸۔۲۳۰ھ)۔الطبقات الکبریٰ۔ بیروت لبنان: دارالفکر ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء۔
49. سیوطی: جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ)الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ۔بیروت لبنان: دارالمعرفتہ۔
50. سیوطی: جلال الدین سیوطی ابوالفضل عبدالرحمن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان(۸۴۹۔۹۱۱ھ) الخصائص الکبریٰ مکتبہ نوریہ رضویہ پاکستان۔
51. شوکانی: محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ) فتح القدیر۔ مصر : مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی و اولادہ ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۴ء۔
52. شھرستانی: ابوالفتح محمد بن عبدالکریم بن ابی بکر أحمد (۴۷۹۔۵۴۸ھ)الملل والنحل۔ بیروت لبنان: دار المعرفتہ ۲۰۰۱ء۔
53. شوکانی: محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ) دارالسحابہ، دمشق شام، دارلفکر ۱۴۰۳ھ
54. ابنِ ابی شیبۃ: ابوبکر عبداللہ بن محمدبن ابی شیبۃ الکوفی (۱۵۹۔۲۳۵ھ) المصنف۔ الریاض السعودیہ: مکتبۃ دار الرشید ۱۴۰۹ھ۔
55. طبری: ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد (۲۲۴۔۳۱۰ھ) جامع البیان فی تفسیر القرآن۔ بیروت لبنان: دار الفکر ۱۴۰۵ھ۔
56. طبرانی: ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰۔۳۶۰ھ) المعجم الأوسط۔قاھرہ مصر : دار الحرمین ۱۴۱۵ھ۔
57. طبرانی: ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰۔۳۶۰ھ) المعجم

الکبیر ،موصل عراق: مکتبۃ العلوم والحکم ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

58. طبرانی:ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰۔۳۶۰ھ) المعجم الصغیر، موصل عراق مکتبہ العلوم والحکم ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء

59. طحاوی:ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ بن سلمۃ بن عبدالملک بن سلمۃ (۲۲۹۔۳۲۱ھ)۔شرح مشکل الآثار۔بیروت لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۷ء۔

60. طیالسی:ابوداؤد سلیمان بن داؤد جارود (۱۳۳۔۲۰۴ھ) المسند۔بیروت لبنان: دار المعرفۃ۔

61. ابنِ عادل:ابوبکر سراج الدین عمر بن علی بن عادل حنبلی (م۸۸۰ھ)۔اللباب فی علوم الکتاب۔بیروت لبنان: دارالکتب العلمیۃ ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء۔

62. ابنِ ابی عاصم:ابوبکر احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلد شیبانی (۲۰۶۔۲۸۷ھ) الآحاد والمثانی۔ ریاض، سعودی عرب:دار الرایۃ ،۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

63. ابنِ اَبی عاصم:ابوبکر احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلد شیبانی (۲۰۶۔ ۲۸۷ھ) کتاب السُنۃ، بیروت لبنان، المکتب الاسلامی ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء۔

64. ابنِ عبدالبر:ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ) الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب۔بیروت لبنان: دار الجیل ۱۴۱۲ھ۔

65. عبدالرزاق:ابوبکر بن ہمام بن نافع صنعانی (۱۲۶۔۲۱۱ھ)۔المصنف ۔ بیروت لبنان: المکتب الاسلامی،۱۴۰۳ھ۔

66. عجلونی:ابوالفداءاسماعیل بن محمد بن عبدالہادی بن عبدالغنی جراحی (۱۰۸۷۔۱۱۶۲ھ) کشف الخفا ومزیل الألباس۔بیروت لبنان:مؤسسۃ الرسالۃ ۱۴۰۵ھ۔

67. ابنِ عساکر:ابو قاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ بن عبداللہ بن حسین د مشقی الشافعی (۴۹۹۔۵۷۱ھ)تاریخ مدینۃ دمشق المعروف تاریخ ابنِ عساکر۔ بیروت لبنان: دار الفکر ۱۹۹۵ء۔

68. عینی:بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود(۷۶۲۔۸۵۵ھ) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۔ بیروت لبنان دار الفکر ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

69. قاضی عیاض: ابوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض (۴۷۶۔۵۴۴ھ) مشارق الأنوار، بیروت لبنان: المکتبۃ العتیقیۃ و دار التراث۔

70. قرطبی: ابو عبداللہ محمد بن احمد بن محمد بن یحیٰ بن مفرج اُموی (۲۸۴۔۳۸۰ھ) الجامع لأحکام القرآن۔ بیروت لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

71. قسطلانی: ابوالعباس شہاب الدین احمد بن محمد (۸۵۱۔۹۲۳ھ) ارشاد الساري لشرح صحیح البخاری۔ مصر دار الفکر ۱۳۰۴ھ۔

72. ابنِ کثیر: ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن زرع بصروی (۷۰۱۔۷۷۴ھ) تفسیر القرآن العظیم۔ بیروت لبنان: دار الفکر ۱۴۰۱ھ۔

73. ابنِ ماجہ: ابو عبداللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۷۔۲۷۵ھ) السنن۔ بیروت لبنان: دار الفکر۔

74. مبارک پوری: ابو العلا محمد عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم (۱۲۸۳۔۱۳۵۳ھ)۔ تحفۃ الأحوذي۔ بیروت لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

75. محب الدین طبری: ابو عباس احمد بن محمد، (م ۶۹۴ھ)۔ الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ۔ بیروت لبنان: دار الغرب الاسلامی ۱۹۹۶ء بیروت لبنان دار الکتب العلمیۃ ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۴ء۔

76. مزی: ابوالحجاج یوسف بن زکی عبدالرّحمٰن بن یوسف بن عبد الملک بن یوسف بن علی (۶۵۴۔۷۴۲ھ)۔ تہذیب الکمال۔ بیروت لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

77. مالک: ابنِ انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن حارث (۹۳۔۱۷۹ھ) الموطأ۔ بیروت لبنان: دار احیاء التراث العربی ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء۔

78. مسلم: ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد قشیری نیشاپوری (۲۰۶۔ ۲۶۱ھ) الصحیح۔ بیروت لبنان: دار احیاء التراث العربی دار السلام الریاض۔

79. مقدسی: ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد بن احمد حنبلی (۵۶۹۔۶۴۳ھ)۔الأحادیث المختارۃ. مکہ مکرمہ سعودی عرب:مکتبۃ النھضۃ الحدیثہ ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

80. مُلاں علی قاری: نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (م ۱۰۱۴ھ) ۔مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح۔ بیروت لبنان دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء۔

81. مناوی: عبدالرؤف بن تاج العارفین بن علی (۹۵۲۔۱۰۳۱ھ) فیض القدیر شرح الجامع الصغیر۔مصر: مکتبہ تجاریہ کبرٰی ۱۳۵۶ھ۔

82. منذری:ابو محمد عبدالعظیم بن عبد القوی بن عبداللہ بن سلامہ بن سعد (۵۸۱۔۶۵۶ھ) الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف۔بیروت لبنان: دارالکتب العلمیۃ ۱۴۱۷ھ۔

83. نسائی: ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی (۲۱۵۔۳۰۳ھ)۔خصائصِ علیؑ۔الکویت: مکتبہ المعلا ۱۴۰۶ھ۔

84. نسائی:ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی(۲۱۵۔۳۰۳ھ)۔السنن۔ بیروت لبنان: دارالکتب العلمیۃ ،حلب شام: مکتب المطبوعات الاسلامیہ ۱۴۰۶ ھ/۱۹۸۶ء۔

85. نسائی:ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی(۲۱۵۔۳۰۳ھ) السنن الکبرٰی۔ بیروت لبنان: دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

86. ابو نُعیم:احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسٰی بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ) تاریخ اصبہان۔بیروت لبنان: دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ ء۔

87. ابو نُعیم:احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسٰی بن مہران اصبہانی(۳۳۶۔۴۳۰ھ) حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء۔بیروت لبنان: دارالکتب العلمیۃ۔دارالکتاب العربی۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

88. امام موفق:بن احمد بن محمد مکی حنفی خوارزمی (۴۸۴۔ ۵۶۸ھ) مناقبِ خوارزمی بیروت لبنان دارالمرتضٰی۔

89. امام موفق:بن احمد بن محمد مکی حنفی خوارزمی (۴۸۴۔ ۵۶۸ھ) مقتل الحسین. انوار الھدٰی۔

90. حضرت مولانا عبید اللہ امرتسری:(۱۹۲۱ء۔۲۰۱۶ء) ارجح المطالب ناشر حق برادرز لاہور، حیدری کتب خانہ۔

91. علامہ عبدالرحمٰن صفوری شافعی:(المتوفی۸۹۹ھ) نزھۃ المجالس ،مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

92. شیخ سلیمان قندوزی حنفی:(۱۸۰۵۔۱۸۷۷ء)ینابیع المودۃ لِذَوی القربیٰ ،بیروت لبنان۔

93. احمد رضا خان بریلوی:(۱۸۵۶۔۱۹۲۱ء) فتاوٰی رضویہ رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

94. امیر کبیر علی ہمدانی:(۱۳۱۲۔۱۳۸۴ھ) المودۃ القربیٰ مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی بیروت لبنان۔

95. زرقانی: محمد بن عبدالباقی(۱۰۵۵۔۱۱۲۲ھ) شرح المواھب الدنیا ،بیروت لبنان، دارالکتب العلمیۃ ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء۔

96. ابنِ عقدہ: ابو عباس احمد بن محمد بن سعید(المتوفی۳۳۲ھ) کتاب الموالاۃ۔

97. محاملی: ابوعبداللہ حُسین بن اسماعیل(۲۳۵۔۳۳۰ھ)امالی عمان، المکتب الاسلامی ۱۴۱۲ھ۔

98. مجدد الف ثانی: شیخ احمد سرھندی(۹۷۱۔۱۰۳۴ھ) مکتوبات امام ربانی ، دہلی بھارت مطبع خاص مرتضوی۔

99. نووی: ابوزکریا یحیٰی بن شرف(۶۳۱۔۶۷۷ھ) تہذیب الاسماء واللغات، بیروت لبنان دارالفکر ۱۹۹۶ء۔

100. واحدی: ابوحسن علی بن احمد(المتوفی۴۶۸ھ) اسباب النزول۔لاہور پاکستان، دارالنشر الکتب الاسلامیہ۔

101. ھیثمی: احمد بن حجر المکی(۹۰۹۔۹۷۳ھ) الصواعق المحرقہ مصر مکتبہ قاھرہ ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء۔

102. ھیثمی: علی بن ابوبکر الھیثمی (۷۳۵۔۸۰۷ھ) موارد الظمآن بیروت لبنان دارالکتب العلمیۃ۔

103. ابو یعلٰی: احمد بن علی ابو یعلٰی(۲۱۰۔۳۰۷ھ) المسند، بیروت لبنان، دارالمامون للتراث ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

104. البانی: محمد ناصر الدین البانی (۱۳۳۳۔۱۴۲۰ھ) سلسۃ الاحادیث الصحیحہ بیروت لبنان المکتب الاسلامی ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء)

105. شاشی: ابو سعید ہیشم بن کلیب (المتوفی ۳۳۵ھ) المسند، مدینہ منورہ سعودی عرب مکتبہ العلوم والحکم ۱۴۱۰ھ۔

106. ابنِ راھویہ: ابو یعقوب اسحاق بن ابراھیم بن مخلد بن ابراہیم بن عبداللہ (۱۶۱۔۲۳۷ھ) المسند، مدینہ منورہ سعودی عرب مکتبۃ الایمان ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء۔

107. حکیم ترمذی: ابو عبداللہ محمد بن علی بن حسن بن بشیر (المتوفی ۳۲۰ھ) نوادر الاصول فی احادیث الرسول، بیروت لبنان دار الجیل ۱۹۹۲ء۔

108. حمیدی: ابوبکر عبداللہ بن زبیر (۲۱۹ھ) المسند، بیروت لبنان دار الکتب العلمیۃ، قاھرہ مصر مکتبۃ المتنبی۔

109. ابنِ جعد: ابوالحسن علی بن جعد بن عبید ہاشمی (۱۳۳۔۲۳۰ھ) المسند، بیروت لبنان ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

110. سخاوی: شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن (۸۳۱ھ) اِستجلاب اِرتقاء الغرف بحب أقرباء الرسول و ذوی الشرف، بیروت لبنان دار المدینۃ ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱ء۔

111. سبط ابنِ جوزی: شمس الدین ابو المظفر یوسف بن حسام الدین (۵۸۲۔۶۵۴ھ)۔